افغانستان میں سفید پرچموں کی آمد
اور کالے جھنڈوں کی اٹھان

سرزمینِ خراسان صلیبی لشکر کا قبرستان

اسیر افغانستان
محمّد ناصر خان
چیف ایڈیٹر ماہنامہ "بکھرے موتی"

سرزمینِ خراسان صلیبی لشکر کا قبرستان

اسیر افغانستان محمد ناصر خان

انقلاب پبلشرز
اُردو بازار لاہور: 0306-4511560

سرزمین خُراسان
صلیبی لشکر کا قبرستان

یہ تہذیبی تصادم نہیں صلیبی جنگ ہے

پوری دنیا کی صلیبی طاقتیں نہتے افغانستان پر حملہ آور ہیں۔ چند تصاویری ثبوت پیش ہیں۔ جس سے ثابت ہوتا ہے یہ تہذیبی تصادم نہیں بلکہ عالمِ اسلام کے خلاف برپا صلیبی جنگ ہے!!!

صلیبی سپاہی بائبل پڑھتے ہوئے

صلیبی لشکر کے ٹینک پر لٹکتی ہوئی صلیب

صلیبی اتحادیوں کے فوجی دورانِ جنگ بھی اپنی مذہبی رسومات باقاعدگی سے ادا کرتے ہیں

یہ صلیبی جنگ نہیں تو اور کیا ہے؟

21ویں صدی کی صلیبی جنگ میں پہلی صلیبی جنگ کی روایات زندہ کرتے ہوئے

مردار صلیبی فوجیوں کو پادری مذہبی رسومات کی ادائیگی کے ساتھ افغانستان سے اپنے ملکوں کو روانہ کرتے ہوئے

افغانستان میں تعینات صلیبی فوجیوں کے لئے پادری بھی تعینات ہیں جن کا کام فوجیوں کی برین واشنگ کرنا ہے

امریکہ میں صلیبی فوجیوں کا قبرستان

روس کا قبرستان جہاں پر آج بھی روسی فوجیوں کی باقیات کے ڈھیر مل جاتے ہیں
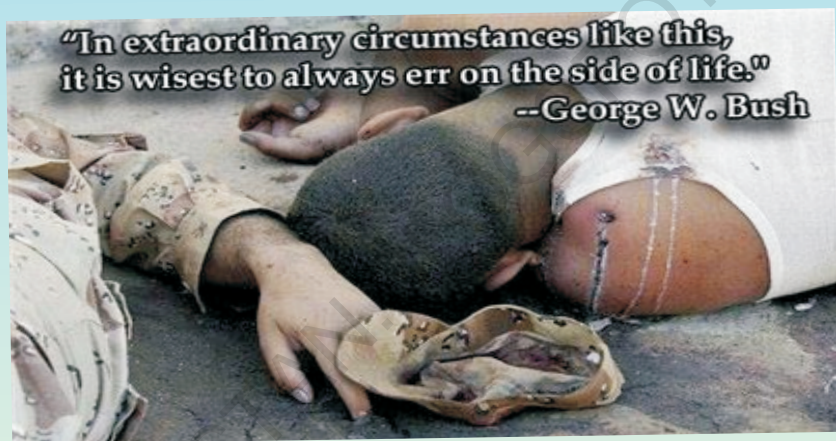
سرزمین افغانستان اب صلیبی لشکر کا قبرستان بن گیا ہے

عمر باقی ہے جو۔۔زخم دھوتے رہو۔۔خود پہ روتے رہو۔

افغانستان میں جابجا ہیلی کاپٹر اور تباہ شدہ گاڑیاں صلیبی افواج کی ناکامی کا منہ بولتا ثبوت ہیں

صلیبی فوج کے ایک پائلٹ کی لاش

ایک مجاہد ہیلی کاپٹر کا نشانہ بناتے ہوئے

صلیب کے پجاریو! مجاہدین تمہیں چین سے نہیں بیٹھنے دیں گے

رافضی ذاکر صلیبی جنگ میں مرنے والے
رافضی امریکی فوجی کا جنازہ پڑھتے ہوئے

صلیبی رسد پر حملہ اور جلتے ہوئے آئل ٹینکر

صلیبی فوجی ایک لڑکی کی تلاشی لیتے ہوئے۔نوجوانو! اپنی غیرت اور عزت کو صلیبی لشکر سے بچاؤ

صلیبی جنگ میں مسلمانوں کے بچے، بچیاں اور عورتیں تک محفوظ نہیں

کابل کے ہائی سیکورٹی زون میں دارالامان کے قریب صلیبی غاصبوں پر حملہ جس میں 25 امریکی فوجی مردار ہوئے

پنجشیر میں اتحادی فوجی اڈے پر حملے کے بعد کا منظر

نام کتاب — سرزمین خراسان صلیبی لشکر کا قبرستان
مؤلف — محمد ناصر خان
ناشر — انقلاب پبلشرز اردو بازار لاہور
رعایتی قیمت — 150

مکتبہ سید احمد شہیدؒ اردو بازار لاہور — مکتبہ ابن مبارک اردو بازار لاہور
مکتبہ نقوش اسلامی اردو بازار لاہور — ممتاز کتب خانہ پشاور
مکتبہ فاروقیہ مینگورہ سوات — مکتبہ عمر فاروق کراچی
مکتبہ شہید اسلام لال مسجد اسلام آباد — کشمیر بکڈپو چکوال
مکتبہ محمودیہ ژوب 0302-6069920
اپنے شہر کے ہر بڑے کتب خانے سے طلب فرمائیں

انقلاب پبلشرز اردو بازار لاہور
0306-4511560

فہرست

ہلمند میں صلیبی آپریشن اور حقائق

خوست میں صلیبی مرکز پر مجاہدین کی یلغار

افغانستان میں فیصلہ کن صلیبی شکست کا منظر نامہ

افغانستان سے امریکی پسپائی کا آغاز

برطانیہ کا صلیبی جنگ میں نقصان

افغانستان میں صلیب اور قرآن کی کشمکش کا منظر نامہ

طالبان کا آپریشن بدر

اسلامی امارتِ افغانستان

حرف آغاز

صلیبی لشکر کا قبرستان

13 جنوری 1842ء کی سرد شام کو جلال آباد میں برطانوی قلعہ نما چھاؤنی کے پہرے پر مامور گشتی دستے کا لیفٹننٹ ہیولاک بیزاری سے سوچ رہا تھا۔ ''یہ افغان سرزمین تو ہمارے لیے عذاب بنتی جا رہی ہے۔'' ایک طرف شدید برفانی موسم کی ہولناکی اور اس پر مستزاد افغانوں کی ناقابلِ شکست مزاحمت۔ انہی خیالوں میں گم دفعتاً اس کی نظر کابل سے آنے والی سنسان سڑک پر پڑی جہاں ایک خچر سوار نمودار ہو چکا تھا۔ ہیولاک نے مستعد ہو کر اپنی بندوق سیدھی کر لی۔ غور سے دیکھنے پر معلوم ہوا کہ سوار برطانوی فوجی وردی پہنے ہوئے ہے، خچر سوار ڈگمگاتا ہوا فصیل کے قریب پہنچا، اپنی ٹوپی اُتار کر بمشکل مخصوص فوجی سلام کہا اور پھر اُس کی گردن ڈھلک گئی۔ ہیولاک نے کئی سپاہیوں کے ساتھ سہارا دے کر اُسے اُتارا، اچانک ایک فوجی چلایا: ''یہ تو ڈاکٹر برائیڈن ہے۔۔۔!!! کابل چھاؤنی کا اسسٹنٹ سرجن۔'' برائیڈن جواب بے ہوش ہو چکا تھا، خود بھی زخموں سے چُور تھا اور اُس کا خچر بھی، کئی گھنٹوں کے بعد ہوش میں آتے ہی برائیڈن کے مُنہ سے جو پہلا جملہ ادا ہوا، وہ یہ تھا، ''سب مر چکے ہیں جنرل! صرف میں ہی زندہ بچا ہوں، اوہ میرے خدا! میں اپنی آنکھوں سے لاشیں گرتی دیکھیں ہیں، ہزاروں لاشیں۔''

ڈاکٹر برائیڈن، جسے مورخین نے Sole Surviver کا خطاب دیا، برطانوی سُپر پاور کے کابل چھاؤنی میں متعین 16,500 فوجیوں و دیگر عملے میں سے بچنے والا واحد شخص تھا، جسے افغان مسلمانوں نے نشانِ عبرت کے طور پر واپس بھیجا تھا۔ تقریباً ڈیڑھ صدی کے بعد 14 فروری 1989ء کی شام کم و بیش دس سال تک برطانیہ سے بڑھ کر ذلتیں اور ہزیمتیں سمیٹنے کے بعد سوویت یونین کی فوجوں کا آخری دستہ بھی سوویت یونین کی لاش کو دریائے آمو کے برفیلے پانیوں میں دریا بُرد کر کے افغانستان سے رُخصت ہو رہا تھا اور پھر صرف 13 سال بعد 8 اکتوبر 2001ء کی رات ایک اور ''سُپر پاور'' کی شامتِ اعمال اُسے اس سرزمین میں کھینچ لائی اور آج صرف دس سال کے بعد اس مردود سپر پاور کے سرخیل

بھی،''سپر پاور کے قبرستان'' افغان سرزمین سے فرار کے راستے تلاش کرنے میں ناکام کوشش کر رہے ہیں۔

عہد حاضر میں جاری حق و باطل کا معرکہ بھی اب اس نہج پر پہنچ چکا ہے جہاں پیروان ابلیس اہل ایمان کے بالمقابل اپنی قوت صرف کر دینے کے باوجود شکست زدہ ہو کر زچ ہو جاتے ہیں۔ اور پھر اپنے فطری تکبر کا مظاہرہ کرتے ہوئے ان کو صفحہ ہستی سے مٹانے کی سعی لا حاصل میں لگ جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ طاغوت عصر امریکہ اپنے تمام تر معاشی، انسانی و مادی وسائل کو موجودہ صلیبی جنگ میں جھونک چکا ہے۔ اہل ایمان کے ہاتھوں شکست کی ذلت سے دوچار امریکہ کے جنگی جنون کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے۔ دنیا کی کل آبادی کے محض 4 فی صد پر مشتمل اس ملک کا عسکری یا جنگی بجٹ دنیا بھر کے دفاعی بجٹ کا 40 فی صد ہے۔ دنیا کی اس وحشی قوم نے جو معلوم تاریخ میں انسانیت کی سب سے بڑی قاتل ہے۔ 14 لاکھ 45 ہزار ''سورما'' پال رکھے ہیں جو دنیا کے 7 میں سے 6 براعظموں میں پھیلے ہوئے ہیں۔ جبکہ 12 لاکھ نیشنل گارڈز اس کے علاوہ ہیں جن کو ضروریات کے وقت استعمال کیا جاسکتا ہے۔ اور ان میں سے 4 لاکھ اس وقت فعال ہیں۔ 8,023 ٹینکوں، 23,661 بکتر بند گاڑیوں، 10,646 جنگی جہازوں، 5,772 ہیلی کاپٹر اور 190 بحری جنگی جہازوں پر مشتمل دنیا کی سب سے بڑی عسکری قوت امریکہ اپنے تمام تر کبر و نخوت کے ساتھ اپنے ہمراہ دنیا بھر کی فوجوں کو لیے 2001ء میں جب 30 سالہ جنگ سے تباہ حال افغانستان میں پر پل پڑا تھا تو اس وقت دنیا تھر تھر کانپ رہی تھی کہ کہیں ہمارا بھی، تورا بورا، نہ بن جائے۔ 2001ء میں کون جانتا تھا کہ دنیا کو پتھر کے زمانے میں دھکیل دینے کی دھمکیاں دینے والا امریکہ سنگلاخ پہاڑوں کی اس سرزمین میں اس قدر بری طرح الجھ جائے گا کہ 10 سال تک ڈالروں اور بارود کی بارش برسانے کے باوجود واپسی کا محفوظ راستہ تک پانے سے قاصر ہے۔

ان دس سالوں میں امریکہ اور اس کے حواریوں نے کوئی جنگی حربہ اور ہتھیار ایسا نہیں چھوڑا جو نہتے افغانوں پر آزمایا نہ گیا ہو۔ تہذیب کے ان جھوٹے علمبرداروں کی وحشت و درندگی کی مکمل داستان تو شاید کبھی تاریخ کا حصّہ بنے لیکن اس کی چند سرخیاں ہی رونگٹے کھڑے کر دینے والی ہیں۔ جنگ کے پہلے 6 ماہ میں صلیبی اتحادیوں نے افغانستان کی سرزمین پر 20,000 سے زائد میزائل اور بم برسائے، جن میں جوہری مواد سے لیس ڈیزی کٹر بموں سے لے کر 5000 پونڈ تک وزنی بنکر بسٹر بسٹر اور کلسٹر بموں کے علاوہ کروز میزائل بھی شامل ہیں۔ ان وحشیانہ بم باریوں میں لاکھوں مسلمان شہید ہوئے۔ صلیب کے یہ پجاری اپنے پیش رووں کی مانند اپنے انجام سے غافل تھے لیکن اللہ تو ان کے اعمال اور اہل ایمان کے صبر سے واقف ہے اور اس کا فرمان ہے ان بطش ربک لشدید ''بے شک تیرے رب کی پکڑ بہت

سخت ہے‘‘(سورہ البروج:12)

چنانچہ صلیبی اتحاد بھی اللہ رب العزت کی پکڑ میں آ گیا۔اس کی ساری کی ساری ٹیکنالوجی جنگی سامان حرب اور مقامی وسائل دھرے کے دھرے رہ گئے۔ صلیبی اتحاد چوہوں کی مانند افغانستان کے چوہے دان میں پھنس کر رہ گیا ہے۔ نہ جانے ماندن نہ پائے رفتن کے مصداق اللہ کے شیروں کے شکنجے میں پھنسا طاغوت عصر امریکہ شدت تکلیف وغضب سے کبھی چنگھاڑتا ہے تو کبھی اپنی سونڈ زمین پر پٹختا ہے۔

قرائن بتاتے ہیں کہ طاقت کے نشے میں چور، کمزور قوموں پر ظلم ڈھانے والا امریکہ اب اللہ کی پکڑ میں آ چکا ہے اور وہ پکڑ تو ایسی سخت ہے کہ ڈرون حملے تو کجا پوری کائنات کی تمام طاقتیں مل کر بھی کسی ظالم کو اس پکڑ سے نہیں جا سکتیں۔ گفتِ الہٰی کی علامات کچھ یوں ہیں کہ سپر پاور ہونے کی دعوے دار دنیا کی اس مغرور اور متکبر قوم کا سیاسی، معاشی وعسکری ہر طرح سے جنازہ نکل چکا ہے۔امریکی معیشت تباہی کے اس دہانے پر پہنچ چکی ہے کہ ایک امریکی ماہر معیشت کے بقول عنقریب وہ وقت آنے والا ہے کہ جب کوئی امریکہ کو قرض دینے پر بھی تیار نہیں ہوگا جبکہ ریزرو کے نام کی کوئی چیز پہلے نہیں بچی۔

2011 کا مجوزہ بجٹ مسلسل تیسرا بجٹ ہے جو 1 ٹریلین ڈالر (یعنی 10 کھرب ڈالر) سے زاید خسارے کے ساتھ پیش کیا گیا۔2011 کا متوقع بجٹ خسارہ تقریباً 13 کھرب ڈالر اور 2010 اور 2009 کا بجٹ خسارہ بالترتیب 16 کھرب ڈالر اور 15 کھرب ڈالر تھا۔امریکہ کا قومی قرض 120 کھرب ڈالر تک پہنچ چکا ہے اور اس معاشی بدحالی کے نتیجے میں بے روزگاری کا ایک سیلاب امڈ آیا ہے اور بے روزگاری کی شرح تقریبا 10 ارب تک پہنچ چکی ہے۔بنکوں کے قرض ادا نہ کر سکنے کی وجہ سے 3 لاکھ سے زاید امریکی خاندان بے گھر ہو کر پناہ گزینوں کی مانند کیمپوں اور خیموں میں رہنے پر مجبور ہیں۔

دوسری جانب عسکری لحاظ سے بھی امریکہ نہ صرف شکست سے دوچار ہے بلکہ زوال کا شکار بھی ہو رہا ہے۔افغانستان اور عراق کی جنگوں مین خرچ کیے گئے 10 کھرب ڈالر اس کے کسی کام نہیں آئے بلکہ الٹا اس کے لیے وبال جان بن چکے ہیں۔جس فضائی قوت پر اسے بہت زیادہ ناز اور بھروسہ تھا اس کا حال یہ ہے کہ صرف افغانستان میں گزشتہ 10 سالوں میں مجاہدین نے امریکہ اور اس کے اتحادیوں کے کم از کم 63 ہیلی کاپٹر اور 17 دوسرے جہاز مار گرائے۔ جبکہ گرائے جانے والے ڈرون طیاروں کی تعداد بھی درجنوں میں ہے۔افغانستان میں مارے جانے والے امریکہ، اتحادیوں اور افغان فوجیوں کی تعداد لگ بھگ 40 ہزار ہے، یہ الگ بات ہے کہ وہ حقیقت سے نظریں چراتے ہوئے اس تعداد کو تسلیم نہیں کرتے۔اگر کوئی یہ سمجھتا ہے کہ روبہ زوال امریکہ اور اُس کے حواریوں کی اس بدترین شکست کے

منظرنامے کومحض مذاکرات اورنئی افغان پالیسی کے ذریعے بدلا جاسکتا ہےتو اُسے اس خیالی دنیا سے باہر آنا چاہیے۔پس نوشہ دیوار بہت واضح ہے کہ امریکہ بہت جلد شکست خوردگی کے عالم میں سوویت یونین کی مانندریزہ ریزہ ہوکرتاریخ کےاوراق میں تحلیل ہوجائے گا۔ ان شاءاللہ

اس کتاب میں صلیبی لشکر کی پسپائی کی دس سالہ تاریخ کا خلاصہ پیش کیا گیاہے یہ تو صرف چند اوراق ہیں اگرہم صرف صلیبی لشکر کے نقصانات کی تفصیل میں جائیں تو ہزاروں صفحات درکار ہیں۔یہ کتاب طالبان کی ویب سائٹ الامارہ ،عربی مجلّہ الصمود، نوائے افغان جہاد، پشتو رسائل مورچل، شہامت اورسرک کے علاوہ کئی کتابوں کے مضامین کا گویا خلاصہ ہے۔علاوہ ازیں امارتِ اسلامیہ افغانستان کے جہادی کمانڈروں کے انٹرویوز نے کتاب کوخصوصی زینت بخشی۔اللہ اپنی بارگاہ میں اس کوشش کوقبول فرمائے۔آمین۔

(اسیرِ افغانستان) محمدناصرخان

Email.nasirkh76@yahoo.com

الحاج مولوی جلال الدین حقانی حفظہ اللہ کا انٹرویو

سوال: جناب حقانی صاحب! ابتدا میں آپ اپنی صحت کے متعلق قارئین کو آگاہ کیجئے۔

جواب: **بسم الله الرحمن الرحیم الحمد لله وحده الذی نصر عبداه واعز جنده وانجز وعده وهزم الاحزاب وحده. الحمد لله الذی ارتضی لنا الاسلام دینا. فما اعظمه من دین، والصلوة والسلام علی خیر خلقه محمد وعلی اله وصحبه ومن اهتدی بهتدیه اجعمین وبعد!**

الحمدللہ تاحال مکمل صحت کی حالت میں ہوں، یعنی میرے اس عمر اور لگا تار تھکاوٹوں کے باوجود پھر بھی اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جسمانی لحاظ سے مکمل صحت یاب اور کسی قسم کی تکلیف سے دوچار نہیں ہوں جو میرے جہادی سرگرمیوں میں رکاوٹ بنے۔

سوال: کچھ عرصہ قبل آپ کی صحت حتیٰ کہ آپ کی شہادت کے متعلق بعض ذرائع ابلاغ نے خبریں شائع کی تھیں۔اس بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟

جواب: میری وفات اور شہادت کی افواہوں کے متعلق یہ جواب کافی ہے کہ میں آپ کے سامنے موجود ہوں اور آپ سے محو گفتگو ہوں اور صحت کے متعلق بھی اس پر قیاس کریں۔اس سے میری مکمل صحت کا نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے۔دشمن کی افواہیں بے بنیاد اور پروپیگنڈہ پر مبنی ہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ صحت، بیماری، موت اور شہادت تمام الٰہی مقدرات ہیں اور ہم سب اللہ تعالیٰ کے مقدرات پر ایمان رکھتے ہیں۔ان مقدرات سے کسی انسان کو چھٹکارا نہیں ہے تاہم ان تمام کے تعین شدہ اوقات ہیں۔اللہ تعالیٰ کی اسی تقدیر کے ساتھ میری زندگی میں مجھ پر بہت تکالیف آئیں، میری زندگی کا بیشتر حصہ مزاحمت کے میدان میں گزرا، مقابلے کے دوران زخموں اور مصائب کو برداشت کیا لیکن اس کے باوجود تاحال صحت منداور زندہ ہوں۔اگرچہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہادت میری سب سے عظیم آرزو اور ارمان ہے لیکن اس وقت تک میں اپنی اس آرزو تک نہیں پہنچ پایا۔

سوال: جناب حقانی صاحب! افغانستان میں اس وقت صلیبی قبضہ گیری کا نواں سال شروع ہو چکا ہے۔یہاں ان کے ستر ہزار (70,000) سے زائد غاصب فوجی مقیم ہیں۔مجاہدین ان کا مقابلہ کر رہے ہیں، آپ کے جہادی تجربات کی بنیاد پر اس نوع کے مقابلے میں کس فریق کی کامیابی کے امکانات زیادہ نظر آرہے ہیں؟

جواب: اگر افغانستان میں موجود جاری حق و باطل کے معرکہ کو دیکھا جائے تو یہ تاریخی لحاظ سے کفر و اسلام کے درمیان ایک ایسا غیر متناسب مقابلہ ہے جس کا اسلام امت کی تاریخ میں صرف ایک نمونہ

ہے، وہ ہے غزوہ احزاب لیکن وہاں بھی آخری کامیابی مسلمانوں اور مجاہدین کو نصیب ہوگئی اور یہاں بھی آخری فتح انشاء اللہ ضرور مجاہدین کے پلڑے میں آئے گی۔

مجاہدین کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی نصرت، مجاہد قوم کی حمایت اور ہمارے ملک کے فوجی وسیاسی حالات، وہ قرائن ہیں جو ہمارے اس دعوے کی تصدیق کرتے ہیں۔ وہ تمام وجوہات جو افغان مجاہدین کے ہاتھوں کمیونسٹی عالمگیریت کی تباہی کے باعث بنے، آج ان سے امریکی دوچار ہیں۔ افغانستان پر قبضہ کرنے سے ان کے ناقابل تلافی مالی اخراجات، ان کے ہزاروں افراد کی ہلاکتیں اور ان کے مقابلے کیلئے تمام مسلمہ امہ کے جری ابطال کا اٹھ کھڑے ہونا، وہ عوام ہیں جو اس ملک میں مجاہدین کی کامیابی اور امریکہ سمیت تمام صلیبی غاصبوں کی شکست کی اہم وجوہات ہیں۔

سوال: جناب حقانی صاحب! زمانے کے تغیر و تبدل کے لحاظ سے افغانستان پر روسی اور امریکی جارحیت میں بڑا فرق موجود ہے یعنی اس وقت مغربی اور مشرقی بلاکوں کے درمیان سرد جنگ کے نام سے مقابلہ جاری تھا۔ روسی جارحیت اور عالمگیریت سے عالمی برادری تنگ آ چکی تھی، اسی وجہ سے روسیوں کے مقابلے میں افغانی مزاحمت عالمی مادی اور معنوی حمایت سے مستفید ہوئی، مجاہدین کو افغانستان سے بیرون سیاسی سرگرمیوں کی اجازت اور امکانات مہیا تھے لیکن اس کے برعکس آج دنیا میں یک قطبی راج قائم ہے، تمام دنیا دہشت گردی سے مقابلے کے نام پر جہاد اور مجاہدین کے خلاف ہے اور مجاہدین سیاسی لحاظ سے دنیا بھر میں ایک چھوٹے ملک کی حمایت سے بھی محروم ہیں تو پھر کس طرح مجاہدین خالی ہاتھ ان پر فتح پائیں گے؟

جواب: الٰہی اقدار اور اللہ تعالیٰ کی نصرتیں ہمیشہ ایسے مخارق پیش کرتے ہیں جو انسانی عقل کے لحاظ سے ناممکن ہوتے ہیں۔ یہ آج کی بات نہیں ہے بلکہ حق و باطل کے درمیان معرکہ کے ابتدائی تمام تاریخ کو دیکھا جائے تو یہی الٰہی معیار بنا ہے کہ ان تنصرو الله ینصر کم ویثبت اقدامکم اور (کم من فئته قلیة غلبت فئة کثیرة باذن الله)

ہاں یہ بات یقینی ہے کہ دنیا دار الاسباب ہے۔ موجودہ شرائط میں بھی افغانستان میں امریکی غاصبوں اور ان کے صلیبی اتحادیوں کی شکست کیلئے افغان مسلم قوم، اسلامی جہاد اور مزاحمت سب سے اہم سبب ہے، وہ سبب جس کی موثریت پر امریکی اور صلیبی اتحاد کے تمام ارکان اعتراف کرتے ہیں، افغانستان کی جغرافیائی موقعیت اور تمام علاقے میں امریکی کثرت کے ساتھ شدید حساسیت اور جنگ کے ناقابل تلافی اخراجات بھی نظر انداز نہ کیے جائیں، میں یہ بھی کہتا ہوں امریکہ کی موجودہ فرعونیت اور دنیا کے تمام اصولوں سے بالاتر اختیارات دنیا بھر کیلئے چیلنج ہیں اور عنقریب اس بارے میں عالمی ردعمل سامنے آئے گا۔ یہاں ایک بات قابل ذکر ہے کہ روسی جارحیت کے دوران روسی اور ان کے حمایتی بھی

اس بات کو زیادہ سامنے لاتے کہ روسیوں کے مقابلے میں افغان مجاہدین کی کامیابی کے پیچھے امریکی سنگر میزائل اور ہتھیاروں کا زور ہے، اسی وجہ سے روسیوں پر جہادی برتری کا امتیاز امریکی اسلحہ اور امکانات کی جانب منسوب کرنے کی کوشش کی جاتی تھی لیکن اس بار امریکیوں پر مجاہدین کی کامرانی کے امتیازات صرف جہاد اور مجاہدین کی قربانیوں کا ثمرۂ حق ہے اور اب اسے کسی بھی دوسری طاقت کی طرف منسوب کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

سوال: افغانستان پر صلیبی جارحیت کے آٹھ سال مکمل ہو چکے ہیں۔ امریکہ اور اس کے صلیبی اتحاد کی افغانستان کی تسخیر پر مکمل زور آزمائی کے نتیجے میں ان کے تمام فوجی کمانڈروں اور اسی طرح سیاسی مبصروں کا نظریہ ہے کہ وہ جنگ میں ناکام ہیں لیکن اس کے باوجود وہ افغانستان مزید فوج بھیج رہا ہے اور یہاں مجاہدین کے مقابلے میں اپنی جنگی محاذوں کو تقویت پہنچا رہا ہے، اس کے اس متضاد عمل کو آپ کس نگاہ سے دیکھتے ہیں؟

جواب: میں پہلے بھی یہ بات کر چکا اور اب بھی کرتا ہوں کہ افغان مسئلہ میں امریکی حکمرانوں کی مثال اس ناکام کی جواری سی ہے جو جوئے کی میز پر گرم ہو کر اپنی آخری کامیابی کی امید میں تمام چیزوں سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ مغربی طاغوت اس وقت افغانستان میں اپنی شکست کا جو اعتراف کرتا ہے، یہ ان کیلئے منحوس واقعیت ہے جس سے عملاً ان کا سامنا ہے۔ اگر وہ اس کا اعتراف نہ کریں، ان ہلاک ہونے والے فوجیوں کے تابوت اس کا اعتراف کرتے ہیں اور یہ کہ وہ کیوں ان فوجی ناکامیوں کے ساتھ افغانستان مزید فوجیں بھیجتے ہیں، میرے خیال میں اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کمزور افغانوں کے ہاتھوں س مغرور قوم کی تباہی کا فیصلہ کر چکا ہے کیونکہ یہ وہی کمزور افغان ہیں جنہوں نے دو عشرہ قبل زمین کی سطح سے روسی استعمار کو نیست و نابود کر کے ان کا نام و نشان عالمی نقشے سے مٹا دیا تھا اور یہی وہ افغان تھے جنہوں نے گزشتہ صدی میں برطانوی عالمگیریت کو شکست سے دوچار کیا۔ معاصر دور میں دنیا میں صرف امریکی بدمعاش باقی ہے جو آج اپنی بدمعاشی اور غرور سے ''سپر پاور'' کے ''درجے'' تک پہنچ چکا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی نصرت سے وہ افغانستان میں اس انجام سے دوچار ہوگا جس کا اس سے قبل دیگر غاصبوں کو سامنا کرنا پڑا تھا۔

سوال: جناب حقانی صاحب! آٹھ برس گزارنے کے بعد امریکیوں نے افغانستان میں اپنی حکمت عملی بدلنے کی بات کو ہوا دی ہے جس سے اس وقت طالبان اور کرزئی ادارے کے درمیان مذاکرات کا ڈھنڈورا پیٹنے کی آواز عروج تک پہنچ چکی ہے، آپ اس بارے میں کیا فرمائیں گے؟

جواب: ہاں! امریکی آٹھ سال بسر کرنے کے بعد اب اس بات کی طرف متوجہ ہوئے کہ افغانستان

کے بارے میں ان کی موجودہ حکمت عملی مفید نہیں ہے، اسے بدلنا چاہیے، اس کے تغیر کے مختلف مراحل ہونگے۔

پہلا: افغانستان میں امریکی فوجوں کی کثرت

دوسرا: افغانستان میں قوموں کے درمیان تفرقہ پھیلانا اور انہیں ایک دوسرے کے مقابل کھڑا کرنا یا ان میں سے قومی ملیشیاؤں کی تشکیلات بنانا۔

تیسرا: افغانستان میں مجاہدین کے ساتھ مذاکرات کرنا۔

ان کی نئی حکمت عملی کے ابتدائی دو مرحلوں پر پہلے ہی سے عمل درآمد کیا جاچکا ہے لیکن اس کے باوجود انہیں کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکا۔ اب امریکی مذاکرات کرنے کے بہانے اپنے مندرجہ ذیل مقاصد حاصل کریں۔

(الف) مجاہدین کے درمیان بے اعتمادی کی فضا پیدا کرنا، بے اعتمادی کے معنی یہ ہیں کہ مذاکرات کے پروپیگنڈے کو اتنا پروان چڑھانا کہ تمام عالمی ذرائع ابلاغ دن رات اس کیلئے وقف ہوں تاکہ مذاکرات کی خبروں کو نمایاں طور پر نشر کریں، مذاکرات کے مقامات، مراحل، حتیٰ کہ فریقین کی شرائط تک کو نشر کریں۔ ابلاغی لحاظ سے ہر شخص کو یہ اندیشہ ہو کہ ضرور فریقین کے درمیان مذاکرات کے نام پر کچھ چیز موجود ہے لیکن حقیقت میں کچھ نہیں نہیں ہے۔

(ب) مذاکرات شروع کرنے سے کرزئی کٹھ پتلی ادارے کو قانونی حیثیت دلانا۔

(ج) مذاکرات نہ ہونے کی صورت میں امارات اسلامی کو موردالزام ٹھہرانا کہ وہ جنگ کو طویل دینا چاہتے ہیں۔

(د) جہاں تک مذاکرات کے بارے میں امارات اسلامی کا موقف ہے، وہ یہ ہے کہ امارات اسلامی آٹھ برس قبل افغانستان کی تمام مسائل اور مشکلات کو بات چیت اور مذاکرات سے حل کرنا چاہتی تھی۔ یہ امریکہ ہے جو اپنے غرور و تکبر کی وجہ سے دنیا میں اپنے سوا کسی کو نہیں دیکھ سکتا۔ امریکہ اپنا غرور اور دہشت امارات اسلامی پر تھوپنا چاہتا تھا اور کسی قسم کا معقول اور مصلحانہ منصوبہ ماننے کیلئے تیار نہ تھا۔ اسی لیے امارات اسلامی پر ناجائز اور وحشی حملہ کیا جس کے نتیجے میں ہزاروں معصوم جانیں ضائع ہوئیں، بستیاں تباہ ہوئیں، تباہ افغانستان مزید تباہ ہوا اور افغانستان کی مسلمان مجاہد قوم نے بے دریغ دفاعی مزاحمت میں ہزاروں غاصب صلیبیوں کو بھی اپنے انجام تک پہنچایا۔ کھربوں ڈالرز خرچ ہوئے لیکن اس سب کے بعد انہیں یہ بات سمجھ آئی کہ صرف فوجی طاقت مسائل کا حل نہیں ہے۔

سوال: یعنی آپ کے خیال میں موجودہ شرائط میں مذاکرات کا کوئی فائدہ ہے یا نہیں؟

جواب: نہیں! کوئی فائدہ نہیں، فائدہ اس لیے نہیں کہ امریکہ مذاکرات کو ایک سازش اور حربی طریقہ کے طور پر بروئے کار لارہا ہے۔ مسائل کے حل کی خاطر نہیں، درحقیقت امریکہ مذاکرات میں مخلص نہیں،

مذاکرات میں پہلے فریقین کی شرائط کی رعایت ہوتی ہے مگر وہ مذاکرات کی تجویز پیش کرتے ہیں اور شرائط صرف اپنے لیے معتبر سمجھتے ہیں۔ یہ بات اپنی ذات میں قومی اور بین الاقوامی قوانین کے خلاف ہے۔ مذاکرات کے متعلق امارات اسلامی کی پالیسی اور شرائط واضح ہے۔ان شرائط کو ماننے سے فریقین کے درمیان مذاکرات مثبت نتیجے تک پہنچ سکتے ہیں۔ ان شرائط میں سے ایک اہم شرط کہ تمام قابض فوجیں افغانستان سے کسی شرط کے بغیر نکل جائیں۔

درحقیقت افغانستان میں تمام مسائل کی جڑ غیر ملکی فوجوں کی موجودگی ہے۔ امریکہ ہی ہے جو بے گناہ معصوم لوگوں کو نشانہ بنا رہا ہے، ان کی سلامتی کو داؤ پر لگا رکھا ہے اور ان پر کٹھ پتلی اور فاسد حکمران مسلط کرنا چاہتے ہیں۔ وہ حکمران جن کے فسق و فجور، منشیات کی سمگلنگ میں ملوث ہونے اور لوگوں کے اموال لوٹنے کے حقائق خود امریکیوں نے ہی نشر کیے ہیں۔

سوال: جناب حقانی! عالمی ذرائع ابلاغ بعض اوقات امریکی اشارے پر ایسے پروپیگنڈے منظر عام پر لاتے ہیں کہ گویا آپ امارت اسلامی کی تشکیل سے باہر اپنی جہادی سرگرمیوں میں مصروف ہیں ان کے پروپیگنڈا کی وجوہات کیا اور کہاں تک درست ہے؟

جواب: یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ دشمن جب بھی فوجی میدان میں ناکام ہو جائیں تو پروپیگنڈے کے میدان میں اپنی سرگرمیوں کو زور دیتے ہیں اور وہاں ایسے پروپیگنڈے کرتے ہیں جن کی کوئی حقیقت نہیں ہوتی۔ یہاں بھی یہ تمام پروپیگنڈے شکست خوردہ دشمن کی ابلاغ مہم کا ایک حصہ ہیں، جس کا مقصد مجاہدین کے درمیان نفرت اور بے اعتمادی کی فضا قائم کرنا ہے۔ انہوں نے اس سے قبل بھی بہت ساری افواہیں پروان چڑھائیں، کبھی امارت اسلامی کے مجاہدین کو اعتدال پسند اور شدت پسند کے نام سے جدا کرتے ہیں اور کبھی ان کے درمیان اختلافات پھیلنے کی خبریں نشر کرتے ہیں لیکن ان کے تمام پروپیگنڈے بے بنیاد ہیں اور الحمدللہ امارت اسلامی کے تمام مجاہدین یک جان ہیں اور امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد کے کے زیر قیادت امریکہ اور اس کے غلاموں کے خلاف جہاد میں مصروف ہے۔ امارت اسلامی کے درمیان اعتدال پسند اور شدت پسند کے نام سے کوئی تقسیم موجود نہیں ہے بلکہ تمام مجاہدین اپنے باعزم امیر کی زیر قیادت اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی روشنی میں کہ **اشداء علی الکفار رحماء بینھم** اپنے جہاد اور مزاحمت میں مصروف ہیں۔ میں خود بھی امارت اسلامی کی رہبری شوریٰ کا رکن اور صوبہ خوست و پکتیکا میں جہادی ذمہ دار کے طور پر جہادی سرگرمیوں میں مصروف ہوں۔ اس بارے میں عالمی ذرائع ابلاغ کی افواہیں بالکل بے بنیاد اور من گھڑت ہے۔ ہم اور دیگر حقیقی مجاہدین نے جس دن امیر المومنین ملا محمد عمر سے بیعت کی ہے، تمام آج تک اس بیعت پر قائم ہیں اور امارت اسلامی کے تمام اصولوں کے

پابند ہیں۔امارت اسلامی کے مجاہدین کے درمیان کسی قسم کا اختلاف اور عدم اطاعت موجود نہیں ہے۔ ہماری الحمدللہ اچھی نیت اور وسیع جہادی تجربات ہیں، کفار کی سازشوں سے اب تمام مسلمان بالخصوص افغان قوم خوب واقف ہے، دشمن کی تمام کوششیں بے نتیجہ رہیں گی۔ چودھویں صدی میں ملا محمد عمر جیسا امین، شجاع اور با عمل امیر اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت ہے اور تمام مجاہدین اس نعمت کی قدر جانتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے سروں سے اس نعمت کو نہ ہٹائے۔ ہم روسیوں سے جہاد کے دوران متعدد امرا کی موجودگی اور اختلافات کے تلخ عواقب دیکھ چکے ہیں، یہی امرا کی کثرت اور بے اتفاقی تھی جس نے ہمارے مقدس جہاد کے امتیازات کو خاک میں ملا دیا۔ افغان قوم کبھی بھی ان تلخ تجربات کو دہرانے کی اجازت نہیں دے گی۔ ہم متحد ہیں اور متحد رہیں گے۔ انشاء اللہ

سوال: جنوبی افغانستان کی سرحد ہمسایہ ملک پاکستان سے ملی ہوئی ہے۔ کرزئی حکومت یہ پروپیگنڈہ کرتی ہے کہ اس علاقے میں جہادی سرگرمیوں کی منصوبہ بندی ہمسایہ ملک میں کی جاتی ہے نیز آپ کی قیادت میں غیر ملکی مجاہدین موجود ہیں۔

جواب: کرزئی حکومت جس کا وجود سینتیس جارح ملکوں کے غاصبوں کے قبضے کا حاصل ہے۔ یہ حکومت شروع سے ایسے بے بنیاد پروپیگنڈے کرتی ہے جس کے جواب میں، میں صرف یہ بات کرتا ہوں کہ حقیقت میں جنوبی علاقوں کی جہادی سرگرمیوں کی منصوبہ بندی ہمسایہ ملک میں ہوتی ہے تو ملک کے شروع مرکزی حصوں کی جہادی منصوبہ بندیاں کہاں ہوتی ہے۔ ملک کے مرکزی زون میں آج ملک کی سطح پر فوجی آپریشنز بڑھ چکے ہیں۔ وہاں سب سے زیادہ قابض مارے جاتے ہیں، وہ تو کسی ملک سے منسلک نہیں ہے۔ اسی طرح ملک کے شمالی زون قندوز، بغلان، بلخ، بدخشاں اور جوزجان تو جنوبی علاقوں سے بہت دور واقع ہیں، وہاں غیر ملکی غاصبوں اور ان کے حامیوں پر جہادی حملوں کی منصوبہ بندی کہاں کی جاتی ہے؟

درحقیقت اگر افغانستان میں غیر ملکیوں کی حمایت کو برتری کی وجہ کہا جاسکتا تو کرزئی حکومت جسے ہمسایوں سمیت دنیا کے 37 مما لک کی مکمل سیاسی اور فوجی حمایت حاصل ہے، افغانستان پر حاکم ہوتا۔ ہاں! سرحدی علاقوں کے بعض ایسے دین دار نوجوانوں میں جہاد کا جذبہ ہے جن کے آباؤ اجداد نے روسی اور انگریز کے قبضے کے دوران اپنے افغان بھائیوں کے شانہ بشانہ غاصبوں کے خلاف جہاد میں حصہ لیا تھا، یہی پر شہید ہوئے جبکہ اکثر غازی ہوئے تھے۔ اب بھی امریکی قبضہ گیری کے خلاف اس باغیور علاقے کے جان نثار لوگوں میں وہی جہادی جذبہ موجود ہے۔ ہم ان کی اس جہادی شرکت کی قدر کرتے ہیں اور اسے ان کے جہادی فریضے کی ادائیگی تصور کرتے ہیں۔

سوال: جناب حقانی صاحب! کچھ عرصے سے سرحدی علاقوں میں حالات بہت خراب ہیں۔ انہی

علاقوں کے سینکڑوں مسلمان امریکی بمباریوں میں شہید اوران کے مکانات تباہ ہوئے،آپ اس نوع کی صورتحال کی وجہ کیا بتاتے ہیں؟

جواب: ہم نے پہلے بھی کہا کہ امریکہ دنیا بھر کیلئے خطرہ ہے،امریکہ نے افغانستان پر دھاوا بول دیا، عراق کو آگ لگادی، مشرق وسطیٰ فلسطین،صومالیہ اور تمام علاقے میں امریکی مداخلت کی وجہ سے عوام غم میں مبتلا ہے حتیٰ کہ امریکی بھی اپنے حکمرانوں کی غلط پالیسیوں کی وجہ سے مشکلات میں گھرے ہیں، تجارت اور سیاحت کے وقت، عالمی کھیلوں میں شرکت کے وقت، سفر کے وقت خود امریکہ کے اندر امن کا احساس نہیں ہوتا، ہر جگہ ان پر ہلاکت خیز حملے ہوتے ہیں،ان کی زندگی خطرے میں پڑ جاتی ہے اور سکیورٹی چیلنج کی جاتی ہے۔آج دنیا کو عالمی سطح پر مالی بحران کے سبب کا ذمہ دار بھی امریکہ ہے اور رہ وہ جو امریکہ کی غلط پالیسیوں کی حمایت کرتا ہے، وہ بھی اسی انجام سے دوچار ہوں گے جس کا امریکہ کو سامنا ہے۔یہ کہ آج افغانستان کی سرحدوں سے باہر آگ طول پکڑ رہی ہے اور مسلمان اس میں جل رہے ہیں، یہ بھی امریکی پالیسی کی حمایت کا نتیجہ ہے، اگر مزید بھی اسی ناکام اور خطرناک پالیسیوں کی حمایت ہوتی رہی تو امکان ہے کہ تمام علاقے کو یہ آگ لپیٹ میں لے لے گی۔

سوال: امریکہ میں اوباما کی سربراہی میں ڈیموکریٹک برسر اقتدار آئے،اس صورتحال کے افغانستان میں جاری جنگ پر کیا اثرات مرتب ہوں گے؟

جواب: الکفر ملتہ واحدۃ، یہی وجہ ہے کہ اب تک افغانستان کے متعلق اوباما مکمل طور پر بش کی پالیسیوں پر گامزن ہے۔اس کے بعد دیکھ لیں گے کہ اسے اس تجربہ شدہ پالیسی سے کون سے اہداف حاصل ہوتے ہیں۔امریکی عوام نے اوباما پر اعتماد کیا، اسے ووٹ دے کر صدر منتخب کیا لہٰذا اوباما کو چاہیے کہ وہ اپنی قوم کو اس آگ سے بچائے جس میں بش نے اسے جھونک دیا ہے۔

سوال: ایک وقت تھا کہ امت مسلمہ کا شمار عالمی حکمرانوں میں ہوتا تھا لیکن آج عالمی سطح پر ایک محکوم اور مظلوم طاقت سے پہچانی جاتی ہے۔اپنے سابقہ زمانہ عروج کو دوبارہ حاصل کرنے کیلئے مسلمانوں کو کیا کرنا چاہیے؟

جواب: اتفاق اور جہاد کرنا اور تمام الٰہی ارشادات پر صدق دل سے عمل کرنا، وحدت اور جہاد مسلم امہ کی حفاظت کی اصل وجہ ہے۔اگر اسلامی امت دوبارہ اپنی کھوئی ہوئی ساکھ اور عظمت وصول کرنا چاہتی ہے تو متفقہ طور پر جہاد کی راہ کو اپنالیں۔ جہاد کی راہ عزت، حریت اور نجات کی راہ ہے۔کھوئی ہوئی آزادی صرف وحدت اور جہاد کے ذریعے دوبارہ حاصل کی جاسکتی ہے۔

(یہ انٹرویو امارت اسلامی افغانستان کے عربی ترجمان الصموذ میں بزبان عربی طبع ہوا

حقانی نیٹ ورک اور افغانستان

انصار المجاہدین عربی فورم کی پیشکش

قائد اور مجاہد سراج الدین حقانی حفظہ اللہ

سے کھلی ملاقات میں کیئے گئے سوالوں کے جوابات

تمام تعریفیں اللہ ﷻ کے لئے ہیں، رحمتیں اور سلامتی ہو رسول اللہ پر، اور ان کے آل واصحاب پر، اور ان کا اتباع کرنے والوں پر۔ امّا بعد:

اللہ ﷻ نے ہمیں اس موقعے کا اعزاز بخشا کہ ہم جرأتمند قائد، بہادر شیخ سراج الدین حقانی ؒ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان کی حفاظت اور نصرت فرمائے...... سے بات چیت کریں، جو شیر ہیں اور شیر جلال الدین حقانی ؒ کے بیٹے ہیں۔

اور شیخ ہماری محبوب اسلامی امارت میں شوریٰ کونسل کے رکن ہیں اور افغانستان کے شمال مشرقی صوبے میں منفرد و بے مثل قائد ہیں۔ اور (فورم کے) ارکان کو یہ موقع فراہم کیا گیا کہ وہ اپنے دلوں میں اٹھنے والے سوالات پوچھ سکیں۔ تو شیخ ؒ نے ان کے بخوشی جوابات دیئے، اللہ ﷻ انہیں اجر دے اور ہر طرح کی بہتری سے نوازے (آمین)۔

ہم اللہ ﷻ سے دعا گو ہیں کہ وہ مسلمانوں کو بالعموم اس خوشگوار انٹرویو سے استفادہ عطا فرمائے، اور وہ شیخ ؒ اور ان کے اہلِ خانہ کو ہر ضرر سے محفوظ رکھے، اور ہماری محبوب اور قیمتی امارت کو جلد فتح نصیب فرمائے (آمین)۔

مقدمہ ۔ شیخ سراج الدین حقانی ؒ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ رب العالمین جس نے اپنی کتاب میں اور اپنے رسول (ﷺ) کی زبان کے ذریعے سے جہاد کا حکم دیا۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ ﷻ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ ایک ہے اور اس کی ربوبیت' الوہیت' اسماء وصفات میں اس کا کوئی شریک نہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں جنہوں نے اللہ کی راہ میں جہاد کیا جیسا کہ جہاد کرنے کا حق تھا، اللہ ﷻ کی رحمتیں ہوں آپ پر اور آپ کے آل واصحاب پر کہ جو آپ ﷺ پر ایمان لائے اور آپ کی عزت وتکریم کی

اور آپ ﷺ کی نصرت و اعانت کی اور آپ ﷺ پر جو نور نازل ہوا اس کا اتباع کیا، اور بہت زیادہ سلامتی ہو۔ اللہ ﷻ کا ارشاد ہے:

﴿ یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلَی الْقِتَالِ ط ﴾ [الانفال ۸:۶۵

''اے نبی! ایمان والوں کو جہاد کا شوق دلاؤ''

وبعد:

اے میرے محترم مسلمان بھائیو، جہاں کہیں بھی ہو! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

پہلے: میں انصار المجاہدین فورم کا بے پناہ شکریہ ادا کرتا ہوں کہ اس نے مجھے موقع فراہم کیا کہ میں غمگین مسلمانوں سے بات چیت کرسکوں۔ میں اللہ ﷻ سے انصار المجاہدین فورم اور انٹرنیٹ کے تمام جہادی فورمز کے لئے دعا گو ہوں کہ وہ انہیں کامیابی اور ثابت قدمی عطا فرمائے کہ جنہوں نے اپنی کوششیں اس جانب مرکوز کیں کہ اُس (مقبولِ عام) ابلاغِ عامہ کے حصار کو توڑیں جو دشمنانِ دین نے پھیلا رکھا ہے' اور جنہوں نے دنیا بھر کے مسلمانوں تک جہاد اور صلیبیوں سے لڑنے والے مجاہدین کی خبریں پہنچائیں۔

دوسرے: میں ان تمام والدین اور بہنوں اور بھائیوں اور بچّوں اور جوانوں اور بزرگوں اور عورتوں اور مردوں کو اعلیٰ ترین درجے کی تعزیت پیش کرتا ہوں جنہوں نے گذشتہ آٹھ سالوں کے دوران اور اس سے قبل' اسلام کے دفاع کی خاطر' دنیا بھر کے مختلف مقامات اور مراکز میں اپنی اولادوں اور بھائیوں اور بہنوں اور آباء اور رفقائے حیات اور اقارب اور احباب کو کھو کر قربانیاں پیش کیں، خصوصاً خلافت کے مرکز عراق میں جو علم اور ثقافت کا مرکز ہے' اور جانبازی اور قربانی اور شجاعت والے صومالیہ میں' اور متکبروں اور جباروں کے قبرستان افغانستان میں' اور شیروں کی سرزمین اور روشن تاریخ والے قفقاز میں' اور جوانمردی اور غیرت والے جزائر میں، اور ان کو بھی (اظہارِ تعزیت کرتا ہوں) جو دن رات جیلوں میں ظلم اور اذیت کاٹ رہے ہیں، اور ان کو بھی جنہیں کسی بھی قسم کا مقابلہ کرتے ہوئے صلیبیوں کے ہاتھوں ضرر پہنچا، اور خاص طور پر ان خاندانوں کو جنہوں نے اپنے جگر کے ٹکڑے دنیا بھر میں استشہادی کاروائیوں میں قربان کیئے۔

تیسرے: تمام درست اسلامی جہادی تحریکوں کی قیادتوں کے نام جو صلیبیوں کے خلاف سیاسی' انتظامی' اقتصادی' ابلاغی (میڈیا) کی جدوجہد کر رہی ہیں اور ان کے خلاف صدق و اخلاص کے ساتھ جہاد کر رہی ہیں' میں انہیں اپنا سلام اور خراجِ تحسین پیش کرتا ہوں، اور اللہ ﷻ سے دعا گو ہوں کہ ہر حالت میں ان کی اعانت فرمائے اور انہیں صبر عطا فرمائے اور انہیں ثابت قدمی عطا فرمائے (آمین)۔

♌ **چوتھے:** میں اللہ ﷻ سے دعا گو ہوں کہ انٹرنیٹ پر تمام جہادی فورمز اور ویب سائٹس کو کامیابی اور ثابت قدمی عطا فرمائے کیونکہ وہ اپنے مقامی (قومی) کفر اور ارتداد اور نفاق (منافقت) اور انحراف (گمراہی) کا مقابلہ کر رہے ہیں۔

♌ **پانچویں:** وہ مجاہدین جو صلیبیوں کے خلاف لڑ رہے ہیں، میں انہیں اور اپنے آپ کو کہتا ہوں:

☆ اپنے عقیدے کو پاکیزہ کرو۔

☆ اسلامی شریعت مطہرہ کے معیار کے مطابق اپنے جہاد کی اصلاح (تنظیم) کرو۔

☆ آپس میں اتفاق اور اتحاد قائم کرو اور اختلاف سے اجتناب کرو۔

☆ اپنی صفوں کو فاسدوں اور متعصبوں سے پاک کرو۔

☆ اپنے مجاہدین کی تربیت اسلامی اور عقیدے کے لحاظ سے اور فکری اور بدنی اور انتظامی لحاظ سے مسلمہ اصولوں کے مطابق کرو۔

☆ تمہارے مسئولین کا انتخاب تقویٰ اور اہلیت کی بنیاد پر ہو اور (بے کار) تاویلات سے اجتناب کرو۔

☆ مصائب پر صبر کرو اور فتح کے لئے جلد بازی (بے صبری) کا شکار نہ ہو اور صبر سے مدد حاصل کرو۔

☆ اپنے رازوں کی حفاظت کرو (مخفی رکھو) اور اپنی ضرورتوں کی تکمیل خاموشی سے کرو۔

☆ راہ راست پر چلو اور ثابت قدم رہو۔

☆ اپنی ٹیکنیکس (حکمت عملیوں) میں جدت اور مہارت لاؤ۔

☆ سیکیورٹی تدبیروں کا خاص خیال رکھو۔

☆ اپنے افراد اور گروہوں کی سیکیورٹی کی حفاظت کرو اور تمہارا شعار یہ رہے: ''اگر عراق میں بھی کسی خچر کو ٹھوکر لگے گی تو عمر (♦) سے اس کی باز پرس ہو گی''*۔

مترجم: ''حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بحیثیت خلیفہ اپنے فرائض و واجبات کے تعلق سے اس قدر فکر مند رہتے کہ بسا اوقات کہا کرتے تھے: ''اگر عراق کی کسی سڑک پر کوئی خچر ٹھوکر کھا کر گر پڑے تو مجھے ڈر ہے کہ کہیں اللہ تعالیٰ مجھ سے باز پرس کرتے ہوئے یہ نہ کہے کہ عمر! تم نے راستے کو صحیح اور درست کیوں نہیں رکھا تھا؟''

☆ اپنے اندر تقویٰ، امانتداری، اخلاص، صبر، توکل، استقامت، اور حسن اخلاق راسخ کرو......بس پھر عاقبت تمہاری ہے چاہے فتح یا پھر شہادت کی صورت میں۔

☆ اور جان لو کہ شہادت کی قبولیت کا دارومدار نیت پر ہے، اور شہادت کے مرتبے صرف اعمالِ صالحہ کے ذریعے حاصل ہوتے ہیں۔

♌ **چھٹے**: جان لو کہ جہاد فتنے اور فساد کا مانع ہے (اسے روکتا ہے)۔ اللہ کا ارشاد ہے:

﴿ وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّ يَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ ﴾ [الانفال ۸: ۳۹]

''اور تم ان سے اس حد تک لڑو کہ ان میں فتنہ (شرک) نہ رہے اور دین اللہ کا ہی ہو جائے''

تو اگر مجاہدین کی صفوں میں بعض افراد ایسے ہوں جو غیر شرعی اعمال کا ارتکاب کر رہے ہوں' جبکہ جہاد تو در حقیقت غیر شرعی اعمال کو روکتا ہے' لیکن یہ لوگ جہاد کے اصل مقصود کے برخلاف چل رہے ہیں' تو پھر ان کو نصیحت کی جانی چاہیئے اور ان کے احوال کی درستگی کی جانی چاہیئے یا پھر مجاہدین کی صفوں سے نکال دیا جانا چاہیئے۔

♌ **ساتویں**: سننے میں آتا ہے کہ بعض مجاہدین جہاد کی سختیوں پر صبر نہیں کر پاتے اور ہمت ہار دیتے ہیں یا پھر قومیت اور جغرافیائی حدود (کی سوچ) سے مغلوب ہو جاتے ہیں یا پھر دشمن کی پیش کردہ فریب کاریوں سے متأثر ہو جاتے ہیں یا پھر جاہ و منصب کے لالچ میں ان کی طرف راغب ہو جاتے ہیں، تو پھر انہیں یہ اچھی طرح سمجھ لینا چاہیئے کہ جہاد کا مقصد قولی اور عملی طور پر اعلائے کلمۃ اللہ ہے اور اگر یہ مقصد ترک ہو گیا تو پھر ان کا قتال بے فائدہ ہے اور پھر اللہ ان پر ذلت اور پستی مسلط کر دیتا ہے۔

♌ **آٹھویں**: اس وقت جو جہاد جاری ہے اس کے ثمرات ملیں گے اور کسی بھی زمان و مکان سے یہ ثابت نہیں ہے کہ جہاد کے نتائج اور ثمرات نہ آئے ہوں جب تک کہ اس کے لڑنے والے بفضل سبحانہ وتعالیٰ جہاد پر ثابت قدم رہے، جیسے برطانوی راج (ایمپائر) اور فرانسیسی اور اطالوی اپنے اپنے زمانوں میں جہاد کی برکت سے زوال کا شکار ہوئے اور مسلمانوں کو ان کے شر سے رہائی ملی، اور جہاد کی برکتوں سے سوویت اتحاد بھی ڈھے گیا اور الحمد للہ لوگوں نے اس کے گرنے کے بعد سکھ کا سانس لیا۔ ہمارا یقین ہے کہ حالیہ (جاری) جہاد کی برکت سے مستقبل میں مؤمنوں کو صلیبیوں کے شر سے امن ملے گا اور بہت سے لوگ جو جہاد نہ کرنے والے ہیں (اور پیچھے بیٹھ رہنے والے ہیں) وہ جہاد کی برکت سے صلیبیوں کے شر اور اذیت سے محفوظ ہیں۔

♌ **نویں**: عوام الناس کو چاہیئے کہ بیرونی میڈیا کی باتوں پر کان نہ دھریں اور اسلامی امارت کارکردگی پر نظر رکھیں، اور اگر ہم بعض معاملات میں وضاحت پیش نہیں کرتے تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہمیں ان سے غرض نہیں!! اور اسلامی امارت نے دنیا بھر کے سامنے میدان میں اتر کر عملی امتحان حل کر کے دکھایا ہے۔

♌ **دسویں:** ہم تمام مسلمانوں کو اطمینان دلاتے ہیں کہ اسلامی امارت متحد و متفق ہے اور میں امارت کا ایک فوجی ہوں اور ہمارے امیر، امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد ہیں...... اللہ ان کی حفاظت فرمائے اور انہیں سلامت رکھے...... اور جو کچھ مغربی میڈیا نشر کرتا رہتا ہے اس کی کوئی بنیاد اور حقیقت نہیں ہوتی۔

♌ **گیارھویں:** ہم مسلمانانِ عالم کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم کبھی بھی شہداء کے خون سے خیانت نہیں کریں گے۔ اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی مدد سے ہم نے کبھی بھی احکام شرعیہ میں سے کسی ایک بھی حکم سے دستبردار ہونا قبول نہیں کیا چاہے وہ کتنا معمولی ہی کیوں نہ ہو۔ اور جو کچھ کرزئی اپنے مذاکرات میں بار بار دہراتا رہتا ہے اس کی کوئی حقیقی بنیاد نہیں ہے اور یہ میڈیا کی جعل سازیاں ہیں اور وہ اس کے ذریعے اسلامی امارت پر مسلمانوں کے اعتماد کو کمزور کرنا چاہتا ہے اور مجاہدین میں نفاق اور توڑ پھوڑ اور تفرقہ ڈالنا چاہتا ہے، اور ایسا کبھی بھی نہیں ہو سکے گا جب تک ہم جہاد فی سبیل اللہ کی راہ پر قائم رہیں گے۔ اور میڈیا جہادی قیادت کی گرفتاریوں سے متعلق جو کچھ بار بار دہراتا رہتا ہے وہ صحیح نہیں ہے مسلمانوں کو یہ جان لینا چاہیئے کہ اگر ایسا ہو بھی جائے تو اس سے جاری جہاد کو کوئی فرق نہیں پڑے گا۔

♌ **بارھویں:** مسلمانانِ عالم کو چاہیئے کہ اپنے تمام تر ممکنہ وسائل کے ساتھ اور ہر میدان میں اپنے مجاہدین بھائیوں کی مدد کریں، صاحبِ حیثیت اپنے مال سے، تجربہ کار اپنی تجربہ کاری اور تجربات سے جو دھماکہ خیز مواد، الیکٹرونکس، اطلاعات، جاسوسی نیٹ ورکس سے نبرد آزما ہونے اور دشمن کی قابلیتوں کو تباہ و برباد کرنے کے میدانوں سے متعلق ہوں۔

اہلِ قلم اور شعراء اور ادباء اور مفکرین کو چاہیئے کہ صلیبی دشمن کی طرف سے پھیلائی گئی من گھڑت افواہوں کی روک تھام کریں اور اس میدان مین اپنی ذمہ داری اس طرح نبھائیں جس طرح مغرب مسلمانوں کے خلاف ہر میدان میں ایک صف میں متحد ہو گیا ہے، اور نوجوانوں کو چاہیئے کہ اپنے آپ کو قربانیوں کے لئے تیار کریں اور اپنے آپ کو جہادی تنظیموں میں منظّم کریں۔

اور علماء کو چاہیئے کہ حق بات کریں اور اس کا پرچار کریں اور مجاہدین کی تائید میں حق پر مبنی فتوے دیں اور اپنے جزوی اختلافات ترک کر دیں اور مسلمانوں کو ایک صف میں متحد کرنے اور ایک موقف پر اکٹھا کرنے اور ان میں (فکری) بیداری پیدا کرنے کے لئے کوششیں کریں۔

اور اسلامی خبر رساں نیٹ ورکس کو چاہیئے کہ وہ اسلامی امارت اور دیگر جہادی تحریکوں کی خبریں مسلمانوں تک جلدی پہنچائیں اور مذموم قسم کی مقابلہ بازی کو ترک کر دیں اور نیکی میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کریں اور تقویٰ اور بردباری میں ایک دوسرے سے مقابلہ کریں۔ اور اگر اسلامی امارت یا جہادی تحریکوں کے متعلق گمراہ کن اور مشکوک خبریں سنیں تو اس کو نشر کرنے اور بڑھا چڑھا کر

بات کا بتنگڑ بنانے سے قبل آپ کو چاہیئے کہ اسلامی امارت کے مسئولین اور جہادی تحریکوں کی قیادتوں سے خط وکتابت اور انٹرنیٹ کے ذریعے پہلے خبر کی صحت (اور حقیقت) کی جانچ پڑتال کرلیں۔

اور آخر میں میں پوچھے گئے سوالات کے جوابات دینا چاہتا ہوں لیکن بعض سوالات دہرائے گئے ہیں اور بعض ملتے جلتے ہیں تو ان کے لئے میں نے ایک ہی جواب دیا ہے، اور بعض سوال مجھ سے متعلق نہیں ہیں۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ: سب سے پہلے میں آپ کو یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آپ (لوگ)' جو کہ افغانستان کے شیر ہیں' امریکہ اور اس کے حلیفوں کے ساتھ جو معاملہ کر رہے ہیں اس کے ذریعے آپ لوگوں نے ہماری امت کا سر (فخر سے) بلند کر دیا ہے۔ دوسرے' ہم چاہتے ہیں کہ آپ ہمارے لئے وضاحت فرمائیں کہ میڈیا طالبان قیادت کی پاکستان میں گرفتاریوں کی جو خبریں نشر کر رہا ہے کیا وہ خبریں درست ہیں یا نہیں؟ اور ہم آپ سے چاہتے ہیں کہ ہمیں افغانستان میں جہاد کی موجودہ صورتحال سے آگاہ کریں۔ اللہ آپ کو ہماری اور تمام مسلمانوں کی جانب سے جزائے خیر عطا فرمائے۔ (سائل:Mersal)

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ: میں نے مغربی میڈیا سے یہ خبر سنی اور میرے نزدیک اس میں کوئی صداقت ثابت نہیں ہوئی لیکن یہ ممکن ہے کہ انہوں نے امارت کے بعض مجاہدین کو گرفتار کرلیا ہو۔ مگر جہاں تک اسلامی امارت کی قیادت کی گرفتاری کی بات ہے تو امارت کے ذاتی میڈیا نے قیادت میں سے کسی ایک کی گرفتاری کی بھی بات نہیں کی۔ اور ہوسکتا ہے کہ یہ خبر ریاست ہائے متحدہ امریکہ کی افواج کی قیادت کے تحت متحد افواج کی صوبہ ہلمند کے علاقے مرجاہ میں اس کاروائی (آپریشن) میں ناکامیوں کو چھپانے کے لئے نشر کی گئی ہو جس میں پندرہ ہزار فوجی شریک ہیں، اور یہ شکست کھانے والوں کا انداز (روش) ہے (کہ اپنی شکست پر پردے ڈالنا!)۔

☒ الحمدللہ ۱۴۳۰ھ اور ۱۴۳۱ھ کے سال کا دورانیہ فتوحات اور کامیابیوں اور غنیمتوں سے بھرا ہوا ہے اور مجاہدین اپنی حملہ آوری کے بہترین حالات میں ہیں اور ہر گذرنے والے دن کے ساتھ مجاہدین نئے مقامات پر کنٹرول حاصل کر رہے ہیں اور گذرنے والے دن کے ساتھ ساتھ دشمن کے نقصانات میں اضافہ ہو رہا ہے اور تمام تعریفیں اور شکر (ممنونیت) اللہ کے لئے کہ مجاہدین کا قتال کے مواقع پر پوری طرح کنٹرول ہے۔

☒ اور جیسا کہ آپ نے مغربی میڈیا سے سنا ہے کہ امریکی وزارتِ دفاع نے اعلان کیا ہے کہ ۲۰۰۹ء اور ۲۰۱۰ء کی پہلی سہ ماہیوں کا موازنہ کیا جائے تو نقصانات میں نسبتاً اضافہ ہوا ہے' ہلاکتوں

کے ضمن میں تعداد میں دوگنا اضافہ ہوا ہے اور زخمیوں کے ضمن میں تعداد میں تین گنا اضافہ ہوا ہے اور یہ سب بے پناہ مالی نقصانات کے علاوہ ہے۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ، اللہ ﷻ آپ کو لمبی عمر دے ہمارے شیخ قائد مجاہد ''سراج الدین حقانی''، میں اللہ ﷻ سے دعا گو ہوں کہ آپ کی حفاظت فرمائے اور دشمنانِ دین پر آپ کو نصرت عطا فرمائے۔ ہمارے مجاہد شیخ: شمالی وزیرستان میں مجاہدین اور ان کے مددگار مہاجرین کے کیا احوال ہیں؟! بہادر مجاہد ابو دجانہ الخراسانی' اللہ ﷻ انہیں قبول فرمائے' کی کاروائی نے امریکی کاروائیوں کو اور بالخصوص بغیر پائلٹ طیاروں کی بمباری کو کس طرح اثر انداز کیا؟! عالمی جہاد کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے اور اسی طرح عرب حکام کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ کیا افغانستان کی آزادی کے بعد عرب حکام کے ساتھ سیاسی تعلق اور تعاون قائم ہوگا یا پھر قدس کی آزادی تک جہاد کا یہ سلسلہ جاری رہنے کا امکان ہے؟۔(سائل: ARCO)

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ:

☒ الحمدللہ سب مجاہدین بہت اچھی حالت میں ہیں اور اگر آپ کبھی کبھار بعض مجاہدین کی بغیر پائلٹ جہاز کے ذریعے شہادت کی خبر سنتے ہیں تو اسی طرح مجاہدین بھی دشمنوں کو کمزور کرتے اور ان پر جانی و مالی نقصانات مسلط کرتے ہیں۔ اور یہ جنگ ہے اور جنگ میں پھول نہیں بانٹے جاتے اور مشقت اور قربانی کے بغیر کامیابی نہیں ملتی' اور مجاہدین الحمدللہ کامیاب ہیں' اور یہ سنتِ الٰہیہ ہے کہ اللہ ﷻ بعض مجاہدین کو مرتبۂ شہادت کے لئے منتخب کر لیتے ہیں۔

☒ عظیم بہادر مجاہد فی سبیل اللہ ابو دجانہ الخراسانی' اللہ ﷻ اسے قبول فرمائے' نے اس مبارک استشہادی کاروائی میں امریکی انٹیلی جنس سی آئی اے کے اعلی عہدیداروں کو قتل کیا جو سراغرسانی کے بہترین افسر تھے۔ اور امریکی انٹیلی جنس میں سے جو قتل ہوئے تھے یہ وہ گروہ تھا جو اس علاقے میں مجاہدین' بالخصوص مجاہدین کے امیروں' کا سراغ لگانے (تعاقب کرنے) کا ذمہ دار تھا' اور یہ کئی برسوں سے اس میدان میں کام کر رہے تھے۔ یہاں تک کہ ان کا عراق جیسے بعض ہمسایہ ممالک میں بھی کافی اثر و رسوخ تھا۔ اور اس گروہ کی ہلاکت کے بعد دشمن کی کمر ٹوٹ گئی اور مجاہدین کو انتہائی باریکی کے ساتھ نشانہ بنانے والی کاروائیوں میں ساٹھ فیصد تک کمی ہوگئی۔

اور اس مبارک کاروائی سے حاصل ہونے والے نتائج:

ماہر ترین امریکی انٹیلی جنس افسروں کا بہترین گروہ قتل ہوا...

جاسوسوں کے استعمال کے نظام میں خلل پیدا ہوگیا...

جاسوسوں پر سے اعتماد اٹھ گیا...

جس کی وجہ سے جاسوسوں کو بھرتی کرنے اور انہیں اس علاقے میں بھیجنے کی کاروائی (لڑکھڑا کر) خلل کا شکار ہوگئی۔

☒ شرعی نقطہ نظر سے جہاں کہیں بھی جہاد فرض عین ہے تو ہم اس جگہ اس کے واجب ہونے پر یقین رکھتے ہیں اور اس میں مسلمانوں کی شریعت کے نفاذ اور اعلائے کلمۃ اللہ اور ظلم وفساد سے چھٹکارا حاصل کرنے میں مدد کرتے ہیں اور ہم اس وقت اسی میں مصروف ہیں۔ جہاں تک افراد اور حکومتوں کا تعلق ہے ہم حق کو لوگوں اور ناموں سے نہیں اخذ کرتے بلکہ ہم لوگوں کو حق کے معیار پر پہچانتے ہیں اور کسی بھی فرد کو اسلامی شریعت کے نقطہ نظر سے دیکھتے ہیں اور اسلامی امارت کا اساسی قانون شریعت ہی ہے۔ اور ہم قدس کو آزادی دلانے کا عہد کرتے ہیں کہ قدس مسلمانوں کا قبلۂ اول ہے اور افغانستان پر صلیبی حملے اس کے سوا کچھ نہیں کہ عظیم تر اسرائیل کو وجود میں لایا جاسکے اور یہ صلیبی جنگ عظیم تر اسرائیل کے تصور سے پھوٹنے والے منصوبے کے سوا کچھ بھی تو نہیں ہے اور وہ اس صلیبی حملے میں عظیم تر اسرائیل کے قیام کی راہ میں حائل تمام رکاوٹوں کو ہٹانا چاہتے ہیں اور ہم سمجھتے ہیں کہ افغانستان میں امریکہ کی شکست عالمِ اسلامی پر اس صلیبی حملے کی شدت کو توڑ دے گی اور پھر ہمارے لئے بأذن اللہ ﷻ قدس کی آزادی کا راستہ بھی کھول دے گی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم : میں اللہ ﷻ سے دعا گو ہوں کہ وہ آپ کو نصرت عطا فرمائے اور آپ کی حفاظت فرمائے۔ آپ فلسطین کے مسئلے کے متعلق بہت زیادہ بات کیوں نہیں کرتے؟ اور اس کی حالیہ صورتحال اور غزہ پر مرتد حماس کی حکومت کے تسلط اور اس کے وہاں سلفی جہادیوں پر جبری پابندیاں لگانے کے متعلق؟ کیونکہ نوجوان ان کے متعلق آپ کی رائے جاننے اور حماس حکومت کے ارتداد کا پول کھولنے کے مشتاق ہیں، کیونکہ یہ معاملہ بہت سے لوگوں پر غیر واضح اور مبہم ہے، اور اللہ ﷻ آپ کو برکت سے نوازے۔ (سائل: منتظر الشہادۃ)

یہ درست نہیں ہے کہ "ہم فلسطین کے مسئلے کے متعلق بات نہیں کرتے!" لیکن ہم عالمی میڈیا کی جانب سے ابلاغ عامہ کے حوالے سے محاصرے میں ہیں کیونکہ یہ ہماری باتیں نشر نہیں کرتا، اور امارت وقتاً فوقتاً فلسطین کے مسئلے کے متعلق بیانات صادر کرتی رہتی ہے۔ اور ہمارے لئے فلسطینی ہمارے بھائی ہونے کے حقدار ترین ہیں اور فلسطینیوں کے داخلی اختلافات دشمن کے فائدے میں ہیں اور ہم مجاہدین بھائیوں اور تمام فلسطینی جہادی جماعتوں سے گزارش کرتے ہیں کہ متحد اور ثابت قدم ہو جائیں اور شریعت اور روشن منہج سے ہرگز نہ ہٹیں اور دین کی قیمت پر کسی قسم کی سودے بازی قبول نہ

کریں!اور جہاد کی سختیوں پر اور جہاد کی مصیبتوں پر صبر کریں۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ: مجاہدین شمالی وزیرستان سے افغانستان منتقل کیوں نہیں ہو جاتے؟ کیونکہ بہت سے جہادی لیڈر جاسوسوں کے سبب ہونے والے ہوائی حملوں میں شہید ہو گئے' اور افغانستان کی سرزمین شمالی وزیرستان سے زیادہ محفوظ و مامون ہے۔(سائل:غزالی)

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ: مجاہدین اس وقت افغانستان میں موجود ہیں۔اور (کسی بھی) علاقے کے مجاہدین اس علاقے کے حالات اور جہادی کاروائیوں کے لئے محفوظ اور مناسب مقامات کو جانتے ہیں۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ: اس ملاقات کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے آپ کے متحرک ہونے کے لئے ہم آپ کے شکر گذار ہیں۔

آپ کے پاس موجود غیر ملکی قیدیوں کے متعلق آپ کا کیا لائحہ عمل ہے' اگر ان کی ممالک نے مجاہدین کے مطالبات پورے نہ کئے تو؟

کیا مرجاہ میں ہونے والی ''مشترکہ'' کاروائی کے جواب میں مجاہدین کے پاس کوئی اسٹریٹیجی ہے؟(سائل:المدمر)

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ:

اسلامی امارت افغانستان نے قیدیوں کے معاملے کو دیکھنے کے لئے ایک خصوصی کمیٹی تشکیل دی ہے اور یہ معاملہ اس کمیٹی سے متعلق ہے (وہی اس کا فیصلہ کرے گی)۔

مرجاہ میں مشترکہ کاروائیاں میڈیا کی مبالغہ آرائیوں کے سوا کچھ بھی نہیں ہیں اور دشمن اپنے اہداف میں سے کوئی بھی ہدف حاصل کرنے میں ناکام رہا اور اس کے ساتھ میڈیا کی حد سے زیادہ بوکھلاہٹ تھی' اور مجاہدین کے پاس ایک کامیاب اسٹریٹیجی ہے اور مجاہدین دشمن کے منصوبوں اور مکاریوں اور جھوٹ کو بخوبی سمجھتے ہیں اور اس کے مقابلے میں ان کے پاس جامع اسٹریٹیجی ہے۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ: میں اللہ عزوجل سے دعا گو ہوں کہ وہ آپ کو آپ کے دشمنوں پر نصرت عطا فرمائے اور آپ کو کامیابی پر ثابت قدم رکھے۔ برادرم' آپ کی میرے جیسے جہاد سے پیچھے بیٹھ رہنے والوں کے لئے کیا نصیحت اور ہدایات ہیں؟!(سائل:الغریب 1)

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ:

اگر فرض عین جہاد سے پیچھے بیٹھا رہنے والا ایسا ہے جسے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے اس قول میں رخصت دی ہے:

﴿ لَيْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْاَعْرَجِ حَرَجٌ وَّ لَا عَلَى الْمَرِيْضِ حَرَجٌ ط وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ج وَ مَنْ يَّتَوَلَّ يُعَذِّبْهُ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴾[سورۃ الفتح ۴۸:۱۷]

''اندھے پر کوئی حرج نہیں ہے اور نہ لنگڑے پر کوئی حرج ہے اور نہ بیمار پر کوئی حرج ہے، جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرے اسے اللہ ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جس کے (درختوں) تلے نہریں جاری ہیں اور جو منہ پھیر لے اسے دردناک عذاب (کی سزا) دے گا''

تو اس پر تو کوئی گناہ نہیں' لیکن اس کے لئے اور امت کے لئے بہتر یہی ہے کہ جلیل القدر صحابی عمرو بن الجموح* ♦ کے نقشِ قدم پر چلیں کہ جب انہوں نے فرمایا کہ 'مجھے امید ہے کہ میں شہید ہوں گا اور اپنی اس ٹانگ کے ساتھ جنت میں داخل ہوں گا'۔

*نوٹ: حضرت عمرو بن الجموح ♦ (یثرب کے قبیلہ بنوسلمہ کے عمر رسیدہ سردار) کے مشرف بہ اسلام ہونے کے کچھ عرصہ کے بعد احد کا معرکہ پیش آیا۔ انہوں نے اپنے تینوں بیٹوں کو دشمنان خدا سے مقابلہ کی تیاریاں کرتے ہوئے دیکھا تو اس صورتحال نے ان کے اندر بھی جوش وحمیت کو برانگیختہ کردیا اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی زیر قیادت اپنے بیٹوں کے ساتھ جہاد میں شریک ہونے کا تہیہ کرلیا۔ لیکن ان کے لڑکے ان کو اس ارادے سے باز رکھنے پر متفق الرائے ہوگئے۔ ایک سن رسیدہ بوڑھا ہونے کے علاوہ ان کے پاؤں میں شدید لنگ بھی تھا اور ایسی حالت میں اللہ تعالیٰ نے انہیں شرکت جہاد سے معذور قرار دیا تھا۔ ان کے بیٹوں نے ان سے کہا کہ "ابا جان! اللہ تعالیٰ نے آپ کو معذور قرار دیا ہے۔ آپ خود کو ایسی بات کا مکلّف کیوں قرار دے رہے ہیں جس سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو معاف کردیا ہے؟!" حضرت عمرو بن الجموح ♦ ان کی اس بات سے سخت ناراض ہوئے اور ان کی شکایت کرنے کے لئے بارگاہ نبوی ﷺ میں حاضر ہوئے اور عرض کیا "اے اللہ کے رسول اللہ ﷺ! میرے بیٹے مجھے اس خیر سے باز رکھنا چاہتے ہیں یہ کہتے ہیں کہ میں لنگڑا ہوں اور معذور ہونے کی وجہ سے جہاد میں شریک ہونا میرے لئے ضروری نہیں ہے۔ خدا کی قسم مجھے امید ہے کہ میں اپنی اس ٹانگ سے جنت میں داخل ہوں گا۔" رسول اللہ ﷺ نے ان کا یہ ذوق شوق دیکھا تو ان کے لڑکوں سے فرمایا کہ: ان کو ان کے حال پر چھوڑ دو۔ ممکن ہے اللہ تعالیٰ ان کو شہادت عطا فرمائے۔" چنانچہ لڑکے رسول اللہ ﷺ کے حکم کے مطابق خاموش ہوگئے۔ عمرو جن الجموح ♦ نے غزوۂ احد میں جام شہادت نوش فرمایا۔

لیکن اگر وہ ان لوگوں میں سے ہوگا جن کو ان وجوہات نے بٹھائے رکھا جن کا ذکر اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے

اپنی کتاب میں اپنے اس فرمان میں کیا ہے:

﴿ قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَ اَبْنَآؤُكُمْ وَ اِخْوَانُكُمْ وَ اَزْوَاجُكُمْ وَ عَشِيْرَتُكُمْ وَ اَمْوَالُ نِاقْتَرَفْتُمُوْهَا وَ تِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَ مَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ جِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ وَ اللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴾[سورۃ التوبۃ ۹ : ۲۴]

''آپ کہہ دیجئے کہ اگر تمہارے باپ اور تمہارے لڑکے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارے کنبے قبیلے اور تمہارے کمائے ہوئے مال اور وہ تجارت جس کی کمی سے تم ڈرتے ہو اور وہ حویلیاں جنہیں تم پسند کرتے ہو' اگر یہ تمہیں اللہ سے اور اس کے رسول سے اور اس کی راہ کے جہاد سے بھی زیادہ عزیز ہیں تو تم انتظار کرو کہ اللہ تعالیٰ اپنا عذاب لے آئے اللہ تعالیٰ فاسقوں کو ہدایت نہیں دیتا''

پس جسے ان وجوہات نے بٹھائے رکھا وہ گناہگار ہے اور اپنے آپ کو اور اپنی امت کو ذلت اور اہانت کی کھائی میں پھینکے ہوئے ہے' کیونکہ جہاد میں دنیا وآخرت کی عزت ہے۔ اور جس پر یہ معاملہ مبہم ہے اور اس پر شکوک وشبہات اور تاویلات کا کثرت سے حملہ ہے تو پھر اسے چاہیئے کہ عظیم مجاہد شیخ احمد ابن ابراہیم ابن النحاس ؒ کی کتاب ''مشارع الاشواق الی مصارع العشاق'' میں تارکین جہاد کے متعلق جو بیان کیا گیا ہے اس کا مطالعہ کرے۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ: اللہ سبحانہ وتعالیٰ دنیا کے تمام ممالک میں ہمارے بھائیوں کے حملوں کو ٹھیک نشانوں پر بٹھائے اور انہیں کشمیر اور افغانستان اور وزیرستان اور فلسطین اور عراق میں نصرت عطا فرمائے (آمین)۔ میرے محترم شیخ' اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے اپنے اور آپ کے لئے باذن اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہدایت وتوفیق کا طلبگار ہوں۔ ''فلسطین'' کے مقبوضہ علاقوں میں اسلامی جماعتوں کے متعلق آپ کا کیا موقف ہے' بالخصوص الجہاد الاسلامی اور حماس کی تحریکوں کے متعلق؟ اللہ سبحانہ وتعالیٰ آپ کے قدموں کی رہنمائی فرمائے اور آپ کے راستے کو روشن کرے (آمین)۔ (سائل: قتادۃ)

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ: تمام اسلامی جہادی جماعتیں جو کتاب وسنت کی اور اسلامی شریعت کی تعلیمات کی پابندی کرتی ہیں' ان کے متعلق ہمارا موقف ایسا ہے جیسے ایک بھائی کا بھائی کے لئے ہوتا ہے اور ہم اپنے آپ کو اور اپنے بھائیوں کو نصیحت کرتے ہیں کہ جہاد کی مصیبتوں اور سختیوں پر صبر کریں اور فتح کے لئے جلد بازی نہ کریں اور صحیح منہج کے راستے سے منحرف نہ ہوں اور یہ جان لیں کہ وہ ان پر عائد پابندیوں کے حوالے سے بہت بڑی آزمائش میں مبتلا ہیں اور ایک دوسرے حوالے سے بھی کہ ان کو اسلام کے بعض بنیادی اصولوں سے دستبردار ہونے کے عوض جو امداد اور آسانیاں پیش کی جاتی

ہیں تو وہ اس آزمائش میں انتہائی احتیاط سے کام لیں۔

اے اللہ ﷻ تیری نصرت جس کا تو نے وعدہ کیا ہے (وہ عطا فرما)! السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ: اے سرحد کے جانشینوں۔ اوّلاً: ہم انصار فورم کے ممبران کی اِن عظیم کوششوں کے لئے شکر گذار ہیں جو وہ اس دین کی نصرت کی خاطر سرانجام دیتے ہیں، اور ہم اُن کے شیخ ''سراج الدین'' ؒ کے ساتھ اس کھلی مجلس کے انعقاد کے لئے بھی شکر گذار ہیں اور ہم شیوخ اور طلبائے علم تک اپنی صدائیں پہنچاتے ہیں کہ وہ اس قسم کے فورمز پر آگے آئیں اور اِن میں وہ علم پیش کریں جو اللہ ﷻ نے انہیں عطا فرمایا ہے، چاہے وہ طلبائے علم ہوں یا جہادی شیوخ۔ مقصد یہ کہ منفعت عام ہو اور امت مسلمہ کو جہادی میدانوں میں جو ہو رہا ہے اس کا علم ہو کہ جس (حقیقی صورتحال) کے اردگرد خبروں کی فراہمی اور اور حقائق میں غلط بیانیوں کی وجہ سے جھوٹ کی کثرت ہو چکی ہے۔ اور اپنی باری میں، میں اپنے شیخ ؒ کے سامنے ......ہم اللہ ﷻ سے ان کی ثابت قدمی کے لئے دعا گو ہیں......اس خبر کی صحت کے متعلق سوال پیش کرتے ہیں کہ غاصب دشمن افواج نے بعض ایسے علاقوں پر گرفت حاصل کر لی ہے جو پہلے مجاہدین کے قبضے میں تھے، اور خبر رساں ایجنسیاں مجاہدین کے ہاتھوں سے بعض علاقوں کے نکلنے کے متعلق جو نشر کر رہی ہیں کیا وہ صحیح ہے؟! اور اگر ہمارے شیخ، مجاہد شیخ ملا برادر کی گرفتاری کی خبر کی صحت کے متعلق بھی بیان کریں، اور للکارنے والے افغانستان کے مجاہدین کے جہاد کے میدانوں میں قیادت کی گرفتاریوں کی خبروں کا اثر کس حد تک واقع ہوتا ہے؟۔ (سائل: اللیث 3)

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ و برکاتہ: اطمینان رکھیں کا انہوں نے ایک انچ زمین پر بھی کنٹرول حاصل نہیں کیا اور یہ دشمن کی من گھڑت کہانیاں ہیں، اور امارت اسلامی کے ذرائع ابلاغ نے قیادت میں سے کسی ایک کی بھی گرفتاری کا بھی ذکر نہیں کیا اور ہم اس کے متعلق پہلے بھی اشارہ کر چکے ہیں۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ: اللہ ﷻ آپ کو کامیاب (موافق) سرگرمیوں پر برکت عطا فرمائے، ہم اللہ ﷻ سے آپ کی نصرت اور ثابت قدمی کے لئے دعا گو ہیں۔ ہم مجاہد لیڈر ''سراج الدین'' سے چاہتے ہیں کہ وہ ہمارے لئے وضاحت فرمائیں کہ افغانوں کے ملک میں جہادی میدان کی کیا صورتحال ہے؟

کیا طالبان اور القاعدہ کے علاوہ بھی جنگجو ہیں؟!

اور مجاہدین کے اپنے مخالف گروہوں کے متعلق کیا موقف ہے؟!۔ (سائل: عاشق الحور)

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ و برکاتہ: اسلامی امارت کی سیاسی معاملات کے لئے ایک مخصوص کمیٹی ہے اور آپ کا سوال اس سے متعلق ہے۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ: اللہ ﷻ آپ کی قدر میں اضافہ فرمائے اور آپ کا ذکر بلند کرے، اور ہمیں اور آپ کو میرے حبیب اور آپ کے حبیب محمد ؐ ان پر افضل ترین رحمتیں اور بدرجہا اتم سلامتی ہو' کے ساتھ اکٹھا کرے۔ اس عاجز بندے کا سوال یہ ہے:

کیا قیام گاہوں میں داخلے کے لئے عمر کا کوئی خاص تعین ہے اور کیمپوں میں داخلہ محض کیمپ میں داخلے کی درخواست کی بنیاد پر ہوتا ہے یا پھر وہ شیروں کی کچھاروں میں بھیجے جاتے ہیں اور مطلوبہ فنون کی تربیت کے لئے جوانوں میں سے موزوں ترین منتخب کئے جاتے ہیں؟

اس وقت افغانستان میں مجاہدین کو سب سے زیادہ کس چیز کی ضرورت ہے؟

کیا انہیں مردوں کی ضرورت ہے یا طلبائے علم کی؟

یا انہیں مال کی ضرورت ہے؟۔ (سائل: ابوسیّاف النجدی)

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ: میرے محترم بھائی جہاد کا دروازہ ہر اس مسلمان مرد کے لئے کھلا ہوا ہے جو بالغ' عاقل' مکلّف' اور اسلحہ اٹھانے اور اللہ ﷻ کے دشمنوں پر تباہی کی مختلف قسموں میں سے کسی بھی قسم کی تباہی مسلط کرنے کے قابل ہے۔ جہاں تک مجاہدین کی ضرورت کی بات ہے تو' اللہ کی قسم' ہمیں' امتِ مسلمہ کے ہمارے شانہ بہ شانہ کھڑے ہونے کی ضرورت ہے، اور ہمیں مسلمانوں کی دعاؤں کی ضرورت ہے، اور ہمیں سچے علماء کے اٹھ کھڑے ہونے کی ضرورت ہے، اور ہمیں حق پر نصیحت' رہنمائی' ہدایت' اور تائید کی ضرورت ہے. ہمیں علماء کی ضرورت ہے کہ وہ انبیاء کے وارث ہوتے ہیں اور ہمارے دل ان کے لئے کھلے ہیں اور بازو کشادہ ہیں۔ اور باقی مجاہدین کو مال اور مردوں کی جو ضرورت ہے تو اس کے بارے اللہ ﷻ نے اپنی قدر والی کتاب میں ذکر کیا ہے جہاں اللہ ﷻ فرماتے ہیں:

﴿ وَ لَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَ الْجُوْعِ وَ نَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَ الْاَنْفُسِ وَ الثَّمَرٰتِ ؕ وَ بَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ (١٥٥) الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ (١٥٦) ﴾[البقرۃ٢: ١٥٥-١٥٦]

"اور ہم کسی نہ کسی طرح تمہاری آزمائش ضرور کریں گے، دشمن کے ڈر سے، بھوک پیاس سے، مال وجان اور پھلوں کی کمی سے اور ان صبر کرنے والوں کو خوشخبری دے دیجئے، جنہیں جب کوئی مصیبت آتی ہے تو کہہ دیا کرتے ہیں کہ ہم تو خود اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں"۔

اور یہ کمی جہاد کے ساتھ لازم وملزوم ہے کیونکہ جہاد اللہ کی راہ میں نفوس واموال کی قربانی کی بنیاد پر قائم ہوتا ہے۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ: میں اللہ ﷻ سے دعا گو ہوں کہ وہ آپ کو آپ کے دشمنوں پر

نصرت عطا فرمائے اور آپ کو کامیابی پر ثابت قدم رکھے' اما بعد: عالمی جہاد کے متعلق آپ کا کیا موقف ہے اور آپ بیرونی دشمنوں سے کیوں نہیں لڑتے؟ بہت سے لوگ آپ پر یہ الزام عائد کرتے ہیں کہ اسلحے اور مال میں آپ کا تمول بذریعہ ''افیون'' حاصل ہوتا ہے' تو اس پر آپ کا کیا جواب ہے؟!۔(سائل:ZARQWI_LEBANON_3)

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ: اپنے دورِ حکومت کے دوران اسلامی امارت نے افیون کی کاشت پر پابندی عائد کر رکھی تھی اور لوگوں نے اس فیصلے کا خیر مقدم کیا اور اب یہ امریکی اور ان کے ایجنٹ ہیں جو افیون کی کاشت پر لوگوں کی حوصلہ افزائی کر رہے ہیں اور ہمارا افیون کی کاشت سے کوئی تعلق نہیں ہے اور ہم اس کے ذریعے سے مالی استعداد حاصل نہیں کر رہے اور یہ سب دشمن کے جھوٹ اور من گھڑت الزامات ہیں تاکہ مجاہدین کی عزت پر کیچڑ اچھالا جائے اور یہ دعوے ان کی شکست و ہزیمت (پر پردہ ڈالنے) کے بدنما بہانے ہیں۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ: ہمارے فاضل شیخ' اللہ ﷻ آپ کی حفاظت فرمائے اور آپ کو برکت عطا فرمائے۔ ہمارے فاضل شیخ' ہم یہ جاننا چاہتے ہیں: امارت کا قابضین کے متعلق' ان کے چلے جانے کے بعد' کیا موقف ہے اور کیا یہ اس قبضے کی وجہ سے ہونے والے نقصانات کے ہرجانے کا مطالبہ کرے گی؟! ہمارے محترم شیخ: اسلامی ممالک اور بالخصوص فلسطین کی آزادی کے لئے ہمارے دل اللہ عزوجل کے بعد آپ سے جُڑے ہیں۔ پس ہمارے امیر ملا محمد عمر حفظہ اللہ کو اس کے متعلق بتا دیجئے، میں اللہ ﷻ سے دعا گو ہوں کہ ان کی حفاظت فرمائے اور ان کو برکت عطا فرمائے۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔(سائل: المقدام الکنانی)

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ: اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اس ظالم جنگ نے ملکوں کو تباہ و برباد کر دیا ہے اور نقصانات کا سبب بنی ہے اور ہمیں ان نقصانات کے ہرجانے کا مطالبہ لازمی کرنا چاہئے اور یہ ہمارا حق ہے۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ: ہمارے فاضل شیخ ''سراج الدین'' اللہ ﷻ آپ کی حفاظت فرمائے اور تمام بھائیوں کی اور اللہ ﷻ ہمیں اور آپ کو حق پر ثابت قدمی عطا فرمائے' ہمارے شیخ میرا سوال یہ ہے: جو کچھ نائیجیریا میں ہو رہا ہے اس کے متعلق آپ کا موقف کیا ہے اور اس کے ضمن میں کیا اسٹریٹیجی ہے؟ اور ہمارے محترم شیخ آپ سے گذارش ہے کہ ہماری طرف سے تمام بھائیوں کو سلام دیجئے اور اللہ آپ کو ہماری اور کل امت کی جانب سے بطور جزا مکمل خیر عطا فرمائے (آمین)۔(سائل: ابوعمارۃ)

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ: ہم دنیا بھر میں ہر جگہ مسلمانوں کے قتل عام کی وجہ سے رنج و

الم محسوس کرتے ہیں اور خاص طور پر مسلم نائیجیریا میں اپنے مسلمان بھائیوں کی وجہ سے اور ہماری خارجی سیاسی امور کی ایک مخصوص کمیٹی ہے جو اس مسئلے کے متعلق ضروری اقدامات اٹھائے گی۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ: میرے فاضل شیخ' اللہ عزوجل آپ کی حفاظت فرمائے... یہ ایک جانی پہچانی حقیقت ہے کہ آپ نے امیر المؤمنین ملا عمر حفظہ اللہ کی بیعت نہیں کر رکھی' کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ صلیبی قابضین کے جانے کے بعد افغانی عوام خدانخواستہ اندرونی خانہ جنگی کا شکار ہو جائے گی' جس انداز میں ارضِ خراسان کے روس کے تسلط سے آزادی کے بعد یہاں جہاد کے ساتھ جو کچھ ہوا؟۔

(سائل: ابو شنب)

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ و برکاتہ: میں' امیر المؤمنین ملا محمد عمر' اللہ ان کی حفاظت فرمائے اور انہیں ہر شر سے محفوظ رکھے' کا سپاہی ہوں اور یہ جو بیعت نہ کرنے کے موضوع کے بارے میں کہا جاتا ہے یہ عظیم بہتان ہے۔ اصل میں بہت سے امراء نہیں ہیں بلکہ صرف ایک امیر ہیں اور وہ امیر المؤمنین ملا محمد عمر حفظہ اللہ ہیں اور فتحیابی کے بعد کوئی اندرونی خانہ جنگی نہیں ہو گی انشاء اللہ اور میڈیا میں سے اس قسم کے جو بیانات آتے ہیں وہ مجاہدین کی صفوں میں دراڑیں ڈالنے کے لئے کفر کے اجتہاد کا نتیجہ ہیں اور وہ اس میں ہرگز کامیاب نہیں ہوں گے انشاء اللہ۔

عرب ممالک اور بالخصوص خلیجی ممالک میں اسلامی جماعتوں کے متعلق آپ کے کیا موقف ہیں؟! کیا آپ کو آپ کے سچے جہاد کے لئے اسلامی ممالک' اور بالخصوص خلیجی ممالک' کے عوام کی جانب سے حمایت اور مضبوط پشت پناہی ملتی ہے؟۔ (سائل: الثریا 1)

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ و برکاتہ: ہم اُن تمام اسلامی جماعتوں کا احترام کرتے ہیں جو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے دین کی صحیح طریقے سے اور اہلِ سنت والجماعت کے منہج پر رہتے ہوئے خدمت کر رہی ہیں' ہم مسلمانوں کو دعوت دیتے ہیں کہ نیکی اور تقویٰ (کے کاموں) کی حمایت و معاونت کریں۔

میں جہاد پر جانا چاہتا ہوں لیکن کوئی راستہ نہیں ہے' اور میرا ایمان کمزور پڑنے لگ گیا ہے' میں کیا کروں؟۔ (سائل: ابوالخطاب المغربی)

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ و برکاتہ: سچے اور ربانی علماء سے مشورہ کریں اور ان کی ہدایت پر عمل کریں۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ: ہمارے فاضل شیخ اللہ سبحانہ و تعالیٰ آپ کی اور امارت اسلامی میں تمام جہادی شیروں کی حفاظت فرمائے۔

اولاً: آپ سے گذارش ہے کہ ہمیں افغانستان میں جہادی موقف اور گذشتہ چند مہینوں کے دوران مجاہدین کی حاصل کردہ کامیابیوں کے متعلق تسلی کرائیں۔

دوم: قابض صلیبی قوتوں اور کرزئی کے 'ایجنٹ نظام' کے ساتھ مذاکرات کے متعلق آپ کا کیا موقف ہے؟

سوم: عالمی جہادی میڈیا کے کردار کے متعلق اور اس کے عامۃ المسلمین تک مجاہدین کے بارے میں درست خبریں پہنچانے میں کامیابی کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے؟۔(سائل: ابوحطین)

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ:

جب تک افغانستان پر قبضے کا وجود رہے گا اور قابضین کے ایجنٹ حکومت میں رہیں گے تو کوئی بھی مذاکرات نہیں ہوں گے' ہمارا جہاد جاری رہے گا انشاءاللہ اور امارت کا موقف واضح ہے۔

میں اللہ ﷻ سے دعا گو ہوں کہ ان کی مدد فرمائے اور انہیں جنت میں فردوس الاعلیٰ نصیب فرمائے اور میں اللہ ﷻ سے دعا گو ہوں کہ ان کی حفاظت فرمائے اور ان کو کامیابی سے نوازے' درحقیقت انہوں نے بہت بڑی خدمت سرانجام دی ہے اور صلیبیوں کے سحر و طلسم اور جھوٹ اور دغا بازی کا پردہ چاک کیا ہے۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ: میں اللہ ﷻ سے دعا گو ہوں کہ وہ آپ کو کامیابی عطا فرمائے اور آپ کی حفاظت فرمائے' سوال یہ ہے: ان مجاہد نوجوانوں سے کیا درکار ہے جو نہ کوئی حیلہ سازی کر سکتے ہیں اور نہ ہی ان سے کوئی راستہ بن پڑتا ہے تو پھر ہم کس طرح آپ کو اپنی خدمات پیش کریں اور جو نوجوان آپ سے جا ملتے ہیں تو وہ کون سی شرائط ہیں جوان کو اس کے لئے اہل ثابت کرتی ہیں۔اور میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ میرے لئے دشمن کو زبردست بربادی سے دوچار کرنے کے بعد شہادت فی سبیل اللہ کے لئے دعا کریں۔(سائل: خالد بن الولید)

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ: آپ کو چاہئے کہ سچے علماء سے مشورہ کریں اور محض گھر میں نہ بیٹھے رہیں اور جو مسائل ممکن (میسر) ہیں ان سے استفادہ حاصل کریں اور جس قدر ہو سکے صلیبی قبضے کے خلاف جدوجہد کریں۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ: آپ کا ابو اسحاق الحوینی اور اسکندریہ میں دعوۃ السّلفیہ کے شیوخ جیسے شیخوں کے متعلق کیا موقف ہے' یہ جانتے ہوئے کہ انہوں نے امیر المؤمنین کی بیعت کا اعلان نہیں کیا ہوا ہے؟! میں پاکستان آ سکتا ہوں' کیا آپ ایسا کرنے کی نصیحت کریں گے یا میں اپنے ملک میں ہی رہوں یہ جانتے ہوئے کہ جس ملک میں میں مقیم ہوں وہاں میرے لئے کوئی جہادی یا دعوتی کردار ادا کرنا ممکن نہیں ہے؟!۔(سائل: ابن احمد المقدسی)

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ: ہم تمام سچے علماء کا احترام کرتے ہیں اور آپ اپنی صلاحیتوں

کو اسلام اور مسلمانوں کی خدمت میں استعمال کرنے کی کوشش کریں اور کسی ایسے شخص سے مشورہ کریں جس کے دین اور ایمانداری پر آپ کو اعتماد ہو اور یاد رکھیئے کہ امت کو آپ اور آپ جیسے نوجوانوں کی کی ضرورت ہے جو سچے اور دین کے بارے میں غیرت مند ہیں۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اپنے آغاز میں، میں ہمارے مہمان اور بھائی اور معلم مجاہد "سراج الدین حقانی" حفظہ اللہ کو خوش آمدید کہتا ہوں۔ سوال: میں آپ سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آپ کی جہادی میڈیا اور یہ تمام مبارک ویب سائٹس بغیر کسی سائٹ کے استثناء کے جو کچھ کر رہی ہیں، کے بارے میں کیا رائے ہے۔ اور کیا ہمیں مزید آگے بڑھنے کی ضرورت ہے یا جو کوششیں کی جا رہی ہیں وہی کافی ہیں؟ اور آخر میں، میں اپنے مجاہدین بھائیوں کے نام پیغام بھیجتا ہوں، ان کے لئے دوستی، محبت اور اشتیاق کا پیغام، اور ہم اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہیں کہ ہم یا تو خلافت راشدہ میں ملیں یا پھر جنت میں کہ جس کی وسعت آسمانوں اور زمین کے برابر ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو لمبی عمر دے اور آپ کے قدم حق پر جمائے (آمین)۔ (سائل: ابوبکر المقدسی)

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ: انٹرنیٹ کی جہادی ویب سائٹس کی خدمات قابلِ فخر و احترام ہیں اور وہ حقیقتاً عظیم خدمت سرانجام دے رہی ہیں۔ ہم انٹرنیٹ کی ان جہادی ویب سائٹس سے منسلک بھائیوں سے چاہتے ہیں کہ اپنا معیار اور بلند کریں اور اپنے آپ کو مزید منظّم کریں اور اپنی کوششوں کو متحد کریں اور اپنی تگ ودو میں اضافہ کریں اور اپنا مواد وقت اور حالات کی مطابقت سے نشر کریں۔ اور انہیں چاہیئے کہ عالمِ اسلام میں جہادی دنیا کی خبریں فوراً نشر کریں اسلامی جہادی قیادت کے پیغامات (فوراً) پہنچائیں اور آخر میں یہ کہ انہیں چاہیئے کہ وہ ہر چیز کو مثالی اور نظم وضبط کا پابند بنانے کی جدوجہد کریں اور دیگر وسائلِ ابلاغ کو اپنا محتاج بنائیں اور مجاہدین کو چاہیئے کہ ان کی بہتری وترقی کے لئے ان کی مدد کریں اور اسی طرح ان کی خدمت کی خاطر بھی۔ اور جہادی تحریکوں کو چاہیئے کہ ان کو جہادی مواد فراہم کریں اور اپنی خبریں اور پیغامات اور انٹرویوز اور خاص طور پر قابلِ اعتماد ویڈیوز، اور اسی طرح عامۃ المسلمین کو چاہیئے کہ ان کی مالی اور فنّی اور ہر اعتبار سے مدد کریں اور ہم اللہ تعالیٰ سے اپنے اور ان کے لئے توفیق اور راست بازی کے طلبگار ہیں۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ: بھائی، اللہ تعالیٰ آپ کی نیک جدوجہد پر آپ کو برکت عطا فرمائے (آمین)۔ اور اللہ تعالیٰ پُر وقار طالبان میں توحید کے شیروں کو ثابت قدمی عطا فرمائے (آمین)... چاہے وہ پاکستان کے طالبان ہوں یا افغانستان کے، اور اسلامی شریعت کے نفاذ کے داعی ہر مجاہد کو ثابت قدمی عطا فرمائے (آمین)۔ میرے سوال یہ ہیں: ان سب کے متعلق آپ کا کیا موقف

ہے: عراق میں عراق کی اسلامی ریاست، صومالیہ میں حرکۃ الشباب المجاہدین اور جزیرۃ العرب میں تنظیم القاعدۃ؟ اور ہر اس تحریک کے متعلق جو عرب اور اسلامی ممالک میں حکومتی نظام کی تردید کا حکم دیتی ہے اور اس سے لڑتی ہے؟! اور اللہ ﷻ آپ کو برکت عطا فرمائے اور ہر شر سے محفوظ رکھے (آمین)' آپ کے ایسے بھائی ہیں جو آپ کو دعاؤں میں نہیں بھولتے انشاء اللہ۔ (سائل: موسیٰ بن نصیر)

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ و برکاتہ: عراق کی اسلامی ریاست اور صومالیہ میں حرکۃ الشباب المجاہدین میدانوں میں بہترین جہادی تحریکیں مانی جاتی ہیں اور درحقیقت انہوں نے اسلامی امت کو ظلم و اہانت سے نجات دلانے کی خاطر بے شمار قربانیاں دی ہیں' اور وہ ہمارے بھائی ہیں اور میں اللہ ﷻ سے دعا گو ہوں کہ انہیں نصرت دلائے اور انہیں فتح عطا فرمائے (آمین)۔

فاضل شیخ' قائد ''سراج الدین حقانی'' السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ: اولاً: ہم آپ کی خدمت میں اپنا سلام ارسال کرتے ہیں' کہ آپ سخی (کریم) ہیں اور سخی کے بیٹے ہیں اور اپنی کھچار میں شیر ہیں اور شیر کے بیٹے ہیں۔ اور اسی طرح ہم اپنا سلام بہادروں کی بقیہ قیادت اور سپاہیوں کو ارسال کرتے ہیں جنہوں نے دور حاضر کے طاغوتوں صلیبیوں کی ناک توڑ کر رکھ دی ہے' چنانچہ وہ اسلام اور مسلمانوں کے لئے باعثِ عزت و افتخار ہیں اور وقت کے ماتھے پر جھومر ہیں۔ اور اللہ ﷻ کی قسم ہم دعاؤں میں آپ کے لئے دعا کرتے ہیں اور ہم اللہ ﷻ سے دعا گو ہیں کہ ہم بھی آپ کے ساتھ ہوں اللہ ﷻ آپ کے لئے آسانیاں فرمائے (وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَن يَنْصُرُهُ: جو اللہ کی مدد کرے گا اللہ بھی ضرور اس کی مدد کرے گا [الحج ۲۲:۴۰])۔ اور ہم خاص طور پر سلام پیش کرتے ہیں: امیر المؤمنین' اور ہمارے وقت کے آفتاب اور مسلمانوں کی امت کے رہنما' محترم بھائی: ملا محمد عمر مجاہد اللہ ان کی نصرت فرمائے اور ان کے لئے راہ ہموار کرے۔ ہم اشاعات کی پروڈکشن کے معیار میں ضعف دیکھتے ہیں' خاص طور پر جو اسلامی امارت سے متعلق ہیں' اللہ ﷻ اس کی حفاظت فرمائے اور اس کی راہ ہموار فرمائے' جب اس کی کاروائیوں کے حجم اور اس کی طاقت کا دوسرے جہادی علاقوں سے مقابلے کے لحاظ سے موازنہ کیا جائے اور اسی طرح جہادی میڈیا میں اہمیت کے لحاظ سے نشریات کی قلت (دیکھتے ہیں)۔ تو کیا ایسا میڈیا میں عملے کی کمی کی وجہ سے ہے؟ اور طالبان ... رحمٰن کی جانب سے نعمت ... کو میرا سلام۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ (سائل: اشرق)

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ: ہمارے یہاں میڈیا کے دو طرح کے میدان ہیں' افغانستان کا داخلی اور خارجی (میڈیا)۔ اور ہم افغانستان کے اندر اپنی عوام کے معیار اور ثقافت اور مزاج کے مطابق ان کو ابلاغی مواد پیش کرتے ہیں اور ہمارے دشمن نے بھی اس کا اعتراف کیا اور کہا: اسلامی امارت

اس میدان میں ہم سے سبقت لے گئی ہے۔اور جہاں تک خارجی میڈیا کا معاملہ ہے تو اس میں میڈیا کی کمزوری کی بنیادی وجہ امریکا اور مغرب کے زیرِ اثر عالمی میڈیا کی جانب سے ہم پر عائد پابندیاں اور رکاوٹیں ہیں اور ہمارے لئے ضروری وسائل کے حصول میں دقت ہے۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ: اللہ ﷻ آپ کو لمبی عمر دے ہمارے مجاہد شیخ اور میں اللہ ﷻ سے دعا گو ہوں کہ آپ کو ثابت قدمی عطا فرمائے اور آپ کو نصرت عطا فرمائے اور آپ کو خیر پر بہترین اجر عطا فرمائے اور آپ کے اچھائی کے کاموں میں اضافہ فرمائے اور آپ پر احسان فرمائے۔

تحریکِ طالبان کے نزدیک عقیدے' فکر اور ایمان کے حوالوں سے تربیت کی کیا اہمیت ہے؟

فلسطین میں تحریکِ حماس کے لئے آپ کی کیا نصیحت ہے؟اور بیت المقدس اور فلسطین کو آزادی دلانے کا کیا راستہ ہے؟

کیا تحریکِ طالبان کسی سے بھی کسی قسم کا تعاون قبول کر لیتی ہے' چاہے وہ بدعتی یا گمراہ ہی کیوں نہ ہو' جیسے شیعہ اور قبوری (قبر پرست) وغیرہ؟ یا پھر تحریک ہر لحاظ سے صحیح عقیدے والوں کے علاوہ کسی سے بھی تعاون نہیں کرتی؟۔(سائل: ابومحمد الخلیل)

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ:

☒ ہمیں یقین ہے اور ہمارا اعتقاد ہے کہ فتنوں اور دشمنوں کے سامنے مجاہدین کی ثابت قدمی مضبوط جہادی' ایمانی' اور فکری تربیت کے بغیر ممکن ہی نہیں۔

☒ ہماری نصیحت یہ ہے کہ اہلِ سنت والجماعت کے منہج سے خارج نہ ہوں جو کہ اسلامی منہج ہے اور مصائب پر صبر کریں اور قدس کو آزادی دلانے کے لئے آپ کو صلاح الدین ایوبی رحمہ اللہ کے نقشِ قدم پر چلنا ہوگا' اور یہی کافی ہو جائے گا۔

☒ ہم ہر اس شخص سے تعاون حاصل کر لیتے ہیں جس سے تعاون لینا شریعت جائز قرار دیتی ہے' بصورتِ دیگر ہم تعاون قبول نہیں کرتے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم: میرا سوال یہ ہے: آپ (لوگوں) کا عقیدہ کیا ہے؟اور طالبان کا عقیدہ کیا ہے؟اور یہ جو کہا جاتا ہے کہ آپ لوگوں کے ہاں کچھ ایسی بدعتیں پائی جاتی ہیں جن پر قبر پرست عمل کرتے ہیں' کیا یہ سچ ہے؟ ہمارے فاضل شیخ' جونکہ ہم آپ لوگوں کا دفاع کرنا چاہتے ہیں اس لئے ہمارے لئے بیان فرمایئے اور واضح کیجئے' اللہ ﷻ آپ کو برکت عطا فرمائے۔(سائل: السّلفی المجاہد)

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ: کیا آپ لوگ ابھی تک ہمارے عقیدے کے متعلق شکوک و شبہات کا شکار ہیں کہ یہ کیا ہے یا طالبان کا عقیدہ کیا ہے اور کیا آپ ابھی تک یہ سمجھتے ہیں کہ ہم بدعتی اور

قبر پرست ہیں!! یہ ایسی افواہیں تھیں جو کچھ افراد نے لوگوں کے درمیان روس کے خلاف افغانی جہاد کے دنوں میں پھیلائیں اور بڑھا چڑھا کر پیش کیں اور ان کو خوب توسیع دی تاکہ لوگوں کو جہاد فی سبیل اللہ ﷻ سے روکیں، اور دیگر مقاصد کے لئے جنہیں اللہ ﷻ بہتر جانتا ہے۔ لیکن میں آپ کو اطمینان دلاتا ہوں اور مسلمانوں کو اطمینان دلاتا ہوں کہ طالبان کا عقیدہ کتاب وسنت پر قائم ہے اور افغانیوں کے زیادہ تر گروہ مسلمان ہیں، موحدین ہیں، حنفی مذہب پر چلنے والے ہیں اور اہلِ سنت والجماعت سے منسوب ہیں، اور اس کے ساتھ ہی ساتھ بعض شیعہ اقلیتوں اور بعض اہلِ تصوف کا وجود بھی ہے، اور آپ دنیا بھر میں ایک بھی قوم ایسی نہیں ڈھونڈھ سکتے جو ساری کی ساری ایک ہی عقیدے پر قائم ہو جیسے جزیرۃ العرب کی مثال ہے جہاں پر وحی کا نزول ہوا اور جہاں سے نورِ رسالت پھیلا تو وہاں بھی اثنا عشری (بارہ اماموں والے) شیعہ اور اسماعیلیہ باطنیہ اور سیکولر گروہ موجود ہیں جبکہ وہاں لوگوں کی اکثریت اہلِ سنت والجماعت ہے اور وہاں لوگ پر امن اور مطمئن ہیں۔ تو پھر افغانی قوم کے متعلق کیا خیال ہے کہ جس نے جنگوں اور بربادی اور جہالت اور دربدری اور بھوک کی سختیاں جھیلیں اور ہم تیس سالوں سے دنیا کی طاقتور ترین قوتوں سے ایک کے بعد دوسری جنگوں میں برسرِ پیکار ہیں اور اس کے ساتھ ہم اپنے دین اور اپنے ایمان اور اپنے عقیدے پر قائم ہیں اور ہم اس کی دعوت دیتے ہیں اور اس کی خاطر لڑتے ہیں اور میں اپنے بھائیوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ شیخ شہید مجاہد یوسف العییری، اللہ ان پر وسیع رحمت فرمائے، کی کتاب ''المیز ان لحرکۃ طالبان'' کا مطالعہ کریں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، اور میں اسی پر بھروسا کرتا ہوں، اور سلامتی ورحمت ہو ہمارے آقا محمد پر جو پیغمبروں میں سے افضل ترین ہیں اور ان کے آل واصحاب اجمعین پر اور ان پر جو تا قیامت بھلائی میں ان کی اتباع کریں گے اور تمام تعریف اللہ کے لئے ہے جو اپنے مجاہد بندوں کا حامی و ناصر ہے اور ظالموں کے علاوہ کسی پر عداوت و جارحیت نہیں۔ ہم قائد، مجاہد، اسلامی امارت میں توحید کے شیروں میں سے ایک، حقانی، اللہ ان کی حفاظت اور نگرانی فرمائے، کی جانب متوجہ ہوتے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ آپ ہمارے لئے وضاحت فرمائیں کہ صوبہ ہلمند میں اور خاص طور پر مرجاہ گاؤں میں کیا ہو رہا ہے؟ اس حملے کی کیا حقیقت ہے جس کی قیادت امریکا کر رہا ہے اور جسے میڈیا نے بہت بڑھا چڑھا کر پیش کیا ہے؟ اور آپ کی جانب استعداد (تیاری) کی کیا صورتحال ہے؟ امیر المؤمنین ملا محمد عمر، اللہ ان کی حفاظت اور نگرانی فرمائے، اور شیخ اسامہ بن لادن، اللہ ان کی حفاظت اور نگرانی فرمائے، کا کیا حال ہے؟ اور جان رکھیئے، اللہ آپ کی حفاظت اور نگرانی فرمائے، کہ سچے اور آزاد مسلمان آپ کے لئے نصرت وتمکین کی دعا کرتے ہیں اور اپنے نفس کو آپ کے ساتھ جہاد میں شامل ہونے پر آمادہ کرتے ہیں۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا بھائی جو اللہ کے واسطے آپ سے محبت کرتا ہے ''محبّ الصحابہ المغربی'' مغرب اقصیٰ (مراکش) کے ممالک سے' یوسف بن تاشفین ؒ کے ممالک سے' اور ہمیں اپنے نیک دعاؤں میں نہ بھولئے گا۔ (سائل: محبّ الصحابہ المغربی)

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ: دشمنوں کو مرجاہ میں شکست ہوئی اور انہیں کچھ بھی حاصل نہ ہوا مزید معلومات کے لئے انٹرنیٹ پر امارت کی ویب سائٹ دیکھیئے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لئے تمام تعریف اور شکر ہے کہ جہادی قیادت خیریت اور صحت وعافیت کے ساتھ ہے انشاء اللہ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ:

صلیبیوں کے خلاف جہاد میں آپ کے دو بھائی عمر اور محمد شہید ہوئے تو کیا آپ ہمیں بتائیں گے کہ ان کی شہادت کیسے ہوئی؟!

جس گروہ کی آپ قیادت کر رہے ہیں میڈیا میں یہ ''حقانی نیٹ ورک'' کے نام سے معروف ہے' تو کیا یہ اس کا اصل نام ہے یا اس کا کوئی اور نام ہے؟!

اسلامی امارت افغانستان میں مجاہدین کے لئے امیر المؤمنین ملا محمد عمر حفظہ اللہ نے جو لائحہ عمل صادر کیا تھا' کیا اس کا اطلاق صرف افغان جنگجوؤں پر ہوتا ہے یا افغانستان میں موجود تمام جنگجو جماعتوں پر اس کا التزام واجب ہے جیسے تنظیم قاعدۃ الجہاد' اور ازبکستان کی اسلامی تحریک' اور ترکستان کی حزبِ اسلامی' اور ان کے علاوہ دیگر جماعتیں جنہوں نے امارت اور ملا عمر کی بیعت کا اعلان کر رکھا ہے؟

مغربی میڈیا طالبان جنگجوؤں پر الزام لگاتا ہے کہ وہ افغانستان میں لڑکیوں کے اسکولوں کو جلا دیتے۔ اس پر آپ کا بیان فرماتے ہیں؟

امارت اسلامی کی قیادت امریکا سے قیدیوں کے تبادلے کی کاروائی کی جو نیت رکھتی ہے وہ افغان قیدیوں کے تبادلے تک محدود ہے یا اس میں ان کے علاوہ دوسرے مسلمان قیدی بھی شامل ہوں گے؟۔ (سائل: ابو حنیفہ شط العرب)

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ:

☒ جی ہاں میرا بھائی محمد سرحد (بارڈر) کے قریب شہید ہوا اور میرا بھائی عمر افغانستان کے اندر شہید ہوا اور ہم انہیں شہید گردانتے ہیں اور ہم اللہ کے سامنے کسی کو نہیں سراہتے (کہ اللہ ہی اصل حقیقت جانتا ہے!)

☒ حقانی گروپ یا حقانی گروپ نیٹ ورک کوئی رسمی نام نہیں اور نہ ہی ہم نے اسے اختیار کیا ہے بلکہ یہ ہمارے دشمنوں کی طرف سے استعمال کیا جانے والا نام ہے تاکہ وہ مجاہدین میں تفرقہ ڈالیں۔ اور ہم عالی

قدر امیر المؤمنین ملا محمد عمرؒ اللہ ان کی حفاظت ونگرانی فرمائے' کی امارت کے تحت اللہ کی راہ میں لڑ رہے ہیں اور اسلامی امارت کا نام ہمارے اور افغانستان میں تمام مجاہدین کے لئے رسمی نام ہے۔

☒ جی ہاں' افغانستان میں تمام مجاہدین اس لائحہ عمل کا التزام کرتے ہیں جو اسلامی امارت نے صادر کیا تھا۔

☒ ہم نے کبھی بھی لڑکیوں کے اسکول نہیں جلائے اور یہ محض جھوٹ ہے اور عجیب پروپیگنڈہ ہے جو صلیبیوں نے شروع کیا ہے۔ وہ لڑکیوں کے اسکول بناتے ہیں تاکہ عوام الناس کے دل جیت سکیں اور پھر انہیں اسلامی امارت کے مجاہدین کی ساکھ خراب کرنے کے لئے (خود ہی) جلا ڈالتے ہیں اور یہ بھی اُن الزامات میں سے ایک الزام ہے جو صلیبیوں کی خبر رساں ایجنسیاں پھیلاتی ہیں اور ان کی فریب کاریوں میں سے ایک فریب کاری ہے۔

☒ شرعی نقطہ نظر سے تمام مسلمان قیدیوں کی رہائی (کا بندوبست کرنا) ایک واجب امر ہے اور ہم اس کے لئے اسلامی شریعت کے تحت کام کر رہے ہیں' اور رسول ﷺ نے فرمایا تھا کہ "فكوا العاني" اور عانی سے مراد قیدی (اسیر) ہے۔

اور اختتام پر میں پکارتا ہوں اپنے عامۃ المسلمین بھائیوں اور علماء اور مفکرین اور ادیبوں اور تاجروں اور تجربہ کاروں اور نوجوانوں اور میڈیا کے اہلکاروں کو اور ہر کسی کو جو ہمارے معاملے اور ہمارے جہاد میں مدد کر سکتا ہے چاہے فتوے کے ذریعے یا رائے دہی کے ذریعے یا جنگجوؤں کی تیاری کے ذریعے اور مسلمانوں کی زکوٰۃ کی فراہمی کے ذریعے جو اللہ نے مسلمانوں پر اپنی راہ میں لڑنے والوں پر خرچ کرنا فرض کر رکھی ہے یا عسکری' یا طبّی' یا فنّی مہارتوں کے ذریعے یا میڈیا میں سیٹلائٹ نیوز چینلز کے ذریعے یا انٹرنیٹ پر اسلامی خبروں کی سائٹس کے ذریعے اور اخباروں اور میگزینز کے ذریعے اور تمام تر ممکنہ وسائل کے ذریعے سے' کہ کفر کے ممالک ہمارے خلاف اپنی تمام تر حدوں تک اور لوہوں کے ساتھ اور گھوڑوں کے ساتھ اور قدموں کے ساتھ متحد ہو گئے ہیں۔

وہ اپنے ہوئی جہازوں اور توپوں اور بموں اور جدید اسلحہ جات اور مفکرین اور عبقریوں کے ساتھ آئے ہیں اور انہوں نے ملینوں ملین ڈالر خرچ کئے ہیں' اور یہ سب مسلمانوں کے اور پوری دنیا کے لوگوں پر' تاکہ فساد اور پستی اور زوال اور سیکولرازم پھیلا سکیں۔ اور یہ سب صرف اس لئے تاکہ ہمارے عقائد کو بدل ڈالیں اور ہمارے دین میں فساد برپا کر دیں' اور ہم آپ سے دین کو نصرت دلانے کے لئے مدد کے طلبگار ہیں اور ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ اِنِ اسْتَنْصَرُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ﴾ [الانفال ۸: ۷۲]

"اور اگر وہ دین کے بارے میں مدد طلب کریں تو تم پر مدد کرنا ضروری ہے"

اور ہم ''انصار المجاہدین فورم'' سے منسلک بھائیوں کی جانب بدرجہ اتم شکریہ اور پذیرائی اور احترام پیش کرنا فراموش نہیں کرتے اور ان تمام محترم بھائیوں کی جانب بھی جنھوں نے سوالات اور استفسارات کا شرف عطا کیا جو چاہے امارت اسلامی سے بالعموم یا آپ کے بھائی (سراج الدین) سے بالخصوص متعلق تھے۔

اور میں سوال کرنے والے برادران کا دوبارہ شکریہ ادا کرتا ہوں اور بعض سوالوں اور ان کے جوابات ترک کرنے پر معذرت خواہ ہوں اور یہ محض اس وجہ سے تھا کہ وہ مجھ سے متعلق نہیں تھے اور بعض دوہرائے گئے تھے تو میں نے بس ایک جواب دینے پر اکتفا کیا۔

اس ملاقات میں میری طرف سے جو غلطی کوتاہی ہوئی ہے تو وہ میرے نفس اور شیطان کی طرف سے ہے اور اس میں جو بھلائی اور درستی ہے وہ صرف اللہ ہی کے فضل سے ہے والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

آپ کا بھائی /سراج الدین (حفظہ اللہ) ابن شیخ جلال الدین حقانی (حفظہ اللہ)

اور ہم اپنی باری پر فاضل شیخ سراج الدین حقانی' اللہ ان کی حفاظت فرمائے اور انہیں ثابت قدم رکھے' کا یہ باسعادت اور مبارک موقع عنایت کرنے پر شکریہ ادا کرتے ہیں اور اللہ بزرگ و برتر سے دعا گو ہیں کہ شیخ اور ان کے خاندان کو امت کے دشمنوں کی آنکھ میں پھانس بنادے اور ہمیں اور شیخ کو دشمن کو شدید ترین وبال سے دوچار کرنے کے بعد شہادت پر خاتمہ نصیب فرمائے اور پیچھے نہ ہٹنے والوں میں سے بنائے' آمین وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

کمانڈر سراج الدین حقانی کا البلاغ میڈیا سے انٹرویو

نمائندہ البلاغ میڈیا: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو مجاہدین کو نصرت و کامیابی سے نوازتا ہے، اور سلامتی و رحمت ہو مجاہدین کے سردار (ﷺ) اور ان کے آل و اصحاب پر اور ان پر جو حقیقی راہِ ہدایت پر کاربند ہیں۔

اللہ ﷻ قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں:

بَلٰٓی ۙ اِنۡ تَصۡبِرُوۡا وَ تَتَّقُوۡا وَ یَاۡتُوۡکُمۡ مِّنۡ فَوۡرِهِمۡ هٰذَا یُمۡدِدۡکُمۡ رَبُّکُمۡ بِخَمۡسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الۡمَلٰٓئِکَةِ مُسَوِّمِیۡنَ ☆

''کیوں نہیں بلکہ اگر تم صبر کرو پرہیزگاری اختیار کرو اور یہ لوگ اسی دم تمہارے پاس آجائیں تو تمہارا رب تمہاری امداد پانچ ہزار فرشتوں سے کرے گا جو نشاندار ہوں گے۔'' [آل عمران 3:125]

ہمارے شیخ، کمانڈر سراج الدین حقانی، اللہ آپ کی مدد فرمائے؛ ہم البلاغ میڈیا سینٹر کی جانب سے آپ کا شکریہ ادا کرنا چاہتے ہیں کہ آپ نے ہمیں ملاقات کا، اور آپ سے کچھ خاص امور پر بات چیت کرنے کا موقع فراہم کیا' تاکہ شہداء کے خون سے رنگین اس پاک سرزمین میں جو کچھ ہو رہا ہے اس کی ایک واضح اور غیر مبہم تصویر دیکھ سکیں۔ ہم حالیہ ترین واقعات کے متعلق بات چیت کرنا چاہتے ہیں جن کے بارے میں دروغ گو میڈیا غلط بیانی کر رہا ہے، اور ہم اس موقع سے یہ فائدہ بھی اُٹھانا چاہتے ہیں کہ آپ سے گذارش کریں کہ جہادی میڈیا مراکز، بالخصوص جہادی میڈیا کے میدان میں بھائیوں اور مجاہدین کے لئے پیغام دیں۔ اور ہم جہادی ذرائع ابلاغ کے میدان میں ترقی کے مراحل کے بارے میں، اور بالخصوص گذشتہ عرصے میں جن مسائل کا ان (جہادی) ذرائع ابلاغ کو سامنا رہا ان کے بارے میں بھی، آپ کا نقطہ نظر جاننا چاہیں گے۔

ہم اللہ ﷻ کے نام سے آغاز کرتے ہیں۔

نمائندہ البلاغ میڈیا: سب سے پہلے ہم آپ کی شخصیت کے بارے میں عام طور پر کچھ جاننا چاہتے ہیں اور ہم یہ بھی جاننا چاہتے ہیں کہ آپ کے زیرِ نگرانی کون کون سے علاقے ہیں؟

شیخ سراج الدین حقانی ﷿: (میں) آپ کا بھائی سراج الدین حقانی ہوں، شیخ جلال الدین حقانی (﷿) کا بیٹا ہوں، اور میری عمر تیس سال ہے۔ میں پکتیا کے علاقے میں پیدا ہوا۔ میں امارتِ اسلامی کی مجلسِ شوریٰ کا رُکن ہوں۔ جہاں تک ان علاقوں کا تعلق ہے جو ہماری زیرِ نگرانی ہیں تو ہمیں اسلامی امارت کی جانب سے افغانستان کے جنوب مشرقی محاذ (پکتیا، خوست، پکتیکا) کی ذمہ داری سونپی گئی ہے، اور ہمارے مجاہدین (افغانستان کے) شمال اور جنوب (کے علاقوں) میں بھی نبرد آزما ہیں۔ وہ اپنے صوبوں کے کمانڈروں کے تحت اپنے فرائض سرانجام دیتے ہیں۔

نمائندہ البلاغ میڈیا: ثانیاً ہم چاہتے ہیں کہ آپ ہمیں بتائیں کہ میدانِ جنگ کی صورتحال کیا ہے، اور اس میں آپ لوگوں کی پیش رفت کیا ہے؟

شیخ سراج الدین حقانی ﷿: الحمدللہ، والحمدللہ، جن صوبوں کا میں نے ذکر کیا ہے ان صوبوں میں ہمارے جنگجو مجاہدین نوّے فیصد سے زیادہ زمین پر قابض ہیں، اور بیرونی قوتیں اور مرتدین اپنے ٹھکانوں اور مراکز میں پھنسے ہوئے ہیں۔ ان کے علاوہ باقی علاقے کلی طور پر مجاہدین کے قبضے میں ہیں، اور عوام الناس۔۔۔ وہ مجاہدین کے ساتھ ہیں اور وہ مجاہدین سے محبت کرتے ہیں۔ مجاہدین وقتاً فوقتاً دشمن کا اس کے ٹھکانوں اور مراکز میں نشانہ لیتے رہتے ہیں اور یہ بات دشمن کو پریشان کئے ہوئے ہے۔

نمائندہ البلاغ میڈیا: میڈیا کی پھیلائی ہوئی یہ افواہیں کہاں تک سچ ہیں کہ دشمن تمام علاقوں میں اہم زمینی پیش رفت کر رہا ہے؟

شیخ سراج الدین حقانی ﷿: یہ افواہیں بے بنیاد جھوٹ پر مبنی ہیں، جو مغربی میڈیا کی جانب سے پھیلائی جا رہی ہیں، جو اپنے میڈیا چینلوں پر (ہمارے) دشمنوں کی ناکامیوں کی پردہ پوشی کرنے کے لئے انہیں بدل کر کامیابی کی صورت میں دکھاتے ہیں۔ وہ ہمیشہ یہ کہتے ہیں کہ وہ جیت رہے ہیں، لیکن اگر واقعی ان کا کیا ہوا دعویٰ سچا ہے تو پھر اُن علاقوں میں اتنے زیادہ مجاہدین کیوں ہیں؟! والحمدللہ، ہم بہت مضبوط ہیں، اور ہمارے پاس اتنے زیادہ مجاہدین ہیں کہ ہم ان سب کو مسلح بھی نہیں کر پا رہے ہیں، کیونکہ ان کی تعداد بہت زیادہ ہے (جن کو اسلحے سے لیس ہونے کی ضرورت ہے۔)

نمائندہ البلاغ میڈیا: چوتھا سوال یہ ہے کہ جنگ کے میدان میں اُن نقصانات کی تعداد کیا ہے جن کا دشمن اعلان نہیں کرتا؟

شیخ سراج الدین حقانی ﷿: کیا آپ نے کبھی مغربی میڈیا سے یہ سنا ہے کہ امریکہ کے شعبۂ دفاع (یو ایس ڈیپارٹمنٹ آف ڈیفنس-U.S. Department of Defense) نے اس بات کا اقرار کیا ہے کہ 2009 اور 2010 کی پہلی ششماہیوں کے درمیان موازنہ کیا جائے تو ان کے نقصانات میں

دوگنا اضافہ ہوا ہے، اور زخمیوں کی تعداد پہلے کی نسبت تین گنا سے زیادہ بڑھ گئی ہے۔ اور یہ سب بہت بڑے مالی نقصانات کے علاوہ ہے۔

نمائندہ البلاغ میڈیا: آپ کے خیال میں وہ کیا وجوہات ہیں کہ جن کی بنیاد پر سی آئی اے، عرب انٹیلی جنس اداروں سے مدد حاصل کرنے پر مجبور ہوگئی؟ کیا یہ صلیبیوں کی کمزوری، افغانستان میں ان کی بیچارگی اور حالات پر قابو پانے میں نااہلی کا ثبوت ہے؟

شیخ سراج الدین حقانی: جی ہاں، یہ بات بالکل صحیح ہے۔ سبھی جانتے ہیں کہ امریکہ اس وقت انتہائی کمزوری کی حالت میں ہے اور وہ مجاہدین کا مقابلہ کرنے کے لئے روئے زمین پر موجود تمام اقوام سے مدد کی بھیک مانگ رہا ہے۔

نمائندہ البلاغ میڈیا: کیا خراسان کی سرزمین پر عرب انٹیلی جنس اداروں کا مضبوط وجود پایا جاتا ہے، یا پھر ابودجانہ والی کاروائی محض ایک منفرد اور ایک ہی مرتبہ ہونے والی کاروائی تھی جو کہ مضبوط خفیہ اطلاعات کی بنیاد پر ہوئی؟

شیخ سراج الدین حقانی: نہیں، یہاں کسی قسم کے گروہ کی مضبوط انٹیلی جنس خدمات کا کوئی وجود نہیں پایا جاتا۔

نمائندہ البلاغ میڈیا: جو مجاہدین ارضِ خراسان کی طرف ہجرت کر رہے ہیں، کیا وہ افغان جہاد کے لئے کسی بھی لحاظ سے رکاوٹ یا بوجھ بنے ہوئے ہیں؟

شیخ سراج الدین حقانی: الحمد للہ، صورتحال اس کے برعکس ہے: وہ ہماری راہوں کو روشن کرتے ہیں اور ہمارے ساتھ مل کر صلیب کے پجاریوں سے مزاحمت کرتے ہیں اور ہم ان کے ساتھ ایک ہی خندق میں ہیں۔

نمائندہ البلاغ میڈیا: ارضِ خراسان میں مجاہدین وانصار کے مابین تعاون کی کیا صورتحال ہے (یعنی عرب مجاہدین و دیگر مجاہدین جو ارضِ خراسان میں ہیں)؟

شیخ سراج الدین حقانی: مہاجرین صحابہ اور انصار نے (نبی ﷺ کے دور میں) جس طرح ایک دوسرے سے ممکن ترین حد تک تعاون کیا تھا، یہ اس کی (موجودہ دور میں) ایک زندہ مثال ہے۔

نمائندہ البلاغ میڈیا: کیا آپ جہاد ترک کر کے پیچھے بیٹھے رہنے والے لوگوں کو کوئی نصیحت کرنا چاہیں گے؟

شیخ سراج الدین حقانی: اگر ان کا پیچھے بیٹھے رہنا اور جہاد سے لاتعلق رہنا عمداً ہے تو پھر انہیں معلوم ہو جانا چاہیئے کہ وہ اور اسلامی ملت اپنے آپ کو ذلت کی گہری کھائی میں دھکیل رہے ہیں۔ (جہاد ترک کر کے) پیچھے بیٹھے رہنے والوں کو اس فرض کی ادائیگی کرنی چاہیئے۔ ہوسکتا ہے کہ ان میں سے بعض کے پاس

ایسے دلائل اور مواخذات ہوں جو پیچھے بیٹھے رہنے والوں کے حق میں جواز فراہم کرتے ہوں۔ لیکن ان کے دلائل اور مواخذات کو باطل ثابت کرنے کے لئے ہم انہیں عظیم شیخ اور مجاہد احمد بن ابراہیم (؏) کی چند کتب کے مطالعے کی دعوت دیتے ہیں، ان کتب میں آپ کو جہاد سے دور رہنے والے لوگوں کے متعلق اسلام کا حکم معلوم ہو جائے گا۔

نمائندہ البلاغ میڈیا: کیا آپ شہید بھائی ابو دجانہ ؒ کی کاروائی سے زمینی حقائق کی صورتحال پر مرتب ہونے والے اثرات بیان کرسکتے ہیں؟

شیخ سراج الدین حقانی ؏: عظیم بہادر، مجاہد فی سبیل اللہ، ابو دجانہ الخراسانی، اللہ اسے اس استشہادی کاروائی میں قبول فرمائے جس میں امریکی انٹیلی جنس سی آئی اے کے اعلیٰ اہلکاروں کی ہلاکتیں ہوئیں۔ جو مارے گئے وہ ایک اعلیٰ درجے کے جاسوس گروہ کے ارکان تھے، اور جو امریکی انٹیلی جنس کے اہلکاروں میں سے مارے گئے یہ وہ جاسوس گروہ تھا جو ان علاقوں میں مجاہدین، خصوصاً مجاہدین کے رہنماؤں، پر حملوں کے ذمہ دار تھے۔ یہ اس علاقے میں کئی سالوں سے کام کر رہے تھے اور ان کا ہمسایہ ممالک میں بھی کچھ اثر ورسوخ ہے، مثال کے طور پر عراق میں۔ اس گروہ کو ہلاک کرنے کے بعد ہم دشمن کی کمر توڑنے میں کامیاب ہو گئے ہیں، اور اُن کی مجاہدین کو نشانہ بنانے والی کاروائیوں کے اہداف کی کامیابیاں نوّے فیصد تک کم ہوگئی ہیں۔ اور اس مبارک کاروائی، جس نے ماہر امریکی انٹیلی جنس اہلکاروں کے ایک گروہ کو ہلاک کر ڈالا، کا یہ نتیجہ بھی نکلا کہ اُن کا جاسوسوں کے استعمال میں توازن کا فقدان پیدا ہو گیا، اور اعتماد کا بھی نقصان ہوا، اور اُن کی صفوں میں سیکورٹی کے مسائل کی وجہ سے اُن کا وجود انتہائی کمزور پڑ گیا۔

نمائندہ البلاغ میڈیا: افغان عوام کا دشمن طاقتوں کے شائع کردہ اُن بیانات کے متعلق کیا ردِّ عمل ہے جن (بیانات) میں وہ زمینی پیش قدمی کے دعوے کرتے ہیں؟

شیخ سراج الدین حقانی ؏: الحمد للہ، افغانستان کے لوگ دشمن کے بارے میں حقیقت حال سے واقف ہیں اور وہ دشمن کے جھوٹ اور من گھڑت دعووں کو جانتے ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ اصل حقیقت حال کیا ہے، اور وہ جانتے ہیں کہ دشمن کا اس زمین کے ایک انچ ٹکڑے پر بھی قبضہ نہیں ہے۔ یقین کیجئے یہ دشمن کی بنائی ہوئی (بے بنیاد ولغو) باتیں ہیں۔

نمائندہ البلاغ میڈیا: کیا ہم 'کمانڈر سراج الدین حقانی' کا ارضِ خراسان میں جہاد کے مستقبل کے متعلق نقطہ نظر جان سکتے ہیں؟ (یعنی خود شیخ ؏ کا نقطہ نظر بطور کمانڈر)

شیخ سراج الدین حقانی ؏: فتح قریب ہے، انشاء اللہ، اور اسلامی امارت پہلے سے بھی اور زیادہ مضبوط ہو

کر واپس اُبھرے گی۔

نمائندہ البلاغ میڈیا: ہمارے شیخ، اب ہم ایک بہت اہم موضوع پر بات کریں گے، اور اس موضوع نے جہاد کے میدانوں میں اپنے وجود کو ثابت کیا ہے۔۔۔ اور یہ موضوع ہے جہادی میڈیا، اور ہم امید کرتے ہیں کہ جہادی میڈیا سے منسلک لوگوں کو آپ میدانِ جنگ سے اپنا ناصحانہ مشورہ دیں گے۔

نمائندہ البلاغ میڈیا: کیا ہم 'کمانڈر سراج الدین حقانی' کا جہادی میڈیا کے مستقبل کے متعلق نقطہ نظر جان سکتے ہیں؟ (یعنی خود شیخ ؒ کا نقطہ نظر بطور کمانڈر)

شیخ سراج الدین حقانی ؒ یہ بھرپور اور طاقتور اشاعتوں /نشریات کا سلسلہ جاری رکھیں، اور یہ ہر ممکن طریقے سے (عوام الناس کے) شعور کی سطح بلند کرنے اور اسے مضبوط بنانے، اور مسلم نوجوان نسل اور عامۃ المسلمین کے ذہنوں تک پہنچنے اور اُن کو دشمن کا اصل چہرہ دکھانے کی کوشش کرتے رہیں۔

نمائندہ البلاغ میڈیا: ہمارے شیخ، ہم آپ سے گذارش کرتے ہیں کہ جہادی میڈیا مراکز کے لئے پیغام دیں، اور (یہ بتائیں کہ) جہادی میڈیا کے اثرات کس حد تک مرتب ہو رہے ہیں؟

شیخ سراج الدین حقانی ؒ: انٹرنیٹ جہادیوں کو اپنا معیار مزید بلند کرنے کی ضرورت ہے، اور اپنے آپ کو مزید منظّم کرنے کی ضرورت ہے، اور (انہیں چاہیئے کہ) باہم مل جل کر کام کریں اور اپنی تحقیق کو مزید آگے بڑھائیں اور اپنے مواد کی اشاعت کریں۔ انہیں جدید ترین معلومات سے لیس ہونے کی بھی ضرورت ہے اور انہیں اسلامی جہادی دنیا سے ملنے والی معلومات کو آگے پھیلانے اور جہادی کمانڈروں کے پیغامات کی اشاعت کرنے میں تیز تر ہونے کی ضرورت ہے۔ ان کا کام (معیار کے لحاظ سے) ایسا ہونا چاہیئے کہ اس کی منزلِ مقصود ایک طاقتور اور امتیازی وجود ہو۔ انہیں چاہیئے کہ ایسی کارکردگی دکھائیں کہ دوسری (غیر جہادی) میڈیا کی ایجنسیاں ان سے استدعا کریں، نہ کہ ہم ان سے التماس کرتے پھریں۔ مجاہدین کو اُن کی مدد کرنی چاہیئے اور جہادی تحریکوں کو جہادی مواد (بیانات، انٹرویوز وغیرہ...سے) اور خاص طور پر باضابطہ ویڈیو کی نشریات کو آگے تقسیم کرنے اور پھیلانے میں مزید اضافہ کرنا چاہیئے۔ مزید برآں، عامۃ المسلمین کو ان کی مالی، تکنیکی اور ہر ممکن طریقے سے مدد کرنی چاہیئے۔ انٹرنیٹ جہادی نیٹ ورکس پر ہمیں فخر ہونا چاہیئے اور یہ ہمارے لئے قابلِ عزت واحترام ہیں۔۔۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ ایک عمدہ کام سرانجام دے رہے ہیں۔

نمائندہ البلاغ میڈیا: کیا جہادی میڈیا نیٹ ورکس اپنا مقصد پورا کر رہے ہیں (یعنی اپنی ذمہ داری کما حقہ ادا کر رہے ہیں) یا انہیں مزید مستعد ہونے کی ضرورت ہے؟

شیخ سراج الدین حقانی ؒ: جی وہ اپنے مقصد کی انجام دہی میں مصروف عمل ہیں، لیکن انہیں تمام میدانوں

میں اپنی مہارتوں کو بہتر بنانے کی ضرورت ہے اور انہیں ہر محاذ پر مزید مستعد ہونے کی ضرورت ہے۔

نمائندہ البلاغ میڈیا: جہادی میڈیا نیٹ ورکس کا مجاہدین کی تائید وحمایت کرنے اور ارضِ خراسان میں جاری شدید و بھرپور جنگ کی حقیقت منظر عام پر لانے میں کتنا مضبوط کردار ہے؟

شیخ سراج الدین حقانی ﷾: یہ ایک بڑا کردار ادا کر رہا ہے اور میدان جنگ میں جہادی میڈیا نیٹ ورکس اپنا بھرپور وجود بھی رکھے ہوئے ہیں لیکن ہمیں ابھی مزید بھرپور تشہیر وتوجہ کی ضرورت ہے۔

نمائندہ البلاغ میڈیا: جہادی فورمز، اور بالخصوص الفلوجہ اسلامی فورمز، کا خراسان میں میدانِ جنگ کی حیران کن صورتحال سے متعلق حقائق کو منظر عام پر لانے میں کیا کردار ہے؟

شیخ سراج الدین حقانی ﷾: جہادی میڈیا نیٹ ورکس کا کردار غیر معمولی طور پر بہت واضح ہے، اور ہم ان کے شکر گزار ہیں، اور بالخصوص الفلوجہ اسلامی فورمز، اور اس سے قبل الحسبہ اور الاخلاص اور دیگر منابرِ جہاد۔۔۔اور یہ جہادی میڈیا کے فرائض کی ادائیگی کے ذمہ دار تمام مسلمانوں کا شکریہ ادا کرنے کا ایک عمدہ موقع ہے۔اور میں اللہ سے دعا گو ہوں کہ ان کی کوششوں کو قبول فرمائے (آمین)۔

نمائندہ البلاغ میڈیا: کیا آپ جہادی میڈیا نیٹ ورکس کو عام طور سے کوئی نصیحت کرنا چاہیں گے؟

شیخ سراج الدین حقانی ﷾: میرے (جہادی صحافی) بھائیوں کو، اور جہادی میڈیا نیٹ ورکس کو بالعموم، اور مجاہدین کو بھی، میری یہ نصیحت ہے کہ اپنے الفاظ اور افعال کی سچائی پر گہری نظر رکھیں، اور خبر میں مبالغہ آرائی نہ کریں۔اور انہیں چاہیئے کہ دشمن کے عزم و حوصلے سے ٹکرا جائیں۔اور عوام الناس کو دشمن کے ذرائع سے ملنے والی خبروں کے متعلق خبردار کریں۔میں اللہ سے دعا گو ہوں کہ وہ ان کی رہنمائی فرمائے اور انہیں جنت میں اعلیٰ ترین درجات سے نوازے (آمین)۔میں اللہ سے دعا گو ہوں کہ ان کی حفاظت فرمائے اور ان کی مدد فرمائے (آمین)۔۔۔حقیقت یہ ہے کہ انہوں نے صلیبیوں کی دغابازیوں اور فریب کاریوں کا پردہ چاک کرنے میں بڑا اہم کردار ادا کیا ہے۔

نمائندہ البلاغ میڈیا: کیا آپ البلاغ میڈیا کے ذریعے دنیا بھر کے لئے کوئی پیغام دینا چاہتے ہیں؟

شیخ سراج الدین حقانی ﷾: اسلامی امّت کو اپنے مجاہدین بھائیوں کی ہر ذریعہ سے اور ہر میدان میں مدد کرنی چاہیئے۔جن لوگوں کے پاس پیسہ ہے انہیں پیسے سے مدد کرنی چاہیئے۔دھماکہ خیز مواد، الیکٹرونکس، مواصلات، مانعِ خبر رسانی نیٹ ورکس، اور دشمن کو تباہ کرنے کی مہارت اور تجربہ رکھنے والے لوگ، اور اسی طرح اہلِ قلم، شعراء، ادباء؛ سب کو میدان میں آگے بڑھ کر صلیبی دشمن کی پھیلائی ہوئی افواہوں اور من گھڑت کہانیوں کی تردید کرنی چاہیئے۔انہیں علم پر عمل کرنے کی ضرورت ہے، اور انہیں ایک صف میں کھڑے ہونے کی ضرورت ہے۔۔بالکل جس طرح مغرب مسلمانوں کے خلاف کر رہا ہے۔مسلم

علماء کو ہمیشہ حق بات کہنی چاہیئے اور پھر اس پر عمل پیرا بھی ہونا چاہیئے ، اور انہیں مجاہدین کے حق میں فتوے دینے چاہئیں ۔ اور انہیں باہم آپس کے جزوی اختلافات کو پسِ پشت ڈال دینا چاہیئے اور مسلمانوں کے درمیان اتحاد قائم کرنے کے لئے کام کرنا چاہیئے ، اور باہم متحد ہو کر مسلمانوں کی (فکری) بیداری کی کوششیں کرنی چاہئیں ۔

آخر میں ، ہم شیخ ، کمانڈر سراج الدین حقانی حفظہ اللہ ، کا شکریہ ادا کرتے ہیں اور ہمارے لئے آپ سے ملاقات کا یہ موقع باعثِ شرف ہے اور ہم آپ سے معذرت خواہ ہیں اگر ہم نے اپنے سوالوں میں آپ کا بہت سارا وقت لے لیا ہو تو ۔ ہم اللہ سے دعا گو ہیں کہ ہمارے شیخ پر رحم فرمائے اور آپ کو دینِ اسلام کے لئے ایک قیمتی اثاثہ بنا دے اور آپ کو اُن لوگوں میں شامل کر دے جو اُس کے دین کو نصرت دلاتے ہیں (آمین) ۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی نبینا محمد ، افضل الصلوۃ والتسلیم

نوٹ : جس بھائی نے یہ انٹرویو لیا ان کا نام فاضل ابو دجانہ صنعانی حفظہ اللہ ہے ۔

سفید پرچموں کی دوبارہ آمد اور کالے پھریروں کی اُٹھان

افغانستان پر صلیبی یلغار

کوہِ ہندوکش، کوہِ سفید اور کوہِ سلیمان کے پہاڑی سلسلوں کے دامن میں پھیلا ہوا 7 لاکھ مربع کلومیٹر سے زائد رقبے پر مشتمل خطۂ خراسان نبی برحق حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خوش خبری کے مطابق وہ سرزمین ہے، جہاں سے انصارِ حضرت مہدی کا لشکر بیت المقدس کی جانب اپنے سیاہ پرچم بلند کیے پیش قدمی کرے گا۔ دریائے سندھ کے اس پار پاکستان کے سرحدی وقبائلی علاقے سے لے کر وسط ایشیاء تک پھیلے اس خطے میں عہدِ حاضر کی صلیبی جنگ کا دسواں سال مکمل ہونے کو ہے۔ دس سال قبل اکتوبر 2001ء میں نائن الیون کا زخم خوردہ امریکہ اژدہا پھنکارتا اور چیختا چنگھاڑتا ہوا، نوخیز امارتِ اسلامیہ افغانستان پر پل پڑا اور اس صلیبی حملے میں امریکہ تنہا نہیں تھا بلکہ برطانیہ، جرمنی، فرانس، آسٹریلیا، کینیڈا، اٹلی اور سپین جیسے نمایاں صلیبی ممالک کے علاوہ البانیہ، آسٹریا، یونان، بلجیم، بلغاریہ، ڈنمارک، فن لینڈ، آئر لینڈ، نیوزی لینڈ، ناروے، پولینڈ، پرتگال، رومانیہ، سنگاپور، سویڈن، یوکرائن کے ساتھ ساتھ کروشیا، چیک ری پبلک، اسٹونیا، ہنگری، آئس لینڈ، لٹویا، لکسمبرگ، نیدرلینڈ، سلواکیہ، سلووینیا اور مقدونیہ جیسے بے نام ونشان ممالک بھی اس کارِ ابلیس میں اُس کے ہمراہ تھے اور اب تو ترکی، اُردن، آذربائیجان، متحدہ عرب امارات جیسے مسلم آبادی والے ممالک بھی صلیبی لشکر کا حصّہ ہیں۔ جبکہ اس کے برعکس امارتِ اسلامیہ افغانستان کے مجاہدین اور اُن کے مہمان عرب ودیگر مجاہدین کا ساتھ دینے والا، اللہ رب العزت کی ذات کے سوا کوئی بھی نہ تھا بلکہ اُلٹا پاکستان جیسا ہمسایہ اس نازک وقت میں پیٹھ میں چُھرا گھونپ رہا تھا۔ اس قدر کسمپرسی اور بے سروسامانی کے عالم میں بھی اللہ کے ان شیروں نے دو ماہ تک تاریخ کی بدترین بم باریوں کا مقابلہ کیا اور دشمن کو اپنی سرزمین پر قدم جمانے کا موقع نہیں دیا لیکن جب ان بم باریوں کے نتیجے میں نہتے مسلمانوں بالخصوص عورتوں اور بچوں کی شہادتیں حد سے تجاوز کرنے لگیں تو امارتِ اسلامیہ کی قیادت نے شہروں سے انخلاء کا فیصلہ کیا۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق 7 دسمبر 2001ء کو قندھار سے طالبان کے انخلاء تک صلیبی بم باریوں کے نتیجے میں 50 ہزار سے 70 ہزار تک شہری شہید ہو چکے تھے۔ یوں جہاں سقوطِ خلافت کے 80 سال بعد قائم ہونے والی پہلی اسلامی حکومت اور عزیمت واستقامت کا ایک باب اختتام پذیر ہوا، اُس کے ساتھ ہی جرأت وشجاعت اور مزاحمت وجہاد کے ایک نئے دور کا آغاز ہوا۔

شہر خالی کر دینے کے باوجود، مجاہدین ایک دن کے لیے بھی نہ تو خود چین سے بیٹھے اور نہ ہی دشمن کو سکون کا سانس لینے دیا۔ 2001ء کے دوران ہی شاہی کوٹ اور تورابورا کے معرکوں میں صبر و وفا اور جرأت و استقامت کے پیکروں نے صلیبیوں کو ناکوں چنے چبوائے۔ معرکہ شاہی کوٹ میں کم و بیش 180 امریکی سپیشل فورسز کے کمانڈوز مردار ہوئے اور 5 ہیلی کاپٹر تباہ ہوئے جبکہ تورابورا کی لڑائی میں بھی 80 سے 100 تک امریکی کمانڈوز جہنّم واصل کیے گئے۔

صلیبی جنگ کا دوسرا مرحلہ:

2002ء میں جنگ کا دوسرا مرحلہ شروع ہوا۔ اس مرحلے میں مجاہدین کی توجہ زیادہ تر اپنی بکھری قوت مجتمع کرنے اور طویل اور بھرپور تیاری پر مرکوز رہی لیکن عسکری کارروائیاں اس دوران بھی جاری رہیں۔ چنانچہ اپریل 2002ء میں قندھار، کابل، ننگرہار اور خوست میں اتحادی فوجوں پر کئی کامیاب حملے ہوئے۔ تاہم تحریک کی زیادہ تر توجہ اسی پر مرکوز رہی کہ افغانستان میں غیر ملکی افواج کے خلاف ایک طویل، فیصلہ کُن جنگ کی ہر ممکن تیاری مکمل کر لی جائے۔ اس مرحلے کے اہم اہداف درج ذیل تھے۔

1۔ مجاہدین کو افغانستان کے مختلف حصوں میں پھیلانا۔

2۔ دشمن سے مقابلے کے لیے زیادہ سے زیادہ مقدار میں جدید اور کارآمد اسلحہ مہیا کرنا۔

3۔ عوامی رابطے کو مضبوط کرنا۔ اس مقصد کے لیے ''شب نامے'' کا طریقہ کار قابلِ ذکر ہے۔ ''شب نامے'' وہ پیغامات تھے، جو طالبان قیادت کی جانب سے عوام کے نام جاری کیے جاتے تھے اور اُنہیں مجاہدین کی متوقع حکمت عملی کے حوالے سے آگاہی فراہم کی جاتی۔

4۔ جنگی صلاحیت رکھنے والے افراد سے رابطہ اور اُن کا تعاون حاصل کرنا۔

اگرچہ اس مرحلے کے دوران طالبان نے حکمتِ عملی کے تحت میڈیا کو بہت کم استعمال کیا تاکہ دشمن اُن کی سرگرمیوں کے بارے میں آگاہی حاصل نہ کر سکے۔ تاہم اگست 2002ء میں امیرالمومنین ملا محمد عمر حفظہ اللہ کے ترجمان سید طیب آغا نے اپنے انٹرویو میں، جو عرب نشریاتی ادارے، ''مرکز الدرستہ والجوث الاسلامیہ'' نے نشر کیا، میں بتایا کہ:

''امیرالمومنین ملا محمد عمر بخیر و عافیت ہیں اور جنگی کارروائیوں کو منظّم کرتے ہوئے معمول کے مطابق مجاہدین کی قیادت کر رہے ہیں۔ دیگر تمام مجاہدین بھی بخیر و عافیت ہیں اور دشمن کے خلاف کارروائیاں مسلسل جاری ہیں۔ تاہم اکثر واقعات کو کچھ وجوہات کی بناء پر میڈیا پر نہیں لایا جاتا۔''

صلیبی اتحادیوں پر تابڑ توڑ حملے

2002ء کے دوران صلیبی اتحادی افواج پر کم از کم 65 بڑے حملے ہوئے، جن میں سیکڑوں صلیبی اور مرتد افغان فوجی مُردار ہوئے۔ 2003ء میں مجاہدین نے ازسرنو اپنی صف بندی کی اور جون 2003ء میں امیر المومنین ملا محمد عمر نے دس رکنی شوریٰ کے قیام کا اعلان کیا۔ اس کے ساتھ ہی افغانستان کو پانچ خطوں میں تقسیم کر کے ان کے لیے مجاہدین کے ذمہ داران کا تقرر بھی کیا گیا۔ امیر المومنین کی قائم کردہ اس شوریٰ کے اعلان کے بعد اس کے کئی اجلاس شوریٰ کے ارکان سمیت تقریباً 50 کمان دانوں نے شرکت کی۔ دسمبر 2003ء میں طالبان نے ایک اعلامیہ جاری کیا۔ جس کے مطابق طالبان زابل، صوبہ اورزگان اور صوبہ قندھار کے آدھے حصے پر قبضہ مستحکم کر لیا۔ اسی سال مجاہدین نے کارروائیوں میں کئی گنا اضافہ کرتے ہوئے صلیبی و مرتد افواج پر 148 سے زائد بڑے حملے کیے۔ جن میں سیکڑوں کی تعداد میں اتحادی و افغان مردار ہوئے۔ اس سال کی اہم پیش رفت یہ تھی کہ مجاہدین نے صلیبی لشکروں اور اُن کے حواریوں پر فدائی حملوں کا آغاز کیا۔ جون اور دسمبر میں ہونے والے دو فدائی حملوں میں کئی اتحادی و افغان فوجی مارے گئے۔

2004ء کے آغاز ہی سے مجاہدین نے صلیبیوں کے خلاف کمین، بارودی سرنگوں وغیرہ جیسی کارروائیوں کے ساتھ فدائی حملوں کے ایک بھرپور منصوبے کے آغاز کیا۔ چناں چہ 27 اور 28 جنوی کو کابل میں ہونے والے دو متواتر فدائی حملوں میں بیسیوں جرمن اور برطانوی فوجی مردار ہوئے۔ جبکہ اس سے اگلے ہی روز غزنی میں امریکیوں کے اسلحہ ڈپو میں مجاہدین کے بوبی ٹریپ کے ذریعے کیے گئے دھماکے میں تقریباً 80 امریکیوں فوجی واصلِ جہنّم ہو گئے۔ اسی سال صلیبی اتحاد نے افغانوں کو جہاد کے راستے میں ہٹانے کے لیے انتخابات کا ڈھونگ رچایا اور اپنے گماشتے حامد کرزئی کی مدت ملازمت میں مزید پانچ سال کے لیے توسیع کر دی لیکن افغان عوام نے اس انتخابی ڈرامے کو یکسر مسترد کر دیا اور امیر المومنین کی ہدایت پر ان انتخابات کا بائیکاٹ کیا۔

2004ء کے دوران افغانستان میں 200 سے زاید بڑے حملوں اور فدائی حملوں کے علاوہ چھوٹی بڑی دیگر کارروائیوں میں صلیبی فوجیوں کی ہلاکتیں ہزاروں میں پہنچ گئیں۔ اتنے بڑے پیمانے پر فوجیوں کی ہلاکتوں نے امریکہ اور اس کے حواریوں کو حواس باختہ کر دیا۔ چنانچہ صلیبیوں نے مجاہدین کے خلاف اگست 2005ء میں وسیع پیمانے پر آپریشن شروع کیا لیکن نتیجہ ڈھاک کے وہی تین پات۔ یعنی اتحادیوں اور اُن کے حواری افغان فوجیوں کی ہلاکتوں میں مزید اضافہ ہو گیا۔ مجاہدین نے اتحادی افواج کی جارحیت کا بھرپور جواب دیا اور گزشتہ تین سال کی تیاری کے نتائج اس سال ظاہر ہونا شروع ہو گئے۔

چناں چہ 27 فدائی اور بارودی سرنگوں وغیرہ کے 783 حملوں میں ہزاروں صلیبی فوجی اپنے منطقی انجام کو پہنچ گئے۔ کمین اور چھوٹے ہتھیاروں کے 1558 حملے اس کے علاوہ تھے۔

لشکرِ ابلیس جس ہلاکت خیز تباہی کو مزاحمت کا نقطۂ عروج سمجھ رہا تھا وہ تو صرف ابتدا تھی کیونکہ 2006ء کا سال صلیبیوں کے لیے مزید بربادیوں کا پیامبر ثابت ہوا۔ مجاہدین نے اس سال فدائی حملوں میں 400 فیصد بارودی سرنگوں کے حملوں میں 200 فیصد اور دیگر کارروائیوں میں 300 فیصد اضافہ کرتے ہوئے اتحادی و افغان ملی فوج اور پولیس پر 139 فدائی، 1677 بارودی سرنگوں کی کارروائیاں اور 4542 دیگر عملیات کیں۔ اگر ان تمام عملیات میں اوسطاً 1 صلیبی فوجی فی حملہ کی ہلاکت کا تخمینہ لگایا جائے تو صرف 2006 میں مُردار ہونے والے صلیبی فوجیوں کی تعداد 6358 بنتی ہے۔

مئی 2006ء میں ملا داد اللہ اخوند شہیدؒ نے اپنے بیان میں افغانستان کی صورت حال کو ان الفاظ میں بیان کیا: ''گزشتہ سال کی نسبت اس سال کئی اہم تبدیلیاں رونما ہوئی ہیں۔ گزشتہ سال تک ہمارے مجاہدین عملیات کرنے کے بعد پہاڑوں میں پناہ لینے پر مجبور ہوتے تھے لیکن اس سال کئی شہروں کے دروازے مجاہدین کے لیے کھل گئے اور وہاں مجاہدین کا کنٹرول ہے۔ جہاں امارتِ اسلامیہ کے نمائندے نظم و نسق چلا رہے ہیں۔ طالبان نے بیشتر مقامات پر ذمہ داروں کا تعین کر دیا ہے اور اکثر علاقوں میں تنازعات کا فیصلہ شریعت کی روشنی میں امارتِ اسلامیہ کی طرف سے مقرر کردہ قاضی صاحبان کرتے ہیں۔

اسی برس 2006ء میں امیر المومنین مُلّا محمد عمر حفظہ اللہ نے ہلمند میں مجلسِ شوریٰ اور جنگی کمانڈانوں کا ایک اجلاس منعقد کیا۔ اس اجلاس میں امیر المومنین کی شرکاء سے گفتگو کی جو ریکارڈنگ ذرائع ابلاغ کو جاری کی گئی اس میں آپ نے فرمایا:

''افغانستان کا دارالحکومت کو کھو دینے کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ طالبان ختم ہو گئے، اگرچہ ہماری حکومت ختم ہوئی لیکن میں اور تمام مجاہدین بدستور یہاں افغانستان میں موجود ہیں اور ایک دوسرے سے رابطے میں ہیں اور افغانستان میں دشمنوں کے خلاف جہاد کر رہے ہیں جب کہ ملک کے بڑے حصے میں طالبان کی عملداری ہے۔''

امیر المومنین نے کرزئی کا نام لیے بغیر اُسے متنبہ کرتے ہوئے کہا کہ:

''کابل کے حکمران یہ جان لیں کہ مسلمانوں کے اس ملک کے حکومت اغیار کی عقل سے نہیں چلائی جا سکتی، نہ ہی تم یہاں کفار کے نظریات مسلط کر سکتے ہو۔ اگر آج امریکی فوجیں تمہاری پشت پر نہ ہوں تو تمہاری رائی برابر حیثیت بھی نہیں ہے۔ افغانستان پر حملہ کرنے والی روسی افواج کا انجام یاد رکھو۔

ان شاء اللہ تم سب بھی اسی طرح برباد ہو جاؤ گے۔"

امیر المومنین کے اس بیان اور مجاہدین اور شوریٰ کے اجلاس کی خبریں منظرِ عام پر آنا امریکی و اتحادی غاصبین کے لیے ایک شدید دھچکا تھا کیوں کہ وہ مسلسل دُنیا کو باور کرانے کی کوشش کر رہے تھے کہ ملا محمد عمر اگر زندہ بھی ہیں تو کسی سرگرمی کے قابل نہیں رہے اور افغانستان کے باہر کہیں روپوش ہیں لیکن اس بیان اور اجلاس نے صلیبیوں کے دعوؤں کو باطل ثابت کر دیا اور یہ واضح ہو گیا کہ طالبان اور ان کی قیادت منظّم و مربوط انداز میں افغانستان کے اندر رہ کر نہ صرف صلیبی اتحاد اور ان کی کٹھ پتلی حکومت کے خلاف بھرپور جہاد کر رہے ہیں۔ بلکہ افغانستان کے بیشتر علاقوں میں ان کی عمل داری بھی مستحکم ہو رہی ہے۔

آپریشن ماؤنٹین تھرسٹ

اس حقیقت کا اعتراف برطانوی تھنک ٹینک "سینلس کونسل" (The Senic Council) نے بھی 7 جون 2006ء کو شائع شدہ اپنی رپورٹ میں کیا۔ رپورٹ کا عنوان تھا۔ "طالبان افغانستان کے جنوب میں دوبارہ اثر و رسوخ حاصل کر رہے ہیں۔" کونسل کے ایگزیکٹو ڈائریکٹر عمانوئیل ریزٹ کا کہنا تھا کہ "ہم گزشتہ چند ماہ سے طالبان کے حملوں کی تعداد میں اضافے اور ان کی جنگی مہارت میں بہتری کا مشاہدہ کر رہے ہیں۔ جب کہ ہماری تازہ ترین رپورٹ کے مطابق عوام کی رائے بھی واضح طور پر پلٹ رہی ہے۔ اب وہ طالبان کو ترجیح دیتے ہیں۔ حقیقت تو یہ ہے کہ طالبان عوام کے دل و دماغ فتح کر چکے ہیں۔ طالبان اب پہلے بہت بہتر طور پر منظّم ہیں۔ اگر ہم بات کریں روزانہ کی بنیاد پر ہونے والے حملوں کی، اگر ہم بات کریں فدائی حملوں کی تعداد میں بے حد اضافے کی (یعنی 2004 میں صرف 5 حملوں سے 2006ء کی پہلی ششماہی میں 21 حملوں تک)، اگر ہم بات کریں جنگی مہارت یا بالخصوص دھماکہ خیز مواد کے استعمال کی، تو ہم بالیقین کہہ سکتے ہیں کہ مزاحمت کاروں کی تنظیم اور طریقہ کار میں واضح تبدیلی آئی ہے۔"

رپورٹ کے مطابق ہلمند میں کیے گئے سروے کے مطابق عوام میں سے 80% لوگ طالبان کی حمایت کرتے ہیں۔ صلیبی اتحاد، مجاہدین کی اس پیش قدمی پر بلبلا اُٹھا اور اللہ کے شیروں کے بڑھتے ہوئے قدم روکنے کے لیے آپریشن، ماؤنٹ تھرسٹ (Mountain Thrust) کے نام سے قندھار، ہلمند، پکتیکا، زابل اور ارزگان میں اپنی بیشتر قوت جھونک کر مئی 2006ء میں ایک بڑی کارروائی کا آغاز کر دیا۔ آپریشن میں 11000 سے زائد صلیبی فوجی اور ان کے مرتد افغان معاونین شریک تھی۔ جون اور جولائی کے دونوں مہینے پانچوں صوبوں بالخصوص قندھار اور ہلمند میں شدید لڑائی ہوئی۔ مجاہدین کو اللہ کی نصرت کے بل بوتے پر اپنے جوہر دکھانے کا بھرپور موقع ملا۔ اللہ نے دشمن کی

عقل پر ایسا پردہ ڈالا کہ وہ اپنی موت کے تعاقب میں شیروں کی کچھار میں آ پھنسا۔ اگر چہ اس آپریشن میں سینکڑوں طالبان کی شہادت کے بلند و بانگ دعوے کیے گئے لیکن دعوؤں کی حقیقت افغانستان میں اقوامِ متحدہ کے اعلیٰ عہدے دار ٹام کوئنگز کے ایک جرمن اخبار کو دیے گئے اس بیان سے مکمل کی کُھل گئی جس میں اس نے کہا کہ ''اس تحریک کو ہلاکتوں کے بلند و بانگ دعوؤں اور اعداد و شمار سے نہیں دبایا جا سکتا۔ کیوں کہ طالبان کے پاس جنگ جوؤں کا لامحدود ذخیرہ ہے۔''

حقیقت یہ تھی کہ صلیبی فوجوں اور ان کے معاون مرتدین کو اس آپریشن کے دوران بے پناہ جانی، مادی اور مالی نقصان اُٹھانا پڑا۔ صلیبی ذرائع نے اس آپریشن کے دوران اپنے افغان فوج کے 155 فوجیوں کی ہلاکتوں اور 106 زخمیوں جب کہ 42 افغان فوجیوں کے مجاہدین کے ہاتھوں گرفتار ہونے کا اعتراف کیا۔ جبکہ در حقیقت ان کا اصل نقصان ان اعداد و شمار سے 10 گنا زیادہ تھا۔ یہی وجہ تھی کہ صرف دو ماہ میں ہی آپریشن ختم کر کے امریکیوں نے حسبِ معمول راہِ فرار اختیار کی اور ان پانچوں صوبوں میں نیٹو افواج کو مرنے کے لیے چھوڑ دیا۔ موت کی وادیوں کی اس بندر بانٹ میں ہلمند برطانوی فوجیوں جب کہ قندھار کینیڈین فوج کا قبرستان ٹھہرا۔

صوبہ قندھار کے ضلع پنجوائی میں جہاں مجاہدین اب بھی مؤثر قوت میں ہیں۔ صلیبی کینیڈین فوج کی تاریخی درگت بنی۔ جولائی 2006ء میں دیگر اتحادیوں کی طرح کینیڈین فوج بھی ضلع پنجوائی سے ہزیمت اُٹھانے کے بعد فرار ہوگئی اور ضلع مکمل طور پر مجاہدین کے قبضے میں آ گیا۔ لیکن کابل سے بھی اہم صوبہ قندھار کے عین قلب میں واقع اس ضلع پر طالبان کا کنٹرول صلیبی اتحاد کے لیے واضح شکست کی علامت تھا۔ چناں چہ ستمبر 2006ء میں ایک مرتبہ پھر کینیڈین فوج کو موت کی اس شاہراہ پر دھکیل دیا گیا۔ جہاں مجاہدین گزشتہ 3 سال سے تسلسل کے ساتھ کینیڈین فوجیوں اور ٹینکوں کا شکار کر رہے ہیں۔

دوسری طرف برطانوی فوج جس نے اپنے لیے ہلمند کو مقتل کے طور پر منتخب کیا، اس سے بھی بدتر حال میں جا پھنسی۔ برطانوی فوج نے حالیہ صلیبی جنگوں میں اپنی ذلت کے سب سے ''شاندار'' تاریخی موسیٰ قلعہ جو کہ صوبہ ہلمند کا ایک اہم ضلع ہے، میں رقم کی۔ ضلع موسیٰ قلعہ 2006ء میں کرزئی حکومت کے موسیٰ قلعہ کے ضلعی سربراہ عبدالقدوس کو اور مارچ میں ضلع سنگین کے ضلعی گورنر امیر جان کو قتل کیا۔ آپریشن ''ماؤنٹین تھرسٹ'' میں ہزیمت اُٹھانے کے بعد جب امریکی صوبہ ہلمند کو برطانویوں کے حوالے کے کر کے بھاگے تو ہلمند کے اضلاع و ضلعی حکومتوں کے دفاتر کی حفاظت کے لیے برطانوی فوجی تعینات کیے گئے۔ لیکن صرف 3 ماہ میں ہی انگریزی فوج اپنی تاریخی بزدلی کی نئی روایت رقم کرتے ہوئے ضلع موسیٰ قلعہ کو باقاعدہ ایک معاہدہ کر کے خالی کر گئے۔ تقریباً چالیس روز تک مسلسل مجاہدین کے محاصرے میں رہنے

کے بعد برطانوی فوج نے قبائلی عمائدین کے ذریعے مذاکرات کا ڈول ڈالا اور مجاہدین کی جانب سے اجازت ملنے کے بعد برطانوی فوج اپنا اڈہ خالی کر کے قبائل کی حفاظت میں اپنی جان بچا کر ضلع سے نکل گئی۔

2006ء کا سال جہاں نصرتِ الٰہی کی بدولت مجاہدین کے لیے واضح پیش قدمی اور شاندار کامیابیوں کا سال تھا وہیں سال کے آخر میں طالبان شوریٰ کے رکن اور مجاہدین کے اہم قائد ملاّ محمد اختر محمد عثمانی 19 دسمبر 2006ء کو جاسوسی کی بنیاد پر ہونے والی امریکی فضائی بمباری میں رُتبہ شہادت پر فائز ہو گئے۔ عیدالاضحیٰ 1427ھ کے موقع پر امیر المومنین مُلاّ محمد عمر کا بیان جو کہ جنوری 2007ء کے آغاز میں منظرِ عام پر آیا، میں آپ نے فرمایا:

''ایک طرف تو فراعینِ وقت اور دُنیا کی ظالم قوتوں نے اپنی قوت واسباب جمع کر رکھے ہیں، جب کہ دوسری جانب بے یارو مددگار مجاہدین معمولی وسائل کے ساتھ ان تھک مزاحمت کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔ اس کے باوجود انہوں نے طاغوتوں کی سطوت کو ریزہ ریزہ کر دیا ہے اور اب وہ اس دلدل سے نکلنے کا محفوظ راستہ تلاش کر رہے ہیں۔ ایسا صرف اس وجہ سے ممکن ہوا ہے کہ مجاہدین قربانی کے اس نظریہ پر ایمان رکھتے اور عمل کرتے ہیں۔ جو نہ تو کبھی جھکتا ہے اور نہ شکست تسلیم کرتا ہے۔ ان شاءاللہ جب تک یہ نظریہ موجود ہے۔ دشمن کو عبرت ناک شکست کا سامنا ہوگا۔ مجھے یقین ہے کہ افغانستان دُنیا کے سامنے ایک مثالی سبق پیش کرے گا۔''

''میں مجاہدینِ مخلصین کو ان کی کامیابیوں پر مبارک باد پیش کرتا ہوں اور ایک مرتبہ پھر ان پر زور دیتا ہوں کہ ہوشیاری اور دانش مندی سے اپنے مورچوں کی حفاظت اس طرح سے کریں کہ آپ کی عملیات سے معصوم مسلمانوں کی جانوں کو نقصان نہ پہنچے۔ مجھے یقین ہے کہ مجاہدین اور معصوموں کی قربانیاں ضرور رنگ لائیں گی۔ دشمن کو ذلت ورسوائی کے ساتھ اس خطے سے نکلنا ہوگا۔ صلیبی جارح یہاں آئے اپنی مرضی سے تھے لیکن اب واپس مرضی سے نہیں جاسکیں گے۔ وہ جارحیت کے مرتکب ہوئے ہیں اور ہم انہیں نکال باہر کریں گے۔''

اس سال کے آغاز سے ہی تحریکِ جہاد نے موسمِ سرما کے دوران بھی اپنی عملیات جاری رکھیں اور یوں جنگ ایک جُزوقتی لڑائی کی بجائے ایک مستقل اور کُل وقتی لڑائی کی شکل اختیار کر گئی جو کہ صلیبیوں کے لیے نیا دردِ سر تھا۔ کیوں کہ اس سے قبل موسمِ سرما میں مجاہدین کے حملوں میں جُزوی تعطل سے انہیں کسی قدر آرام اور اپنی نئی صف بندی کرنے کے موقع مل جاتا تھا۔ جس سے فائدہ اٹھا کر وہ مرتد افغان فوج اور پولیس کی تعداد اور استعداد میں اضافے کی کوشش کرتے رہتے لیکن 2007ء کے آغاز سے ہی مجاہدین نے ''سہولت'' ان سے چھین لی۔

ملا داداللہ شہیدؒ کی حکمت عملی

اللہ رب العزت کی نصرت سے 2007ء میں مجاہدین کو پہلی بڑی کامیابی بگرام ائیربیس پر ڈک چینی امریکی نائب صدر کی موجودگی کے عین موقع پر ایک کامیاب فدائی حملے سے ملی۔ اس میں کم و بیش 60 امریکی فوجی اور بیسیوں افغان فوجی مارے گئے جب کہ خود ڈک چینی بھی اس حملے میں زخمی ہوا۔ اس حملے نے مجاہدین کی جنگی صلاحیتوں کے ساتھ ساتھ انٹیلی جنس یعنی خفیہ معلومات کے حوالے سے فعالیت کی بھی دھاک بٹھادی۔ ڈک چینی کا یہ دورہ غیر اعلانیہ بلکہ خفیہ تھا لیکن مجاہدین نے عین اس وقت جب وہ بیس پر موجود تھا، اڈے کے اندرونی سیکورٹی گیٹ کے اندر کامیاب فدائی حملہ کر کے ثابت کر دیا کہ وہ نہ صرف چینی کی وہاں موجودگی سے باخبر تھے بلکہ وہ دشمن کے قلب میں حملہ آور ہونے کی صلاحیت بھی رکھتے ہیں۔ الحمد للہ۔ بعض اطلاعات کے مطابق اس حملے کی منصوبہ بندی شیخ اُسامہ بن لادن رحمۃ اللہ کی براہِ راست راہ نمائی کے تحت ہوئی۔

2007ء میں ایک اور بڑی کامیابی ضلع موسیٰ قلعہ پر مجاہدین کے کنٹرول کی صورت میں حاصل ہوئی۔ یہ وہی ضلع تھا۔ جسے ستمبر 2006ء میں برطانوی فوجی معاہدے کے تحت خالی کر گئے تھے۔ 14 فروری 2007ء کو مجاہدین نے ضلع کا کنٹرول سنبھال کہ نہ صرف وہاں شرعی احکامات جاری کیے۔ بلکہ اس ضلع کو صوبہ ہلمند کے دیگر اضلاع میں پیش قدمی کے لیے بیس کیمپ کے طور پر استعمال کرنا شروع کر دیا۔ اسی سال مجاہدین کے لیے ایک بڑا صدمہ 13 مئی کو مُلاّ داداللہ اخوندؒ کی شہادت کی صورت میں سامنے آیا۔ مُلاّ داداللہ جو کہ طالبان شوریٰ کے رکن اور اہم عسکری رہنما تھے۔ برطانوی فوج کے ساتھ صوبہ قندھار میں ایک جھڑپ کے دوران شہید ہوئے۔ دیگر شہداء کی طرح مُلاّ داداللہ شہیدؒ کا خون بھی اعلائے کلمۃ اللہ کی خاطر جاری جہاد میں اللہ کے شیروں کے لیے صبر و استقامت کا پیغام اور مزید فتوحات و کامیابیوں کی نوید بن گیا۔ 3 جنوری 2007ء کو مُلاّ داداللہ شہیدؒ نے اپنے ایک بیان میں صلیبیوں کو متنبّہ کرتے ہوئے کہا تھا کہ:

''تم اب جلد ہی طالبان کی قوت اور جنگی حکمتِ عملی کا مزہ چکھو گے، ہم اس شدت سے حملے کریں گے کہ تمہیں سنبھلنے کا موقع ہی نہیں ملے گا۔''

مُلاّ داداللہ شہیدؒ نے دعویٰ کیا تھا کہ آنے والا سال یعنی 2007ء صلیبیوں کے لیے ہلاکت خیز سال ثابت ہوگا۔ مجاہدین نے شہیدؒ کے اس دعوے کو سچ کر دکھایا اور 2007ء میں جہاں صلیبیوں کی ہلاکتوں میں 22 فیصد اضافہ ہوا وہیں ایک اندازے کے مطابق صلیبی و مرتد افواج پر ایک سال میں

تقریباً 2000 سے زاید بارودی کارروائیاں ہوئیں۔ صرف جون 2007ء میں بم حملوں کی تعداد 234 تھی۔ اس طرح فدائی حملوں میں تقریباً 70 فیصد اضافہ ریکارڈ کیا گیا۔ اس طرح مجاہدین نے جہاں مزاحمت کو اپنے نقطۂ عروج پر پہنچانے کا ہدف حاصل کیا، وہیں جہاد کے اساسی مقصد یعنی اعلائے کلمۃ اللہ اور نفاذِ شریعت پر بھی اپنی توجہ مرکوز رکھی۔ چنانچہ اس سال جن علاقوں پر مجاہدین کا قبضہ مستحکم ہوا، وہاں مجاہدین نے شرعی عدالتیں قائم کیں۔ چوروں، ڈاکوؤں اور جرائم پیشہ افراد کو سرعام سزائیں دیں اور اپنے زیرِ انتظام علاقوں میں مثالی امن وامان قائم کر کے امارت اسلامیہ افغانستان کے دور کی یاد تازہ کر دیں۔ اس کا براہ راست نتیجہ یہ ہوا کہ عامۃ المسلمین جو پہلے ہی چوروں اور سفاک وار لارڈز پر مشتمل کٹھ پتلی کابل حکومت اور اس کے حکام سے تنگ تھے، طالبان مجاہدین کے ہم نوا اور پشتی بان بن گئے۔ طالبان کی اس خوبی اور کامیابی کا اعتراف مغربی ذرائع ابلاغ کو بھی کرنا پڑا۔

یہ راہِ جہاد میں پیش کی گئی قربانیوں اور نفاذ شریعت کے لیے کیے گئے اقدامات ہی کا ثمر تھا کہ 2007ء کے اختتام تک افغانستان کے اکثریتی علاقوں پر یا تو مجاہدین کی باقاعدی عمل داری قائم ہو چکی تھی یا مجاہدین وہاں مستقل طور پر موجود تھے۔ برطانوی تھنک ٹینک انٹرنیشنل کونسل آف سکیورٹی اینڈ ڈویلپمنٹ کے ایک تحقیقی جائزے کے مطابق نومبر 2007ء میں افغانستان کی سرزمین پر طالبان مستقل طور پر موجود تھے۔ جبکہ 38 فیصد علاقے میں وہ جزوی طور پر موجود تھے اور صلیبی مرتد افواج پر کاری ضربیں لگا رہے تھے۔

2008ء میں مجاہدین نے جنگی حکمتِ عملی کو مزید وسیع کرتے اعلان کیا کہ وہ جنگ کے سابقہ انداز یعنی بارودی سرنگوں، ریموٹ کنٹرول حملوں، فدائی کارروائیوں اور گھات لگا کر حملہ کرنے کے ساتھ ساتھ نئے انداز کے حملے بھی کریں گے۔ امیر المومنین کے نائب اور معروف مجاہد کمانڈر ملا برادر حفظہ اللہ نے مارچ 2008ء میں جاری ہونے والے اپنے ایک بیان میں کہا کہ "کفار کی ہمارے ملک پر جارحیت کے ارتکاب نے ہم پر جہاد فرض کر دیا ہے۔ چنانچہ جہاد کے آغاز ہی سے اس کی شدت میں اضافہ ہوتا چلا آ رہا ہے۔ اب جبکہ موسم سرما کا اختتام ہو رہا ہے اور بہار کی آمد ہے تو امارتِ اسلامیہ افغانستان بھی ملک کے طول وعرض میں "آپریشن عبرت" کا آغاز کر رہی ہے۔ اس نئے آپریشن کا مقصد یہ کہ دشمن کو افغانستان سے نکلنے پر مجبور کرنے کے لیے اس پر اس انداز سے حملے کیے جائیں، جس کا اس نے کبھی سوچا بھی نہ ہوگا۔ ان حملہ آوروں نے گھروں پر بم باریاں، شہریوں کو شہید اور معصوموں پر تشدّد اس اُمید کیا ہے کہ شاید اس سے افغان جہاد سے دست بردار ہو جائیں گے لیکن صلیبیوں کی قوت اور دولت جہاد کو دبانے میں ناکام ہوئی ہے۔

اس نئے آپریشن میں پرانے جنگی حربوں کے ساتھ ساتھ نئی طرز کی عملیات بھی شامل ہیں، جن کے ذریعے ہم دشمن ملک بھر میں گھیریں گے۔ ہم کفار کے مکمل انخلاء یا شکست اور کابل کو کفار کی غلامی سے نجات دلا کر وہاں اسلامی شریعت کے نفاذ تک جہاد جاری رکھیں گے۔ مجاہدین اپنی کارروائیوں میں مزید شدت اور تیزی لائیں کیونکہ (الحمدللہ) دشمن کا حوصلہ ٹوٹ چکا ہے اور اس میں مجاہدین کا سامنا کرنے کا دم خم باقی نہیں رہا۔ وہ صرف نہتے مسلمانوں کے گھروں پر بم پھینک کر دُنیا کے سامنے مجاہدین کی شہادت کے جھوٹے دعوے کر سکتا ہے اور سمجھتا ہے کہ یہ بم باریاں مسئلے کے حل ہیں۔ لیکن اس کی اس ذہنیت نے ہزاروں افغان مسلمانوں کو مجاہدین کے صفوں میں شمولیت کی ترغیب دی ہے۔''

واضح رہے کہ صلیبیوں نے ستمبر 2007ء میں مُلّا برادر حفظہ اللہ کی شہادت کا جھوٹا دعویٰ کیا تھا جس کی تردید چند روز بعد ہی مُلّا برادر نے فون پر ذرائع ابلاغ سے رابطہ کر کے خود ہی کر دی تھی۔ ملّا برادر کے اعلان کے بعد مجاہدین نے شہروں کے اندر اور باہر دشمن کے اہم مراکز وغیرہ پر ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے کثیر تعداد میں حملے کیے۔ یہ مختلف انداز کی کارروائیاں تھیں، جن کا سامنا صلیبی و مرتد افواج نے پہلے نہیں کیا تھا۔ اس نوعیت کی کارروائیوں میں قندھار جیل پر ہونے والے حملے کو بہت شہرت ملی۔ اس کارروائی میں مجاہدین نے پہلے ایک آئل ٹینکر، جس میں 18 سو کلوگرام بارودی مواد بھرا گیا تھا، کو جیل کی عمارت کی باہر کھڑا کر کے راکٹوں سے اُڑا دیا۔ جس سے جیل کا مرکزی دروازہ اور بیشتر دیواریں تباہ ہو گئیں۔ اس کے ساتھ ہی کم از کم 30 موٹر سائیکل اور کئی گاڑیوں پر سوار مجاہدین جیل کے اردگرد سے نمودار ہوئے اور جیل کی حفاظت پر مامور کینیڈین وافغان فوجیوں کو ہلاک یا بے بس کر کے لاؤڈ سپیکر پر اعلان کیا کہ ''چلو آزادی کی طرف، ظالموں سے نجات کا وقت آ پہنچا ہے۔'' یوں انتہائی مختصر وقت میں 1500 کے قریب افراد کو رہا کروالیا گیا، جن میں 900 سے زاید مجاہدین شامل تھے۔ ان میں سے 160 ایسے کمان دان بھی تھے، جنہیں کٹھ پتلی عدالتوں سے سزائے موت سنائی جا چکی تھی۔

14 جون 2008ء کو ہونے والی اس کارروائی میں 100 سے زاید مجاہدین نے شرکت کی اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت سے ہونے والی اس انتہائی کامیاب کارروائی نے صلیبیوں اور ان کے حواری مرتدین کے چھکے چھڑا دیئے۔ افغانستان میں نیٹو فوج کے ترجمان جنرل کارلوس نے اعتراف کیا کہ جنگی حکمتِ عملی کے اعتبار سے یہ ایک کامیاب ترین کارروائی تھی لیکن یہ اپنی نوعیت کی واحد کارروائی نہیں تھی۔ مجاہدین اسی سال 2 ماہ قبل کابل میں جشن جمہوریت کے نام سے ہونے والی تقریب جو کہ افغانستان سے سوویت فوجوں کے انخلاء کی یاد میں منائی جا رہی تھی، کو بھی نشانہ بنا چکے تھے۔ کابل سٹیڈیم میں منعقد ہونے والی اس تقریب میں مرتد کرزئی، اس کی کابینہ کے تمام وزراء اور ارکان پارلیمنٹ کے علاوہ افغان

فوج کے سربراہان کئی غیر ملکی سفیر اور نیٹو کے کمانڈوز بھی شریک تھے۔اس قدر بڑی تعداد میں ''ہائی ویلیو ٹارگٹس'' کی موجودگی سے تقریب کے حفاظتی انتظامات کا اندازہ کیا جاسکتا ہے لیکن مجاہدین نے ان تمام انتظامات کو سبوتاژ کرتے ہوئے عین اس وقت تقریب پر دھاوا بول دیا، جب وہاں مذہب وطنیت کا اہم ترین شعار، قومی ترانہ بجایا جارہا تھا۔مجاہدین کی شدید فائرنگ کا براہ راست ہدف سٹیج تھا، جہاں کرزئی کو بزدلوں کی طرح اپنی جان بچا کر چھپتے اور بھاگتے ہوئے دیکھا۔یہی حال دیگر عہدے داران اور شرکاء کا بھی تھا۔اس حملے میں افغان رکن پارلیمنٹ اور قبائلی سردار سمیت کئی افراد ہلاک ہوئے جبکہ کرزئی اپنی بدقسمتی سے اپنے نامۂ اعمال کو مزید سیاہ کرنے کے لیے بال بال بچ گیا۔اس طرح کے حملوں سے واضح ہونے والی مجاہدین کی انتہائی جارحانہ حکمت عملی نے صلیبی افواج اور ان کے بڑوں کے حواس مختل کر دیے اور انہوں نے واویلا مچانا شروع کر دیا کہ پاکستان کے قبائل بالخصوص وزیرستان میں حکومتی فوج اور مجاہدین کا مابین ہونے والے امن معاہدوں کے سبب افغانستان میں دراندازی بڑھ رہی ہے، لیکن ایمان کی دولت سے تہی و نا آشنا احمقوں کے یہ لشکر، ہمیشہ سے اس بات کو سمجھنے سے قاصر رہے ہیں کہ اہل ایمان جب محض توکل علی اللہ کے سہارے طاغوتوں کے مقابل میدان میں ڈٹ جاتے ہیں تو پھر ان کی نصرت و مدد کے لیے اللہ تعالیٰ صرف اہل زمین سے ہی نہیں بلکہ اہل آسمان میں سے بھی اپنے لشکر روانہ کرتا ہے، جو ان مجاہدین اسلام کے لیے سکینت اور نصرت کا پیام لے کر آتے ہیں۔

''جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے اور پھر اس پر ڈٹ گئے، ان پر فرشتے نازل ہوتے ہیں (جو اُنہیں کہتے ہیں کہ) نہ خوف کرو اور نہ ہی غم............''

یقیناً اللہ قادر مطلق کی نصرتِ غیبی کا ہی اعجاز ہے کہ افغانستان کی سرزمین نے اہل ایمان کی عزیمت واستقامت کے سامنے 30 سال کے مختصر عرصے میں خود کو سپر پاور کہنے والی دو طاقتوں کو ذلت و ہزیمت سے دوچار ہوتے دیکھا ہے۔افغانستان میں اپنی ناکامی کا اعتراف صلیبیوں نے 2008ء میں واضح طور پر کرنا شروع کر دیا۔چنانچہ امریکی فوج کے جوائنٹ چیف آف سٹاف مائیکل مولن نے امریکی کانگریس کو بریفنگ دیتے ہوئے اعتراف کیا کہ ''میں نہیں سمجھتا کہ ہم افغانستان میں جنگ جیت رہے ہیں، اگرچہ ہم جیت سکتے ہیں، لیکن وقت تیزی سے ہمارے ہاتھ سے پھسلتا جارہا ہے۔'' اس نے افغانستان میں کامیابی کے لیے عسکری ذرائع کی نسبت سیاسی و دیگر حل تلاش کرنے پر بھی زور دیا لیکن اللہ جب اپنے دشمنوں کی ہلاکت کا فیصلہ کرتا ہے تو ان کی عقل پر پردے ڈال دیتا اور ان کو سوچنے سمجھنے صلاحیت سے عاری کر دیتا ہے۔

یہی وجہ تھی کہ کھلی آنکھوں سے اپنی واضح ناکامی اور شکست کو دیکھنے اور اس کا اعتراف کرنے کے باوجود صلیبیوں نے 2008ء میں افغانستان اپنی افواج میں بے تحاشا اضافہ کرتے ہوئے ان کی

تعداد دوگنا سے بھی زیادہ کر دی۔ چناں چہ جہاں جولائی 2007ء میں افغانستان میں 23,881 امریکی فوجی تعینات تھے، ان کی تعداد جولائی 2008ء میں بڑھتے بڑھتے 48,250 تک پہنچ گئی اور اس کے ساتھ ساتھ امریکہ کے اتحادیوں نے بھی اپنے آقا کی اندھی تقلید میں اپنے فوجیوں کی تعداد 33000 سے بڑھا کر 52900 کر دی لیکن فوج میں اس اندھا دھند اضافے کا نتیجہ بعینہٖ وہی نکلا، جس کی کوئی بھی عقل مند انسان توقع کرسکتا ہے۔ یعنی صلیبیوں اوران کے معاون مرتدین کی ہلاکتوں اور نقصانات میں بے تحاشا اضافہ ہوتا چلا گیا، اور مجاہدین کی عمل داری مزید مستحکم اور مزید وسیع ہوتی گئی۔

مجاہدین نے بڑے بڑے تعارض (حملے) کرنے کی جو جارحانہ حکمت عملی اختیار کی تھی اس میں بھی مزید شدت آئی اور 14 جولائی 2008ء کو مجاہدین نے ایک ایسا حملہ کیا جس نے کفار و مرتدین کو خون کے آنسو رُلا دیا۔

صوبہ نورستان کے ضلع وانت میں تقریباً 200 سے زاید مجاہدین نے امریکی فوج کے ایک مرکز پر دھاوا بول دیا۔ راکٹوں، مارٹر اور دستی بموں کے ذریعے مرکز کا حفاظتی حصار توڑنے کے بعد مجاہدین مرکز کے اندر داخل ہونے میں کامیاب ہو گئے اور وہاں متعین 45 امریکی فوجیوں میں سے 20 کو جہنّم واصل کیا جبکہ بقیہ زخمی ہو گئے۔ افغان فوجیوں کی ہلاکتیں اور نقصان اس کے علاوہ تھے، کئی گھنٹوں تک جاری رہنے والی اس لڑائی میں صرف 3 مجاہدین زخمی ہوئے اور امریکیوں کو بالآخر فضائی مدد طلب کرنا پڑی۔ مجاہدین امریکی سورماؤں کو شکار کرنے کے بعد مرکز سے نکل گئے اور امریکیوں نے حسبِ معمول اپنی شکست کا انتقام نہتے شہریوں پر بم باری کر کے لیا۔ دو روز تک بم باری اور افغان پولیس پر حملے میں ملوث ہونے کا الزام عائد کر کے اپنے زخم چاٹنے کے بعد امریکی ضلع وانت سے فرار ہو گئے اور ان کے نکلتے ہی ان کے حواری کٹھ پتلی کرزئی انتظامیہ کے نمایندے اور افغان پولیس فوج وغیرہ نے بھی ضلع خالی کر دیا اور ضلع کا کنٹرول مجاہدین نے سنبھال لیا۔

نورستان میں اس قدر واضح شکست کا سامنا کرنے کے بعد اپنی خفت مٹانے کے لیے صلیبیوں نے صوبہ کنڑ اور نورستان میں Lion Heart کے نام سے ایک بڑے آپریشن کا آغاز کیا۔ اس آپریشن کی خاص بات یہ تھی کہ انھی دنوں میں جب اتحادی افواج نے کنڑ اور نورستان میں کارروائی کا آغاز کیا، پاکستانی فوج نے بھی کنڑ سے ملحقہ پاکستانی قبائلی علاقے باجوڑ میں ''آپریشن شیر دل'' کے نام سے مجاہدین کے خلاف ایک بڑی کارروائی کا آغاز کر دیا۔ ناموں کی یہ مماثلت اور وقت کی ہم آہنگی محض اتفاقیہ نہیں تھی بلکہ ایک طے شدہ منصوبے کے تحت ڈیورنڈ لائن کے دونوں اطراف طاغوتی افواج نے مجاہدین کو کچلنے کا منصوبہ بنایا۔ اس منصوبے کا اعتراف بعد ازاں افغانستان میں نیٹو کے سربراہ ڈیوڈ

میکرنن نے بھی کیا۔ ابلیس کے پجاریوں کا یہ منصوبہ بھی ہمیشہ کی طرح ناکام ہوا اور کئی ماہ کی ذلّت وخواری کے بعد پاکستانی فوج نے تو ایک مرتبہ پھر مجاہدین کے ساتھ معاہدہ کر لیا جبکہ امریکی افواج نے علاقے میں چند ایک چوکیاں قائم کر لینے کو کافی سمجھا اور خاموشی سے فرار کی راہ اختیار کی۔

2008ء کے لیے مجاہدین نے اپنی جنگی حکمتِ عملی کے جو اہداف طے کیے تھے، ان میں سے ایک اہم ترین ہدف دشمن کی رسد کی فراہمی کو جس قدر ہو سکے۔ منقطع کرنا بھی شامل تھا۔ افغانستان کے جغرافیائی محل وقوع اور حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے مجاہدین کے اس ہدف کا چناؤ انتہائی دورس اثرات کا حامل تھا۔ چنانچہ 2008ء کے آغاز ہی سے مجاہدین نے افغانستان کے اندر اور باہر اتحادی فوج کو رسد کی فراہمی کے تمام ممکنہ راستوں کے گرد گھیرا تنگ کرنا شروع کر دیا اور ساتھ ہی رسد لے جانے والی گاڑیوں، ٹینکروں اور کنٹینروں وغیرہ پر حملے شروع ہو گئے۔ موسم گرما کے اختتام تک صورتِ حال یہ تھی کہ کابل کو جانے والی چار میں سے تین شاہراہیں مجاہدین کی بھرپور گرفت میں تھیں اور اتحادی افواج ان شاہراہوں پر مجاہدین کی عملیات کا مقابلہ کرنے سے بے بس ہو چکی تھی۔ چنانچہ مجاہدین نے پاکستان سے اتحادی افواج کی ترسیل رسد کے روٹ کو نشانے پر رکھتے ہوئے رسد کے قافلوں پر تابڑ توڑ حملے کیے۔ سپلائی لائن منقطع کرنے کی اس حکمت عملی میں کامیابی کا ایک اہم موڑ پاکستانی حدود کے اندر اتحادی رسد کو روکنے میں مجاہدین کی کامیابی تھی، جو مجاہدین نے 2008ء کے اواخر میں حاصل کر لی۔ رسد لے جانے والے قافلوں پر بیسیوں کامیاب حملوں کے بعد 10 نومبر 2008ء کو مجاہدین نے نیٹو کے لیے رسد لے جانے والے 13 ٹرک غنیمت کر لیے۔ ان ٹرکوں سے مجاہدین کو اسلحہ و دیگر سامان کے علاوہ امریکی فوج کی بکتر بند ''ھموی'' گاڑیاں بھی ہاتھ آئیں۔

اس واقعہ کے فوراً بعد خیبر ایجنسی کے راستے اتحادی افواج کو رسد کی ترسیل ایک ہفتے کے لیے یکسر معطل ہو گئی، چند ہفتے بعد ہی مجاہدین نے دسمبر کے پہلے دو ہفتوں میں 6 سے زاید بڑے بڑے حملے کر کے پشاور رنگ روڈ پر واقع ٹرمینلز پر کھڑے نیٹو رسد کے 400 سے زاید کنٹینرز خاکستر کر ڈالے۔ جس سے ایک دفعہ پھر اتحادی افواج کی رسد کئی دنوں تک تعطل کا شکار رہی۔ پاکستان سے گزرنے والے اتحادی رسد کے دوسرے راستے پر کئی مجاہدین نے کامیاب حملے کیے۔ پاکستان سے گزرنے والی اپنی سپلائی لائن کا انجام دیکھ کر امریکہ اور اتحادیوں نے روس اور وسط ایشیاء کے راستے رسد کی ترسیل ممکن بنانے کے لیے بھاگ دوڑ شروع کی جو بعد ازاں کسی حد تک کامیاب بھی ہوئی۔ لیکن افغانستان میں متعین افواج کو رسد کی ترسیل اب بھی صلیبیوں کے لیے کتنا بڑا دردِ سر ہے۔ اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ افغانستان کے دُشوار گزار علاقوں میں فوجی گاڑیوں کے لیے ایندھن کے ایک گیلن کی

قیمت صلیبیوں کو 400 ڈالر یعنی تقریباً 32000 روپے پڑتی ہے اور آئے روز پاکستان اور افغانستان میں صلیبی رسد کے قافلوں پر حملوں میں ہونے والے نقصانات اس کے علاوہ ہیں۔

مجاہدین کے ہاتھوں ہر محاذ پر شکست کھانے کے بعد صلیب کے پجاریوں نے کوئی جائے امان نہ پاک کر بالآخر اپنا روایتی پُرانا حربہ آزماتے ہوئے مذاکرات کے نام پر مجاہدین کی صفوں میں تقسیم پیدا کرنے کی کوشش کی۔ ذرائع ابلاغ میں معتدل طالبان، صلیبیوں کے ساتھ مذاکرات کرنے کے لیے تیار ہیں۔اس کے علاوہ عراق میں آزمایا جانے والا حربہ، جو کہ سوویت یونین بھی افغانستان میں آزما چکا تھا۔یعنی ملیشیاؤں اور مقامی لشکروں کی تشکیل کے ذریعے خانہ جنگی پیدا کرنے کی مذموم کوشش بھی کی گئی۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی رحمت ونصرت کے طفیل، مجاہدین نے اپنی ایمانی بصیرت کے ذریعے دونوں حربے بُری طرح ناکام کر دیے۔ مذاکرات کے حوالے سے امیر المومنین ملا محمد عمر حفظہ اللہ اور امارت اسلامیہ افغانستان کے ترجمان اور دیگر قائدین نے واضح اور دوٹوک بیانات جاری کیے کہ مجاہدین کسی بھی قسم کے مذاکراتی عمل میں نہ تو شریک ہیں اور نہ ہی افغانستان سے آخری صلیبی فوجی کے انخلاء سے قبل کسی بات چیت کا سوال ہی پیدا ہوتا ہے۔لشکروں اور ملیشیاؤں کی تشکیل کا منصوبہ بھی اس طرح ناکام ہو گیا ہے کہ مجاہدین کے ہاتھوں مرتد کرزئی انتظامیہ اور افغان پولیس وفوج کے عہدے داران کا انجام بد دیکھ کر کسی بھی شخص یا گروہ نے مجاہدین کے بالمقابل صف آراء ہونے کا خطرہ مول نہیں لیا۔

اکتوبر 2008ء میں عیدالفطر کے موقع پر پر جاری ہونے والے بیان میں امیر المومنین ملا محمد عمر حفظہ اللہ کے پیغام میں انہوں نے فرمایا:

وہ امریکہ جو اپنی ٹیکنالوجی کے بھروسے پر شکست کا تصور بھی نہیں کرتا تھا، آج ہر روز اپنے فوجیوں کے جنازوں کا استقبال کرتا ہے اور شدید مالی وجانی نقصانات سے دوچار ہے۔ چند برس پہلے کوئی یہ تصور بھی نہیں کرسکتا تھا کہ امریکہ اور اتحادیوں کو افغانستان میں اتنی مزاحمت کا سامنا ہوگا لیکن آج امریکی صدر اور وزراء عالمی سطح پر کشکول لیے بھیک مانگتے پھرتے ہیں، بہتر تو یہ ہے کہ کوئی ان مفسدین کو مثبت جواب بھی نہ دے۔

یہ صورت حال درحقیقت ہمیں یہی پیغام دے رہی ہے کہ ہم اپنے موقف پر ڈٹے رہیں۔ اپنے رب پر یقین وبھروسہ رکھیں اور آپس میں اتحاد واتفاق کی فضا کی برقرار رکھیں تو عنقریب دشمن کو اپنی سرزمین سے بھگانے میں کامیاب ہو جائیں گے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت ونصرت سے یہ مرحلہ اب بہت قریب ہے۔ قابض صلیبی صیہونی اتحاد سات برس میں اپنے مقاصد میں کامیاب نہیں ہوسکا تو مزید سو سال تک بھی نہیں ہوسکے گی۔ (ان شاء اللہ)

صلیبی لشکر کی شکست کی ابتداء

''خارجین کے لیے ہلاکت خیز 2008ء اور نئے سال کا خالی میدان جنگ'' کے عنوان سے 8 جنوری 2008ء کو جاری کیے گئے امارتِ اسلامیہ افغانستان کے بیان میں صلیبی و مرتد افواج کے نقصانات کے چشم کشا اعداد وشمار سامنے آئے۔ بیان کے مطابق 2008ء کے دوران اللہ کی نصرت سے مجاہدین نے افغانستان میں 5220 صلیبی فوجی مردار کیے جبکہ ہلاک ہونے والے ان کے افغان حواریوں کی تعداد 7511 تھی۔ اس کے علاوہ دشمن کے 31 جہاز و ہیلی کاپٹر مار گرائے گئے اور 2818ء متفرق جنگی گاڑیاں جن میں ٹینک و بکتر بند گاڑیاں شامل ہیں تباہ کی گئیں۔ بیان کے مطابق یہ مجاہدین کے ہاتھوں لشکر ابلیس کو لگنے والے کاری زخموں کا نتیجہ ہے کہ صلیبی، مذاکرات کی بھیک مانگنے پر مجبور ہوئے ہیں۔ لیکن امارت اسلامیہ افغانستان اپنے مضبوط موقف پر ثابت قدم ہے اور آنے والے سال میں ان شاء اللہ جہاد میں ایسی تیزی آئے گی۔ جو صلیبیوں کی ناقابلِ فراموش سبق سکھا دے گی۔

امریکہ اور اس کے اتحادیوں کو پہنچنے والے بے پناہ جانی و مالی نقصانات اور امریکہ کی دوغلی پالیسیوں کا ایک اور نتیجہ یہ بھی نکلا کہ امریکہ عالمی اُفق پر بُری طرح تنہائی کا شکار ہو گیا۔ جن اتحادیوں کو اس نے بہلا پھسلا کر یا ڈرا دھمکا کر افغانستان کی جنگ میں دھکیلا تھا ن وہ ایک ایک کر کے میدان سے فرار کی راہیں تلاش کرنے لگے، اور بُش کی منت سماجت کے باوجود مزید فوج افغانستان بھیجنے سے انکار کر دیا۔ 2008ء کے اختتام تک سُپر پاور ہونے کا دعویدار امریکہ جہاں عراق اور سیاسی طور پر بھی بُری طرح بے وقعتی کا شکار ہو چکا تھا۔ 2008 میں زور پکڑنے والے معاشی بحران کے بارے میں تو یہ بات اظہر من الشّمس ہو چکی ہے کہ یہ بحران سرمایہ دارانہ نظام کی معمول کی کساد بازاری نہیں بلکہ مجاہدینِ اسلام کے ہاتھوں امریکہ اور اس کے حواریوں کی درگت کا شاخسانہ ہے۔

سال 2008 افغانستان کے مزید حصوں میں مجاہدین کی واضح پیش قدمی کا سال تھا، برطانوی تھنک ٹینک انٹرنیشنل کونسل آن سیکیوریٹی اینڈ ڈویلپمنٹ نے دسمبر 2008ء میں شائع شدہ اپنے تحقیقی جائزے میں یہ اعتراف کیا کہ مجاہدین نے ایک سال میں افغانستان کے 18 فیصد مزید علاقے میں پیش قدمی کرتے ہوئے ملک کے تقریباً 72 فیصد علاقوں میں اپنی مستقل موجودگی کو مستحکم کر لیا ہے۔ جبکہ بقیہ 28 فیصد میں بھی، مجاہدین باقاعدگی کے ساتھ دشمن کو کاری ضربیں لگا رہے ہیں۔

2008 اور 2009 کے سنگم پر گزرنے والا موسم سرما آٹھ سال کی لڑائی میں صلیبیوں کا بدترین موسم سرما تھا، اگرچہ مجاہدین گزشتہ دو تین سالوں سے موسم سرما میں بھی اپنی کارروائیاں جاری

رکھے ہوئے تھے لیکن ان کی شدت میں بہر حال کچھ نہ کچھ کمی آجاتی تھی۔ اس سال مجاہدین نے موسم سرما میں بھی پوری قوت کے ساتھ صلیبیوں پر جنگ کی آگ بھڑکائے رکھی۔ یہ موسم سرما صلیبیوں اور ان کے حواریوں کے لیے کتنا ہلاکت خیز تھا اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ دسمبر 2008ء میں 436 صلیبی اور 172 افغان جبکہ جنوری 2009ء میں 681 صلیبی اور 180 مرتدین مردار ہوئے۔ اسی طرح ان دو مہینوں میں مجموعی طور پر 2 ہیلی کاپٹر 100 سے زاید ٹینک اور فوجی گاڑیاں تباہ کی گئیں۔

عین انہی دنوں میں جب امریکہ اور اس کے اتحادیوں کے سینکڑوں فوجی افغانستان کے سرد جہنّم میں مجاہدین کا شکار ہو رہے تھے، کالے کرتوتوں والا امریکی صدر بش لاتعداد ذلتیں اور رُسوائیاں سمیٹ کر شکست و ہزیمت کا باقی ماندہ ورثہ سیاہ رو اوبامہ کو منتقل کر رہا تھا۔ اوباما نے صلیبیوں کی قیادت سنبھالتے ہی جہاں ایک طرف کچھ نمائشی اعلانات کے ذریعے مسلمانوں کی ہمدردیاں بٹورنے کی ناکام کوشش کی وہیں اپنے منافقانہ رویے کو نمایاں کرتے ہوئے اپنی تمام تر توجہ امریکہ کے وسائل عراق سے نکال کر افغانستان میں جھونک دینے کا عندیہ دیا لیکن مجاہدین نے اوباما کے لیے بھی افغانستان سے امریکی فوجیوں کے تابوتوں کی ترسیل کو پورے زور وشور سے جاری رکھا۔

گزشتہ سال مجاہدین نے گوریلا کارروائیوں کے ساتھ ساتھ تعارض کی جونئی اور کامیاب حکمتِ عملی اختیار کی تھی۔ وہ 2009ء میں بھی جاری رہی اور کٹھ پتلی کابل حکومت نے فروری 2009ء میں ایک مرتبہ پھر اس کا مزہ چکھا جب 16 مجاہدین نے کابل میں وزارت انصاف اور وزارت جیل کی عمارتوں پر دھاوا بول دیا۔ تین گھنٹوں تک جاری رہنے والی اس شدید لڑائی میں افغان پولیس اور فوج کے درجنوں اہلکار مارے گئے جبکہ بیسیوں زخمی ہوئے۔ دوسری طرف 16 میں سے آٹھ مجاہدین (جن میں سے زیادہ تر فدائی تھے) نے جام شہادت نوش کیا اور بقیہ بخیر وعافیت اپنے ٹھکانوں پر پہنچ گئے۔

کابل کے میئر کرزئی کی رہائش سے چند سو گز کی دُوری پر ہونے والے اس حملے اور اسی نوعیّت کی دیگر کامیاب عملیات ہی کا اثر تھا کہ وسط فروری میں اوباما نے اپنے مذموم ارادوں کو عملی جامہ پہناتے ہوئے اپنے مزید 17000 فوجی افغانستان کے کتوں کی خوراک بننے کے لیے بھیجنے کا اعلان کر دیا لیکن مجاہدین نے بھی ان امریکی سُورماؤں کے استقبال کی تیاریاں مکمل کر رکھی تھی، چنانچہ جوں جوں صلیبی افواج کی تعداد میں اضافہ ہوتا گیا، توں توں مجاہدین کے حملے اور صلیبیوں کی ہلاکتیں بھی بڑھتی گئیں۔ اپنے بڑھتے ہوئے جانی و عسکری نقصانات پر پردہ ڈالنے اور اپنے عوام کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے لیے امریکی و برطانوی فوجوں نے افغانستان میں مجاہدین کے مضبوط ترین مورچے یعنی ہلمند پر ایک مرتبہ پھر یلغار کرنے کا اعلان کیا اور ایک طرف سے برطانوی اور ملعون ڈنمارک کے سیکڑوں

فوجیوں نے شمالی ہلمند میں آپریشن ''چیتے کا پنجہ'' کے نام سے اور جنوبی ہلمند میں امریکیوں نے ''آپریشن خنجر'' کے نام سے بیک وقت دو بڑی کارروائیوں کا آغاز کیا۔ یہ دونوں کارروائیاں اس لحاظ سے بھی قابلِ ذکر ہیں کہ صلیبیوں نے ان آپریشنز میں اپنی قوت کا ایک بڑا حصّہ جھونک دیا۔ جس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے۔ کہ ''آپریشن چیتے کا پنجہ'' میں 3000 برطانوی، 700 ڈنمارکی اور 650 افغان فوجی جبکہ ''آپریشن خنجر'' میں 4000 امریکی میرینز اور 650 افغان فوجی شریک تھے۔

مغربی ذرائع ابلاغ کے مطابق امریکی میرینز کا یہ 2004 میں فلوجہ کے بعد سب سے بڑا آپریشن تھا۔ مجاہدین نے بھی صلیبیوں کی اس جارحیّت کا بھرپور جواب دیتے ہوئے ''آپریشن نصرت'' کے نام سے پورے افغانستان میں امریکی واتحادی مفادات کو پوری شدت سے نشانہ بنانے کا آغاز کر دیا۔ چناں چہ ''آپریشن خنجر'' کے آغاز کے اگلے ہی روز 4 جولائی 2009ء کو صوبہ پکتیکا میں مجاہدین نے بارود سے بھرے آئل ٹینکر کے ذریعے فدائی حملہ کے کر کے امریکی وافغانی فوجی مرکز کو تباہ کرنے کے بعد اس کے اندر داخل ہو کر مرکز پر قبضہ کر لیا اور 40 امریکی و 49 افغان فوجیوں کو مُردار کرنے کے علاوہ بیش بہا اسلحہ و گولہ بارود غنیمت کرنے میں بھی کامیاب ہوئے۔ آپریشن نصرت کے ابتدائی دو مہینوں میں اللہ کی مدد و نصرت سے 186 صلیبی فوجی ٹینک تباہ، 174 کٹھ پتلی ادارے کی فوجی گاڑیاں تباہ، 135 سیکیورٹی فورسز کی صرف گاڑیاں تباہ، 114 کرولا گاڑیاں (جو پرائیویٹ سیکیوریٹی فورسز استعمال میں لاتی ہیں۔) تباہ، 24 ہیوی ٹرانسپورٹ گاڑیاں تباہ، 6 ڈرون طیارے مار گرائے گئے۔ دو ہیلی کاپٹر مار گرائے گئے۔ 27 چیک پوسٹوں پر کنٹرول، 1130 قابض صلیبی فوجی ہلاک، 1217 افغان فوجی ہلاک، 22 اعلیٰ سرکاری اہلکار قتل ہوئے۔ تقریباً دو ماہ پر محیط یہ صلیبی مہم جوئیاں کس حد تک کامیاب ہوئیں اس کا اندازہ صرف اس بات سے لگایا جاسکتا ہے صرف 6 ماہ بعد ہی صلیبی افواج کو پھر سے صوبہ ہلمند میں ''آپریشن مشترک'' کے نام سے ایک اور بڑی کارروائی کا آغاز کرنا پڑا ہے۔ جس کی گھن گرج تمام سابقہ آپریشنز سے کہیں زیادہ ہے لیکن نتیجہ ہمیشہ کی طرح نہتے شہریوں کی شہادتوں اور صلیبی و مرتد افغان افواج کی بے پناہ ہلاکتوں کے علاوہ کچھ اور نہیں ہے۔

جھوٹے پراپیگنڈے کے طوفان کی آڑ میں شروع کی گئی صلیبی مہم جوئیوں کا ایک بنیادی مقصد کابل کی ''کونسلری'' کے لیے ''(قومی) بلدیاتی الیکشن'' کے انعقاد کی راہ ہموار کرنا بھی تھا۔ صلیبیوں کی کوشش تھی کہ چاہے چند ضلعوں میں ہی سہی جُھوٹی سچی پولنگ کروا کر انتخابات کے نام پر دُنیا کو دکھایا جا سکے کہ انہوں نے 8 سال کی جاں فشانی کے بعد افغانستان میں لولی لنگڑی جمہوریت قائم کر دی ہے لیکن وائے ناکامی کہ اول تو امریکیوں کو کابل کی کونسلری کے لیے کوئی ڈھنگ کا آدمی ہی نہ مل سکا اور مجبوراً پھر

کرزئی پر ہی تکیہ کرنا پڑا اور ستم بالائے ستم یہ کہ مجاہدین کے تابڑ توڑ حملوں اور عوام کی طرف سے انتخابی ڈرامے سے مکمل لاتعلقی سے گھبرا کر انتخابات کے دن ذرائع ابلاغ کو پہلے محدود رسائی کو بھی مکمل طور پر ختم کرنا پڑا تا کہ انتخابات کی حقیقی تصویر کی کوئی جھلک بھی دُنیا تک نہ پہنچ سکے۔ لیکن اُلٹی ہو گئیں سب تدبیریں کچھ نہ دوا نے کام کیا، کے مصداق افغانستان کے انتخابات ایک راق بن گئے اور تمام مبصر اداروں اور افراد نے ان کو بوگس قرار دے دیا۔ مجاہدین نے صرف الیکشن والے دن صلیبی و مرتد افواج و حکام پر 15 سے زاید حملے کیے اور افغان عوام میں سے 10 فیصد بھی ووٹ ڈالنے کے لیے نہیں نکلے۔

2009ء میں اللہ تعالیٰ کی نصرت سے مجاہدین نے صلیبیوں کو دو ٹوک اور واضح الفاظ میں اپنی شکست کا اعتراف کرنے پر مجبور کر دیا۔ افغانستان میں امریکی افواج کے نئے تعینات ہونے والے سربراہ جنرل میک کرسٹل نے 10 اگست 2009ء کو اپنے بیان میں کہا کہ طالبان فی الوقت فتح یاب ہیں اور ایساف (ISAF) یہ آٹھ سالہ جنگ جیت نہیں رہا۔ اس طرح برطانوی تھنک ٹینک انٹرنیشنل کونسل آن سیکورٹی اینڈ ڈویلپمنٹ (ICOS) نے اپنے سالانہ تحقیقی جائزے (شائع شدہ ستمبر 2009ء) میں بتایا کہ افغانستان کے 80 فیصد علاقے میں مجاہدین اپنی مستقل موجودگی کو مستحکم کر چکے ہیں۔

گزشتہ سال کی طرح 2009ء میں بھی مجاہدین نے صوبہ نورستان سے امریکیوں کو ایک دفعہ پھر مار گرایا۔ اس مرتبہ امریکیوں کی درگت ضلع کامدیش میں بنی۔ جہاں اکتوبر 2009ء میں مجاہدین نے تمام امریکی چیک پوسٹوں پر حملہ کر دیا۔ کئی گھنٹے تک جاری رہنے والی لڑائی میں 40 امریکی اور 35 افغان فوجی مردار جبکہ 90 افغان فوجی لاپتہ ہو گئے۔ جن میں سے 30 کو مجاہدین نے گرفتار کرنے کی تصدیق کی۔ صلیبیوں پر اس ہلاکت خیز تعارض کا خاطر خواہ اثر ہوا اور وہ حسبِ معمول صوبہ نورستان کی تمام سرحدی چوکیاں بلکہ صوبہ خوست کی بھی بیشتر چیک پوسٹیں خالی کر کے فرار ہو گئے۔ اسی ماہ 9 اکتوبر کو مجاہدین نے صوبہ ہلمند کے ضلع گریشک میں اپنی جنگی تکنیک کا حیران کن مظاہرہ کرتے ہوئے امریکی ٹریننگ سنٹر کے نیچے سرنگیں کھود کر ان میں بارود بھر کر اُڑا دیا، جس کے نتیجے میں ٹریننگ سنٹر مکمل تباہ جبکہ 100 کے قریب امریکی و افغان فوجی مُردار ہوئے۔

افغانستان میں امریکی جارحیت کے 8 سال مکمل ہونے پر امریکیوں کو یاد آیا کہ انہیں اس جنگ کے بارے میں کوئی پالیسی ترتیب دے لینی چاہئے۔ چناں چہ میڈیا میں کئی ہفتوں کے شور و غوغا اور بے مقصد تشہیر کے بعد یکم دسمبر 2009ء کو امریکی صدر اوباما نے اپنی ''نئی افغان پالیسی'' کا اعلان کیا۔ اس پالیسی کے دو مرکزی نکات تھے۔

☆ مزید 30000 امریکی فوجیوں کی افغانستان روانگی۔

☆18 ماہ تک یعنی جولائی 2011ء سے امریکی واتحادی افواج کے افغانستان سے انخلاء کا آغاز۔

واضح باہمی تضادات کی حامل یہ حکمت عملی درحقیقت ریاست ہائے متحدہ امریکہ کا امارت اسلامیہ افغانستان کے خلاف جنگ میں باقاعدہ اعترافِ شکست تھا۔ ایک طرف مزید فوج بھیجنے اور ساتھ ہی انخلاء کے آغاز کی تاریخ کا اعلان اس بات کا غماز تھا کہ امریکہ جیسے بھی ہو اس جنگ سے جان چھڑانا چاہتے ہیں۔ قطع نظر اس سے کہ اس جنگ کے مقاصد حاصل ہوئے یا نہیں؟ امریکی نشریاتی ادارے سی بی ایس نیوز کے سیاسی تجزیہ کار مارک اسائنڈ نے اوباما کی تقریر پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا، ''اس نے اپنی صدارت کی سب سے بڑی سیاسی حماقت سرانجام دینے کا خطرہ مول لے لیا ہے۔''

اوباما کی نئی افغان پالیسی سٹریٹجی کے اعلان سے چند دن پہلے ایک مسلمان امریکی فوج افسر میجر حسن نضال اور ان کے دو ساتھیوں نے امریکی فوج کے سب سے بڑے تربیتی مرکز ''فورٹ ہڈ'' میں فائرنگ کر کے 13 امریکی فوجیوں کو ہلاک جبکہ 31 کو زخمی کر دیا۔ یہ حملہ اس وقت کیا گیا جب فوجی مرکز میں افغانستان روانگی کے لیے تیار امریکی فوجیوں کا طبی معائنہ کیا جا رہا تھا۔ اوباما کی اس سٹریٹیجی کے چند ہفتے بعد کرسمس کے موقع پر ایک نائیجیرین مجاہد عمر فاروق عبدالمطلب نے امریکی شہر ڈیٹرائٹ سے اڑنے والے ایک مسافر طیارے کو تباہ کرنے کی کوشش کی جو اگرچہ کامیاب نہ ہو سکی لیکن امریکی ہوم لینڈ سیکورٹی کی کارکردگی پر سوالیہ نشان ضرور ڈال گئی اور امریکی عوام کو نائن الیون کی یاد تازہ ہو گئی۔ اس کارروائی کے ذریعے مجاہدین نے واضح کر دیا کہ جب تک امریکی طاغوت اور اس کے انڈے بچے اُمّتِ مُسلمہ کے خلاف صف آراء رہیں گے، اس وقت تک صلیبی اقوام بھی اپنی سرزمینوں پر چین کی نیند نہیں سو سکیں گی۔ واضح رہے کہ مذکورہ بالا دونوں حملوں میں یمن کے مجاہدین کی بالواسطہ یا بلاواسطہ شمولیت تھی۔ جس کی وجہ سے امریکہ جو کہ پہلے ہی افغانستان میں بُری طرح اُلجھا ہوا ہے، اسے یمن میں بھی ایک نیا محاذ کھولنا پڑا گیا جو کہ ان شاء اللہ امریکہ اور اس کے حواریوں کا تازہ قبرستان بننے جا رہا ہے۔

سال 2009ء آٹھ سالہ صلیبی جنگ کا فیصلہ کن سال رہا اور اللہ تعالیٰ کی خاص نصرت کی بدولت جنگ کا پانسہ واضح طور پر مجاہدین اسلام کے حق میں پلٹ گیا، اگرچہ صلیبیوں نے مزید وسائل اس جنگ میں جھونک دیے، جس کی واضح مثال افغانستان میں امریکی فوجیوں کی تعداد ہے جو 2009 کے اختتام تک 68000 سے تجاوز کر چکی تھی جبکہ اوباما مزید فوج بھیجنے کا بھی اعلان کر چکا ہے، جس کی آمد کے بعد یہ تعداد تقریباً 1 لاکھ سے بھی بڑھ جائے گی لیکن اس کے باوجود اس سال میں مجاہدین نے جو کامیابیاں حاصل کیں۔ ان کی تفصیل 31 دسمبر 2009ء کو جاری کیے گئے امارت اسلامی افغانستان کے بیان کے مطابق حیران کن ہے، ''مجاہدین کی فتح اور صلیبیوں کا اضطراب'' کے عنوان سے جاری شدہ

اس بیان کے مطابق 2009ء میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی نصرت کی بدولت مجاہدین نے 5587 صلیبی فوجی، 7254 افغان فوجی مردار اور 2069 افغان فوجی زخمی کیے۔ جبکہ ٹینکوں سمیت 3667 فوجی گاڑیاں اور چھوٹے بڑے 44 جہاز اور ہیلی کاپٹر زتباہ کیے گئے۔ جبکہ پورے سال میں 540 مجاہدین نے جامِ شہادت نوش کیا۔ اس سال میں جانی و مالی نقصان سے بھی بڑھ کر جو نقصان جارحین کو ہوا وہ یہ تھا کہ اللہ نے ان کی صفوں میں پھوٹ ڈال دی۔ امریکہ کے کم وبیش تمام اتحادیوں بشمول برطانیہ ودیگر نیٹو ممالک نے افغانستان کی دلدل میں اپنی مزید فوج غرق کروانے سے انکار کر دیا۔ خود امریکہ کے اندر افغانستان جنگ کے خلاف ردعمل اتنا شدید ہوتا چلا گیا کہ اوباما کو اپنی حکمت عملی کے اعلان میں انخلا کے آغاز کی تاریخ کا اعلان کرنا پڑا۔ لیکن امریکی رائے عامہ بدستور اس جنگ کے خلاف ہے۔ نومبر 2009ء میں منعقدہ گیلپ سروے کے مطابق 66 فیصد امریکیوں کے خلاف میں افغانستان کی صورت حال امریکہ کے لیے بدتر ہوتی جارہی ہے۔ 10 مارچ 2010ء کو درجنوں امریکی تنظیموں نے واشنگٹن مین ’’قومی امن مارچ‘‘ کا اعلان بھی کر رکھا تھا۔

افغانستان میں 2009ء کے اختتام کے طرح 2010ء کا آغاز بھی نہایت ’’دھماکہ خیز‘‘ تھا۔ 19 جنوری 2010ء کو 20 کے قریب مجاہدین نے کابل کے محفوظ ترین حصے میں مرکزی بنک، وزارت انصاف وتعلیم وتربیت سمیت کئی اہم عمارتوں پر بیک وقت دھاوا بول دیا۔ مجاہدین نے ایک شاپنگ سنٹر پر بھی قبضہ کرلیا، جہاں سے کرزئی کا صدارت محل ان کے نشانے پر تھا۔ کئی گھنٹوں تک جاری رہنے والی لڑائی میں افغان فوج اور پولیس کے بیسیوں اہل کار مردار اور سینکڑوں زخمی ہوئے جبکہ 7 مجاہدین نے جام شہادت نوش کیا۔ چند دن بعد 29 جنوری کو صوبہ ہلمند کے ضلع لشکرگاہ میں بھی مجاہدین نے اسی نوعیت کے حملے کیے، جن میں 45 صلیبی وافغان فوجی مُردار ہوئے۔

28 جنوری 2010ء کو اقوام متحدہ کے زیرِ انتظام لندن میں پوری دنیا سے غلامانِ امریکہ ’’عالمی کانفرنس برائے افغانستان‘‘ کے نام پر اکٹھے ہوئے۔ جس جنگ کو چھیڑتے وقت امریکہ نے کسی سے پوچھنا تو درکنار مشورہ لینا تک گوارا نہیں کیا تھا۔ آٹھ سال بعد اسی جنگ کو سمیٹنے کے لیے پوری دُنیا سے اپنے حواریّوں کی مدد لینے پر مجبور ہوا ہے۔ لندن کانفرنس کا انعقاد تو مغربیوں نے اپنے روایتی پروپیگنڈے اور بلند وبانگ شوروغوغا کے ساتھ کیا لیکن اس کا نتیجہ نکلا وہ نہایت مضحکہ خیز اور تضادات پر مبنی تھا۔ اس کانفرنس نے جہاں ایک طرف طے کیا کہ افغانستان کی سیکورٹی مرحلہ وار افغان فوج وپولیس کے حوالے کرنے کے لیے منصوبہ ترتیب دیا جائے اور اس کا آغاز 2010 کے اواخر یا 2010 کے اوائل سے کیا جائے اور اس مقصد کے لیے افغان فوج اور پولیس کے حجم میں اضافہ کر کے 2011 کے

اختتام تک ان کو بالترتیب 171000 اور 134000 تک بڑھایا جائے۔ وہیں کانفرنس نے افغانستان میں غیر ملکی فوجوں کی تعداد میں بھی اضافے پر اتفاق کیا لیکن دلچسپ امر یہ تھا کہ اس اضافے کا بیشتر حصہ امریکہ کے حصے میں آیا جو پہلے ہی 30000 مزید فوجی افغانستان بھیجنے کا اعلان کر چکا ہے۔ امریکہ کے علاوہ واحد ملک جس نے مزید فوج بھیجنے کی حامی بھرے وہ جرمنی تھا لیکن اس کے اپنے ہاں کابینہ میں اس معاملے پر شدید اختلافات پیدا ہو گئے۔ اس کانفرنس میں طے پانے والی بہت مضحکہ خیز بات مجاہدین کے لیے سیاسی رشوت کے طور پر 50 ارب ڈالر سے ایک فنڈ کا قیام تھی۔ صلیبی اقوام آٹھ سال کی دھنائی کے بعد بھی یہ سمجھنے سے قاصر ہیں۔

کافر افواج اور ان کے اہل معاونین کے خلاف برسرِ پیکار مجاہدین وہ سرفروش ہیں۔ جنہوں نے اپنی جان و مال کو اللہ تعالیٰ کے ہاتھوں جنت کے بدلے میں فروخت کر دیا ہے اور اس رب کی رضا اور جنت ہی کی طلب میں قتل کرتے اور قتل ہوتے ہیں۔ ''بے شک اللہ تعالیٰ نے مومنین سے اُن کی جانوں اور مالوں کو جنت کے بدلے خرید لیا ہے، پس وہ اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں اور (کفار کو) قتل کرتے ہیں اور خود بھی قتل (شہید) ہوتے ہیں۔''

مجاہدین کے لیے اس طرح کی رشوت اور اس کے ساتھ مذاکرات کی دعوت اور خیر سگالی کے جھوٹے دعوے دار در حقیقت صلیبیوں اور ان کے معاونین کی جانب سے اس بات کا اعتراف تھا کہ جن مجاہدین کو وہ اب ڈالرز اور مذاکرات کے ذریعے رام کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اور جن کے خلاف وہ گزشتہ آٹھ سالوں میں اپنے تمام وسائل، جنگی تدابیر، جاسوسی و مخبری کے جال اور نہ جانے کیا کچھ استعمال کر چکے ہیں، وہ مجاہدین ایک ایسی نا قابل تسخیر قوت ہیں۔ جن کو شکست دینے کا خواب تو پورا نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا ان سے مصالحت کی کوئی راہ نکالی جائے۔

مذاکرات اور سیاسی رشوتوں کے ڈراموں کے ناکامی کے بعد بالآخر صلیبیوں نے ایک مرتبہ پھر اپنی پوری قوت جھونک کر مجاہدین کے خلاف ایک فیصلہ کُن لڑائی لڑنے کی کوشش شروع کی ہے۔ 4000 امریکی، 4200 برطانوی اور 6500 افغان فوجیوں سمیت کل 15000 فوجیوں سینکڑوں ہیلی کاپٹروں اور ٹینکوں اور B52 بمبار طیاروں کے ساتھ صلیبی لشکر افغانستان کے سو سے زاید اضلاع میں سے ایک ضلع نادعلی کے ایک حصے ''مرجاہ'' کو فتح کرنے نکلا ہے لیکن کارروائی کے پہلے ہفتے میں ہی 18 ٹینکوں، 1 ہیلی کاپٹر اور درجنوں فوجیوں کو مردار کروانے کے بعد صلیبی اتحاد اب پسپائی کی حکمت عملی تلاش کر رہا ہے۔ اس آپریشن کو جو نام دیا گیا ہے یعنی آپریشن ''مشترک''، وہ افغانستان میں عنقریب وقوع پذیر ہونے والے تاریخ کے ایک غیر معمولی واقعے کی نشان دہی کر رہا ہے۔ تاریخ کا یہ غیر معمولی

واقعہ یہ نہیں کہ فقط امریکہ افغانستان میں شکست کھا گیا ہے۔ بلکہ تاریخ کا غیر معمولی واقعہ یہ ہے کہ انتہائی بے سروسامانی کی کیفیت سے سرشار امارت اسلامیہ افغانستان کے مجاہدین دُنیا بھر کے کفر (بشمول صلیبی غلاموں کے جو صرف نام مسلمانوں کی فہرست میں لکھے جانے کی حد تک مسلمان ہیں۔) کو مشترکہ طور پر شکست فاش دی ہے۔ جب ہم دنیا بھر کی قوموں کی بات کرتے ہیں تو ان سے مُراد صرف وہ 42 ممالک نہیں جن کی فوجیں افغانستان میں ہیں، ان میں وہ تمام ممالک شامل ہیں جنہوں نے اس جنگ میں سیاسی، اطلاعاتی اور لاجسٹک حوالوں سے صلیبی اتحاد کی مدد کی، وہ افغانستان میں مجاہدین سے شکست کھا چکا ہے۔

یہاں یہ سوال اُٹھایا جا سکتا ہے کہ فی الوقت صلیبی اتحاد کی شکست کا اس قدر قطعی دعویٰ کیونکہ کیا جا سکتا ہے جبکہ جارح افواج ابھی افغانستان میں موجود ہیں اور فوری طور پر جنگ کے خاتمے کے آثار بھی نظر نہیں آ رہے۔ اس سوال کے جواب جاننے کے لیے یہ معلوم ہونا ضروری ہے کہ اس جنگ کے اہداف کیا تھے۔ اگر گیارہ ستمبر 2001ء سے پہلے کے منظر نامے کو ذہن میں تازہ رکھیں تو معلوم ہو گا کہ افغانستان پر حملہ کرنے کے پیش نظر امریکہ کے درج ذیل وہ بنیادی اہداف تھے۔

1۔ افغانستان سے طالبان کی شرعی حکومت کا خاتمہ، تا کہ نفاذ شریعت کے ثمرات کو پھیلنے سے روکا جا سکے۔ 2۔ عالمی تحریک جہاد یا بالفاظ دیگر القاعدہ کی بیخ کنی۔

انہی دو اہداف کے حصول کے لیے امریکہ 42 ملکوں کی فوج کو ساتھ لیے اپنی تمام ٹیکنالوجی سمیت افغانستان پر پل پڑا اور آٹھ سالوں میں ڈیزی کٹر بموں سے لے کر فاسفورس بم تک کوئی ایسا مہلک اسلحہ نہیں جو اس تباہ حال سرزمین پر نہ برسایا گیا ہو۔ امریکہ نے کم و بیش 300 ارب ڈالر اس جنگ میں جھونک دیے لیکن کیا امریکہ اپنے بنیادی مقاصد کے حصول میں کامیاب ہو سکا ہے؟

جہاں تک پہلے مقصد یعنی طالبان کی شرعی حکومت کو ختم کر کے نفاذ شریعت کے پھیلاؤ کو روکنے کا تعلق ہے تو اس کا انجام یہ ہے کہ خود نیٹو حکام کے مطابق افغانستان کے 34 میں سے 33 صوبوں میں طالبان کی عملداری جہاں وہ شریعت اسلامی کی روشنی میں حکومت چلا رہے ہیں اور کلمے والے سفید پرچم افغانستان کے طول و عرض میں پھر سے لہرا رہے ہیں۔

جبکہ دوسرے ہدف یعنی "عالمی تحریک جہاد کی بیخ کنی" کا انجام پہلے بھی بُرا ہوا، کیونکہ جس تحریک کو امریکہ افغانستان سے اُکھاڑ پھینکنا چاہتا تھا وہ نہ صرف آج افغانستان میں پوری آب و تاب سے موجود ہے بلکہ افغانستان سے نکل کر پوری دُنیا میں پھیل چکی ہے۔ آج دُنیا کا کوئی خطہ ایسا نہیں جہاں اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے اللہ کے شیر سر بکف نہ ہوں۔ الجزائر سے لے کر صومالیہ تک اور پاکستان سے لے کر یمن تک، حتیٰ کہ یورپ تک کلمے والے سیاہ پرچم بلند ہو رہے ہیں۔

صلیبی مراکز فکر اور ذرائع ابلاغ کا افغانستان میں اعتراف شکست

ذرائع ابلاغ اور مراکز فکر یعنی **Think Tanks** مغرب کے وضع کردہ ریاستی نظام کا ایک اہم ستون ہیں اور ابلیس کے سجھائے ہوئے خطوط پر نا صرف اپنے معاشروں بلکہ دیگر اقوام اور تہذیبوں کی ذہن سازی کا بہت موثر ہتھکنڈہ بھی ہیں۔ یہی وہ دو ڈوریاں ہیں جن کے ذریعے صیہونی و صلیبی ہدایت کار نام نہاد آزادی اور جمہوریت کے زعم میں مبتلا اقوام کو کٹھ پتلیوں کی طرح اپنے شیطانی مقاصد کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ وحی کے انکار، خواہشات نفس کی غلامی اور مادر پدر آزدی جیسے بے بنیاد اصولوں پر استوار سرمایہ دارانہ تہذیب کے باسیوں کو "آزادیوں" کے چھن جانے کا ڈراوا دے کر انہی دانشوروں نے "اسلام" کے بالمقابل لا کھڑا کیا۔ "بنیاد پرست" "شدت پسند" "دہشت گرد" غیر ریاستی عناصر" جیسی اصطلاحات ہوں، "تہذیبوں کی جنگ" جیسے نظریات ہوں یا "دہشت گردی کے خلاف جنگ" جیسی مہم جوئی، اس بات میں کوئی شک نہیں کہ ان مراکز اور ذرائع ابلاغ نے ہمیشہ "اہل مغرب" کو ان کے "طرز زندگی" کے اصل "دشمن" کی نا صرف صحیح نشاندہی کی بلکہ پورے عالم کفر اور اس کے زیر تسلط مسلم معاشروں کو بھی، اس "دشمن" کے خلاف ایک بھرپور لڑائی لڑنے پر بھی ابھار بلکہ "صلیبی جنگ" کے آغاز سے لے کر آج تک ہر موڑ پر اپنے ماننے والوں کو نفسیاتی اور فکری کمک پہنچانے کا بھی بھرپور انتظام کیا۔ ان مراکز فکر اور ذرائع ابلاغ کی "اعلیٰ کارکردگی" کا بین ثبوت "نائن الیون" کی عظیم شکست کے بعد پھیلائے جانے والے فلسفہ ہائے سازش **Conspiracy Theories** ہیں جنہوں نے نا صرف شدید خوف کی ماری ہوئی امریکی قوم کو نفسیاتی موت سے وقتی طور پر بچا لیا بلکہ دنیا کی نظروں میں امریکی ٹیکنالوجی کے پاش پاش ہوتے بت کو سنبھالا دینے کی بھی حتی الوسع کوشش کی۔

لیکن اسے نوشتہ تقدیر کہیے مشیت ایزدی یا طواغیت زمانہ کی بدقسمتی کہ اللہ کی نصرت کے سہارے ڈیزی کٹر بموں کی گھن گرج اور بی باون طیارہ کی چنگھاڑوں کے آگے سینہ سپر ہو جانے والے مٹھی بھر اہل حق کی استقامت نے عصر حاضر کی صلیبی جنگ کا پانسہ بہت جلد پلٹ دیا ہے۔ اور صہیونی و صلیبی لشکر آج شکست کی ذلت ماتھے پر سجائے اپنے بلوں کو واپس پسپائی اختیار کر رہے ہیں۔ اس صورت حال نے صلیبی مراکز فکر اور ذرائع ابلاغ کو عجب مخمصے سے دوچار اور دوراہے پر لا کھڑا کیا ہے۔ "صلیبی جنگ" میں شکست ایک ایسی حقیقت ہے جسے چھپانا اب ممکن نہیں رہا، لیکن کھلم کھلا اعتراف شکست کرنا بھی ان کے لیے اپنے ہاتھوں اپنی تہذیب کا گلا گھونٹنے کے مترادف ہے۔ چنانچہ "صاف چھپتے بھی نہیں سامنے آتے بھی نہیں" کے مصداق یہ مراکز کبھی دبے اور کبھی کھلے لفظوں میں کہیں تو، طالبان، اور القاعدہ کی پیش قدمی اور اپنی پسپائی کا تذکرہ کرتے ہیں اور کہیں افغانستان میں صلیبیوں کے لیے روز بروز دگرگوں ہوئی

صورت حال کا رونا روکر اچھی حکمرانی، غیر فوجی امداد، مذاکرات وغیرہ جیسے حل پیش کرتے ہیں۔

شاید یوں محسوس ہوتا ہے کہ یہ مراکز فکر اور ذرائع ابلاغ جہاں اپنے حواریوں کو مستقبل کی بھیانک (کفار کے لیے) منظر کشی کے ذریعے ڈرا کر اپنے بچے کھچے ہمت و حوصلے اور وسائل کو ایک آخری اور فیصلہ کن لڑائی میں جھونک دینے کے لیے تیار کر رہے ہیں، وہیں ساتھ ساتھ زندگی کے حریص، ان لوگوں کو قریب آتی شکست کے لیے بھی ذہنی طور پر تیار کیا جا رہا ہے۔ تاکہ کل کو گھروں کو واپس لوٹتے مجروح اور نامراد صلیبی لشکروں کو دیکھ کر یہ اقوام کہیں اجتماعی خودکشی نہ کر لیں۔

اپنے اس مشاہدے کی دلیل میں یہاں ہم گزشتہ چند ماہ میں شائع ہونے والی کچھ رپورٹس کے حوالے پیش کر رہے ہیں، لیکن واضح رہے کہ ان رپوٹس کا ذکر صلیبیوں کے اعتراف شکست کے طور پر کیا جا رہا ہے نہ کہ معلومات کے ایک مستند ذریعے کے طور پر کیوں کہ اپنی نام نہاد آزادی رائے کے باوجود ان مراکز فکر اور ذرائع ابلاغ کو "پورا سچ" بولنے کی توفیق نہیں ہوتی اور کہیں نہ کہیں لازماً ڈنڈی مار جاتے ہیں۔

International council on security and development ICOS ایک معروف مغربی تھنک ٹینک ہے جس کا صدر دفتر لندن میں ہے جب کہ پیرس، برسلز اور برازیل میں اس کے ذیلی دفاتر ہیں۔ اس کے علاوہ عراق، افغانستان اور صومالیہ کو یہ ادارہ Confilct Zone کہتا ہے اور ان تینوں ممالک میں بھی اس کے Permanent research platefrom موجود ہیں۔ جن کے ذریعے یہ مقامی ذرائع سے معلومات اکٹھی کر کے اپنی رپورٹس مرتب کرتا ہے۔ ۸ دسمبر ۲۰۰۸ء کو شائع شدہ ICOS کی ایک رپورٹ نے صلیبیوں کے مقتدر ایوانوں خاص طور پر عسکری حلقوں کو خاصا مضطرب کیا ہے۔ Struggle for kabul کے نام سے شائع کی گئی اس رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ طالبان مجاہدین، افغانستان کے ۷۲ فیصد علاقے میں مستقل طور پر موجود ہیں۔ جب کہ ۲۰۰۷ میں یہ تناسب ۵۴ فیصد تھا یعنی ایک سال میں طالبان نے افغانستان کے ۱۸ فیصد حصے میں پیش قدمی کی ہے۔ طالبان کی کابل کی طرف پیش قدمی کو ابھی موضوع بنایا گیا ہے۔ رپورٹ کے مطابق کابل کو آنے والی چار میں سے تین مرکزی شاہراہوں پر طالبان کو برداشت کرنے کے علاوہ امریکہ اور اتحادیوں کے پاس کوئی چارہ نہیں ICSO کی سربراہ رپورٹ کرنے والی ٹیم کی صدر نورائن مکڈونلڈ کا کہنا ہے کہ افغانستان میں سیاسی اور عسکری ڈائنامک، اب طالبان کے قابو میں ہے۔" جب کہ ICSO ہی کے پالیسی ڈائریکٹر پال برٹن نے کہا کہ "طالبان کابل کے اردگرد گھیرا تنگ کر رہے ہیں۔ اور اس بات کا یقینی خطرہ پیدا ہو گیا ہے کہ نیٹو کی ناک کے نیچے وہ افغانستان پر قابض ہو جائیں گے۔" اس رپورٹ کے مطابق جنوبی افغانستان کے

بیشتر اضلاع اور دیہات پر طالبان کی مکمل عملداری اور اس کا تیزی سے پھیلاؤ ظاہر کرتا ہے کہ طالبان کی عسکری، سیاسی اور معاشی حکمت عملی مغرب سے بہتر اور کامیاب ہے۔ وہ پورے اعتماد کے ساتھ آگے بڑھتے ہوئے نہ صرف کابل کے داخلی راستوں پر اپنی گرفت مضبوط کررہے ہیں، بلکہ دارالحکومت کابل کے اندر بھی بڑی حد تک نفوذ کر چکے ہیں۔ کابل کے نکلنے والی چار شاہراہوں میں سے وردگ، بگرام اور جلال آباد کو جانے والی تین شاہراہیں طالبان کے مسلسل حملوں کی زد میں ہیں۔ البتہ پنج شیر کو جانے والی شاہراہ فی الحال قدرے محفوظ سمجھی جاتی ہے۔ اس طرح کابل کے داخلی راستوں کو بند کرکے طالبان کابل کے گرد گھیرا تنگ کررہے ہیں اور اب قرب وجوار میں اپنے مراکز قائم کرکے کابل کے اندر حملوں میں اضافہ کردیا ہے۔ رپورٹ کے اندر نقشوں کے ذریعے تفصیل سے وضاحت کی گئی ہے کہ کس طرح طالبان افغانستان کے 72 فیصد حصے میں مستقل طور پر موجود ہیں۔ یا دوسرے لفظوں میں یہ علاقہ ان کے قبضے میں ہے۔ جب کہ 21 فیصد علاقہ ایسا ہے جہاں طالبان بڑے پیمانے پر موجود ہیں جب کہ 8 فیصد علاقہ ایسا ہے جہاں طالبان کی جانب سے ہر ماہ کم از کم ایک دفعہ قابض افواج پر حملہ کیا جاتا ہے۔

اپنی ٹیکنالوجی اور عسکری اور معاشی قوت کے زعم میں مبتلا صلیبی اتحاد کے مقابلے میں ان خاک نشینوں کی حیرت انگیز کامیابیوں کے اسباب پر روشنی ڈالتے ہوئے ICOS کی رپورٹ میں ''انکی کامیابی کا راز'' کے زیر عنوان، طالبان کی منظّم فوجی حکمت عملی، کامیاب جاسوسی نظام، دشمنی کو خوفزدہ رکھنے کے طریقوں کے علاوہ اس بات کا اعتراف کیا گیا ہے کہ طالبان کی اصل کامیابی یہ ہے کہ وہ دلوں اور ماغوں کو فتح کررہے ہیں جب کہ غاصب افواج اور کابل کی کٹھ پتلی حکومت کے اقدامات کے سبب لوگ ان سے شدید نفرت کرتے ہیں۔ نومبر میں امریکی جریدے ''وال سٹریٹ جرنل'' کی شائع کردہ رپورٹ میں جنرل ڈیوڈ میکرنن اور دیگر امریکی فوجی حکام کے حوالے سے کہا گیا کہ طالبان مجاہدین اپنے زیر کنٹرول علاقوں میں عدالتیں اور دوسرے حکومتی ادارے قائم کرکے امریکی کٹھ پتلی حکومت کو چیلنج کر رہے ہیں۔ ان حکام نے اعتراف کیا کہ بعض صوبوں میں طالبان نے اپنے گورنر (والی) اور امیر بھی مقرر کردیے ہیں۔ اس طرح ایک ایسی متوازی حکومت وجود میں آ آرہی ہے۔ جس پر امریکہ اور اس کے اتحادیوں اور اس کی کٹھ پتلی کابل انتظامیہ کا کوئی بس نہیں چلتا۔

اس طرح کا اعتراف امریکی میگزین ''رولنگ سٹون'' میں معروف امریکی مصنف نیر زون نے اپنے افغانستان کے سفرنامے میں بھی کیا، اس نے لکھا کہ غزنی میں طالبان کی جانب سے مقررہ کردہ گورنر کا نہ صرف دیگر انتظامی وحکومتی امور پر مکمل کنٹرول ہے بلکہ پاسپورٹ تک بھی اس کی طرف سے جاری کیے جارہے ہیں۔ ایک اور مغربی مرکز فکر بروکنگز انسٹی ٹیوٹ نے بھی دسمبر میں **A Memo to**

the President کے نام سے جاری کردہ ایک یادداشت نمارپورٹ میں نومنتخب امریکی صدر اوباما کو مخاطب کرتے ہوئے لکھا ہے کہ طالبان مجاہدین افغانستان میں مضبوط ہورہے ہیں اور (کفار مرتدین کے لیے) عدم تحفظ کا ماحول پیدا کرنے کامیاب ہو چکے ہیں جب کہ سرحد پار پاکستان میں القاعدہ اپنے محفوظ ٹھکانوں میں جہادی گروپوں کے ایک مضبوط جال کے ساتھ مربوط ہے۔اس یادداشت میں اوباما پر زور دیا گیا ہے وہ افغانستان اور پاکستان کے بارے میں اپنے ایجنڈے میں مزید وسعت لائے اور نہ صرف افغانستان میں اپنی فوجوں کی تعداد بڑھائے بلکہ اپنے اتحادیوں پر بھی ایسا کرنے کے لیے دباؤ ڈالے اور پاکستان کو غیر فوجی امداد دے کر طالبان کے محفوظ ٹھکانے ختم کرنے اور ان سے پاک افغان بارڈر کو محفوظ بنانے کا ذمہ دار ٹھہرایا جائے۔بصورت دیگر افغانستان اور پاکستان میں ناکامی امریکہ اور عالمی برادری کے لیے بہت نقصان دہ اور سنگین ہوگی۔

اسی طرح گزشتہ اپریل میں نیٹو کے سربراہی اجلاس کے بعد، واشنگٹن میں قائم ایک غیر کاروباری میڈیا گروپ Accuracy in Media(AMI) نے اپنی ایک رپورٹ میں لکھا ہے کہ''ایک لمحے کے لیے عراق کو بھول جائے''، ہم افغانستان میں بھی جنگ ہار رہے ہیں۔AIM کا کہنا تھا کہ اس اجلاس کی سب سے بڑی خبر یہ ہے کہ نیٹو کی افغانستان میں''دہشت گردی کے خلاف جنگ'' ناکام ہو رہی ہے اور اس کے پاس اس جنگ کو جیتنے کا کوئی منصوبہ بھی نہیں ہے نیٹو کے اس سربراہ اجلاس کے اعلامیے کے مطابق افغانستان نیٹو کی''ترجیح اول'' ہے۔AIM نے اس پر طنز کرتے ہوئے لکھا ہے کہ''ترجیح اول'' کا جو مفہوم بعدازاں واضح ہوا ہے اس کے مطابق فرانس سات سو سے ایک ہزار تک جب کہ دیگر ممالک اس سے بھی کم فوجی افغانستان بھجوائیں گے۔

اٹلانٹک کونسل فار یونائیٹڈ سٹیٹس بھی امریکہ کا ایک موثر اور معروف تھنک ٹینک ہے۔ اکتوبر 2008ء میں''کیا ہم افغانستان میں ہار رہے ہیں'' کے عنوان سے جاری کردہ اس مرکز فکر کی رپورٹ میں بھی صلیبی جنگ میں امریکہ اور اس کے اتحادیوں کی شکست کا مرثیہ لکھا گیا ہے تجزیہ نگار ڈونلڈ ایم سنور پورٹ میں سوال اٹھاتا ہے آخر امریکہ اور اس کے اتحادی افغانستان میں کیا کر رہے ہیں؟ اگر ان کا مقصد طالبان مجاہدین کو شکست دینا ہے تو پھر خبریں حوصلہ افزا نہیں ہیں کیوں کہ طالبان مجاہدین کا ملک کے بیشتر حصے پر قبضہ پھیلتا جارہا ہے اور اگر مقصد القاعدہ کا خاتمہ ہے تو بھی خبریں اچھی نہیں ہیں۔ڈونلڈ نے مضمون کا اختتام ناکام جنگ کے پس منظر میں لکھے جانے والے ایک گیت کے اس بول پر کیا ہے۔

ہم وسیع دلدل کی گہرائی میں غرق ہو گئے
اور احمق مردود ہمیں آگے بڑھنے کا کہتے رہے

ہم افغانستان میں کیوں کر ہارے؟

افغانستان کے دارالحکومت کابل سے جنوب کو جانے والی شاہراہ دنیا کے مہلک ترین جنگی زون سے گزرتی ہے۔ شہر کے نواح میں ایک چیک پوسٹ پر افغان نیشنل آرمی کے جوانوں نے ہمیں روک لیا۔ انہوں نے میرے غیر ملکی لہجے کو مشکوک جان کر مجھے ایک طرف الگ کر لیا، تاہم میرے افغان ساتھیوں شفیق اور ابراہیم نے قائل کر لیا کہ میں صحافی ہوں۔ ہنس مکھ، دبے پتلے اور باریش ابراہیم نے فوجیوں سے دری (افغانی فارسی) میں مذاق کرتے ہوئے انہیں یقین دلایا کہ ہر بات اوکے ہے۔ جب ہم گاڑی میں چوکی سے آگے نکلے تو ابراہیم نے ایک بلند قہقہہ لگایا اس نے مجھے بتایا کہ فوجی سمجھ رہے تھے کہ میں ایک خودکش بمبار ہوں۔ ابراہیم نے انہیں یہ نہیں بتایا تھا کہ وہ اور شفیق دونوں طالبان کمانڈر ہیں اور مجھے غزنی کے علاقے میں لے جا رہے ہیں دارالحکومت کابل سے 100 میل جنوب میں واقع غزنی پر اب طالبان کی عملداری ہے۔ جو غیر ملکی غزنی میں داخل ہونے کی جرات کرتے ہیں، اکثر انہیں اغوا یا ہلاک کر دیا جاتا ہے۔ مرکزی حکومت کو ٹھکراتے ہوئے صوبے کا طالبان گورنر طالبان حکومت کی طرف سے الگ شناختی کارڈ اور پاسپورٹ جاری کرتا ہے، اور کاشتکار زمینوں کے جھگڑے طے کرانے کے لیے اکثر امریکی حمایت یافتہ حکام سے نہیں بلکہ طالبان سے رجوع کرتے ہیں۔

کابل سے 50 میل جنوب میں واقع ''سالار'' تک پہنچتے پہنچتے ہم فوجی کانوائے کے پانچ ٹریکٹر ٹرالوں کے پاس گزرے جو طالبان نے تباہ کر دیے تھے۔ 25 کروڑ ڈالر کی لاگت سے تعمیر کردہ نئی شاہراہ جو بیشتر امریکی ٹیکس دہندگان کے سرمائے سے بنی ہے اس میں جگہ جگہ بڑے بڑے کھڈے بنے ہوئے تھے جو اکثر بر لب سڑک طالبان کے نصیب کردہ بموں کے پھٹنے کا نتیجہ تھے۔ ہم ایک ٹریکٹر ٹرالر کے پاس سے گزرے جو ابھی تک گزشتہ روز کے حملے سے سلگ رہا تھا اور پھر ایک ٹرک کا ڈھانچا دکھائی دیا جو پچھلے ماہ تباہ کر دیا تھا۔ ایک گیس سٹیشن پر افغانوں کا ہجوم جمع تھا جب کہ کئی سو گز آگے سڑک سے دھواں اٹھ رہا تھا۔ فرنٹ سیٹ پر بیٹھا ابراہیم کہتا ہے کہ امریکیوں اور طالبان میں لڑائی ہو رہی ہے۔ ڈرائیونگ سیٹ پر براجمان شفیق اور ابراہیم دونوں سیل فون پر اپنے طالبان دوستوں سے آگے کی صورت حال پوچھتے ہیں۔ اچانک مشین گن کے فائروں کی گڑگڑاہٹ گونجتی ہے اور اس کے بعد مارٹر فائر کی بھاری آواز سنائی دیتی ہے، ساتھ ہی کئی دھماکے ہوتے ہیں، جن سے ہماری گاڑی ہلنے لگتی ہے۔ میں پچھلی نشست میں سکڑ سمٹ جاتا ہوں جب کہ شفیق اور ابراہیم میرا مذاق اڑاتے ہیں۔ شفیق مجھے نصیحت کرتا ہے کہ ''اللہ پر بھروسا رکھو۔'' پورے افغانستان کی اس واحد شاہراہ کی تعمیر نو کے بعد بش انتظامیہ کو

اس پر بڑا فخر تھا۔ یہ دونوں بڑے امریکی اڈوں، شمال میں بگرام اور جنوب میں قندھار کے مابین واحد قابل سفر راستہ فراہم کرتی ہے۔ اب اتحادی افواج اس پر خطرہ مول لے کر ہی سفر کرتی ہیں۔ جون میں طالبان نے سالار سے گزرنے والے 54 ٹرکوں کے سپلائی کونوائے پر حملہ کر کے ان میں سے 51 ٹرک تباہ کر دیے۔ اور تین ایسکارٹ گاڑیاں لے کر چلتے بنے۔ اوائل ستمبر میں یہاں سے قریب ہی ایک اور کانوائے پر حملہ ہوا جس میں 29 ٹرک تباہ کر دیے گئے۔ میرے سالار میں گزرنے سے چند دن پہلے 13 اگست کو طالبان نے امریکی حمایت یافتہ گورنر غزنی کو قتل کرنے کی ناکام کوشش کی اور اس کے دو محافظ ہلاک کر دیے۔

جب ہم گیس سٹیشن پر انتظار کر رہے تھے شفیق اور ابراہیم کو سڑک پر ٹریفک جام ہونے کا کوئی قلق نہ تھا ان کے نزدیک فریقین میں لڑائی معمول کی بات تھی۔ اس دوران وہ ایک قریبی دکان سے تائیوان میں تیار شدہ انرجی سیرپ ''ریڈ بل'' خرید لائے۔ اتنے میں ناٹو کی دو سبز بند گاڑیاں تیزی سے کابل کی طرف نکل گئیں شفیق اور ابراہیم ہنستے ہوئے بولے ''یوں لگتا ہے کہ اتحادی فوج میدان جنگ سے بھاگ رہی ہے۔''

ایک گھنٹے بعد لڑائی رک گئی اور ہم پھر گاڑی میں بیٹھ گئے۔ چند منٹ بعد ہم برطانوی سپلائی کانوائے کی ٹوٹی پھوٹی گاڑیوں کے پاس سے گزرے۔ درجنوں ٹرکوں کی سڑک پر قطار لگی تھی جن میں سے کچھ ابھی تک جل رہے تھے۔ سڑک پر دھماکے ہونے سے جگہ جگہ تارکول کے بڑے بڑے ڈھیر لگے تھے۔ جب ہم ان کے پاس سے گزر رہے تھے تو ابراہیم نے مجھے بتایا کہ یہ ٹرک امریکی فوجیوں کے لیے مشروبات لے کر جا رہے تھے۔ ٹرکوں سے پانی کی سینکڑوں پلاسٹک بوتلیں باہر آ کر شاہراہ پر ادھر ادھر بکھری پڑی تھیں۔

سڑک پر مزید آگے امریکی بکتر بند گاڑیوں نے ہمارا راستہ روک لیا۔ ان کے پیچھے سڑک سے دھواں اٹھ رہا تھا۔ شفیق نے آگے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے یہ کہہ کر گاڑی روک لی کہ امریکی اپنے سامنے آنے والی گاڑیوں پر فائرنگ کر رہے ہیں۔ آخر کار جب امریکی آگے بڑھے تو ہم احتیاط کے ساتھ یوں ان کے پیچھے پیچھے ہو لیے جیسے ہم گھبرائی ہوئی بھیڑوں کا گلہ ہوں۔ ہمیں راہ میں مزید جلتے ہوئے ٹرک ملے۔ ابراہیم نے تین تباہ گاڑیوں کی طرف اشارہ کیا جو چار دن پہلے کے حملے کی زد میں آ گئی تھیں۔

چند میل آگے جا کر ایک تنہا صحرائی چوکی پر افغان فوج کے سپاہی تعینات تھے۔ انہوں نے شفیق اور ابراہیم سے لڑائی کا حال پوچھا اور پھر آگے بڑھنے کی اجازت دے دی۔ سر شام ایک پولیس اسٹیشن

کے پاس سے گزرے۔ اب ہم صوبہ غزنی میں سفر کر رہے تھے۔ شفیق نے ہنستے ہوئے کہا ''روسی امریکیوں سے زیادہ طاقتور اور زیادہ خوفناک تھے، ان امریکیوں کو تو ہم قبروں میں پہنچادیں گے۔''

سات سال ہوئے جب امریکہ نے گیارہ ستمبر کے واقعہ کے بعد افغانستان پر حملہ کر دیا۔ طالبان پر عسکری فتح تیز رفتار تھی۔ چنانچہ بش انتظامیہ جلد ہی سکول اور سڑکیں تعمیر کرنے اور صدر حامد کرزئی کے تحت نئی حکومت کے قیام میں جت گئی۔ جنگ شروع ہونے کے صرف 18 ماہ بعد مئی 2003ء تک امریکی وزیر خارجہ ڈونلڈ رمزفیلڈ نے افغانستان میں فتح کا اعلان کر دیا۔ اپنے دور کابل کے موقع پر اس نے کہا ''ہم ایسے مقام پر آن پہنچے ہیں جہاں ہم بڑی جنگی کاروائی سے استحکام اور تعمیر نو کے دور میں داخل ہو رہے ہیں۔'' اس کے خیال میں افغانستان میں سیکورٹی کی صورت حال اتنی بہتر ہو گئی تھی کہ 25 برسوں میں ایسی بہتری کبھی نہیں آئی تھی۔''

لیکن جب رمزفیلڈ یہ بڑہانک رہا تھا اس وقت طالبان افغانستان کی تسخیر نو شروع کر رہے تھے۔ ادھر پینٹاگون نے جو پہلے ہی اپنی توجہ عراق پر دھاوا بولنے کی طرف مرکوز کر چکا تھا، یہ فرض کر لیا تھا کہ اس نے امریکی سرمائے سے جو افغان ملیشیا کھڑی کی ہے وہ ملک کو محفوظ بنانے کے لیے کافی ہو گی۔ 2005ء کے پارلیمانی انتخابات میں اقتدار پھر وار لارڈز کے ہاتھ آ گیا جنہوں نے طالبان کے نافذ کردہ نظام سے پہلے دیہی علاقوں کو دہشت میں مبتلا کر رکھا تھا۔ کابل میں ایک سینئر امدادی افسر کہتا ہے۔ ''امریکی مداخلت نے ان لوگوں کو بلینک چیک دے دیا ہے۔ امریکیوں نے ان پر رقم، ہتھیار اور گاڑیاں نچھاور کیں لیکن وار لارڈز کے برے اطوار کبھی ختم ہونے نہ آئے۔ وہ لوگوں کو غلط طور پر استعمال کر رہے ہیں۔ اور اپنی جیبیں بھر رہے ہیں۔''

اس کے برعکس شفاخانوں اور سکولوں کی تعمیر نو کا کام برائے نام ہوا ہے۔ حملے کے بعد پہلے درد ناک برسوں میں عالمی امداد صرف 57 ڈالر فی شہری کے حساب سے موصول ہوئی جب کہ بوسنیا میں 679 ڈالر فی کس امداد دی گئی تھی۔ جب امریکی ٹھیکیداروں نے تعمیر نو کے کام ہتھیا لیے اور بدعنوانیوں پر کمر کس لی تو ظاہر ہے افغانستان کی تعمیر نو کے لیے مخصوص سرمایہ ان لوگوں تک بہت کم پہنچتا تھا جنہیں اس کی ضرورت تھی۔ مزید ستم یہ ہوا کہ عالمی امداد کی اچانک آمد سے جائیدادوں اور اشیائے خوردنی کی قیمتیں آسمان سے باتیں کرنے لگیں جس سے غربت میں اضافہ ہوا اور عوام کی بے چینی بڑھتی گئی۔

دریں اثنا طالبان ان ظالم وار لارڈ سے ملک کو نجات دلانے کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے۔ القاعدہ اور دیگر اسلامی انتہا پسند بھی ان کے دوش بدوش تھے جو کہ امریکی حملہ آوروں کے خلاف عراق کے علاوہ ایک دوسرا محاذ گرم رکھنے کے متمنی تھے۔ طالبان دنیا میں بہترین طور پر مسلح اور سب سے زیادہ تجربہ

کار جنگجو ہیں جن کے جہادیوں کی عالمی تحریک سے روابط ہیں جو کہ پاکستان اور عراق سے لے کر چیچنیا اور فلپائن تک پھیلی ہوئی ہے۔ گزشتہ سال سے اتحادی افواج اور افغان فورسز کے خلاف طالبان کے حملوں میں 44 فیصد اضافہ ہوا ہے۔ اس سال کتوبر تک افغانستان میں 137 امریکی فوجی مارے جا چکے ہیں۔ جب کہ 2007ء میں کل 117 ہلاکتیں ہوئی تھیں امدادی کارکنوں پر طالبان کے حملوں میں بھی شدت آ گئی ہے۔ اگست میں طالبان عسکریت پسندوں کے ایک گروہ نے کابل جانے والی شاہراہ پر امریکی امدادی گروپ انٹرنیشنل ریسکیو کمیٹی کی گاڑی پر فائر کھول دیا جس میں تین مغربی عورتیں اور ان کا افغان ڈرائیور مارے گئے۔

بش انتظامیہ جسے دیر بعد احساس ہوا کہ وہ افغانستان میں جنگ ہار رہی ہے، تشدد پر اتر آئی جیسا کہ اس نے عراق میں کیا تھا، چنانچہ اس نے مزید فوجی دستے افغانستان بھیج دیے۔ صدر بش نے نو ستمبر کو نیشنل ڈیفنس یونیورسٹی میں خطاب کرتے ہوئے افغانستان کے اندر امریکی فوجیوں میں ایک ''خاموش اضافے'' کا اعلان کیا اور یہ کہا کہ اضافی فوج ''افغانستان کی نوخیز جمہوریت کو مستحکم کرنے کے لیے ضروری ہے۔ لیکن اگلے ہی روز ایڈمرل مائیک مولن چیئرمین جائنٹ چیف آف سٹاف نے ہاؤس آرمڈ سروسز کمیٹی کے سامنے بیان دیتے ہوئے ایک نہایت مختلف تجزیہ پیش کیا۔ اس کے تیار شدہ بیان میں جس کی وزیر دفاع اور وائٹ ہاؤس نے تائید کی تھی، کہا گیا تھا کہ مجھے یقین ہے کہ ہم افغانستان میں جنگ جیت سکتے ہیں''۔ لیکن مولن کانگرس کے سامنے پیش ہوئے تو وہ اپنے تیار شدہ بیان سے منحرف ہو گیا، اس نے برملا کہا'' مجھے یقین نہیں کہ ہم افغانستان میں جیت رہے ہیں۔''

اوائل اگست میں صدر کے مشیروں نے ایک بار پھر فوجیوں میں اضافہ کرنے کے صدارتی منصوبے کی تردید کی۔ امریکی انٹیلی جنس ایجنسیوں نے جنگ پر ایک خفیہ رپورٹ مرتب کرتے ہوئے انتباہ کیا کہ افغانستان ایک ''ڈاؤن ورڈ سپائرل'' نیچے کی طرف آتا ہوا گردو باد) ہے جسے بڑھتے ہوئے تشدد اور روز افزوں کرپشن نے بڑھا وادیا ہے۔ وزیر دفاع رابرٹ گیٹس نے بھی کانگرس کے سامنے اعتراف کیا کہ پینٹا گان (امریکی افواج کا ہیڈ کوارٹر) کے عراق میں پھیلاؤ سے حالت اتنی پتلی ہو گئی ہے کہ افغانستان میں دس ہزار مزید فوجی بھیجنے کی درخواست پر اگلے موسم بہار تک عمل درآمد کے قابل نہیں ہوگا۔

لیکن افغانستان میں پھیلی ابتری کا قریب سے مشاہدہ کرنے والوں کا کہنا ہے کہ مزید فوجی جنگ میں جھونکنے کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ کابل میں اقوام متحدہ کے ایک سینئر آفیسر نے بتایا کہ'' زیادہ فوج مسئلے کا حل نہیں۔ بہت سے مرد ایک عورت کو استعمال کرتے رہیں تو اس سے زیادہ بچے تو پیدا نہیں ہوں

گے۔'' میں نے کابل میں سرکردہ مغربی سفارت کاروں، سیکورٹی ماہرین، سابق مجاہدین اور طالبان کمانڈروں اور یو این اور نمایاں امدادی تنظیموں کے سینئر افسروں کے درجنوں انٹرویو کیے ان میں یہی نقطہ نظر بار بار سامنے آیا۔ سب کا اس پر اتفاق تھا کہ صورت حال، ایک افسر کے الفاظ ''نہایت گھمبیر ہے۔'' طالبان کے خودکش بمباروں نے کابل کو بقیہ ملک سے کاٹ دیا ہے اور بیشتر دیہی علاقوں میں ان کا سکہ چلتا ہے۔ ایک اعلیٰ سفارتکار نے کہا ''لوگ کرزئی حکومت کی حمایت کرتے ہوئے ڈرتے ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ طالبان دیہات میں داخل ہو جائیں گے اور ہر اس شخص کا سر قلم کر دیں گے جس نے اتحادی فوج سے مفاہمت کی ہو گی۔''

اس سفارتکار کے بقول مسئلے کا فوجی حل اب قابل عمل نہیں۔ وہ کہتا ہے۔ ''سی آئی اے کے تجزیہ کار انتہائی پریشان اور مایوس ہیں۔ کرزئی انتہائی کمزور صدر ہے، وزارت داخلہ بدعنوان اور غیر موثر ہے۔ افغان کمانڈر یا کنٹرول سے عاری ہے اور عالمی اتحاد کچھ کرنے کی پوزیشن میں نہیں۔'' اس سلسلے میں ایک مغربی امدادی ادارے سے منسلک اعلیٰ افسر نے کہا ''ہم افغانستان میں کامیابی حاصل کرنے کے لائق نہیں......اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ ہم انخلاء کی سٹریٹجی تیار کرنا شروع کر دیں۔''

طالبان کے ساتھ سفر کرنے اور یہ جاننے کے لیے کہ وہ آپریشن کیسے کرتے ہیں، میں نے کابل میں ایک چلتے پرزے افغان دوست سے رابطہ کر کے کہا کہ وہ میرا تعارف کرا دے۔ ملا ابراہیم سے میرا رابطہ کرایا گیا جو دیہہ پاک ضلع غزنی میں 500 آدمیوں کی کمان کرتا ہے۔ کابل میں ایک سہہ پہر میرے دوست کے دفتر میں ملاقات ہوئی۔ ابراہیم جیسے درمیانی سطح کے طالبان لیڈر دارالحکومت میں آزادانہ گھومتے پھرتے ہیں۔ امریکی فوج کے پاس دشمن کمانڈروں کی شناخت کے لیے نہ انٹیلی جنس ہے اور نہ افرادی طاقت اور انہیں حراست میں لینے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ (ابراہیم کی شناخت چھپانے کے لیے میں نے اس کا نام بدل دینے پر رضامندی ظاہر کی۔)

ابراہیم اب چالیس کے پیٹے میں ہے۔ وہ 1990ء سے طالبان کے ہمراہ لڑ رہا ہے۔ وہ لنگڑا کر چلتا ہے کیوں کہ گھٹنے سے نیچے دائیں ٹانگ ملک کی خانہ جنگی میں کھو بیٹھا تھا۔ پہلے اس نے بتایا تھا کہ وہ امریکی گولی سے زخمی ہوا تھا مگر بعد میں پتا چلا کہ حریف طالبان کمانڈر کے ساتھ لڑائی میں اسے زخم آئے تھے۔ ابراہیم نے وعدہ کیا کہ وہ طالبان کے وزیر دفاع سے رابطہ کر کے اس سے میری ملاقات کا بندوبست کرے گا۔ اس دوران میں نے کابل کے بازار سے شلوار قمیص کے کئی جوڑے خرید لیے۔ میں نے اپنی ڈاڑھی بھی بڑھا لی تھی کہ دیکھنے میں افغان لگوں، اور نیویارک سے روانگی سے پہلے میں نے اپنی عربی اور بنیادی فارسی بہتر بنا لی تھی اور ایک ہفتہ پشتو کی کلاسوں میں بھی حاضری دی تھی۔ پشتو کی

ضرورت بس اتنی تھی کہ فوجی رینکس اور ہتھیاروں مثلاً بارودی سرنگوں اور گولیوں کے پشتو مترادفات کا علم ہو جائے اور اس طرح کے روزمرہ کے جملے یاد ہو جائیں۔

مجھے اپنا شناختی کارڈ دکھاؤ۔

گاڑی کو جانے دو۔

تم قیدی ہو

ہینڈز اپ

ہتھیار ڈال دو

یوں اگر میں کسی افغان کو گرفتار کرنا چاہوں تو اس کے لیے میں تیار تھا۔ پشتو کی کتاب میں یہ جملہ شامل نہیں Ze tilbano milmayam یعنی "میں طالبان کا مہمان ہوں۔"

ہفتے کی سہ پہر ابراہیم نے مجھے ایک سفید ٹیوٹا کرولا میں بٹھایا۔ شفیق گاڑی چلا رہا تھا۔ انہوں نے راستے میں مجھے بتایا کہ انہوں نے اپنے ہاتھوں دو سو جاسوں کو موت کے گھاٹ اتارا ہے اور بیشتر کے سر قلم کیے ہیں۔" پہلے میں ان لوگوں کو انتباہ کرتا ہوں کہ وہ باز آ جائیں جب وہ باز نہیں آتے تو میں انہیں ہلاک کر دیتا ہوں۔" انہوں نے اپنی انصاف پسندی پر زور دیتے ہوئے کہا۔

شفیق جو مجاہدین کے ہمراہ وسیوں کے خلاف لڑتے رہے تھے، اب غزنی کے ضلع انڈار میں طالبان جنگجوؤں کی کمان کرتے ہیں۔ کابل میں ایک انٹیلی جنس آفیسر نے مجھے بتایا" انڈار بہت بری جگہ ہے وہاں طالبان اعتماد اور نقل و حرکت کی آزادی کا خوب مظاہرہ کرتے ہیں۔" اتحادی افواج نے جنوبی صوبوں سے طالبان کو نکال باہر کرنے پر توجہ مرکوز رکھی ہے۔ جب کہ وہ غزنی جیسے مرکزی علاقوں میں ان کی روک تھام ختم کرنے میں ناکام رہے ہیں جہاں اب طالبان بالعموم (امریکہ نواز) افراد کو بسوں سے اتار کر ہلاک کر دیتے ہیں۔ اس افسر نے مزید کہا" کابل کے عین دروازے پر ان کا کنٹرول کتنا مضبوط ہے۔ دو سال پہلے جن حالات کو انتہائی سنگین قرار دیا جاتا تھا، آج صورت حال ان سے بدتر ہے۔

شفیق نے مجھے بتایا کہ سعودی عرب، پاکستان اور ازبکستان کے مجاہدین انڈار ضلع میں آتے ہیں۔ اکثر فدائی ہوتے ہیں مگر بعض طالبان کے دوش بدوش لڑتے ہیں۔ شفیق ان کی مہارت سے متاثر ہیں۔ وہ القاعدہ کا تعاون قبول کرتے ہیں۔"

اندھیرے میں ہم نوگئی نامی گاؤں میں داخل ہوئے۔ اب ہمارے موبائل فون کام نہیں کر رہے تھے۔ کیوں کہ طالبان غروب آفتاب کے بعد جب رات کو قیام کرتے ہیں تو فون ٹاور بند کر دیتے ہیں تاکہ امریکی سراغرسانوں کو ان کی جائے قیام کا تعین کرنے میں مدد نہ ملے۔ اس روز شب برات کا

تہوار تھا۔لڑکے بازار میں آتش بازی کر رہے تھے۔ طالبان اس رسم کو اسلام کی رو سے حرام سمجھتے ہیں جس پر انہوں نے اپنے دور حکومت میں پابندی لگادی تھی۔

گاؤں میں چند مقامات پر رکنے کے بعد ہمیں ایک مکان میں لے جایا گیا جہاں نوجوان طالبان مجاہدین ایک ٹولی برآمد ہوئی۔ ان میں سے بعض مسلح تھے۔ ہمارا روایتی طریقے سے استقبال کیا گیا۔ ابراہیم اپنے گھر چلے گئے۔ جب کہ شفیق میرے پاس رہنمائی کے لیے ٹھہر گئے۔ پھر شفیق اور میں چاندنی میں طالبان کے پیچھے پیدل چلتے ہوئے ایک اور مکان میں داخل ہوئے جس کے دروازے میں سے جھک کر اندر جانا پڑا۔ مہمان خانے میں سرخ قالین بچا ہوا تھا چھت چوبی بچھا شہتیروں کی تھی۔ کمرے میں مدھم بلب روشن تھا۔ ایک PKM بیلٹ مشین گن اور ایک راکٹ سے چلانے والا گرنیڈ لانچر دیوار کے ساتھ ٹکے ہوئے تھے۔ اسی کے ساتھ کئی راکٹ موجود تھے۔ وہیں ابراہیم کے بھیجتے مولوی یوسف چلے آئے جو انڈار میں ایک سینئر کمانڈر کے فرائض انجام دیتے ہیں۔ وہ اے کے 47 سے مسلح تھے۔ اتنے میں ایک لڑکا صراحی اور بیسن لے کر آ گیا اور اس نے ہمارے ہاتھ دھلائے ہم نے سبز چائے پی، پھر شوربے اور گوشت پر مشتمل کھانا کھایا اور انگور تناول کیے۔

30 سالہ ملا یوسف گزشتہ سال اس وقت کمانڈر بنے تھے جب امریکیوں نے ان کے اعلیٰ کمانڈر کو شہید کر دیا تھا یہی وجہ تھی کہ وہ ہر رات مختلف مکان میں سوتے ہیں تا کہ اس کا سراغ نہ لگ سکے۔ ڈیڑھ سال پہلے امریکی ہیلی کاپٹر کے حملے میں ان کی ٹانگ زخمی ہوگئی تھی اور اس لیے اس میں لنگڑا پن ہے۔ وہ شمالی وزیرستان میں ایک مدرسے فارغ ہوکر 2003ء میں طالبان میں شامل ہوئے تھے۔ وہ کہتے ہیں۔ ’’امریکی اچھے نہیں۔ وہ گھروں میں گھس کر لوگوں کو پکڑ کر لے جاتے ہیں اور جیل میں ڈال دیتے ہیں۔ پندرہ دن پہلے انہوں نے یہاں بمباری کی اور ایک مسلمان کو شہید کر دیا۔‘‘

افغانستان میں امریکیوں کو اندھا دھند غلط اہداف پر بمباری سے کوئی مدد نہیں ملی۔ اس سال اگست تک اتحادی افواج نے 1445 افغان شہری شہید کیے۔ 6 جولائی کو بمباری سے ایک شادی کی تقریب میں 47 افراد شہید ہوگئے جن میں 39 عورتیں اور بچے شامل تھے۔ یہ سانحہ کونامی گاؤں کے قریب پیش آیا۔ 22 اگست کو عزیز آباد میں فضائی بمباری سے پھر 90 سے زیادہ شہری شہید کر دیے گئے اوران میں زیادہ تر عورتیں اور بچے تھے۔

کھانے کے بعد ہم ایک گارے کے شیڈ میں گئے۔ شفیق نے اس کے لکڑی کے دروازے کھلوائے تو وہاں ایک اور سفید ٹویوٹا کرولا کھڑی تھی۔ آدمیوں نے اس میں آر پی جی لانچر، چار راکٹ اور پی کے ایم مشین گن لوڈ کی۔ پھر ہم اس میں سوار ہوکر چاندنی رات میں کچے راستوں پر سے ہوتے ہوئے

ایک اور گاؤں میں پہنچے جہاں شفیق کی رہائش ہے۔ راستے بھر شفیق نے طالبان کے ترانے لگائے رکھے۔ ترانے پشتو زبان میں اور سازوں کے بغیر تھے۔ گانے بجانے پر طالبان نے پابندی لگا رکھی ہے۔

شفیق کے گھر میں داخل ہو کر ہم نے اندھیرے میں چٹائیوں پر بیٹھ گئے۔ اتنے میں ایک گیس لیمپ، انگور اور سبز چائے آ گئی۔ شفیق نے بتایا کہ وہ 1980ء کی دہائی میں روسیوں کے خلاف لڑے تھے اور پھر انہوں نے پانچ سال جیل میں بھی گزارے۔ 1994ء میں وہ طالبان کے ساتھ آ ملے کیوں کہ وہ اسلام کے داعی تھے۔ ان کی اسامہ بن لادن سے دوبارہ ملاقات ہوئی۔ ایک مرتبہ طالبان کے بر سر اقتدار آنے سے پہلے اور ایک بار ان کے دور حکومت میں۔ وہ بن لادن کی پشتو دانی سے بہت متاثر ہوئے تھے۔ وہ امیر المومنین ملا عمر سے بھی مل چکے ہیں۔ شفیق کو امید ہے کہ ملا عمر ایک بار پھر ملک کی قیادت سنبھال لیں گے۔

اگلے دن ہم کرولا میں RGP-PKM لانچر اور چار راکٹ لاد کر روانہ ہوئے۔ شفیق مشین گن کے ساتھ اگلی نشست پر تھے جب کہ یوسف گاڑی ڈرائیو کر رہے تھے اور کلاشنکوف ان کے پہلو میں تھی۔ ایک اور طالبان مجاہد ہنڈا موٹر سائیکل پر سوار ساتھ ساتھ آ رہے تھے۔ ان کے کندھے سے بھی کلاشنکوف لٹک رہی تھی۔ انہوں نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ وہ طالبان کے ایکشن مجھے دکھائیں گے۔ مثلاً گشت پر نکلنا، حملے کرنا، جھگڑے نمٹانا اور غنڈوں اور پولیس کے خلاف لوگوں کو تحفظ فراہم کرنا۔

یوسف نے ایک چیک پوسٹ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا ''پولیس مجھے جانتی ہے مگر مجھے روکنے کے لیے کچھ نہیں کرتی۔ میں ہر رات گشت پر نکلتا ہوں اور وہ مجھ سے لڑنے کی جرات نہیں کرتے۔ ان کے پاس بندوقیں ہی نہیں ہیں اور وہ خوفزدہ رہتے ہیں۔ شفیق نے حال ہی میں پولیس سے دو جیپیں خریدی تھیں اور انہوں نے بعد میں وزارت داخلہ کو بتایا کہ وہ ایک حملے میں تباہ ہو گئیں تھیں۔ کابل میں ایک سینئر یو این او آفیسر نے مجھے بتایا ''کرزئی حکومت کی ناکامی میں مرکزی کردار پولیس کا ہے۔ اس کی بدعنوانیاں لوگوں کو طالبان کی حمایت پر آمادہ کرتی ہیں۔'' پولیس امریکی ٹھیکیداروں کو لوٹنے سے بھی باز نہیں آتی۔ ایک انٹیلی جنس آفیسر کے بقول ''پولیس غیر ملکی کمپنیوں پر دھاوا بول کر ہر چیز چرا لیتی ہے۔ آئی پوڈ، رقوم ہتھیار، ریڈیو، لوگ طالبان سے محبت کرتے ہیں اور حکومت سے شدید نفرت کرتے ہیں (اور امریکیوں سے افغانیوں کی نفرت کا تو کوئی ٹھکانا ہی نہیں) طالبان کے کچھ اصول ہیں، لیکن حکومت کے وابستگان تو نری خون چوسنے والی جونکیں ہیں۔

خودزئی نامی گاؤں میں ہم مسجد میں ایک کمانڈر سے ملے جہاں آٹھ مرد اور دو لڑکے فرش پر بیٹھے چائے پی رہے تھے۔ جب طالبان چوکیوں پر حملے نہ کر رہے ہوں یا فوجی قافلوں کی گھات میں نہ

ہوں تو وہ بیشتر وقت نماز پڑھنے یا وعظ سننے میں گزراتے ہیں۔ قریب ہی ایک گاؤں میں ان لوگوں نے افغان فوج پر شب خون مارا تھا اور بیس افغان سپاہی ہلاک کر دیئے تھے۔ کمانڈر نے فخر سے کہا ''امریکی ادھر نہیں آتے۔ اس علاقے پر ہمارا کنٹرول ہے۔ یہاں طالبان کی حکومت ہے۔''

ایک کھلے احاطے میں طالبان گشت پر جانے کی تیاری کر رہے تھے کہ اچانک ایک اتحادی فوجی ہیلی کاپٹر عین سر پر آ کر فضا میں چکر کاٹنے لگا۔ پوری جنگ میں امریکی زمینی دستوں کی کمی کا مداوا فضائی قوت کے مظاہرے سے کرتے رہے ہیں۔ صوبہ غزنی میں کئی روز سفر کرتے رہیں مگر ہو سکتا ہے کہ آپ کو ایک بھی اتحادی فوجی دکھائی نہ دے۔ میں نے خوف سے مٹھیاں بھینچ لیں اور اس انتظار میں تھا کہ ہیلی کاپٹر ضرور ہم پر فائرنگ کرے گا لیکن طالبان اسے نظر انداز کر کے مجھ پر ہنسنے لگے۔ وہ ہیلی کاپٹر کے حملے کی صورت میں اس پر فائرنگ کے لیے تیار تھے۔ تاہم میرے وہاں سے چلے آنے کے ایک ماہ بعد انڈار میں فضائی حملے سے ساٹھ مشتبہ طالبان شہید ہو گئے۔

جب ہیلی کاپٹر دور نکل گیا تو میں نے سکھ کا سانس لیا۔ ادھر طالبان موٹر سائیکلوں پر دیہی علاقوں کے گشت کے لیے نکل گئے۔ ایک انٹیلی جنس آفیسر نے بتایا کہ طالبان زیادہ سے زیادہ (حکومت کے حامی) قبائل سرداروں کو ہلاک کر رہے ہیں۔

مسجد سے نکلتے ہوئے شفیق نے مجھے بتایا کہ طالبان اتحادیوں سے تعاون کرنے والوں کو سزا دینے کے لیے ان پر مقدمہ چلاتے ہیں۔ مشتبہ افراد کے مقدمے کی سماعت قاضی کرتا ہے۔ جو مجرم ثابت ہو جائیں گے ان کا سر قلم کرنے کا حکم دیتا ہے۔ طالبان دن کی روشنی میں گاڑیاں روک کر غیر ملکیوں کے موبائل چیک کرتے ہیں تا کہ معلوم ہو کہ قیدی بنانے کے لیے وہ کتنی موٹی آسامیاں ہیں۔ جب ہم ایک گاؤں کے پاس سے گزر رہے تھے تو ایک باریش موٹر سائیکل سوار نے جو کلاشنکوف سے مسلح تھے ہمیں روک لیا۔ ان کا چہرہ جزوی طور پر رومال سے ڈھکا ہوا تھا۔ انہوں نے مجھ سے شناخت کرانے کا مطالبہ کیا۔ شفیق نے انہیں بتایا کہ یہ مہمان ہے مسلح شخص نے پوچھا کہ کیا پشتون ہو؟ میں نے جواب دیا'' پشتون نہ ایم'' اس پر انہوں نے موٹر سائیکل سٹارٹ کی اور یہ چلتے بنے۔

اب ہم ایک اور مسجد میں پہنچے جس میں ایک درجن افراد موجود تھے۔ فرش پر ایک بڑا کندھے پر رکھ کر چلایا جانے والا میزائل پڑا تھا۔ شفیق نے بتایا کہ ہم کمانڈر کا انتظار کر رہے ہیں۔ جو میرے دورے کی منظوری دیں گے۔ میں سمجھتا تھا کہ میرے دورے کی منظوری طالبان وزیر دفاع دے چکے ہیں۔ جب میں ایک مجاہد سے باتیں کر رہا تھا تو ایک شخص موٹر سائیکل پر ہاتھ میں واکی ٹاکی پکڑے آ گیا۔ اس نے مجاہد کو ڈانٹا کہ اس سے باتیں نہ کرو جب تک کہ کمانڈر نہ آ جائیں۔ قاضی صاحب فیصلہ

کریں گے کہ اس کا انجام کیا ہوگا۔" لفظ قاضی سن کر میرے جسم میں سنسنی کی لہر دوڑ گئی جیسا کہ شفیق مجھے قاضی کے انصاف کے بارے میں بتا چکے تھے۔

ایک گھنٹہ گاڑی میں بیٹھے رہے۔ اس کے شیشے بند تھے۔ آندھی زوروں پر تھی اور چند گز آگے دیکھنا ناممکن تھا۔ باہر مسلح آدمی گرد و غبار میں ہیولے سے نظر آتے تھے۔ شفیق نے مجھے کہا کہ میں گاڑی سے باہر نکل سکتا ہوں۔ اب غصیلی طبیعت والے آدمی اور ان کے ساتھی راکٹ لانچر لیے روانہ ہو گئے۔ میں نے یہ ظاہر کرنے کے لیے اسے سینے پر ہاتھ رکھ لیا کہ میری نیت بری نہیں۔ شفیق نے بتایا کہ پروگرام تبدیل ہو گیا ہے اور انہیں حکم دیا گیا ہے کہ مجھے ایک حریف کمانڈر کے پاس لے جائیں، جو ڈاکٹر خلیل کہلاتے ہیں اور میرے بارے میں وہی فیصلہ کریں گے۔

جب ہم ڈاکٹر خلیل سے ملنے کے لیے روانہ ہوئے تو یوسف نے تسلی دی کہ اگر ڈاکٹر خلیل نے مجھے اپنی تحویل میں لینا چاہا تو وہ میری مدد کریں گے۔ یہ میرے لیے واحد یقین دہانی تھی۔ میں دیکھ رہا تھا کہ غزنی کا سارا صوبہ طالبان کے کنٹرول میں ہے اور اگر امریکی ہیلی کاپٹر نمودار ہوئے تو وہ فضا ہی سے ہمیں نشانہ بنانے کے سوا کچھ نہیں کریں گے۔ پریشانی میں میں اپنے ایک رابطہ کار سے موبائل پر بات کی۔ اس نے کہا میں ڈاکٹر خلیل سے بات کر چکا ہوں۔ گھبراؤ نہیں، اگر وہ تم سے برا سلوک کریں گے تو یہ صرف تمہیں ڈرانے دھمکانے کے لیے ہوگا۔ شفیق نے بھی مجھ سے کہا کہ "فکر مت کرو، اگر ضرورت پڑی تو میں تمہارے دفاع میں اپنی جان بھی دے دوں گا۔" اب میری واحد امید پشتون مہمان نوازی تھی۔ جسے "پشتون ولی" کہا جاتا ہے اور یہی روایت تھی کہ جس نے گیارہ ستمبر کے بعد طالبان کو شیخ اسامہ بن لادن حفظہ اللہ کو بش انتظامیہ کے حوالے کرنے سے انکار کیا تھا۔ جب ہماری گاڑی لق و دق صحرا میں آگے بڑھ رہی تھی، میں نے شفیق سے پوچھا "کیا ڈاکٹر خلیل اچھے آدمی ہیں؟" انہوں نے کہا کہ وہ بھی تم جیسے ہیں۔ کوئی مسلمان برا نہیں ہوتا۔" مگر ان کے اسلامی اخوت پر یقین سے میری ڈھارس نہ بندھ سکی۔

دریں اثناء ابراہیم نے ایک کال ملا کر کہا انہوں نے پاکستان میں ایک طالبان رہنما اور متحدہ عرب امارات میں کسی سے بات کی ہے اور انہوں نے وعدہ کیا ہے کہ وہ ڈاکٹر خلیل سے رابطہ کر کے انہیں کہہ دیں گے کہ وہ تمہیں کوئی نقصان نہ پہنچائیں۔ اس پر شفیق بولے "ڈاکٹر صاحب مجھ سے لڑیں گے، تم سے نہیں۔" اتنے میں کابل میں میرے رابطہ کار کا پھر فون آ گیا، اس نے کہا ممکن ہے وہ تمہیں تھپڑ ماریں مگر تمہیں ہلاک نہیں کریں گے۔ یہ سلوک صرف تمہارے بلا اجازت آنے پر تمہیں سزا دینے کے لیے ہو گا۔ وہ تمہیں بطور مہمان ایک رات اپنے پاس رکھیں گے۔ تم خوش قسمت ہو کہ تم نے مجھ سے رابطہ کر لیا۔" بعد میں اس نے مجھے بتایا کہ ڈاکٹر صاحب نے اسے یقین دلایا ہے کہ وہ شریعت کے خلاف کوئی

کام نہیں کریں گے۔ ٹیپ ریکارڈ پر مجاہد کی شہادت کا ترانہ بدستور گونج رہا تھا۔

آخر کار ہم گھری اور شیر قلعہ نامی دیہات کے درمیان واقع ایک مسجد تک پہنچے۔ مجھے بتایا گیا کہ ڈاکٹر صاحب مسجد کے اندر ہمارا انتظار کر رہے ہیں۔ وہ گندمی رنگت کے ایک صحت مند فرد تھے۔ ان کی داڑھی گہری بھوری اور سر پر سفید ٹوپی تھی۔ انہوں نے ہر ایک کا غور سے جائزہ لیا اور میرا دل ڈوبنے لگا۔ جب سب نماز ادا کر چکے تو ڈاکٹر صاحب نے یوسف کے سوا سب کو باہر جانے کا اشارہ کیا۔ ہم فرش پر بیٹھ گئے۔ میں نے بلا اجازت ان کی عملداری میں داخل ہونے پر معافی مانگی۔ انہوں نے کہا کہ تم افغان فوج کے جاسوس لگتے ہو، پھر پوچھا کہ تم نے افغانستان کا ویزا کس لیے حاصل کیا؟ میں نے کہا کہ میں یہاں اس لیے آیا ہوں کہ مجاہدین کے بارے میں لکھوں اور ان کی داستان دنیا کو سناؤں۔ وہ طنزیہ لہجے میں بولے اگر تم انہیں اتنا پسند کرتے ہو تو ان میں شامل کیوں نہیں ہو جاتے؟ پھر انہوں نے میرے رابطہ کار کے متعلق استفسار کیا۔ میں نے بتایا کہ وہ جمعیت اسلامی کے مجاہدین کے ساتھ معرکوں میں حصہ لیتا رہا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے برا سا منہ بنا کر کہا کہ یہ شخص روسیوں کے خلاف کبھی نہیں لڑا تھا۔ پھر وہ اٹھ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے ”میں تمہاری چھان بین کرنے کے لیے پاکستان فون کرنے جا رہا ہوں۔ تمہیں رات مسجد میں گزارنی ہوگی۔“

میں نے احتجاج کرنا چاہا مگر وہ باہر نکل گئے۔

میں مہمان خانے میں فرش پر غمزدہ بیٹھا تھا۔ چند منٹ بعد شفیق نے سر اندر کر کے عربی میں کہا ”یلا“ (چلو آؤ) میں نے سکھ کا سانس لیا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ پاس بیٹھے طالبان نے اصرار کیا کہ چائے تیار ہے، پی لیں۔ میں نے جلدی جلدی چائے کے گھونٹ بھرے اور شفیق کے ساتھ ہو لیا۔ انہوں نے بد تر خبر سنائی کہ صبح ہمیں پھر یہاں آنا ہوگا۔ شفیق مجھے گاڑی میں بٹھا کر اپنے گھر لے گئے۔ مجھے مہمان خانے میں بٹھا کر ایک ٹی وی اٹھا لائے اور جنریٹر چلا دیا۔ صبح ہوئی تو مجھے سر پر فوجی طیاروں کی گونج سنائی دی۔ میں باہر نکلا تو کوئی ایک میل دور امریکی بکتر بند گاڑیاں دکھائی دیں۔ میں ان کی مدد حاصل نہیں کر سکتا تھا۔ اگر امریکی مجھے طالبان سمجھ کر گولی مار دینے کی غلطی نہ بھی کرتے تو بھی ان سب کو جان کے لالے پڑ جاتے جنہوں نے میری مدد کی تھی۔ میں نے پھر کابل میں اپنے رابطہ کاروں کو فون کیا تو انہوں نے کہا کہ ڈاکٹر خلیل تمہیں کوئی ضرور نہیں پہنچائیں گے۔ یہ بھی بتایا گیا کہ ایک بازو والے ملا ناصر قندھاری جو طالبان کی طرف سے گورنر غزنی کے فرائض انجام دیتے ہیں وہ بھی میری رہائی کے لیے کوشاں ہیں۔ آخر کار مجھے طالبان کے ان ہی اعلیٰ اہلکار نے بچایا جنہوں نے میرے اس دورے کا بندوبست کیا تھا۔

چند گھنٹے بعد ڈاکٹر خلیل آ گئے انہوں نے میرے پاسپورٹ اور ڈائری کے اوراق الٹ پلٹ کر دیکھے۔ پھر تصویریں مانگیں جو میں نے اتاری تھیں۔ انہوں نے نے بتایا "ذبیح اللہ مجاہد (ترجمان طالبان) کہتے ہیں کہ میں تمہاری ٹھکائی کروں، مگر میں یہ نہیں کروں گا۔ اب ان کا لہجہ حیرت انگیز طور پر دوستانہ تھا۔ وہ ازراہ تکلف بولے میں تمہارے لیے کیا کرسکتا ہوں؟ میرے استفسار پر انہوں نے بتایا کہ وہ پاکستان میں ایک مدرسے میں پڑھتے رہے تھے۔ پھر انہوں نے افغانستان میں میڈیکل سکول میں داخلہ لے لیا۔ پھر وہ طالبان میں شامل ہو گئے اور ایک شمالی ضلع میں کمانڈر رہے۔ انہوں نے بتایا کہ وہ اسلامی شرعی حکومت بحال کرنے کے لیے لڑ رہے ہیں۔

ہم کرولا میں بیٹھ گئے اور ابراہیم سے ملنے چل دیے۔ ضرورتاً استعمال کے لیے ڈگی میں ایک RPG رکھی لی تھی۔ ڈاکٹر خلیل گاڑی چلا رہے تھے اور شفیق نے PKM تھام رکھی تھی۔ ڈاکٹر کے گاؤں سے گزرتے ہوئے انہوں نے بتایا کہ یہ طالبان اور حکومت کے درمیان سرحد ہے۔ قصبے کے دوسری طرف ڈاکٹر نے ایک پک اپ کو روکا اور ڈرائیور سے کہا کہ ہمیں بازار پہنچا دے۔ ہم گرمجوشی سے ایک دوسرے سے رخصت ہوئے۔ ہم بازار پہنچے تو ابراہیم وہاں ہمارا انتظار کر رہے تھے۔ انہوں نے میرے ساتھ نہ رہنے کی معذرت کی۔

دجالی لشکر کی پسپائی کا آغاز

حق و باطل کی کشمکش کا آغاز اس وقت ہی ہو گیا تھا جب ابلیس نے حضرت آدمؑ کو سجدہ کرنے سے انکار کیا اور ذلت و رسوائی کا بدلہ لینے کیلئے انسان کو گمراہ کرنے کی اجازت طلب کی۔ اللہ تعالیٰ نے اجازت دے دی اور ساتھ ہی یہ بھی بتلا دیا کہ وہ لوگ جو مجھ سے ڈرنے والے ہوں گے، کبھی تیرے بہکاوے میں نہ آئیں گے۔ شیطان کو اس کے غرور و تکبر نے گمراہی میں ڈالا اور اس نے انسان کو گمراہ کرنے کیلئے بھی غرور کا ہتھکنڈا اپنایا۔ شیطان انسان کی آنکھوں میں دوسروں کو چھوٹا کر کے دکھاتا ہے۔ شیطان کے اس وار کا شکار ہونے والا اپنے آپ کو بڑا اور طاقتور سمجھنا شروع کر دیتا ہے۔ یہاں تک کہ انسان تکبر میں اس حد تک بڑھ جاتا ہے کہ بعض اوقات خدائی کا دعویٰ کر بیٹھتا ہے۔ یہی تکبر کبھی نمرود کی شکل میں ظاہر ہوا تو کبھی فرعون کے نام سے ابھرا۔ شیطان اور اس کے پیروکاروں کی ہمیشہ سے یہ کوشش رہی ہے کہ تمام انسان ان کے تابع ہو جائیں اور اللہ کی نافرمانی کرتے ہوئے ان کے گروہ میں شامل ہو جائیں۔ شیطان اور اس کے پیروکاروں نے مومنین کو گمراہ کرنے کی ہمیشہ ہر ممکن کوشش کی۔ انہیں لالچ دیا گیا، حکمرانی کی پیش کش کی گئی، دنیا کی آسائشیں مہیا کرنے کا وعدہ کیا گیا مگر جب مومنین نے یہ تمام چیزیں اللہ کی رضا کی خاطر قربانی کر دیں تو اہل باطل نے سفاکیت کا راستہ اپنایا اور اہل ایمان پر ظلم و جبر کے پہاڑ توڑے۔

اللہ کے قول کے مطابق اللہ تعالیٰ ہی سے ڈرنے والے نہ تو کسی لالچ میں آئے اور نہ ہی ظلم و استبداد ان کے ایمان کو متزلزل کر سکا۔ حق کا راستہ ہمیشہ دے دشوار رہا ہے۔ اسی حق پر چلتے ہوئے حضرت ابراہیمؑ آگ میں کود گئے، اذیتیں برداشت کیں، اسی راہ حق میں کتنے ہی انبیاء کا خون بہا، اہل ایمان پر آرے چلائے گئے، آگ میں جلایا گیا، جلاوطن کیا گیا۔ خود نبی آخر الزماں حضرت محمد ﷺ نے تمام انسانوں سے زیادہ اذیتیں برداشت کیں مگر اللہ کی مدد و نصرت سے اہل ایمان نے یہ تمام تکلیفیں صبر سے برداشت کیں اور صابر و شاکر رہے۔

الغرض معرکہ حق و باطل کی ابتدا انسان کی پیدائش کے ساتھ ہی ہو گئی تھی اور اس نے قیامت تک جاری رہنا ہے۔ اہل حق تعداد، دنیاوی مال و دولت اور ظاہری شان و شوکت کے اعتبار سے ہمیشہ اہل باطل سے نیچے رہے۔ اس کے باوجود اہل حق ہمیشہ فاتح و کامران رہے اور آخرت کی کامیابی تو اہل ایمان ہی کیلئے ہے۔ آج کے دور کے معرکہ حق باطل میں اہل باطل کی سربراہی امریکہ کے ہاتھ میں ہے۔ امریکہ نے بھی اپنے آقا ابلیس کی طرح غرور و تکبر کا راستہ اپنایا اور خدائی کا دعویٰ کرنے لگا۔ امریکہ بھی قوم عاد کی

طرح اپنی طاقت کے گھمنڈ میں دعوے کرنے لگا کہ ''آج ہم سے زیادہ طاقتور کون ہے؟؟؟''

شیطان کے تمام پجاری کفار، مشرکین، مرتدین ومنافقین، سب طاغوت اکبر امریکہ کے جھنڈے تلے جمع ہوگئے اور دنیا سے حقیقی اہل ایمان کا نام ونشان تک مٹادینے کا دعویٰ کرنے لگے۔ کمزور ایمان والے یا وہ جن کے دلوں میں کھوٹ تھا، باطل کی ظاہری شان وشوکت سے مرعوب ہوگئے اور دوسروں کو بھی ڈرانے لگے کہ ''امریکہ کا کوئی مقابلہ کیسے کرسکتا ہے؟؟؟ اتنی ٹیکنالوجی کا مقابلہ کیسے ہوگا؟ ہم پتھر کے دور میں چلے گئے!!!'' وغیرہ وغیرہ

کفری نظام میں پوری طرح دھنسی ہوئی مذہبی جماعتیں اور دینی گروہ بھی شیطانی جال کا شکار ہوگئے اور دلائل دینے لگے کہ ''ہم اس وقت تک امریکہ کا مقابلہ نہیں کرسکتے جب تک ہم ویسی ٹیکنالوجی و طاقت حاصل نہیں کرسکتے۔''

مگر وہ جن کے دل ایمان کے نور سے منور تھے، طاغوت اکبر کے سامنے ڈٹ گئے اور تمام مصائب وآفات برداشت کرتے ہوئے اللہ کی مدد ونصرت سے کفار پر ایسی کاری ضربیں لگائیں کہ اہل باطل یہ سوچنے پر مجبور ہوگئے کہ آج بھی ابراہیمؑ ومحمدﷺ کے پیروکار زندہ ہیں۔

امریکہ جس کی بنیاد ہی قتل وغارت پر رکھی گئی شروع ہی سے مسلمانوں کے قتل عام میں ملوث رہا ہے۔ دنیا کے کسی بھی کونے میں اسے جب کبھی موقع ملا اس نے مسلمانوں کا خون بے دریغ بہایا مگر 11 ستمبر کے مبارک حملوں کے بعد اس کا سفاک چہرہ کھل کر سامنے آگیا اور اپنی طاقت کے زعم میں امارتِ اسلامیہ افغانستان پر چڑھائی کردی۔ 11 ستمبر کے مبارک حملوں نے اہل حق اور اہل باطل کی صفوں میں تمیز کردی۔ مسلمان اکثریتی ممالک کے مرتد حکمرانوں نے کھل کر امریکہ کا ساتھ دیا اور شاہ سے زیادہ شاہ کے وفادار کے مصداق فرنٹ لائن اتحادی بن گئے۔ ان مرتد حکمرانوں اور ان کے تابع مرتد افواج نے اہل ایمان کیلئے زمین تنگ کردی اور انہیں نقصان پہنچانے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیا۔

اللہ تعالیٰ کی مدد ونصرت ہمیشہ کی طرح اہل ایمان کے ساتھ رہی اور مجاہدین نے قلیل تعداد اور محدود وسائل کے باوجود امریکہ اور اس کے اتحادیوں کو شکست سے دوچار کیا۔ یہ مجاہدین مخلصین کی بے شمار قربانیوں اور شہداء کے مبارک خون کا ثمر ہے کہ امریکہ افغانستان سے رسوا ہو کر نکلنے کی تیاریاں کر رہا ہے۔

مجاہدین اپنے حملوں میں تیزی لانے کے ساتھ ساتھ نئے طریقے بھی اپنا رہے ہیں جس سے امریکی واتحادی حواس کھو بیٹھے ہیں۔ ہلمند کے ضلع میں مجاہدین نے امریکی بیس پر حملہ کیا جس کے نتیجے میں عمارت منہدم ہوگئی اور کم از کم 100 امریکی ہلاک ہوئے۔ مجاہدین کے مطابق انہوں نے عمارت کے پیچھے سرنگیں کھودیں اور پھر ان سرنگوں میں بارود بھر کر اڑا دیا، جس سے عمارت مکمل طور پر تباہ ہوگئی۔

اس طرح کابل میں بھارتی سفارت خانے پر فدائی حملے میں 6 کمانڈوز سمیت 137 افراد ہلاک ہوئے اور 85 زخمی ہوئے۔ زخمی ہونے والوں میں 22 کمانڈوز شامل ہیں۔ اس حملے میں درجنوں گاڑیاں بھی تباہ ہوئیں۔

صوبہ نورستان کے ضلع کامدیش میں مجاہدین نے تمام امریکی چیک پوسٹوں پر ایک ساتھ حملہ کیا۔ تفصیلات کے مطابق تقریباً تین سو مجاہدین نے کامدیش میں موجود آٹھوں چیک پوسٹوں پر چاروں طرف سے حملہ کر دیا۔ لڑائی کئی گھنٹے جاری رہی جس کے نتیجے میں 40 امریکی فوجی اور 35 افغان فوجی جہنم واصل ہوئے۔ افغان فوج کے مطابق 90 افغان فوجی لاپتہ ہیں۔ البتہ مجاہدین نے 30 کے گرفتار کرنے کی تصدیق کی ہے۔ یہ تو چند کارروائیاں ہیں جن میں امریکہ اور اس کے حواریوں کو شدید نقصان اٹھانا پڑا۔ صرف ماہ اکتوبر میں 2 جاسوس ڈرون طیارے مجاہدین نے مار گرائے۔

8 اکتوبر کو افغانستان پر امریکی جارحیت کے 8 سال مکمل ہو گئے۔ اس موقع پر امریکی عوام کے علاوہ ساری دنیا کی نظریں افغانستان پر لگی ہیں کہ امریکہ نے وہاں کیا کھویا اور کیا پایا؟ امریکہ کے شکست خوردہ بیانات اور افغانستان میں اس کی ابتر حالت دنیا کو بتا رہی ہے کہ امریکہ نے وہاں پیسہ اور ایک بڑی تعداد میں فوجی کھوئے اور ذلت، رسوائی اور ناکامی پائی۔

افغانستان میں امریکی فوج کے کمانڈر انچیف جنرل سٹینلے میک کرسٹل نے 60,000 مزید فوجی افغانستان بھیجنے کا مطالبہ کیا تھا تاہم امریکہ کی پارلیمنٹ اور سینٹ نے اس کی مخالفت کی۔ مشہور امریکی سینیٹر جان کیری نے بھی کہا کہ مزید فوج افغانستان بھیجنے کا فیصلہ کیا ہے۔ افغانستان میں امریکی فوجی عہدیدار اور افغان فوج کے کمانڈر اکثر یہ بیانات دیتے رہتے ہیں کہ افغانستان میں مزید فوج کی اشد ضرورت ہے۔ اب ایساف کمانڈر میجر جنرل مارت دی کروئف نے کہا ہے کہ صرف جنوبی افغانستان میں طالبان کو روکنے اور ہلمند کو "کلیئر" کرنے کیلئے 15,000 مزید فوج کی ضرورت ہے۔

فوج کی تعداد میں کمی کا حل انہوں نے یہ نکالا کہ جبری طور پر افغان جوانوں کو فوج میں بھرتی کیا جائے۔ یہ کام جلد شروع ہو جائے گا۔ اس کے علاوہ روس دور کے جہاد میں شریک رہنے والے ایسے لوگوں کو جو اب جہاد سے راہ فرار اختیار کر چکے ہیں، فوج اور پولیس میں بھرتی کیا جا رہا ہے۔ امریکیوں کے نزدیک یہ فائدہ مند ثابت ہوگا کیونکہ وہ گوریلا وار سے واقف ہیں لیکن بعض لوگوں کو اس پر اعتراض بھی ہے کہ ہوسکتا ہے کہ یہ "ضمیر فروش" طالبان کے ساتھ مل جائیں۔ اس پالیسی کے تحت انہوں نے جنرل دولت خان جو روس دور میں مجاہدین کے ساتھ مل کر جہاد کرتا رہا ہے، کو پکتیکا کا پولیس سربراہ مقرر کر دیا ہے۔ اس کے علاوہ اوباما نے بیان دیتے ہوئے کہا ہے کہ افغانستان کی جنگ عراق سے زیادہ سخت

ہے اور افغانستان کی ضرورت پوری کرنے کیلئے عراق مزید فوج بھیجنے کا فیصلہ موخر کر دیا ہے۔

افغانستان جس کو امریکہ تر نوالہ سمجھ کر حملہ آور ہوا تھا، اس وقت اس کے حلق کا کانٹا بن چکا ہے۔ وہ نہ تو فوری طور پر افغانستان چھوڑ سکتا ہے اور نہ ہی وہاں زیادہ دیر قیام کا متحمل ہو سکتا ہے۔ امریکی فوجیوں پر وقت موت کا خوف مکمل طور پر سوار رہتا ہے اور وہ سائے سے بھی ڈرنے لگتے ہیں۔

افغانستان میں کام کرنے والے امریکی پادریوں نے ایک کثیر الملکی جریدے کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا کہ افغانستان میں موجود امریکی فوجی احساس شکست کے باعث نفسیاتی مریض بن چکے ہیں۔ اکثر باہر جانے سے ڈرتے ہیں اور خوف کی شدت سے رونے لگتے ہیں۔

امریکی صحافی ڈیوڈ رہوڈ سات ماہ مجاہدین کی قید میں رہ کر آیا ہے۔ اس نے بیان دیا کہ میں طالبان کو کمزور سمجھتا تھا مگر طالبان کی طاقت کے تمام اندازے غلط ثابت ہوئے۔ طالبان بہت مضبوط ہیں۔ انہوں نے اپنی الگ ریاست قائم کی ہوئی ہے اور سڑکوں پر اپنی چیک پوسٹیں تک قائم کی ہوئی ہیں۔

جنرل میک کرسٹل نے ایک تجزیے میں کہا کہ ''افغانستان میں طالبان کوئی موسمی لڑائی یا سالانہ مہم جوئی نہیں کر رہے بلکہ ان کی لڑائی سال بھر ہوتی ہے۔ افغانستان میں جو لڑائی ہے وہ خیالات و نظریات کی جنگ ہے۔''

جنرل میک کرسٹل کا یہ بیان ان لوگوں کے منہ پر طمانچہ ہے جو افغان جنگ کو محض ایک طاقتور ملک کی کمزور ملک پر جارحیت یا تیل اور دوسرے دنیاوی مفادات کی جنگ کہتے ہیں۔ یہ بات امریکی بھی خوب جانتے ہیں اور مجاہدین کو بھی یہ معلوم ہے کہ یہ جنگ دو ملکوں کے درمیان نہیں بلکہ دو بڑے گروہوں کے درمیان ہے۔ ایک گروہ وہ ہے جو شیطان کا پجاری ہے اور اپنے مفادات حاصل کرنے کیلئے ہر طریقہ اپناتا ہے چہ جائیکہ دوسرا گروہ ان مجاہدین مخلصین کا ہے جو رنگ و نسل اور جغرافیائی حدود سے بے پرواہ ہو کر محض اللہ کی خوشنودی کیلئے اس دنیا سے فتنہ ختم کرنے کی سعی کر رہے ہیں۔ یہ جنگ کسی جغرافیائی خطے کو حاصل کرنے کیلئے نہیں ہے بلکہ حق و باطل کا تصادم ہے اور امریکہ کی افغانستان میں شکست کی صورت میں یہ جنگ ختم نہیں ہو جائے گی بلکہ آہستہ آہستہ پوری دنیا میں پھیلے گی۔ یہاں تک کہ حق باطل پر پوری طرح غالب آ جائے۔ انشاء اللہ

امریکہ افغانستان میں آٹھ سال پورے ہونے پر کس مقام پر کھڑا ہے؟ اس بات کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ امریکہ افغانستان کے دو صوبے نورستان اور پکتیکا خالی کرنے کا ارادہ کر چکا ہے۔ نورستان کے ضلع کامدیش میں مجاہدین کے حملوں کے بعد امریکیوں نے کامدیش کی چیک پوسٹیں خالی کر دی ہیں جس کے بعد مجاہدین نے ان پر امارت اسلامیہ کے جھنڈے لگا دیئے۔ ان پوسٹوں سے

مجاہدین کو بڑی تعداد میں جدید ہتھیار غنیمت ہوئے۔ مال غنیمت میں آٹھ بکتر بند گاڑیاں، نائٹ وژن گاگلز اور جدید بندوقیں وغیرہ شامل ہیں۔ کامدیش خالی کرنے کے بعد امریکہ نے پورے صوبہ نورستان سے فوج نکالنے کا اعلان کر دیا ہے۔ صوبہ نورستان کا کنٹرول افغان آرمی کو منتقل کیا جائے گا۔ امریکہ نے کامدیش سے نکلتے ہوئے بمباری کر کے اپنی اکثر چیک پوسٹیں تباہ کر دیں۔ طالبان ترجمان ذبیح اللہ مجاہدین نے کہا ہے کہ امریکی بمباری اس بات کا اعلان ہے کہ وہ یہاں واپس نہیں آئیں گے اور یہ ہماری کامیابی کا ثبوت ہے۔

نورستان خالی کرنے کے بعد امریکہ نے پکتیکا خالی کرنے کا بھی اعلان کر دیا ہے۔ پکتیکا سے امریکی انخلاء شروع ہو چکا ہے۔ مرغہ، زمبیلہ اور رختہ کیمپ خالی کر دیئے گئے ہیں جبکہ لواڑہ اور نوے اڈہ خالی کرنے کا کام جاری ہے۔ امریکی فوج نے پہلے قبائلی عمائدین کے ذریعے طالبان مجاہدین کو پیغام بھیجا کہ ہم پر حملے بند کر دیئے جائیں تاکہ ہم یہاں سے نکل سکیں۔ طالبان نے انہیں معاہدے کے تحت محفوظ راستہ دیا اور امریکی افواج وہاں سے نکل گئیں۔ خالی کیمپوں میں سے مجاہدین کو بڑی تعداد میں اسلحہ غنیمت حاصل ہوا۔ غنیمت میں ایک ناکارہ ہیلی کاپٹر بھی شامل ہے۔ میک کرسٹل نے اپنی خفت چھپانے کیلئے بیان دیا کہ ہم دور دراز علاقوں سے نکل کر گنجان علاقوں میں اپنی توجہ مرکوز کرنا چاہتے ہیں اور کامدیش کیمپ طالبان کے حملے کی وجہ سے نہیں خالی کیا گیا بلکہ یہ طے ہو چکا تھا مگر اس پہلے سے طے شدہ پروگرام کا جھوٹ اس وقت کھل کر سامنے آیا جب خوست پر مجاہدین کے شدید حملوں کے بعد امریکہ نے خوست میں بھی اپنا اڈہ خالی کر دیا۔ فوجی اڈہ خالی کرنے کے علاوہ زیر تعمیر ہوائی اڈہ بھی نامکمل حالت میں چھوڑ کر چلے گئے۔ اس زیر تعمیر ہوائی اڈے پر دس ملین ڈالر خرچ ہو چکے تھے لیکن مجاہدین کے شدید حملوں کے باعث امریکیوں کو ہوائی اڈہ چھوڑ کر جانا پڑا۔

سرزمین خراسان میں امریکہ اپنی شیطانی تہذیب کے بقا کی جنگ لڑ رہا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس جنگ میں شکست اس کے مقدر میں لکھ دی ہے۔ اسی حقیقت کا اظہار طالبان کی قید سے رہائی پانے والے امریکی صحافی ڈیوڈ رہوڈ نے اپنی روداد میں کیا ہے۔ ڈیوڈ رہوڈ لکھتا ہے "طالبان کو شکست دینا ناممکن ہے، 2001 میں جب امارت اسلامیہ ختم کی گئی تھی، وہ عملی طور پر اب بھی موجود ہے۔" اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت کی بنیاد پر طالبان پہلے سے کہیں زیادہ مضبوط و منظم انداز میں صلیبی افواج کیلئے پیغام اجل بن رہے ہیں۔ امریکہ نے عملی طور پر افغانستان سے اپنی پسپائی کا آغاز کر دیا ہے اور اب اس کیلئے مجاہدین کی اس سرزمین سے دُم دبا کر بھاگنے کے علاوہ کوئی اور راستہ نہیں ہے۔

صلیبیوں کے ہیلی کاپٹر تباہ

افغان خبر رساں ادارے ''الامارہ'' کے مطابق افغانستان میں صلیبیوں کو فوجی کمک پہنچانے پر مامور ایساف کے تین ہیلی کاپٹر ضلع سنگین میں اس وقت تباہ کر دیے گئے جب وہ کمک لے کر علاقے میں موجود امریکی اڈے پر اترنے والے تھے۔ مجاہدین نے قندھار میں صلیبیوں کا ایک چارٹر طیارہ M1-26 تباہ کر دیا۔ غزنی میں امریکی F-15 پر زمین سے حملہ کیا گیا۔ دو سمتوں سے مجاہدین نے میزائل فائر کیے جس سے طیارے میں آگ کے شعلے بھڑک اٹھے۔ اگرچہ اپنے جدید حفاظتی نظام کی وجہ سے فضا میں تباہ نہ ہوا لیکن طیارے کا پائلٹ اسے زمین بوس ہونے سے نہ بچا سکا۔ اتحادی صلیبی فوج کا افغانستان کا ترجمان سباوؤن ہوتک کہتا ہے کہ 22 جولائی کے جنوب میں مشرق میں محو پرواز امریکی C-103 پر کندھے سے فائر ہونے کا راکٹ S-7 فائر کیا گیا۔ جس سے طیارے کو جزوی نقصان پہنچا۔

گزشتہ 20 دنوں کے دوران صلیبی لشکر کے تین جہازوں سمیت پانچ ہیلی کاپٹروں کے تباہ کیے جانے کی اطلاعات ہیں۔ صلیبی لشکر کی طرف سے ہلمند میں اپنی کمین گاہوں کو محفوظ بنانے کے لیے کیے جانے والے ''آپریشن خنجر'' کے بعد امیر المومنین ملا محمد عمر نصرہ اللہ نے اس نام نہاد آپریشن کے مقابلے میں ''آپریشن فولادی جال'' شروع کرنے کے احکام جاری کیے۔ امیر المومنین کی طرف سے پورے افغانستان میں آپریشن ''نصرت اور پھر ہلمند میں ''آپریشن فولادی جال'' کے بعد دجال کے بیٹوں کو سبق سکھانا شروع کیا جو ان کو آنے والی نسلوں کے لیے نشان عبرت بنا دے گا۔

مادی وسائل کی قلت کے باوجود مجاہدین اسلام دنیا بھر میں جاری معرکہ خیر و شر میں اللہ رب العزت کی تائید اور نصرت غیبی کے سہارے بے وقعت حزب الشیطان کو ذلت آمیز شکست و ریخت سے دو چار کر رہے ہیں۔ مخبر صادق ا کے فرامین کے مصداق یہ مناظر تو قیامت تک دنیا دیکھتی رہے گی۔ کہ بے وسامان سرفروشان اسلام، لشکر کفار سے نبرد آزما رہیں گے اور اپنے مالک حقیقی کے وجہہ کریم کی جستجو میں اپنی مقدور بھر توانائیاں صرف کرتے ہوئے اللہ کے دشمنوں کو قتل کرتے رہیں گے اور قتل ہوتے رہیں گے۔ حتی کہ وہ اپنی مراد کو پا جائیں گے۔ ان کے مالک کی رضامندی ان کا مقدر ٹھہرے گی اور وہ اپنے خالق مالک سے خوش ہو جائیں گے لیکن! یہاں سوال تو یہ اٹھتا کہ ازل سے جاری اس خیر و شر کی کشمکش میں ہم کہاں کھڑے ہیں؟ کیا ہماری توانائیاں، ہمارے شب و روز، ان ابطال امت کے لیے صرف ہو رہے ہیں۔ یا ہم معاشرے میں کفریہ تہذیب کے رکھوالے بن کر ابہام اور مایوسی پھیلاتے ہوئے لشکر

باطل کو تقویت پہنچا رہے ہیں۔

اے امت کے درد سے سے آشنا غیرت مند مسلمانو! آج وقت ہے کہ ہم اپنا وطیرہ بدلیں اور پوری دنیا میں دفاع اسلام کے لیے جہاد فی سبیل اللہ میں مصروف عمل مجاہدین مخلصین کی صفوں کی تقویت کا باعث بنیں۔ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم نے فرمایا ''جو شخص کسی مسلمان کو ایسے موقع پر بے یارومددگار چھوڑے گا جہاں اس کی عزت خطرے میں پڑے جائے اور وہ بے توقیر ہورہا ہو تو اللہ تعالیٰ بھی اس کی اس پر تذلیل کرے گا جہاں اس کی خواہش ہوگی کہ کوئی اس کا مددگار اور جو شخص کسی مسلمان کی ایسے موقع مدد کرے گا جہاں اس کی عزت وحرمت اور آزادی کے ساتھ کھیلا جارہا ہو اللہ تعالیٰ اس کی وہاں مدد کرے گا جہاں وہ خواہش کرے گا کہ اس کی مدد کی جائے۔'' (ابوداؤد ۵۵۶۶)

سو ہمیں چاہیے کہ ہم اپنی عزتوں کا خیال کریں اور خود اللہ سے ڈریں کہ آج عمل کی گھڑی ہے اور حساب نہیں اور کل حساب کا سماں ہوگا اور عمل نہیں

آیئے اپنا سارا وزن، اللہ کے لشکر کے پلڑے میں ڈالتے ہوئے اس مبارک فریضہ میں شرکت کا اس طرح حق ادا کریں کہ ہمارا مالک ہم سے راضی ہو جائے اور ہم اس کے وجہ کریم کو پالیں۔ پکارنے والا پکار رہا ہے۔ من انصاری الی اللہ

اور سب دل و جان سے کہیں! نحن انصار اللہ............

''اے ہمارے پرودگار! آپ نے کتاب کو اتارا اور بادلوں کا چلایا، آپ جلد حساب کرنے والے ہیں اور (کافروں کے) لشکروں کو عذاب دینے والے ہیں۔

ہمارے مالک! آپ ان (کافروں) کو ہلا کے رکھ دیجیے اور ان پر غلبہ پانے کے لیے ہماری نصرت فرمایئے۔'' (رواہ ابن ماجہ)

امین یارب العالمین

طالبان کا قیدی

2 جولائی 2010 بروز پیر کے اخبارات میں وہ تصویر کس نے نہیں دیکھی ہوگی جس میں طالبان کی قید میں ایک گرفتار امریکی فوجی کو کھانا کھاتے ہوئے دکھایا گیا ہے۔ قیدی امریکی فوجی کے ساتھ یہ سلوک انہی طالبان کا ہے جن کے خلاف امریکہ اور اس کے اتحادی سات سال کے زائد عرصے سے اپنی پوری قوت خرچ کر رہے ہیں اور ان کو دبانے کیلئے اپنی ساری ٹیکنالوجی جھونک رہے ہیں مگر کامیابی دور سے دور ہوتی چلی جا رہی ہے۔ فتح کے آثار تو دور کی بات امریکی و اتحادی عہدیدار آئے روز اعتراف شکست پر مجبور ہو رہے ہیں۔ ہمارے ہاں کا طالبان مخالف طبقہ جو ہر وقت زہریلے سانپ کی طرح طالبان کے اوصاف و کردار پر پھنکارتا رہتا ہے، ملا عمر کا نام خیر و بھلائی کے ساتھ کبھی انکی زبان پر جاری ہی نہیں ہوا۔ اسلام دشمن، دین دشمن، انسانیت دشمن، وحشی درندے نہ معلوم کیا کیا القاب نت نئے کالموں، اداریوں اور تحریروں میں طالبان کے سر جاتے ہیں، اب یہ تصویر دیکھ کر ان کے سینے پر کس طرح سانپ دوڑے ہوں گے۔ پیٹ میں مروڑ اٹھیں ہوں گے، ناک بھوں چڑھا کر کیا کیا بکا ہوگا، حسد و بغض و عداوت کی آگ سے چہرے زرد اور دل سیاہ ہو گئے ہوں گے اور یہ سوچتے ہوئے تو ان کی روح پر بھی مرگ طاری ہو جاتا ہوگا کہ کیا طالبان آج بھی اخلاق کی انہی بلندیوں پر محو پرواز ہیں جہاں ابتدائے روز سے بسیرا افروز تھے۔

ملا عمر! آپ کو اور آپ کے رفقاء طالبان و مجاہدین کی عظمت کردار و بلندی اخلاق کو سلام! آپ آج بھی اہل ایمان کی امیدوں کا مرکز ہیں۔ آپ کا نام آج بھی ان کی دعاؤں میں مہکتا و جگمگاتا ہے۔ آپ کی یادیں آج بھی ویسی ہی تر و تازہ ہیں جیسا آپ کے دور حکومت میں تھیں۔ آپ کا کردار کل بھی اہل ایمان کی آنکھوں کی ٹھنڈک، دلوں کا سرور اور قافلہ اہل وفا کیلئے نشان راہ و نقش پا تھا، اسی طرح آپ کا وجود آج بھی زخموں سے چور چور امت مسلمہ کیلئے رحمت الٰہی کا شجر سایہ دار ہے۔ آپ نے امامت و امارت کا حق ادا کیا۔ آپ نے خود ڈھال بن کر دشمن کے ہر قاتلانہ و مکارانہ وار کو روک کر امت کے ایک بہت بڑے طبقے کو امن و حفاظت کا قلعہ فراہم کر دیا۔ آپ کا جسم ناتواں اگرچہ سر تا قدم لہولہان ہو گیا، امارت اسلامیہ اپنوں کی غداری سے اپنا وجود کھو بیٹھی، آپ کے ہزاروں، لاکھوں رفقا، دست قاتل کی ہوس کا نشانہ بن گئے یا تپتے ریگستانوں اور برفانی پہاڑوں میں راۂ خلد بریں ہو گئے مگر آپ کی ایمانی قوت و سرفرازی آج بھی کفر کے علمبرداروں کی ناک خاک آلود کر رہی ہے۔ آپ کا نام کل بھی جگمگا رہا تھا، آپ کا نام کل بھی عزت و سرفرازی کا نشان تھا۔ آپ کا نام کل بھی غیر ایمانی کا معیار تھا۔ آپ کا نام

کل بھی حریت وعزیمت کا سرعنوان تھااور آج بھی اسی آب وتاب سے اپنالوہا منوار ہاہے اور دشمن ہر جگہ خاک آلوداور ذلت وشکست کا استعارہ بن چکا ہے۔ اہل ایمان کو یقین تھا کہ طالبان فاتح ہیں۔ ملاعمر فاتح ہے، مجاہدین فاتح ہیں اور امریکہ شکست خوردہ ہے۔ برطانیہ ذلیل ہوگا۔ نیٹو اتحاد سر پر خاک ڈالتا پھرے گا۔ طالبان کل بھی انسانیت کیلئے مینارۂ نور تھے آج بھی انہوں نے اپنے عمل سے دشمن کو سر جھکانے پر مجبور کردیا ہے۔

اگر چشم بینا کسی کو میسر ہے تو دیکھے ایک طرف کیوبا کے پنجرے میں، ابوغریب جیل کی انسانیت دشمن سلاخیں ہیں، انسانوں پر کتے چھوڑے جارہے ہیں، انہیں مادرزاد ننگا کر کے تہذیب وشرافت، حیاو انسانیت کا سر شرم سے جھکایا جارہا ہے۔ جسمانی وروحانی کون سی اذیت ہے جس کے چرکے لگانے میں کسر چھوڑی جارہی ہے اور وہ بھی ناحق محض اپنی ظالمانہ ہوس ناک پیاس بجھانے کیلئے اور دوسری طرف کل کی ایوان ریڈلی (آج کی مریم) اور آج کا یہ قیدی امریکی فوجی جو بڑے اکرام واحترام کے ساتھ کرسی پر بیٹھا ٹیبل پر رکھا کھانا کھا رہا ہے، دونوں کا موازنہ کیجئے۔ ہر ایک کا اصل چہرہ اور اصل روپ نکھر کر سامنے آجائے گا اور یہ راز بھی سمجھ میں آجائے گا کہ آٹھ سالوں کے طویل وقفے میں ہمیشہ ہر میدان میں طالبان کی فتح کیوں ہوتی ہے اور نام نہاد عالمی سپر پاور امریکہ اور اس کے ظالم اتحادیوں کو کیوں شکست سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ امریکہ ظالم ہے، اس کے اتحادی ظالم ہیں اور ظلم کبھی نہیں پھلتا۔ ظالم کبھی فتح یاب نہیں ہوتا، باطل اور اس کے علمبرداروں کا پرچم سرنگوں ہوکر رہتا ہے۔ آج امریکہ چلا رہا ہے، اس کے اتحادی راہ فرار تلاش کررہے ہیں مگر سوائے ذلت وخسران کے کیا حاصل ہوگا۔

اس تصویر کو دیکھ کر یہ یقین میرے دل و دماغ میں پیوست ہوتا جارہا ہے کہ اب انشاء اللہ امریکی شکست اور طالبان کی فتح زیادہ دور نہیں، اب دشمن زیادہ دیر تک افغانستان نہیں ٹھہر سکے گا۔ قریب ہیں وہ دن جب امریکہ ونیٹو اپنا بوریا بستر گول کیے، سر ندامت، شکست ورسوائی سے جھکائے، اپنی متاع کل افغان پہاڑوں میں دفن کیے واپس بھاگ رہے ہوں گے۔ کرزئی اور اس جیسے دیگر امریکی نمک خور سر چھپاتے پھر رہے ہوں گے اور طالبان کا اسلامی پرچم دوبارہ فتح کے پھریرے لہراتا ہوا اہل ایمان کا دامن خوشیوں سے بھر رہا ہوگا۔ صحابہ کرامؓ کے لشکر جس وقت روم وفارس کی جانب بڑھے اور بڑھتے ہی چلے گئے اور ہر رکاوٹ خس وخاشاک کی طرح ہوا ہوگی، تب وہ اس پر غور وفکر کرنے لگے کہ آخر وہ کون سی باطنی یا روحانی قوت وطاقت ہے جس سے یہ ہم پر غالب آرہے ہیں اور ہماری قوت وطاقت بے بس ہوتی جارہی ہے۔ ہمارے نڈر و پہلوان سپاہی بددل ہو رہے ہیں۔ اسلحہ واسباب جنگ انتہائی قلیل ہیں، افرادی قوت بھی ہماری قوت سے کافی کم ہے مگر نتیجہ انہی کے حق میں نکلتا ہے۔ اب سب باتوں کے

جواب میں جب انہیں پتہ چلا کہ یہ لوگ دن میں گھوڑے کے شہسوار اور رات میں مصلے کے شہسوار ہیں، انسانی اخلاقی قدروں کے محافظ و مثالی نمونے ہیں، اطاعت امیر میں اپنے تمام جذبات قربان کر دیتے ہیں، شراب سے نفرت اور موت سے محبت ویسے ہی کرتے ہیں جیسے ہم موت سے نفرت اور شراب سے محبت کرتے ہیں۔ یہ سن کر ان ظالم و کافر بادشاہوں نے اقرار کر لیا کہ ہم ایسی قوم سے نہیں لڑ سکتے، ہم ایسے افراد کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ ہماری افواج ایسے اہل ایمان و اہل عزیمت کے آگے نہیں ٹھہر سکتیں۔ موت سے ڈرنے والے، موت کا سن کر تھر تھر کانپنے والے، موت کے خوف کو کم کرنے کیلئے شراب کے جام لنڈھانے والے بھلا موت پر جھپٹنے والے شیروں سے کہاں نبرد آزما ہو سکتے ہیں۔ پھر دنیا نے دیکھا انسانی اقدار کے یہ حاملین صحابہؓ فتوحات پر فتوحات کرتے گئے۔ آج بھی طالبان کی طرف سے انسانی اقدار کیلئے ایسے بلند معیار کا مشاہدہ کرتا ہوں تو میرا دل بغیر کسی شک و شبہ کے یہ پکار اٹھتا ہے کہ فتح طالبان کا مقدر ہے جو ان سے دنیا کی کوئی طاقت نہیں چھین سکتی۔

اگر کوئی عقل کا کورا یہ بہانہ تراشے کہ طالبان نے یہ ویڈیو محض اپنی ہمدردی حاصل کرنے کیلئے جاری کی ہے تو یہ اس کی غلط فہمی ہے۔ الحمد للہ ملا عمر اور طالبان کو ہر اہل ایمان کی ہمدردی حاصل ہے۔ شب و روز کی دعائیں ان کے شامل حال ہیں۔ البتہ اس بات میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ طالبان نے اسلام کا حقیقی چہرہ دکھا کر تمام عالم کفر کو یہ پیغام دیا ہے کہ نفس و شیطان اور اپنے بڑے کفر یہ علمبرداروں کے جال میں پھنس کر "اسلام" جیسی "نعمت کبریٰ" سے خود کو محروم نہ کرو اور نہ ہی نام نہاد اسلامی حکمرانوں کے طرز زندگی کو "اسلام" سمجھنے کا معیار گردانو۔ اسلام کی حقیقی تصویر دیکھو، اسلام کا اصل پیغام سمجھو، اسلام کے سچے حاملین کے کردار و گفتار سے شناسائی حاصل کرو تب ہر سلیم الفطرت شخص ایمان قبول کرنے پر آمادہ ہو جائے گا۔ اسلام ایک دشمن قیدی کو بھی انسانی حقوق سے محروم نہیں کرتا تو بھلا پھر اپنی رعیت کو ان سے کیوں محروم رکھے گا۔ اسلام سلامتی و امن والا مذہب ہے۔ اسلام بندوں کو بندوں کی غلامی سے نکال کر رب العالمین کی بندگی پر آمادہ کرتا ہے۔ اسلام ناحق کسی کے قتل کو جائز نہیں سمجھتا البتہ اگر کسی کو ناحق قتل کیا جائے تب اس قاتل کو معاف بھی نہیں کرتا۔ اسلام ظلم سے منع کرتا ہے، ظالم کے ہاتھ کو روکتا ہے، اسی لیے ظالم اسلام کی راہ میں رکاوٹیں حائل کرتا ہے۔ آج دنیا کے سب سے بڑے دہشت گرد امن کا جھوٹا راگ الاپتے ہیں۔ خود انسانیت سے عاری ہیں، مگر دوسروں پر "انسانیت کے تحفظ" کے نام پر جنگ مسلط کرتے ہیں۔ سال سال ہو چکے کیا افغانستان کے کسی ایک کونے کھدرے سے کوئی ایک ایسا انسانیت سوز عقوبت خانہ برآمد کیا جا سکا جو طالبان نے دشمنوں کو سزا دینے کیلئے قائم کر رکھا ہو۔ کیا طالبان کا بنایا ہوا کوئی ایک ٹارچر سیل زیر زمین بتایا جا سکتا ہے۔

طالبان صاف زبان تھے، ظاہر و باطن یکساں نور ایمان سے روشن و معطر تھا، منافقت سے انہیں چڑ تھی، تب وہ مجرم کو کھلی عدالتوں میں شرعی طریقے سے جس سزا کا وہ مستحق ہوتا اسے وہ سزا دیتے، طالبان کو جتنا بدنام کرنے کی کوشش کی گئی ملا عمر اور ان کے رفقا پر جنہوں نے کیچڑ اچھانا وہ ان کا کیا نقصان کر سکے؟ انہوں نے آج پھر اپنی فتح کے تمغے میں ایک اور ہیرے کا اضافہ کر لیا، دشمن کی ساری چیرہ دستیاں اور جھوٹ کے تمام سیاہ بادل چھٹ گئے اور ان کا روشن کردار دوبارہ ابھر کر سامنے آ گیا۔ طالبان کا قیدی کل بھی اسلام اور طالبان کی فتح کا نشاں تھا اور آج بھی اسلامی اقدار کی پاکیزگی و بلندی اور طالبان کی فتح کا سنگ میل ہے۔ ملا محمد عمر مجاہد کی امارت و قیادت تمام اہل ایمان کو مبارک ہو جو آج بھی عمر اولؓ و عمر ثانیؒ کے تابندہ نقوش کی امانت کو سینے سے لگائے ہوئے ایک جہاں کو بقعۂ نور و فضائے پُر بہار بنائے ہوئے ہے۔

زخم خوردہ، بدحواس، اپاہج...... بھاگتے ہوئے صلیبی

اوباما نے ہالبروک کے توسط سے ویتنام کی جنگ پر تفصیلی کتاب لکھنے والے مؤرخ سے رابطہ کیا اور اس سے پوچھا کہ ویتنام کی تاریخ سے ہمیں افغانستان میں کچھ فائدہ حاصل ہوسکتا ہے کہ نہیں؟ اوباما آج کل جنرل میک کرسٹل کی درخواست پر غور کر رہا ہے جس میں اس نے مزید 40 ہزار فوجی افغانستان بھیجنے کی اپیل کی تھی۔ اوباما نے متذکرہ بالا مؤرخ سے مشورہ کیا کہ ویتنام جنگ کے تناظر میں ہمیں مزید فوج افغانستان بھیجنی چاہیے یا نہیں؟ مؤرخ کا جواب 'نہیں' میں تھا۔

وائٹ ہاؤس کے ترجمان کا کہنا تھا کہ اوباما آج کل ویتنام جنگ پر لکھی کتابیں پڑھ رہا ہے۔ امریکی وزارت دفاع نے عارضی طور پر 3200 فوجی بھیجنے کا اعلان کیا ہے جبکہ اس کے مطابق 35 ہزار مزید فوجی بھیجنے پر غور کیا جا رہا ہے جن میں ایک ہزار ٹرینرز بھی ہوں گے۔ منظوری کی صورت میں یہ 35 ہزا فوجی اگلے سال بھیجے جائیں گے۔ مزید فوج افغانستان بھیجنے میں ایک رکاوٹ بجٹ بھی ہے۔ امریکی بجٹ مسلسل خسارے میں جا رہا ہے جبکہ ایک اندازے کے مطابق افغانستان میں موجود ایک فوجی پر سالانہ 10 لاکھ ڈالر خرچ آ رہا ہے۔ جدید اسلحے کے سلسلے میں کی جانے والی تحقیق اور مجاہدین کے حملوں کی وجہ سے ہونے والا مالی نقصان اس کے علاوہ ہے۔ مجاہدین کی طرف سے مسلسل بڑھتے ہوئے بارودی سرنگوں کے حملوں کی وجہ سے بھی امریکی فوج کو خاصا مالی نقصان اٹھانا پڑ رہا ہے۔ بارودی سرنگ اور ریموٹ کنٹرول بم حملوں سے بچنے کیلئے خصوصی گاڑیاں تیار کی جا رہی ہیں۔ بارودی سرنگ سے بچنے کیلئے تیار کی جانب والی گاڑیاں پہلی بار 2003 میں افغانستان بھیجی گئی تھیں۔ ان کا نام Mine resistant, Amush Protected (MRAP) رکھا گیا۔ ان 16 ہزار گاڑیوں کی تیاری پر 26.8 ارب ڈالر لاگت آئی تھی۔ اتنی محنت اور اتنا سرمایہ خرچ کرنے کے باوجود یہ گاڑیاں ناکام ہوگئیں اور بارودی سرنگوں کا شکار ہوتی رہیں۔ یہ گاڑی 7 سے 24 ٹن وزنی ہوتی ہے اور اس میں جدید جاسوسی آلات اور ریموٹ کنٹرول کو ناکارہ بنانے کے جدید جیمرز لگے ہوئے ہیں۔ اس کے علاوہ ان کا آرمر یعنی حفاظتی پلیٹ بھی زیادہ مضبوط ہوتی ہے۔ ان سب کے باوجود ان کے ناکام ہونے کی وجہ امریکی یہ بتاتے ہیں کہ طالبان نے زیادہ طاقتور اور تباہ کن بارود استعمال کرنا شروع کر دیا ہے۔ ان گاڑیوں کی ناکامی کے بعد مزید 5.4 ارب ڈالر خرچ کیے جا رہے ہیں جس سے ان گاڑیوں میں افغانستان کے حالات کے مطابق تبدیلیاں لائی جا رہی ہیں۔

مزید فوج بھیجنے میں دوسری رکاوٹ امریکی فوجیوں کا گرفتا ہوا مورال اور خودکشی کے بڑھتے ہوئے واقعات ہیں۔ امریکہ کے فوجی ہسپتال افغانستان سے اپاہج ہو کر واپس آنے والے فوجیوں سے

بھر گئے۔ گزشتہ تین ماہ میں ایک ہزار فوجی افغانستان سے زخمی حالت میں اپنے وطن واپس لوٹے۔ یہ تعداد 2001 سے لے کر اب تک زخمی ہو کر آنے والے تمام فوجیوں کے ایک تہائی کے برابر ہے۔ تیزی سے بڑھتی ہوئی ہلاکتیں اور روز بروز اپاہج فوجیوں کی تعداد میں اضافہ سے جہاں امریکی عوام میں جنگ مخالف رائے پیدا ہوئی ہے وہاں فوجیوں میں بھی نفسیاتی دباؤ اور پریشانی بڑھی ہے۔ اس نفسیاتی دباؤ اور خوف کا شکار ہو کر وہ خودکشی کا ارتکاب کرنے لگے ہیں۔ اس سال امریکی فوجیوں کی خودکشی کی تعداد نے سابقہ تمام ریکارڈ توڑ دیئے ہیں۔ اس سال اب تک 140 سے زائد فوجی خودکشی کر چکے ہیں، اب تک ایک سال میں خودکشی کا ریکارڈ 140 تھا۔ امریکی تاریخ میں پہلی بار ایسا موقع آیا ہے کہ عام شہریوں کے مقابلے میں فوجیوں میں خودکشی کی شرح زیادہ ہے۔ فوجیوں میں خودکشی کی شرح 20.02 فیصد ہے جبکہ عام شہریوں میں 19.5 فیصد ہے، یہ شرح 2005 کے مقابلے میں دوگنا ہے۔ 2005 میں یہ شرح 12.5 تھی۔ امریکی فوجیوں کی اکثریت نفسیاتی مریض بن چکی ہے، میجر نضال کے ہاتھوں 13 امریکی فوجیوں کی ہلاکت اور افغانستان میں سوائن فلو کی وباء نے امریکی فوجیوں کے حوصلے مزید پست کر دیئے ہیں۔ اپنے گھروں سے دور افغانستان میں بیٹھے امریکی فوجیوں پر مزید پابندیاں لگ گئی ہیں۔ افغانستان میں موجود امریکی فوجیوں پر اکٹھے کھیلنے، اکٹھے کھانا کھانے اور بغل گیر ہونے پر پابندی ہے۔

نیٹو اتحاد میں شامل ممالک اور امریکہ کے آپس میں اختلافات بھی بڑھ رہے ہیں۔ امریکی وزیر دفاع رابرٹ گیٹس نے نیٹو ممالک کی افواج پر تنقید کرتے ہوئے کہا ہے کہ ’’نیٹو افواج مکمل طور پر تربیت یافتہ نہیں ہیں، وہ گوریلا فوج کے ساتھ جنگ کے فن سے ناآشنا ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ افغانستان میں مزاحمت پر قابو نہیں پایا جا رہا ہے۔ امریکی فوج جن علاقوں میں تعینات کی گئی وہاں مزاحمت میں نمایاں کمی آئی ہے۔‘‘ گیٹس کے اس الزام کے جواب میں ہالینڈ کے وزیر خارجہ نے کہا کہ ’’ہماری افواج مکمل تربیت یافتہ ہیں اور یہ الزامات بے بنیاد ہیں۔‘‘ افغانستان میں شکست کے آثار دیکھتے ہوئے صلیبی ایک دوسرے پر الزامات تھوپ رہے ہیں۔ امریکی فوج کی طرف سے گزشتہ ماہ صوبہ نورستان اور خوست میں تمام اڈے خالی کرنے کے بعد برطانیہ نے بھی فرار کی پالیسی اپنائی ہے۔ برطانوی وزیر اعظم گورڈن براؤن نے اعلان کیا کہ ’’اگلے سال ہلمند کے بہت سے اضلاع کا کنٹرول افغانستان فوج کے حوالے کر دیا جائے گا۔‘‘ برطانوی فوجی افغانستان میں دیئے گئے اسلحے کے ناقص ہونے کا رونا رو رہے ہیں اور ہلمند میں شکست، اسی کا نتیجہ قرار دے رہے ہیں۔

برطانوی فوج کی اس پالیسی کی بنیادی وجہ برطانوی عوام میں جنگ مخالف جذبات میں شدت ہے۔ ہلمند کے ضلع نادعلی میں ایک افغان فوجی کے ہاتھوں پانچ برطانوی فوجیوں کی ہلاکت سے بھی عوام میں دہشت پھیلی ہے۔ اس واقعہ سے ایک ہفتہ پہلے ہونے والے سروے کے مطابق 63 فیصد برطانوی

عوام کا یہ مطالبہ تھا کہ افغانستان سے فوج واپس بلائی جائے جبکہ 64 فیصد کے مطابق افغانستان کی جنگ جیتنی ناممکن ہے۔ ہلمند کے واقعہ کے ایک ہفتہ بعد ہونے والے ایک سروے کے مطابق 73 فیصد عوام فوج واپس بلانا چاہتے ہیں۔ یہ سروے برطانوی ٹیلی ویژن ''چینل فور'' کی طرف سے کیے گئے تھے۔ برطانیہ ہی کے ایک ریڈیو کے مطابق افغانستان میں طالبان مجاہدین مکمل طور پر منظّم ہیں اور 34 میں سے 20 صوبوں میں طالبان کے گورنر تعینات ہیں۔

افغانستان میں اپنی شکست کے آغاز دیکھ کر صلیبی بدحواس ہو چکے ہیں اور ہر وہ طریقہ اپنانے کی کوشش کر رہے ہیں جس سے وہ افغانستان سے جان چھڑا سکیں۔ صلیبی افواج کی بدحواسی کا اندازہ صوبہ بادغیس کے ضلع بلامرغاب کے معرکے سے لگایا جا سکتا ہے۔ بلامرغاب میں 2 نیٹو فوجی اچانک لاپتہ ہو گئے جن کے بارے میں پتہ چلا کہ وہ طالبان کی قید میں ہیں۔ نیٹو افواج نے انہیں بازیاب کروانے کیلئے افغان فوج کے ساتھ مل کر آپریشن کیا، مجاہدین سے جھڑپ کے دوران نیٹو افواج نے طیاروں اور ہیلی کاپٹرو ں سے مدد طلب کی۔ نیٹو طیارے آ کر اپنی ہی فوج پر بمباری کر گئے جس کے نتیجے میں 37 نیٹو اور 43 افغان فوجی ہلاک ہو گئے۔ بعد ازاں انہی 2 فوجیوں کی رہائی کیلئے طالبان سے مذاکرات کیے گئے جن کے بعد ان فوجیوں کی لاشوں کے بدلے مجاہدین کی رہائی اور 11 ملین ڈالر تاوان پر معاہدہ ہوا۔

امریکہ اس وقت صرف اور صرف افغانستان سے باعزت واپسی کا راستہ ڈھونڈنے کی کوشش میں ہے۔ افغانستان میں شکست کی صورت میں روس کی مثال اس کے سامنے ہے۔ جنرل میک کرسٹل ایک جرنیل ہوتے ہوئے صرف فوجی کی حیثیت سے سوچتا ہے، اس نے امریکی حکومت پر زور دیا ہے کہ اگر فوری طور پر مزید فوج نہ بھیجی گئی تو افغانستان میں شکست ہو سکتی ہے۔ دوسری طرف امریکہ کی قومی سلامتی کے مشیر جنرل جیمز جونز نے حالات پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ ''افغانستان میں مزید فوج بھیجنا بے وقوفی ہے۔ افغانستان میں دو لاکھ فوج بھی بھیجی جائے تو وہ اسے نگل جائے گا۔ ماضی میں بھی دیگر قوموں کے ساتھ یہی ہوتا رہا ہے۔'' حقیقت یہ ہے کہ امریکہ مزید فوج بھیجے یا نہ بھیجے، شکست اس کے مقدر میں لکھی جا چکی ہے۔ مزید فوج بھیجنے کی صورت میں صرف ایک فرق پڑے گا، وہ یہ کہ مزید صلیبی جنگ کا ایندھن بنیں گے۔ اس حقیقت کو جانتے ہوئے امریکہ متبادل راستے تلاش کر رہا ہے جس سے وہ افغانستان سے نکل بھی جائے اور اس کی ساکھ بھی بچی رہے۔ اس لیے وہ مجاہدین میں رخنہ ڈالنے کی کوشش بھی کر رہا ہے اور ساتھ ساتھ ایسی کٹھ پتلیاں بھی ڈھونڈ رہا ہے جو اس کے جانے کے بعد اس کا کام سنبھال سکیں۔ مجاہدین نے محض اللہ ہی کی مدد سے صلیبی دنیا کو اس حال کو پہنچایا ہے اور اسی کی نصرت سے صلیبی چالوں کو بھی ناکام بنائیں گے اور ان کا انجام انشاءاللہ روس سے بھی بدتر ہوگا۔

افغانستان اور اللہ کی نصرت

افغانستان کو تخت و تاراج کرنے اور قریہ قریہ شہر شہر کے در و دیوار پر اپنی بربریت کے خونی نشان نقش کرنے والے امریکی فوجیوں کو ایک طرف طالبان کی سرفروشانہ جدوجہد نے مایوس کر رکھا ہے تو دوسری جانب نیٹو کے گیدڑوں کو طالبان کی روحانی قوت نے ڈھیر کر دیا ہے۔ انہیں کوئی راہ نہیں سجھائی دیتی کہ کیا کیا جائے۔ امریکی ویب سائٹ www.hauntednewjersy.com/media نے اپنی رپورٹ میں افغانستان کے صوبے بامیان کے پہاڑوں کے ساتھ موجود امریکی بیس کیمپ میں کام کرنے والے فوجیوں کی دردناک کی کہانیاں شائع کرتے ہوئے طالبان کی روحانی فورس کے نام کی اصطلاح استعمال کر کے دنیا کو ششدر کر دیا ہے جو امریکیوں کیلئے لمحہ فکریہ اور درس عبرت ہے۔ اس کہانی کی تفصیل کچھ یوں ہے۔ غزنی سے بامیان کے درمیان شروع ہونے والے پہاڑی سلسلے سے پہلے امریکی افواج کا ایک آپریشنل ہیڈ کوارٹر ہے جسے فوب غزنی کہا جاتا ہے۔ ہیڈ کوارٹر کے سامنے ہویدا بڑے پہاڑوں نے امریکیوں کی زندگی اجیرن کر رکھی ہے کیونکہ یہاں ایسے قدرتی سانحے منصۂ شہود پر آتے ہیں کہ امریکی سائنسدان دنگ رہ جاتے ہیں۔

امریکی سائنسدان ابھی تک متجسس بنے ہوئے ان واقعات کی کوئی توجیہہ تو پیش نہ کر سکے لیکن امریکی فلمسازوں نے وہاں رونما ہونے والے تحیر انگیز واقعات کی روشنی میں انہیں (طالبان کی روحانی فورس کا نام الاٹ کر کے ایک فلم بھی بنا ڈالی گو کہ اس فلم کی نمائش شروع نہیں ہوئی لیکن اوبجیکٹیو نامی اس طلسم نے بحث و مباحث کے کئی در کھول دیئے ہیں کہ آخر یہ کیا ہے کہ آبجیکٹیو کی ریلیز سے پہلے امریکی پیراشوٹ کے ایک آن لائن جریدے نے بھی اپنی رپورٹ میں تصدیق کی ہے کہ غزنی کے آپریشنل کیمپ میں رونما ہونے والے عجیب و غریب واقعات بھوتوں کی کارروائیاں ہیں لیکن اس نکتے کو سائنسدان مسترد کر دیتے ہیں اور نہ ہی اسکی کوئی سائنسی وجہ دریافت کرنے میں کوئی کامیابی سمیٹ سکے۔ اجنبی سائنسی لہروں میں ایٹمی موجودگی کے سگنلز اور اچانک پیدا ہونے والے مقناطیسی میدان فوب غزنی اور اس کے اطراف میں پھیلے ہوئے پراسرار پہاڑوں میں امریکی فوج کے ساتھ تسلسل سے پیش آنے والے واقعات و حادثات میں جہنم رسید ہونے والے فوجی جوانوں کے ورثا نے فلمساز پر مقدمہ دائر کر دیا ہے تاکہ فلم کی ریلیز سے کمائی جانے والی دولت سے انہیں بھی حصہ مل سکے۔ غزنی کے ان پہاڑوں نے کئی امریکیوں کی زندگیوں کا چراغ گل کر ڈالا۔ پہاڑوں کی طرف جانے والے فوجی پراسرار طور پر لاپتہ ہو گئے۔

امریکی فوجی ماہرین اور دیگر تفتیشی ماہرین نے اس نقطے پر اتفاق کیا ہے کہ آٹھ سال قبل جنگی

قلعہ میں مارا جانے والا سی آئی اے کا گماشتہ جیری بھی طالبان کی روحانی فورس کا شکار بن کر زندگی کی بازی ہار گیا۔ ڈینئل میرک اور جان ہارٹس فلمی دنیا کے دو بڑے نام ہیں انہوں نے کہا ہے کہ غزنی کی یہ انوکھی و نرالی پہاڑیاں دراصل افغانستان کا (برمودا ٹرائی اینگل) ہے۔ یہاں خطرناک قسم کی ریڈیائی لہریں پیدا ہوتی ہیں جو امریکیوں کو نگل جاتی ہیں۔ علاوہ ازیں یہاں کبھی کبھار مقناطیسی میدان پل بھر میں ابھرتا ہے۔ ایک سال پہلے یہاں کوئی بھی ایسی مقناطیسی لہروں کے بارے میں نہیں جانتا۔ یہاں تعینات امریکن 504 پیراشوٹ رجمنٹ کے جریدے نے اپنی خصوصی رپورٹ میں ان واقعات کی تفصیل بیان کی تھی اور پھر ان تجسس آمیز رپورٹ کے شائع ہونے کے بعد فلمی دنیا کے گروں وہدایت کاروں نے ایک فلم بنائی۔

واقعات تحریر کرنے سے قبل یہ بتانا ضروری ہے کہ امریکی سی آئی اے نے یہاں کچھ اجنبی قسم کی ریڈیائی لہروں اور جوہری مواد کی حرکات وسکنات کا پتہ چلایا تھا۔ ایٹمی لہروں کی موجودگی کا پتہ سب سے پہلے سی آئی اے کے اس یونٹ نے تلاش کیا تھا جو سیٹلائٹس کی مدد سے دنیا بھر میں جوہری نقل وحمل کو کنٹرول کرتا ہے۔ امریکی ترجمانوں نے سب سے پہلے القاعدہ کو دشنام دیا کہ وہ یہاں ایٹمی ہتھیاروں کے تجربے کرتی ہے۔ نائن الیون کے بعد انہی ریڈیائی لہروں کو بنیاد بنا کر القاعدہ کی جوہری سرگرمیوں کے چرچے کیے گئے لیکن سچ تو یہ ہے کہ امریکی ماہرین ان سگنلز کو ٹھیک طرح سے سمجھ نہ پائے اور نہ ہی وہ اسکی وجوہات تلاش کرنے میں بامراد ٹھہرے۔ امریکیوں کی مغزخوری سے پتہ چلا کہ یہاں زندگی کے کوئی آثار نہیں ہیں۔ یاد رہے کہ یہ علاقہ امریکیوں کیلئے کوئی نا معلوم نہ تھا۔ افغان روس جنگ میں یہ جگہ مجاہدین اسلام کا محفوظ ترین علاقہ تھا۔ غزنی کے اس پہاڑی سلسلے کے راستوں میں تباہ ہونے والے روسی جہازوں کے ڈھانچے، انسانوں کی ہڈیاں، خندقیں اور قبریں آج تک موجود ہیں۔ روس نے جنگ کے دوران یہاں کارپٹ بمباری کی اور ہزاروں بارودی سرنگیں بچھا دیں۔ یہاں اطراف و جوانب میں ریگستان پتھریلے پہاڑ اور بے آب وگیاہ صحرا موجود ہیں۔ امریکیوں نے یہاں قبضہ جمایا تو انہوں نے القاعدہ کے مجاہدین سے ان پہاڑوں کی پراسراریت کے متعلق تفتیش کی لیکن انہیں ناکامی کا سامنا کرنا پڑا۔

امریکی فوج نے اس علاقہ پر بمباری سے گریز کی پالیسی اپنائی۔ سقوط کابل کے بعد امریکہ نے یہاں ایک بیس کیمپ بنایا۔ شروع میں یہاں صرف امریکی میرین تھے لیکن بعد میں اتحادی سورماؤں اور افغان نیشنل آرمی کے دستے بھی لگائے گئے۔ امریکی بیس کی تشکیل سے پہلے یہاں کی ریڈیو ایکٹیوٹی کے متعلق چند افراد کو آگاہی حاصل تھی۔ امریکی گوریلے حالات کی سنگینی سے لاعلم تھے لیکن جب ان ریڈیائی لہروں نے امریکیوں کو نگلا تو واشنگٹن کے تھنک ٹینکس کے ہاتھ پھول گئے، دماغ سٹھیا گیا اور تمام قابلیت پل بھر میں جام ہوگئی۔ ناکامی کے بعد اسے بھوتوں کا کرشمہ کہا اور دوسروں نے روحانی فورس

کا نتیجہ اخذ کیا۔ یوں تو یہاں کے واقعات کی تفصیل بڑی طویل ہے لیکن کچھ کا تذکرہ ضروری ہے۔ بیس کیمپ کی حفاظت کرنے والے فوجیوں پر رات کے اوقات میں بچے حملہ کر دیتے ہیں۔ یہ بچے اچانک نمودار ہوتے ہیں اور اچانک ہی غائب ہو جاتے ہیں۔ ایک ایسا ہی واقعہ امریکی بٹالین چھ سو چار انفنٹری یونٹ سے تعلق رکھنے والے فوجیوں کارپورل جیکسن اور کارپورل پینٹر کے ساتھ پیش آیا۔

سن دو ہزار دو میں دونوں ایک ٹاور پر ڈیوٹی کر رہے تھے کہ انہوں نے چند کوس دور ایک لڑکی کو بکریوں کے ساتھ دیکھا۔ انہوں نے فوری طور پر اندھیرے میں استعمال کی جانے والی عینکیں استعمال کیں تو انکی حیرت کی انتہا نہ رہی کہ وہ بکریوں سمیت غائب ہو گئی۔ چند منٹوں بعد وہی لڑکی ان کے تمام حفاظتی اقدامات کو روند کر انکے ساتھ ٹاور پر موجود تھی۔ لڑکی شدید غم و غصے سے چلا رہی تھی۔ دونوں فوجی دم دبا کر بھاگ گئے۔ کیمپ میں کام کرنے والا ریڈار اکثر اوقات جام ہو جاتا ہے جس کو ماہرین نے مقناطیسی لہروں کا شاخسانہ قرار دیا لیکن وہ ایسی مقناطیسی لہروں کی اچانک آمد کا کوئی تریاق ڈھونڈنے میں ناکام ہو گئے۔ امریکہ کی رجمنٹ پانچ سو چار کے جریدے فورٹ پراگنس نے اپنی اشاعت میں تسلیم کیا ہے کہ اچانک پیدا ہونے والی لہریں کیمپ کا ریڈیائی رابطہ پل بھر میں جام کر دیتی ہیں۔ ریڈار کام کرنا چھوڑ دیتے ہیں اور زمین پر ایک چیونٹی تک کو تلاش کر لینے والی سیٹلائٹس چشم زدن میں کام کرنے سے منحرف ہو جاتے ہیں۔ جریدے کے مطابق یہاں ڈیوٹی کرنے والے فوجی ڈرے ڈرے اور سہمے ہوئے ہیں کیونکہ دو چار دن کے وقفے کے بعد انہیں ایسی جان لیوا اور عقل کو دنگ کر دینے والی بلاؤں سے واسطہ پڑتا ہے۔

امریکی ماہرین خوف و حزن کے جال میں جکڑے ہوئے فوجیوں کی شکست خوردہ نفسیات کا علاج کرتے ہیں اور دلاسہ دلاتے ہیں کہ یہ بھوت ہیں۔ اس بیس کیمپ پر امریکی میرین کے ہمراہ وقت گزارنے والے امریکی جریدے (فورٹ پراگنس) کے ایڈیٹر کیون مرنے بھی اپنی رپورٹ میں ایسے واقعات کی تصدیق کی ہے۔ امریکہ کے جنگی و خونی لشکر نے افغانستان میں لاکھوں بے گناہوں کو بارود کے آتش فشاں میں جلا کر بھسم کر دیا۔ انہیں شاید معلوم نہیں کہ ایک بے گناہ انسان کا خون ناحق، ہمیشہ قاتلوں کا پیچھا کرتا رہتا ہے۔ قاتل چاہے سزا سے بچ کیوں نہ جائے لیکن اسکے ضمیر میں ہر وقت بے قراریا طوفان برپا رہتا ہے اور وہ بے قراری و بے چینی کو ساتھ لیے سسک سسک کر ایڑیاں رگڑ کر موت کی وادیوں میں اتر جاتا ہے۔ اس پر مستزاد یہ کہ جب ظلم حد سے زیادہ بڑھتا ہے تو پھر فطرت یزداں کی طرف سے آسمانوں سے مدد بھی اترا کرتی ہے۔ مٹھی بھر طالبان نے نیٹو کے لشکر کو زچ کر رکھا ہے اور یہی فلسفہ اس سچائی کو بے نقاب کرتا ہے کہ مجاہدین کو خدا کی نصرت و شفقت حاصل ہے۔ غزنی فوب کیمپ میں

رونما ہونے والے واقعات چاہے بھوتوں کی کارروائی ہو یا اس کا کوئی سائنسی تحرک ہو۔ اس کے متعلق رائے زنی کرنا آسان نہیں لیکن ایک سچ تو یہ بھی ہے کہ تمام واقعات امریکی شکست کی چغلی کھا رہے ہیں۔ دنیا بھر کے تمام مسلمان اگر خدا کی رسی کو تھام کر یک جان بن جائیں تو دنیا کی تمام بڑی طاقتیں مل کر بھی مسلمانوں کا مقابلہ کرنے سے قاصر ہیں کیونکہ مسلمانوں کے پاس ایک ایسا کرشمہ ہے جسے کوئی شکست سے ہمکنار نہیں کرسکتا اور وہ ہے خدا کی مدد و نصرت لیکن المیہ یہ ہے کہ ہم مالک کائنات کے احکامات کو فراموش کر چکے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ آج مسلمان ذلت آمیز زندگی بسر کرنے پر مجبور ہیں۔

امریکہ کی ''جامع'' شکست

بڑی طاقتوں کی چھوٹی شکست بھی بڑی ہوتی ہے اور امریکہ کو تو افغانستان میں بڑی شکست کا سامنا ہے۔ آپ چاہیں تو امریکہ کی شکست کو جامع شکست بھی کہہ سکتے ہیں لیکن جامعہ شکست کا مفہوم کیا ہے؟ اس کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ امریکہ کو عسکری، سیاسی و سماجی غرضیکہ ہر محاذ پر شکست ہوگئی ہے۔ جامع شکست کا دوسرا مفہوم یہ ہے کہ صرف مجاہدین ہی امریکہ کو شکست نہیں دے رہے، خود امریکہ بھی اپنے آپ کو ہرانے میں مصروف ہے۔ یہ صورت حال امریکہ سے خاص نہیں، انسان جب شکست خوردہ ذہنیت کا شکار ہونے لگتا ہے تو وہ خود بھی ایسے اقدامات کرنے لگتا ہے جو اس شکست میں کردار ادا کرنے لگتے ہیں۔ یہ خود دہرانے کا عمل ہے۔

امریکہ کے دو ہتھیار بے مثال ہیں: امریکہ کی فضائیہ اور امریکی ڈالر۔ امریکہ کی فضائیہ کا جواب دنیا میں کہیں موجود نہیں۔ اس کے طیارے اتنی بلندی سے پرواز کرتے ہیں کہ وہ کسی کی دسترس ہی میں نہیں ہوتے۔ امریکہ کے پاس ایسے طیارے بھی ہیں جو ریڈار پر آتے ہی نہیں۔ اس پر امریکہ کو چپے چپے پر بمباری یعنی Carpet Bombing کی ''عادت'' ہے۔ اس بمباری سے کوئی بچتا ہی نہیں لیکن مجاہدین نے امریکہ کی فضائیہ اور فضائیہ کی کارپٹ بمباری کو ''جذب'' کر کے دکھا دیا۔ وہ نہ صرف یہ کہ اس بمباری کو جھیل گئے بلکہ اس کے بعد امریکہ کی مزاحمت بھی کر کے دکھا دی۔ بلاشبہ یہ اکیسویں صدی کے معجزات میں سے ایک معجزہ ہے۔

دیکھا جائے تو امریکی ڈالر امریکہ کی فضائیہ سے بھی زیادہ خطرناک ہے۔ امریکہ کی فضائیہ تو آدمی کی جان ہی لیتی ہے مگر امریکی ڈالر تو ایمان بھی لے لیتا ہے۔ ڈالر دراصل امریکہ کی نرم قوت یا Soft Power ہے۔ یہ قوت اُن مقامات تک رسائی رکھتی ہے جہاں امریکہ کے بم اور میزائل بھی کند ہو جاتے ہیں لیکن امریکی ڈالر پاک افغان سرحد کے دونوں طرف غیر موثر ثابت ہو رہے ہیں۔

امریکہ کی عسکری طاقت اور "ڈالرانہ صلاحیت" وزیرستان میں موثر ہوگئی ہوتی تو وہاں فوجی آپریشن کی نوبت ہی نہ آتی۔ افغانستان میں ڈالر موثر ثابت ہوگیا ہوتا تو ایک تہائی افغانستان پر مجاہدین کا کنٹرول نہ ہوتا۔ یہ کتنی عجیب بات ہے کہ جہاں نسبتاً دولت کی فراوانی ہے وہاں ڈالر دین و ایمان خرید رہا ہے اور جہاں غربت و عسرت ہے وہاں ڈالر عام کاغذ سے بھی زیادہ حقیر بن کر رہ گیا ہے۔

امریکہ کو افغانستان میں سیاسی محاذ پر بھی بدترین شکست کا سامنا ہے۔ امریکہ نے حامد کرزئی کے کھوٹے سکے کو افغانستان میں رائج کرنے کی کوشش کی مگر حامد کرزئی اپنا دائرہ اثر کابل سے آگے نہیں بڑھا سکے بلکہ اب وہ کابل میں بھی خود کو غیر محفوظ سمجھتے ہیں اور امریکہ کیلئے اُن کا مشورہ یہ ہے کہ وہ طالبان کے ساتھ مذاکرات کرے۔ امریکہ نے حامد کرزئی کو تبدیل کرنے کی کوشش بھی کی مگر امریکہ کی سیاسی عسرت کا یہ عالم ہے کہ اسے حامد کرزئی کا متبادل بھی دستیاب نہیں۔ امریکہ نے افغانستان میں جمہوریت کاشت کی مگر افغانستان کے انتخابات جمہوری دھوکہ ثابت ہوئے اور ان کی ساکھ قائم ہونے سے پہلے ہی تباہ ہوگئی۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ امریکہ کو اب افغانستان میں جمہوری ڈرامے سٹیج کرنے پڑ رہے ہیں۔ ان میں ایک ڈرامہ یہ ہے کہ حامد کرزئی نے اپنی کابینہ کیلئے جن افراد کو نامزد کیا تھا افغان پارلیمنٹ نے ان کی اکثریت کو مسترد کر دیا ہے۔ اس کے ذریعے ثابت کیا جا رہا ہے کہ افغانستان کی پارلیمنٹ بااختیار ہے لیکن جہاں ملک کا صدر بااختیار نہ ہو وہاں پارلیمنٹ کیا بااختیار ہوگی اور وہ بھی ایسی پارلیمنٹ جو بدترین انتخابی دھاندلیوں سے نمودار ہوئی ہو۔

امریکہ نے افغانستان میں مقامی فوج اور پولیس کی تیاری پر بڑے وسائل صرف کیے ہیں مگر افغانستان کی فوج اور پولیس کا یہ حال ہے کہ ان کے 25 فیصد اہلکار امریکی ماہرین سے تربیت حاصل کر کے غائب ہو جاتے ہیں۔ باقی ماندہ فورس کا یہ حال ہے کہ وہ مجاہدین سے مقابلے کے قابل نہیں اور اگر امریکہ آج افغانستان سے نکل جائے تو یہ فورس ایک دن بھی مجاہدین کا مقابلہ نہیں کر سکے گی لیکن افغان فوج اور افغان پولیس کا صرف یہی مسئلہ نہیں۔ ان کو یہ مسئلہ بھی درپیش ہے کہ ان کی صفوں میں طالبان موجود ہیں جو ان کی نقل و حرکت کی اطلاع مجاہدین کو فراہم کرتے رہتے ہیں۔

اس امر کی شکایت تو خود مغربی ذرائع ابلاغ کرتے رہتے ہیں کہ امریکہ افغانستان میں تعمیر و ترقی کا سلسلہ شروع کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکا اور اگر اُس نے تھوڑا بہت کام کیا بھی ہے تو وہ ایسا نہیں کہ اس کی بنیاد پر عوام کے دل جیتے جا سکیں۔ امریکہ کو افغانستان پر قابض ہوئے آٹھ سال ہو گئے ہیں مگر افغانستان کی معیشت کا حال یہ ہے کہ وہاں پوست کی کاشت کو فروغ حاصل ہو رہا ہے۔ یہ کتنی عجیب بات ہے کہ طالبان عسرت زدہ تھے مگر انہوں نے پوست کی کاشت ختم کر دی تھی اور امریکہ دنیا کا

امیر ترین ملک ہے مگر اس نے افغانستان کو ایک بار پھر پوست کی کاشت سے بھر دیا ہے، اس طرح کہ پوست کی کاشت افغانستان میں امریکہ کی معاشی ناکامی کا اشتہار بن گئی ہے۔

جہاں تک خوست کے واقعے کا تعلق ہے تو اس نے امریکہ کی خفیہ ایجنسی سی آئی اے کو ہلا کر رکھ دیا ہے۔ اس واقعے میں سی آئی اے کے 8 اہلکار ہلاک اور 8 زخمی ہوئے۔ ہلاک ہونے والوں میں سی آئی اے کی علاقائی سربراہ بھی شامل ہے۔ مغربی ذرائع ابلاغ کے مطابق خوست میں سی آئی اے کے مرکز پر ہونے والے فدائی حملے سی آئی اے کو جو جانی نقصان ہوا ہے گزشتہ 30 برسوں میں اس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ سی آئی اے کی اہمیت کو دیکھا جائے تو سی آئی اے کا ایک اہلکار 70 فوجیوں کے برابر ہے۔ چنانچہ خوست میں ایک حملے سے امریکہ کے 700 فوجی ہلاک اور 800 زخمی ہوئے ہیں۔ یہ امریکہ کی جامع شکست کا منظر نہیں ہے تو اور کیا ہے؟

ہلمند میں صلیبی آپریشن اور حقائق

شکست چھپانے کے صلیبی بہانے آپریشن مشترک، کانفرنسیں

یہود و نصاریٰ افغانستان میں واضح شکست کے بعد اب ایک طرف مذاکرات کے ذریعے باعزت فرار کا راستہ تلاش کر رہے ہیں تو دوسری طرف 'آپریشن مشترک' کے نام سے ایک جنگی کارروائی صوبہ ہلمند کے ضلع مرجاہ میں شروع کی گئی ہے جس کے ذریعے مغربی ذرائع ابلاغ نے یہ ماحول بنایا ہے کہ یہ ویتنام کے بعد سب سے بڑا امریکی مشن ہے جس میں پندرہ ہزار اتحادی اور چار ہزار افغانی فوج حصہ لے رہی ہے اور امریکی قوم کو بھی ذہنی طور پر تیار کیا گیا ہے کہ اس جنگ میں ہمیں کافی نقصان اٹھانا پڑے گا۔ دراصل 'آپریشن مشترک' ایک چال ہے جس کے ذریعے پوری صلیبی دنیا کو تاثر دینا مقصود ہے کہ ہم افغانستان میں طالبان اور القاعدہ کے خاتمے کیلئے آخری زور صرف کر رہے ہیں۔ وگرنہ پورے صلیبی اتحاد نے نو سالوں میں ایک طویل جنگ میں اپنا سب کچھ جھونک کر بھی کچھ حاصل نہ کیا تو 34 صوبوں میں سے ایک صوبے کے چند اضلاع میں کیا تیر مار لیں گے؟ یہ حقیقت اُن 'عالمی جنگجوؤں' کو بخوبی معلوم ہے لیکن اس کے باوجود وہ اپنی اقوام کی آنکھوں میں دھول جھونک رہے ہیں۔

13 فروری رات 4 بجے 90 چینوک اور کوبرا ہیلی کاپٹر اتحادی فوجیوں کو لیے مرجاہ روانہ ہوئے۔ ابھی فوجی مرجاہ اترے ہی تھے کہ لڑاکا ہیلی کاپٹر اپاچی اور ڈرون طیارے بھی ان کی مدد کو آن پہنچے۔ ان تمام اقدامات کے علاوہ بلندیوں پر اڑنے والے جہاز Hamer بھی ان کے سروں پر موجود تھے۔ اس قدر جنگی تیاری اور سازوسامان کے باوجود کارروائی کا آغاز رات چار بجے کیا گیا۔ مرجاہ پہنچ کر اتحادی افواج نے نادعلی سے آنے والے تمام راستے بند کر دیئے۔ اس تمام کارروائی کے مکمل ہونے پر بڑی خوشی سے یہ اعلان کیا گیا کہ اتحادی افواج کامیابی سے مرجاہ میں داخل ہو گئی ہیں اور بغیر مزاحمت کے مرجاہ کے تمام داخلی راستوں پر قبضہ کر چکی ہیں۔ یہ تمام کارروائی ''آپریشن مشترک'' کا نکتہ آغاز تھی۔

آپریشن مشترک ہلمند میں ہونے والا پہلا آپریشن نہیں ہے۔ اس سے پہلے بھی ہلمند میں کئی بار اتحادی افواج اپنی طاقت آزما چکی ہیں۔ ہلمند میں ہونے والے سابقہ آپریشنز میں قابل ذکر 2009 کے جولائی میں شروع ہونے والا آپریشن خنجر ہے۔ آپریشن خنجر کی بھی کافی تشہیر کی گئی تھی کہ یہ 2004 میں عراقی شہر فلوجہ میں ہونے والے آپریشن سے بھی بڑا آپریشن ہے۔ اس میں خصوصی کمانڈوز حصہ لیں گے وغیرہ وغیرہ لیکن اس کا انجام یہ ہوا کہ آپریشن خنجر کے آغاز کا دن اور اس میں حصہ لینے والے خصوصی کمانڈوز کے بارے میں تو ساری دنیا جانتی ہے لیکن یہ آپریشن ختم کب ہوا اور اس میں امریکہ کو کیا حاصل

ہوا، اس کے بارے میں کوئی واضح خبر موجود نہیں۔

آپریشن مشترک کے بارے میں بھی کہا جا رہا ہے کہ یہ معمولی آپریشن نہیں ہے۔ اس میں 15000 اتحادی اور 4000 افغان فوجی حصہ لے رہے ہیں۔ یہ آپریشن صوبہ ہلمند کے اضلاع مرجہ، لشکر گاہ اور ناد علی میں کیا جا رہا ہے۔ افواج کی تقسیم کچھ اس طرح کی گئی ہے کہ 7500 فوجیوں نے (جن میں زیادہ تعداد امریکیوں کی ہے) مرجاہ پر چڑھائی کی جبکہ 3 ہزار فوجیوں نے (جن میں برطانوی اور افغان فوجی شامل) ناد علی پر چڑھائی کی۔ سب سے پہلا کام یہ کیا گیا کہ ان اضلاع کا آپس میں رابطہ منقطع کر دیا گیا۔ اس آپریشن میں فوجیوں کو ہر قسم کی فضائی مدد بھی حاصل ہے۔

آپریشن کے پہلے روز تو اتحادی افواج نے بڑے بلند و بانگ دعوے کیے کہ کامیابی سے اتحادی افواج مرجاہ اور ناد علی میں داخل ہو گئی ہیں اور مزاحمت کا سامنا کرنا نہیں پڑا۔ اس کے علاوہ سینکڑوں مجاہدین کو شہید کرنے کا دعویٰ بھی کیا گیا لیکن دو تین روز میں ہی جب مجاہدین کی طرف سے جوابی حملوں کا آغاز ہوا تو بیانات آنے لگے کہ یہ جنگ آسان نہیں ہے اور صلیبی عوام کو قربانیوں کا سامنا کرنے کیلئے تیار رہنا چاہیے۔

آپریشن میں شریک فوجیوں کا کہنا ہے کہ ''مرجاہ میں ہر موڑ پر موت ہے، ہر طرف بوبی ٹیرپس (Booby Trapes) بچھے ہوئے ہیں۔ پل اور راستے بارودی سرنگوں سے بھرے ہوئے ہیں اور سنائپر ہر طرف چھپے ہوئے ہیں۔'' اسی طرح اتحادی فوج کے کمانڈر کیپٹن ڈوک رہم کا کہنا ہے کہ ''95 فیصد آبادی طالبان ہے یا طالبان کی مدد کرتی ہے۔''

اللہ کی خصوصی مدد و نصرت سے مجاہدین نے صلیبی اتحادی افواج کا غرور خاک میں ملا دیا۔ مرجاہ میں ''کامیاب'' داخلے کے اگلے روز ہی مختلف کارروائیوں میں 16 امریکی ٹینک تباہ ہوئے اور 50 امریکی فوجی مردار ہوئے۔

مجاہدین نے روایتی طریقوں مثلاً ریموٹ کنٹرول بم اور کمین کے علاوہ سنائپر کا بھی بھرپور استعمال کیا۔ یہی وجہ ہے کہ امریکیوں کو ہر طرف سنائپر نظر آنے لگے اور کہنے لگے کہ سنائپر کھیتوں، گھروں، درختوں الغرض ہر طرف موجود ہیں۔ آپریشن مشترک کے دوران دو ہفتوں میں مجاہدین نے دشمن کے 56 ٹینک، 2 ڈرون طیارے اور 2 ہیلی کاپٹر تباہ کیے۔ اس کے علاوہ سینکڑوں صلیبی اور افغان فوجی واصل جہنم ہوئے۔

افغانستان میں امریکی فوج کے سربراہ جنرل میک کرسٹل کا کہنا تھا کہ ہم بہت جلد مرجاہ کا کنٹرول حاصل کرلیں گے لیکن مجاہدین کے ہاتھوں صلیبی افواج کی پٹائی کے بعد وہ یہ کہنے پر مجبور ہو گیا

کہ ہم نے سوچا تھا کہ طالبان علاقہ چھوڑ جائیں گے لیکن خلاف توقع شدید مزاحمت کا سامنا ہے۔

صلیبی افواج نے دو مرتبہ پیراشوٹ کے ذریعے مرجاہ میں فوجی اتارے لیکن مجاہدین نے انہیں آڑے ہاتھوں لیا جس کے بعد انہوں نے مزید ایسا کرنے کا ارادہ ترک کر دیا۔

ہلمند میں نیٹو افواج کے سربراہ جنرل نک کارٹر کا کہنا ہے کہ تین ماہ بعد پتہ چلے گا کہ آپریشن کامیاب تھا یا ناکام۔

دنیا کے بیالیس ممالک کی فوجیں مل کر ایک قصبے کو تین ہفتوں میں فتح نہیں کر سکیں تو ملک کے 385 اضلاع کے ہزاروں قصبوں کو فتح کرنے کیلئے انہیں کتنا وقت درکار ہوگا اس کا اندازہ لگانا مشکل ہے۔

کابل جسے صلیبی اپنے لیے محفوظ ترین جگہ سمجھتے تھے اب وہ بھی مجاہدین کے حملوں کی زد میں ہے۔ 26 فروری کو پانچ فدائی مجاہدین نے کابل میں اہم سرکاری عمارتوں اور سکیورٹی چیک پوسٹوں پر حملہ کیا۔ اس حملے میں 50 صلیبی و مرتد فوجی ہلاک ہوئے۔ اس سے پہلے بھی 18 جنوری کو کابل میں مجاہدین کے حملے میں 40 اعلیٰ افسران سمیت 110 صلیبی و افغان فوجی ہلاک ہوئے۔

دنیا کو انسانیت دوستی اور امن پسندی کا تاثر دینے کیلئے نیٹو نے اعلان کیا کہ ’’فوجیوں کو ہدایت دی گئی ہے کہ وہ اس وقت تک گولی نہ چلائیں جب تک یقین نہ ہو جائے کہ کوئی شخص دہشت گرد ہے۔‘‘ اس ساری انسانیت دوستی کا پول اُس وقت کھل گیا جب آپریشن مشترک کا پہلا نشانہ دو عام شہری بنے جو سڑک کے کنارے کھڑے تھے کہ نیٹو ہیلی کاپٹر نے انہیں میزائل سے نشانہ بنایا۔ اتحادی افواج کے اپنے اعداد و شمار کے مطابق سال 2009 میں 2412 عام شہری اتحادی افواج کی سربریت کا نشانہ بنے جبکہ اتحادی افواج کے ہاتھوں عام شہریوں کی ہلاکتوں کی اصل تعداد اس سے کہیں زیادہ ہے۔

اس کے ساتھ ساتھ صلیبیوں نے اپنے اتحاد کا دائرہ وسیع کرنے کا کام بھی جاری رکھا ہوا ہے۔ اس سلسلے میں ہالبروک نے وسط ایشیا کی ریاستوں تاجکستان، ازبکستان، کرغیزستان اور قازقستان کے دورے کیے اور افغانستان میں اتحادی افواج کی مدد کی درخواست کی۔ اسی طرح نیٹو سیکرٹری راسموسن نے کہا کہ ’’وہ بھارت، چین اور روس کے ساتھ مل کر مضبوط اتحاد بنانا چاہتے ہیں۔‘‘ اس کے جواب میں روس کے سکیورٹی کونسل کے سیکرٹری نکولائی نے کہا کہ ’’روس افغانستان فوج بھیجنے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتا۔‘‘ دودھ کا جلا چھاچھ بھی پھونک کر پیتا ہے، ستم ظریفی یہ ہے کہ ’’دودھ کے جلے‘‘ کو دوبارہ ابلتے ہوئے دودھ میں ڈبکی لگانے کی دعوت دی جا رہی ہے!!! روس، افغانستان میں طبع آزمائی کر چکا ہے، جس کا نتیجہ وسط ایشیائی ریاستوں کی شکل میں ساری دنیا کے سامنے ہے۔

امریکہ کے جنگی اخراجات بھی آہستہ آہستہ امریکی برداشت سے باہر ہوتے جارہے ہیں۔ حال ہی میں اوباما نے کانگریس سے 700.3 ارب ڈالر جنگی اخراجات کیلئے مانگے ہیں۔ اس کے علاوہ وائٹ ہاس 30 ہزار نئے فوجیوں کیلئے علیحدہ سے 33 ارب ڈالر مانگ رہا ہے۔ اس سے پہلے بھی اوباما 192 ارب ڈالر افغانستان جنگ کیلئے لے چکا ہے۔ جن میں سے 33 ارب ڈالر افغان فوج کی بھرتی اور تربیت کیلئے جبکہ 2 ارب ڈالر پاکستان کی امداد کیلئے تھے۔ اخراجات برداشت سے باہر ہوتے دیکھ کر امریکی قانون سازوں نے مشورہ دیا ہے کہ اخراجات پورے کرنے کیلئے خصوصی جنگی ٹیکس لگایا جائے۔

امریکہ افغانستان میں مزید فوج بھیجنے اور آپریشن کرنے کے ساتھ ساتھ انخلا کی منصوبہ بندی بھی کرر رہا ہے۔ اس سلسلے میں 26 جنوری 2010 کو استنبول اور 28 جنوری کو لندن میں افغانستان کے بارے میں حکمت عملی طے کرنے کیلئے صلیبی قوتوں کی کانفرنسیں منعقد ہوئیں۔

استنبول کانفرنس میں لندن کانفرنس کیلئے ایجنڈا بھی مرتب ہوا۔ اس کانفرنس میں ترکی، پاکستان، سعودی عرب، ترکمانستان، تاجکستان، ایران کے علاوہ چین، امریکہ، روس، برطانیہ، فرانس، جرمنی، اٹلی، جاپان، یورپی یونین، نیٹو، اقوام متحدہ اور اسلامی کانفرنس کے نمائندوں نے شرکت کی۔ اس کانفرنس کے سبھی شرکاء اس بات پر متفق تھے کہ طالبان کو قومی دھارے میں لانے کیلئے ان سے مذاکرات کیے جائیں، طالبان کو معاشرے کا حصہ بنائے بغیر افغانستان کا مسئلہ 'حل' ہونا ممکن نہیں لیکن مذاکرات کی بنیادی شرط القاعدہ سے اعلان لاتعلقی ہے۔ اس شرط پر دوسروں کے علاوہ سعودی عرب نے خصوصی زور دیا۔ ان کانفرنسوں نے ثابت کیا کہ صلیبی قوتیں تمام تر کوششوں کے باوجود ناکام رہیں اور اب اس نتیجے پر پہنچی ہیں کہ ہتھیاروں سے ایمانی جذبوں کو فتح کرنا ممکن ہی نہیں لیکن شکست کے واضح اعتراف سے بچنے کی کوشش میں ہیں۔

جس طرح 2001 میں افغانستان پر صلیبی حملے کیلئے جرمنی کے شہر بون میں 'بون کانفرنس' اس صلیبی جنگ کا نقطۂ آغاز تھی بالکل اسی طرح 2010 میں 'لندن کانفرنس' فرار کا نقطۂ آغاز ہے۔ لندن کانفرنس میں 60 ممالک نے شرکت کی۔ کانفرنس میں طے کیا گیا کہ افغانستان میں تمام صوبے بتدریج افغان فوج کے حوالے کیے جائیں گے۔ یہ بھی فیصلہ کیا گیا کہ بذریعہ افغان حکومت طالبان سے بات چیت کی جائے گی جبکہ اس سے قبل "صلیبی گھمنڈ" مذاکرات کا لفظ ہی نہیں جانتا تھا مگر اب پسپائی اور فرار کو مذاکرات کے پردے میں چھپائے جانے کا فیصلہ ہوا۔ اس سال کے آخر تک کچھ صوبوں کا کنٹرول افغان فوج کے حوالے کیا جائے گا۔

آپریشن مشترک کا بھانڈا پھوٹ گیا

تقریباً چار ہفتے قبل امریکہ، برطانیہ اور کینیڈا کی 15 ہزار فوج نے صوبہ ہلمند میں ''طالبان کے گڑھ'' مرجہ پر جس دھوم دھڑکے سے ''آپریشن مشترک'' شروع کیا تھا اس کا اب بھانڈا پھوٹ گیا ہے۔ اب یہ انکشاف ہوا ہے کہ امریکی فوجوں نے افغانستان میں اپنی فوجی ناکامیوں پر پردہ ڈالنے اور امریکی رائے عامہ کو دھوکا دینے کے لیے ہلمند میں مرجہ میں طالبان کے گڑھ کو فتح کرنے کا یہ ڈھونگ رچایا تھا۔ امریکی نیشنل سیکورٹی پالیسی کے ماہر اور ممتاز فوجی تاریخ دان گیرتھ پورٹر نے ایشیا ٹائمز میں یہ انکشاف کیا ہے کہ ہلمند صوبے میں مرجہ نام کا کوئی شہر نہیں جس کے بارے میں امریکی فوجوں اور امریکی میڈیا نے دعویٰ کیا تھا کہ مرجہ 80 ہزار سے ایک لاکھ نفوس کی آبادی والا شہر ہے اور طالبان کے اس مضبوط گڑھ کی فتح افغانستان میں طالبان کے خلاف جنگ میں ایک اہم تاریخی موڑ ہے۔ اب امریکی فوجی حکام نے بھی اپنا نام ظاہر کیے بغیر یہ اعتراف کیا ہے کہ ہلمند میں مرجہ نہ تو کوئی شہر ہے اور نہ قصبہ، بلکہ یہ ایک دیہی علاقہ ہے جہاں کاشت کاروں کے گنے چنے مکانات ہیں۔

بین الاقوامی ترقیات کے لیے آب پاشی کے شعبے میں کام کرنے والی امریکی ایجنسی کے ایک ماہر رچرڈ اسکاٹ، جو 2005 تک اس علاقے میں کام کرتا رہا ہے، کہتا ہے کہ خالص زرعی علاقہ ہے جو 125 مربع میل پر پھیلا ہوا ہے جہاں کئی دیہات ہیں۔ اس علاقے میں مرجہ کی اہمیت وہاں ایک مسجد اور بازار کی وجہ سے ہے۔ خود افغانستان میں لوگوں نے پہلی بار طالبان کے مضبوط گڑھ کی حیثیت سے مرجہ کا نام 2 فروری کو سنا جب امریکی فوج کے کمانڈروں نے دعویٰ کیا کہ 80 ہزار کی آبادی کے شہر مرجہ پر چار سو سے لے کر ایک ہزار تک طالبان سپاہ مورچہ بند ہیں جن سے امریکی اور نیٹو کی افواج کی گھمسان کی لڑائی ہوگی۔ اس کے بعد امریکی اور برطانوی اخبارات نے مزید مبالغہ سے کام لیا اور مرجہ کو طالبان کے زیر کنٹرول ایک اہم شہر قرار دیا اور آبادی ایک لاکھ 25 ہزار بتائی۔ 12 فروری کو جب ''آپریشن مشترک'' شروع ہوا تو امریکی فوج کے ترجمان نے مرجہ کو ایک بڑا شہر قرار دیا اور دو دن کے بعد دعویٰ کیا کہ مرجہ شہر کے بیشتر علاقے پر امریکی فوجوں نے قبضہ کر لیا ہے۔ اس دوران امریکی میڈیا نے مرجہ کو 80 مربع میل میں پھیلا ہوا شہر قرار دیا جس میں ان کے کہنے کے مطابق تین بڑے بازار ہیں۔ افغانستان میں نیٹو افواج کے امریکی اعلیٰ کمانڈر جنرل میک کرسٹل نے بھی یہ تاثر دیا کہ آپریشن مشترک کا تمام تر زور طالبان کے گڑھ مرجہ پر تھا۔ اب یہ بھانڈا پھوٹ گیا ہے کہ امریکی فوجوں نے ایک فرضی شہر کو طالبان کا گڑھ قرار دے کر امریکی رائے عامہ پر یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ انہیں افغانستان

مین طالبان کے خلاف جنگ میں فتح حاصل ہو رہی ہے۔ دفاعی امور کی امریکی ممتاز صحافی سارہ فلاونڈر نے اس ہفتہ کے اوائل میں اعتراف کیا ہے کہ مرجہ کی جنگ دراصل عوامی رابطے کی مہم کا ایک حصّہ تھی اور اس کا مقصد امریکی عوام کو یہ باور کرانا تھا کہ افغانستان کی جنگ جیتی جاسکتی ہے اور اس تاثر کو رد کرنا تھا کہ امریکہ افغانستان کی جنگ نہیں جیت سکتا جس میں اب تک (امریکی میڈیا کے مطابق) ایک ہزار کے قریب امریکی فوجی ہلاک ہو چکے ہیں۔

مرجہ کی فرضی جنگ پر پردہ ڈالنے اور برطانوی فوج کو اس کی کامیابی پر شاباش دینے کے لیے برطانیہ کے وزیراعظم گورڈن براؤن نے پچھلے دنوں ہلمند کا دورہ کیا تھا اور اُس کے فوراً بعد امریکی وزیر دفاع رابرٹ گیٹس نے گزشتہ پیر کو بڑی عجلت میں کابل کا دورہ کیا۔ اس دورے میں صدر کرزئی اور جنرل میک کرسٹل سے ہنگامی صلاح مشورے کے دوران یہ تاثر دینے کی کوشش کی کہ مرجہ کی فتح کے بعد قندھار پر امریکی اور برطانوی فوج کے ایک بڑے حملے کی تیاری کی جا رہی ہے، لیکن اسی کے ساتھ یہ بھی کہا گیا کہ اس حملے میں ابھی کئی مہینے لگیں گے۔ اسی دوران یہ اعلان کیا گیا کہ صدر اوباما نے افغانستان فتح کرنے کیلئے جو 30 ہزار امریکی بھیجنے کا اعلان کیا تھا اُن میں سے ابھی صرف 6 ہزار فوجی افغانستان پہنچ سکے ہیں۔ دو ہفتہ قبل مرجہ کی چند گنی چنی دکانوں کے بازار میں افغان فوج کا جھنڈا لہرا کر اس ''شہر'' کو فتح کرنے کے اعلان کے بعد کوئی خبر نہیں آئی کہ آپریشن مشترک کا کیا بنا؟ آپریشن مشترک کے آغاز پر یہ بلند و بانگ دعوے کیے گئے تھے کہ یہ آپریشن اپنی نوعیت کا منفرد آپریشن ہے کیونکہ طالبان کے زیر کنٹرول علاقوں پر قبضہ اور وہاں سے طالبان کو کھدیڑنے کے بعد افغان کنٹرول سنبھال لے گی اور انتظامیہ قائم کردی جائے گی۔ ابھی تک یہ واضح نہیں کہ طالبان کے زیر کنٹرول کتنے علاقوں کو خالی کرایا گیا ہے اور کتنے علاقوں میں افغان فوج نے کنٹرول سنبھال لیا ہے، افغان انتظامیہ کی بات تو الگ رہی۔ آپریشن مشترک کے آغاز پر ''اعتدال پسند طالبان'' کے ساتھ مذاکرات اور انہیں اقتدار میں شریک کرنے کی کوششوں کا بھی اعلان کیا گیا تھا۔ مقصد اچھے اور برے طالبان کے درمیان فرق نمایاں کرنا تھا۔ لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سب کے سب ''برے طالبان'' نکلے سوائے حزب اسلامی کے چند گنے چنے عناصر کے، جنہوں نے طالبان کے خلاف جنگ میں افغان فوج کا ساتھ دینے کا وعدہ کیا ہے۔ اس میں اب کوئی شک نہیں رہا کہ افغانستان میں صدر اوباما کے کمانڈروں کی نئی حکمت عملی بے سود اور ناکام ثابت ہوئی ہے اور جلد انہیں افغانستان سے مزاحمت کی راہ تلاش کرنی ہوگی۔

☆☆☆☆☆

ہم سے سبق سیکھو!

(میخائل گورباچوف)

میخائل گورباچوف سابقہ سوویت یونین کا سابقہ صدر ہے۔اس کے دور صدارت میں ہی روس اپنے زخم چاٹتے ہوئے افغانستان سے لوٹ کر پوری دنیا کے سامنے عبرت بن گیا۔گورباچوف امریکیوں کو اپنے دُکھ سنا رہا ہے۔تباہ حال افغانستان میں روزافزوں کشیدگی کے باعث لوگ مر رہے ہیں،ان مرنے والوں میں زیادہ تر لوگوں کا دہشت گردی یا باغیوں سے کوئی تعلق نہیں۔افغان حکومت کی اپنے ہی علاقوں میں گرفت کمزور پڑتی جارہی ہے۔34 صوبوں میں سے درجن بھر کے قریب طالبان کے قبضے میں ہیں۔منشیات کی پیداوار اور سمگلنگ میں روز بروز اضافہ ہوتا جارہا ہے۔یہ ان ممالک کے لیے بھی خطرہ ہے جو پہلے سے عدم استحکام کا شکار ہے۔جن میں وسطی ایشیائی ریاستوں کے ساتھ پاکستان بھی شامل ہے۔

11 ستمبر 2001 کے بعد دہشت گردی کے خلاف جنگ آزمائی حکمت عملی کی ناکامی پر منتج ہو رہی ہے۔ہمیں یہ سمجھنے اور جاننے کی اشد ضرورت ہے کہ ایسا کیوں ہوا؟مزید یہ کہ ایسا اور کیا ہوسکتا ہے جو ہمیں مکمل تباہی سے دو چار کردے۔حالیہ لندن کانفرنس (جہاں مختلف ممالک اور عالمی اداروں کے نمایندگان اکٹھے ہوئے تھے) نئی سمت میں پہلا قدم ہے۔محتاط اندازے کے بعد لندن کانفرنس کے شرکا ایسے فیصلے کرنے میں کامیاب ہوئے جو صورتحال میں بہتری کا پیش خیمہ ثابت ہوسکتے ہیں۔بشرطیکہ ماضی ی تین دہائیوں کے تجربات کرکے ان سے کچھ سبق حاصل کیا جاسکے۔

1979 میں سوویت یونین قیادت نے افغانستان میں فوجیں اتارنے کے جواز میں کہا تھا کہ وہ وہاں اپنے دوستوں کی مدد کرنے اور انتشار کے شکار ملک میں استحکام پیدا کرنے کے لیے آئے ہیں اور یہیں افغانستان جیسے ملک کی پیچیدہ صورت حال کو سمجھنے میں بہت بڑی غلطی سرزد ہوئی۔جہاں معاشرہ میں مختلف نسلی گروہوں،ذات برادریوں اور قبیلوں کے باہمی تعلقات سے تشکیل پانے کی قدیم روایت ہے اور اس سے ہیئت حاکمہ محدود تر ہوتی ہے۔اسی لیے ہم جو چاہتے تھے نتائج اس کے برعکس برآمد ہوئے۔عدم استحکام میں اضافہ ہوا اور ایک ایسی جنگ گلے پڑ گئی جس کا نہ صرف ہزاروں افراد شکار ہوئے بلکہ خود ہمارے اپنے ملک کو مہلک نتائج بھگتنا پڑے جس پر مغرب بالخصوص امریکہ نے جلتی پر تیل کا کام کیا جو سرد جنگ کے زمانے میں ہر اُس ایک کی سرپرستی کرنے پر آمادہ رہا جو سوویت یونین کے خلاف سرگرم عمل ہو،صرف یہ سوچ کر کہ اس سے اسے طویل عرصے تک فوائد حاصل ہوسکتے ہیں۔

1980 میں سوویت قیادت اپنے نظام معیشت کی تشکیل نو کے وقت افغانستان میں درپیش مسائل کا تجزیہ کرکے کچھ نتائج اخذ کرتی تھی۔ہم نے دو قطعی فیصلے کیے،پہلا افغانستان سے اپنی فوجوں کی

واپسی کا، دوسرا تمام ان پارٹیوں سے اشتراک کار جو قومی مفاہمت کے ذریعے افغانستان کو ایک ایسا غیر جانب دار پُر امن ملک بنانے میں مددگار بنیں جو کسی پڑوسی ملک کے لیے دردسر کا باعث نہ ہو۔

آج جب میں پلٹ کر دیکھتا ہوں تو مجھے اطمینان ہوتا ہے کہ یہ ایک مناسب اور ذمہ دارانہ فیصلہ دوہرے مقاصد کا حامل تھا۔ میں پورے وثوق سے کہتا ہوں کہ اگر ہم قطعی کامیاب ہو جاتے تو بہت ہی مشکلات اور تباہی سے محفوظ رہا جا سکتا تھا۔ ہماری نئی پالیسی محض اعلامیہ نہیں تھی، میرے عہد میں ہم نے پوری محنت اور دیانتداری سے اسے نافذ کرنے کا تہیہ کر لیا تھا۔ ہمیں کامیابی کے لیے ہر طرف سے مخلصانہ اور ذمہ دارانہ تعاون کی ضرورت تھی۔ افغان حکومت ہمارے ساتھ سمجھوتے کے لیے تیار تھی اور مفاہمت کے لیے کافی حد تک پیش رفت بھی ہو چکی تھی۔ بہت سارے اضلاع میں حالات بہتری کی جانب گامزن تھے مگر پاکستان اور امریکہ نے آگے بڑھنے کی ساری راہیں مسدود کریں۔ وہ صرف ایک ہی نکتے پر اڑ گئے، کہ سوویت یونین کی افواج کی واپسی۔ ان کا گمان تھا کہ اس کے بعد وہاں مکمل اختیار حاصل کرنے میں کامیاب رہیں گے۔ وہ افغان صدر نجیب اللہ کی محدود عملداری والی حکومت کو بھی تسلیم کرنے سے انکاری تھے۔ جوں ہی بورس یلسن اقتدار میں آئے، وہ مکمل طور پر ان کے ہاتھوں میں کھیل گئے۔

1990 میں دنیا نے افغانستان کو ایک نئے روپ میں دیکھا، اس دہائی میں افغانستان میں طالبان کی حکومت سامنے آئی جس نے افغانستان کو اسلامی قدامت پسندوں کے لیے جنت اور اسے دہشت گردی کا گہوارہ بنا دیا۔ نائن الیون مغربی قائدین کے خواب غفلت سے ہربڑا کر بیدار ہونے کا لمحہ تھا۔ تب مغرب کے فیصلہ سازوں نے جو فیصلے کیے وہ گہری سوچ بچار سے عاری تھے اور بعد ازاں غلط ثابت ہوئے۔ طالبان حکومت کے خاتمے کے بعد امریکہ اس غلط فہمی میں رہا کہ اس کی عسکری کامیابی، جس کے لیے اسے کچھ زیادہ خرچ کرنا نہ پڑا، حتمی ہے اور اب لمبے عرصے کے لیے اسے مسائل سے نجات مل گئی ہے۔ ابتدائی کامیابی کی ایک ممکنہ وجہ عراق پر امریکہ کا آسانی سے غلبہ حاصل کرنا بھی تھا جس کے بعد اس نے فوجی حکمت عملی کا تباہ کن اقدام کرنے کی حماقت بھی کی۔ اس دوران امریکہ افغانستان میں ایک نام نہاد جمہوری عمل کی داغ بیل ڈال کر اقوام عالم کی سیکورٹی فورسز کی مدد لینے میں کامیاب رہا۔ خاص طور پر نیٹو افواج، کہ جسے گلوبل پولیس میں کردار سونپ دیا گیا۔

باقی سب تو تاریخ ہے، افغانستان میں فوج کی گرفت روز بروز کمزور ہوتی جا رہی ہے یہ ایک کھلا راز ہے جس کا خود امریکی سفیر حال ہی میں ایک ٹیلی ویژن انٹرویو میں اعتراف کر چکا ہیں۔ میں نے گزشتہ چند ماہ میں بارہا پوچھے جانے والے سوالوں کے جواب میں ایک ہی بات دہرائی ہے اور وہی میں صدر اوباما سے کہنا چاہوں گا کہ جسے یہ مصیبت اُس کے پیشرو سے ورثے میں ملی ہے، اور وہ یہ کہ اس

مصیبت کا صرف ایک ہی علاج ہے اور وہ ہے سیاسی حل، افغانستان سے بیرونی افواج کا مکمل انخلا جو قومی مفاہمت کا متقاضی ہے۔ آخر کار اب آپ کو بھی وہی کچھ کرنا ہوگا جو ہم نے آج سے دو دہائی پہلے کیا تھا اور جو تجویز ہمارے لوگ لندن کانفرنس میں پیش کر چکے ہیں۔ تعمیر نو میں شامل تمام یا زیادہ تر گروہوں کے درمیان مفاہمت اور سیاسی حل پر زور، نہ کہ عسکری حل۔

افغانستان میں اقوام متحدہ کے مندوب نے بھی حال ہی میں دیے گئے ایک انٹرویو میں اسی چیز پر زور دیا ہے کہ پورے افغانستان سے بیرونی فوجوں کا مکمل انخلا۔ کتنے شرم کی بات ہے کہ ایسا پہلے کہا اور کیا کیوں نہیں گیا؟ عسکری فتح سے قطع نظر، کامیابی کے امکانات نصف ہیں۔ طالبان میں موجود عناصر سے رابطوں کے باوجود ضرورت ہے کہ ایران کو بھی امن بحالی مشن میں شریک کیا جائے اور سب سے بڑھ کر پاکستان کے ساتھ حالات معمول پر لانے کے لیے سخت محنت کی ضرورت ہے۔

افغانستان میں بحالی امن میں روس بھی اہم کردار ادا کر سکتا ہے۔ مغربی لیڈروں کو روس کے اس موقف کی تحسین کرنا چاہیے جو اس نے حالیہ لندن کانفرنس میں اختیار کیا ہے۔ قطع نظر اس کے کہ ہمیں بہت پہلے مغرب کی وجہ سے کس قدر نقصان اور ہزیمت کا سامان کرنا پڑا تھا۔ روس، افغانستان میں حالات معمول پر لانے کے لیے مکمل تعاون پر آمادہ ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ مستقبل میں افغانستان کی جانب سے کسی قسم کے ممکنہ خطرے سے بچنے کے لیے ایسا کرنا اس کے اپنے مفاد میں ہے۔

روس یہ پوچھنے میں حق بجانب ہے کہ امریکی اور نیٹو افواج نے افغانستان میں اتنے طویل قیام کے عرصے میں منشیات کی پیداوار اور اسمگلنگ کی روک تھا کے لیے کیا گیا ہے؟ جس کی زیادہ تر مقدار پڑوسی ممالک کے توسط سے روس میں کھپائی جا رہی ہے۔ روس یہ مطالبہ کرنے میں بھی حق بجانب ہے کہ اسے بھی افغانستان میں معاشی بحالی کے کام میں شریک کیا جائے۔ کیونکہ ہماری مدد سے وہاں درجنوں ایسے ترقیاتی منصوبے مکمل ہوئے ہیں جنہیں بعد ازاں 1990 میں تباہ کر دیا گیا تھا۔

روس افغانستان کا پڑوسی ملک ہے جس کے مفادات کا خیال کیا جانا ازبس ضروری ہے۔ اگرچہ زمینی حقائق بھی اس کے گواہ ہیں مگر بعض اوقات یاددہانی کرانا ہی پڑتی ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ ایک دن گرداب میں پھنسے افغانستان پر امن کی صبح ضرور طلوع ہوگی۔ لاکھوں افراد کی امید کی کرن دکھائی دینے لگی ہے۔ کامیابی کے امکانات سو فیصد بھی ہو سکتے ہیں بشرطیکہ خواب کو حقیقت میں ڈھالنے کے لیے کچھ عملی اقدامات بھی کر لیے جائیں۔ مثلاً سچائی کا ادراک، ثابت قدمی اور سب سے بڑھ کر ماضی میں کی گئی غلطیوں سے سبق سیکھنے کی دیانتدارانہ کوشش کر کے ان کی تلافی کے لیے مثبت اور ٹھوس اقدام کیے جائیں۔ (مضمون نگار 1985 سے 1991 تک سوویت یونین کا صدر رہا)

(بشرطیکہ ''خلیج ٹائمز'')

ملا عبدالرزاق اخوند سے انٹرویو

(مجاہدین کے مسئول عسکری ملا عبدالرزاق اخوند سے مرجاہ میں مجاہدین کی جنگی صلاحیتوں کے بارے میں گفتگو، اتوار، ۱۴ فروری ۲۰۱۰)

سوال: معزز بھائی ملا عبدالرزاق، قارئین کو ضلع مرجاہ میں ہونے والی پیش رفت سے آگاہ کیجئے۔

جواب: اللہ کے نام کے ساتھ جو بڑا مہربان نہایت رحم فرمانے والا ہے، تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں، جو مجاہدین کا محافظ ہے اور امام المجاہدین ﷺ پر سلامتی ہو، ان کی آل، اصحاب اور ان سب پر جو ان کے پیرو ہیں۔ اللہ عزوجل کا فرمان ہے۔ ''بیشک اگر تم صبر کرو اور خدا سے ڈرتے ہوئے کام کرو تو جس آن دشمن تم پر چڑھ آئیں گے اسی آن تمہارا رب پانچ ہزار صاحب نشان فرشتوں سے تمہاری مدد کرے گا۔'' (ال عمران: ۱۲۵)

الحمدللہ، صوبہ ہلمند میں امارت اسلامیہ کے مجاہدین، خصوصاً مرجہ میں جنگ کے لیے بہت مستفید ہیں اور قابض صلیبوں کے خلاف بہت عالی ہمت اور بلند حوصلے سے سرشار ہیں، ہم نے یہ تیاریاں ابھی مکمل ہونے پر شروع نہیں کیں، بلکہ پہلے ہی سے امارت اسلامیہ کے شعبہ عسکری امور کے قائدین کی زیرنگرانی شروع کر رکھی تھیں، اس بات کے پیش نظر کے قابض صلیبوں کی جانب سے ایسا حملہ متوقع تھا، تا کہ ہم ان کے حملوں کا مقابلہ کر سکیں اور ان کو پسپا ہونے پر مجبور کر سکیں۔

سوال: مرجاہ کے میدان میں موجود مجاہدین کی نظر میں کیا یہ حملہ ایک عام سا حملہ ہی ہے جس میں عسکری اعتبار سے کوئی جذبات نہیں؟

جواب: ماہرانہ تجربے کی بنیاد پر میں اس جنگ کو عسکری جنگ نہیں بلکہ پروپیگنڈے کی جنگ سمجھتا ہوں۔ کیونکہ ابھی پورے پورے اضلاع ہیں مثلاً بغران بغنین، دشو اور وشیر جو مجاہدین کے ہاتھ میں ہیں اور وہاں مکمل طور پر ان کا تصرف ہے۔ اسی طرح صوبہ کے وسط میں بہت وسیع علاقے ہیں اور اس صوبے (ہلمند) کے بہت سے میدان مجاہدین کے پاس ہیں، اس حد تک کہ کچھ علاقوں میں تو دشمن صرف فضائی راستے سے ہی داخل ہو سکتا ہے۔ دشمن ان علاقوں پر قابو رکھنے میں بالکل نااہل ہے۔ وہاں پر ''چیتے کا پنجہ'' اور ''خنجر'' نامی آپریشن ہوئے جو پچھلے سال جولائی میں بغیر کسی نتیجے کے ختم ہو گئے۔ دشمن نے اپنی گزشتہ ناکامیوں اور نقصانات پر پردہ ڈالنے اور موسم بہار میں مجاہدین کے نئے آپریشن سے بچنے کے لیے بہار سے دو مہینے پہلے مرجاہ میں حملے کا اعلان کیا ہے۔

مرجاہ ہلمند صوبے میں نادعلی ضلع کا عام سا علاقہ ہے، جہاں پر دشمن اب تک قبضہ نہیں کر سکا اور

ایک عسکری سینٹر اس کی نذر کر چکا ہے۔ علاقے کے اعتبار سے یہ جگہ بہت چھوٹی اور محدود ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ ایک زرخیز زرعی علاقہ ہے۔ مرجاہ کے شمال میں نادر کا تاریخی ضلع ہے جو نادعلی ضلع میں آتا ہے۔ اس کے جنوب میں ضلع گرمسیر ہے اور اس کے مغرب میں ضلعی نواہ ہے۔ مشرق میں خانشین اور دلارم کے اضلاع ہیں۔

جیسا کہ میں نے کہا کہ رقبے کے لحاظ سے یہ چھوٹا سا علاقہ ہے، لیکن دشمن اپنے پروپیگنڈے میں اس کو بڑا کر کے پیش کر رہا ہے، گویا یہ جنوب اور مغرب کے مجاہدین کے لیے مرکز ہے۔ اس علاقے میں مجاہدین پر دباؤ ڈالنے کے لیے دشمن نے گزشتہ ایک ہفتے سے جنگی پروپیگنڈا شروع کر رکھا ہے، وہ ایسا ظاہر کر رہے ہین گویا ان کو وہاں کے رہائشیوں سے بہت ہمدردی ہے، ان کو وہ جگہ خالی کرنے کو کہا گیا ہے اور ان کے اور مجاہدین کے لیے جہازوں سے کتابچے پھینک رہے ہیں۔ انہوں نے مغربی ذرائع ابلاغ کو اس کام پر لگایا ہوا ہے کہ وہ ہر لمحہ ان کے پہلے سے طے شدہ نتائج کی تشہیر کریں، اور انہوں نے اس جنگ کے ذرائع ابلاغ اور پروپیگنڈے کے ثمرات اکٹھا کرنے کی پوری پوری کوشش کر ڈالی ہے۔

اس سارے پروپیگنڈے کا بنیادی ہدف افغانستان خوردہ عسکری جنرل سٹینلے میک کرسٹل کی ساکھ اور رتبے کو برقرار رکھنا ہے، چاہے محض عارضی طور پر ہلمند کے کسی چھوٹے سے گاؤں پر قبضہ کر لیں اور ٹی وی پر مغربی دنیا کو اس کی تصاویر دکھا دیں۔ اس لیے کہ وہ افغانستان میں مجاہدین کی کامیابیوں سے تنگ آ چکے ہیں۔ مجاہدین کے مقابلے میں ان کے سپاہیوں کی مسلسل شکست نے ان کی ساکھ اور مرتبے پر سوالیہ نشان ڈال دیا ہے۔ ان کی عوام اپنی عسکری اور دفاعی قابلیت کے بارے میں شک کرنے لگی ہے۔ لہٰذا، میک کرسٹل اور شکست خوردہ صلیبی اتحاد کے دیگر جنرل، اپنی کھوئی ہوئی عزت کو دوبارہ زندہ کرنا چاہتے ہیں، اور اس کے لیے انہوں نے ہلمند کے ایک بہت چھوٹے اور محدود علاقے پر قبضہ شروع کیا ہے اور مرجاہ کی پروپیگنڈا مہم کا اعلان کیا ہے۔

اگر مرجاہ پروپیگنڈے کی جنگ نہیں ہے تو پھر دشمن نے اس صوبے کے باقی اضلاع پر قبضے کا اعلان کیوں نہیں کیا حالانکہ وہ عسکری اور حکمت عملی کے اعتبار سے مرجاہ سے زیادہ اہمیت کے حامل ہیں؟ یہ پورے پورے اضلاع ہیں جن کے مقابلے میں مرجاہ تو ایک ضلع کا بھی چھوٹا سا علاقہ ہے۔

سوال: میدانِ جنگ میں دشمن کے حملوں کے خلاف آپ کی عسکری تیاریاں کیا ہیں؟

جواب: اللہ عزوجل کی مدد و نصرت سے ہم نے دشمن کو تباہ کرنے اور اس کو اس علاقے میں پھنسانے کے لیے موثر حکمت عملی اپنائی ہے۔ میں ان میں سے کچھ کو آپ کے سامنے رکھ سکتا ہوں:

(الف) ہم نے مرجاہ جانے والی تمام عوامی اور نجی سڑکوں پر ٹائم والی بارودی سرنگیں بچھا دی ہیں۔ اور

مقامی شہریوں کی حفاظت کیلئے مجاہدین کو ان سڑکوں کی نگرانی پر مامور کیا ہے۔

(ب) ہم نے ان علاقوں میں جہاں دشمنوں کے جمع ہونے کا امکان ہے، مجاہدین کے استشہادی دستوں کو تعیّن کیا ہے۔

(ج) بھاری اور چلتی گاڑیوں کو نشانہ بنانے کے لیے ہم نے بھاری اور دور تک مارنے والا اسلحہ تقسیم کیا ہے۔

سوال: اس کا مطلب ہے کہ آپ مرجاہ کی جنگ میں دشمن کے خلاف دوبدو جنگ کی تدابیر اختیار کر رہے ہیں؟

جواب: صرف مرجاہ میں نہیں بلکہ ملک کے مختلف علاقوں میں حاصل ہونیوالے تجربے کی بنیاد پر، دشمن کے خلاف ہم اپنی تدابیریں جنگ اور میدان کی صورتحال دیکھ کر اختیار کرے ہیں۔ مجاہدین نے 'مارو اور بھاگو' کی حکمت عملی سے بہت فائدہ اُٹھایا ہے۔ مرجاہ کا علاقہ اور اس کی زرعی نہروں کا محل وقوع اس طرح کی جنگوں کے لیے بہت موزوں ہے۔ یہاں یہ محفوظ مقامات ہیں جہاں سے مجاہدین کمین لگا سکتے ہیں اور دشمن پر غیر متوقع حملے کر کے وہاں لوٹ سکتے ہیں۔ مزاحمت کے دوران ہم وہ تدابیر اختیار کرتے ہیں جن سے ہم زیادہ کامیابیاں حاصل کرنے کے قابل ہوسکیں۔

سوال: آپ کو اس جنگ میں اپنی فتح کا کتنا یقین ہے؟

جواب: یہاں میں معاملہ اللہ کے علم پر چھوڑتا ہوں۔ ہماری کامیابی یا ناکامی کے سارے فیصلے اس کی مرضی پر مبنی ہیں۔ کامیابی کی صورت میں ہم اپنی عسکری طاقت یا جنگی تیاریوں کی وجہ سے فتح یاب نہیں ہوتے بلکہ اس کی نصرت اور مدد پر انحصار کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنی کتاب کے ذریعے یہ رہنمائی دی ہے کہ: ''اگر اللہ تمہاری مدد کرے تو کوئی تم پر غالب نہیں آسکتا، اور اگر وہ تمہیں چھوڑ دے، تو اس کے بعد کون تمہاری مدد کر سکتا ہے؟ مومنین کو تو بس اللہ ہی پر توکل کرنا چاہیے۔'' (ال عمران: ۱۶۰)

اگر فتح صرف مادّی اور عسکری قوت کے بل پر ملتی ہے تو اب تک امریکہ اور برطانیہ کو ہلمند کے تمام علاقوں پر قابض ہو جانا چاہیے تھا۔ ۵۸،۵۸۴ (اٹھاون ہزار پانچ سو چوراسی) مربع کلومیٹر کے اس صوبے پر قبضہ کرنے کے لیے انہوں نے درجنوں جنگوں میں اپنے سینکڑوں سپاہی، جو سرتاپا، تباہ کن اسلحہ اور دنیا کی مہلک ترین ٹیکنالوجی سے لیس ہوتے ہیں جھونک دیے ہیں۔ ان کی مدد کے لیے ٹورناڈو، اپاچی، F-16 طیارے اور ابرام اور چیفٹین ٹینک موجود ہوتے ہیں۔ تربیت یافتہ امریکہ میرینز اور برطانیہ کی خصوصی فورسز ان جنگوں میں حصہ لے چکی ہیں، اور ان کے پاس خبر گیری اور جاسوسی کے جدید ترین ذرائع بھی موجود ہیں۔

مزید یہ کہ انہوں نے اپنے سپاہیوں کا حوصلہ بڑھانے کے لیے ایک بہت بڑی پروپیگنڈا مہم کا آغاز کر رکھا ہے۔ اسکے باوجود مجاہدین کے ہاتھوں جو بے سروسامان ہیں وہ بہت سے شکستیں کھا چکے ہیں۔ ہر جنگ کے اختتام پر ہم دشمن کے فوجیوں کی کثیر تعداد کو مردہ اور زخمی حالت میں دیکھتے ہیں، ان کے بہت سے سواریاں اور جدید آلات تباہ ہو چکے ہوتے ہیں، اور واشنگٹن اور لندن کی سڑکوں پر ان کے مقتولین کے لیے سوگ منایا جا رہا ہوتا ہے۔

سوال: مرجاہ میں کتنے مجاہدین سرگرم ہیں؟

جواب: کچھ جنگی وجوہات کی بنا پر میں سمجھتا ہوں کہ یہاں اپنے سرگرم مجاہدین کی تعداد بتانا مناسب نہیں۔ لیکن مجموعی طور پر، میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ ہمارے پاس خاصی تعداد میں مجاہدین ہیں جو دشمن کا اچھی طرح مقابلہ کر سکتے ہیں۔ پورے ملک میں اور خصوصاً ہلمند میں مزاحمت اس حد تک پہنچ چکی ہے کہ سارے لوگ مجاہدین کے ساتھ ہیں۔ مجاہدین کی تعداد کا اندازہ دراصل کسی بھی علاقے کے مقامی افراد کی تعداد سے لگایا جا سکتا ہے، یعنی اگر کسی علاقے کے رہائشیوں کی تعداد زیادہ ہو تو وہاں کے مجاہدین کی تعداد بھی زیادہ ہوگی۔ اس حقیقت کی روشنی میں ہمارے پاس مرجاہ میں دو قسم کے مجاہدین ہیں: مسلح مجاہدین اور غیر مسلح مجاہدین۔

ہمارے مسلح مجاہدین منظم تدابیر اور مجموعات کی صورت مین دشمن کا مقابلہ کرتے ہیں جبکہ غیر مسلح مجاہدین علاقے کے وہ نوجوان ہیں جو اسلحہ کی کمی یا تربیت نہ ہونے کی وجہ سے اپنے گھروں میں مقیم ہیں، اور ہر لمحہ مجاہدین کی مدد اور تعاون کے لیے مستعد ہیں۔ چنانچہ وہ ہمارے لیے کمک کی حیثیت رکھتے ہیں جو ہم ضرورت پڑنے پر استعمال کرتے ہیں۔ ان ریزرو مجاہدین کی تعداد ہزاروں نوجوانوں تک پہنچ جاتی ہے۔

ایک دوسرے نقطہ نگاہ سے، ہلمند صوبے کے سارے مجاہدین مرجاہ کی جنگ میں عملی طور پر دفاع میں شریک ہیں۔ مرجاہ پر حملے کے ساتھ ہی انہوں نے دشمن کے پختہ اور نقل پذیر اداوں کو نشانہ بنانا، ان کے عسکری کیمپوں پر حملے کرنا اور ان کے فوجی قافلوں کو روڈ سائیڈ بموں کے ذریعے اڑانا شروع کر دیا۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ امارت اسلامیہ کی عسکری کمیٹی نے کس طرح تعاون اور اتحاد کی فضا پورے ملک میں قائم کی ہے، اور اس کو عملی طور پر پچھلے چھ سال سے ہلمند صوبے میں کارآمد بنایا جا رہا ہے، جو بہت نتیجہ خیز ثابت ہوا ہے۔

سوال: ایک عسکری قائد کی حیثیت سے، آپ کے خیال میں صلیبی حملہ آور فوجیں ہلمند صوبے پر اتنی توجہ کیوں دیتے ہیں، اور اس صوبے میں پورے ملک میں سب سے زیادہ فوجیں تعینات کی جاتی ہیں؟

جواب: اس صوبے میں امریکہ اور برطانیہ کی توجہ بڑھ جانے کی عسکری، سیاسی، سیکورٹی اور معاشی وجوہات ہیں، جن کا میں یہاں اختصار کے ساتھ ذکر کروں گا:

۱۔ صوبہ ہلمند ایران کی سرحد کے قریب ہے۔ برطانیہ اور امریکہ ایران کی سرحد پر عسکری اور جاسوسی بیس کیمپ قائم کرنا چاہتے ہیں تاکہ ایران کے سیکورٹی، عسکری اور جاسوسی اداروں پر نظر رکھ سکیں اور ان کو ڈرا دھمکا سکیں۔

۲۔ صوبہ ہلمند کو عالمی سطح پر ہیروئن کی کاشت کا مرکز سمجھا جاتا ہے۔ امریکی اور برطانوی مافیا کمپنیاں یہاں تمباکو کی کاشت کرتے ہیں اور افغانستان کے باہر جہازوں کے ذریعے سمگل کر کے بازار میں بیچتے ہیں۔ امریکہ اور برطانیہ اپنی پوری کوشس کر رہے ہیں کہ ہلمند پر مکمل قابض ہونے کے بعد ہیروئن کی کاشت کے مراکز کو اپنے ہاتھ میں لے لیں تاکہ اس کی کاشت مکمل نگرانی کے تحت آجائے۔ وہ اس میں مزید بہتری پیدا کریں گے اور اس سے بہت سا منافع کمانا چاہتے ہیں۔

۳۔ صوبہ ہلمند ایران کے نزدیک ہونے کے ساتھ ساتھ پاکستان کے بھی قریب ہے خصوصاً پاکستان کے صوبے بلوچستان کے ساتھ جہاں گوادر میں چین کی مدد سے ایک بہت بڑی بندرگاہ تعمیر کی جارہی ہے۔ اس کے علاوہ دیگر بڑے بڑے منصوبے بھی ہیں۔ اس بندرگاہ کی حریف ملک چین کی معیشت کے لیے بہت زیادہ اہمیّت ہے، نیز یہ امریکی اور برطانوی اس بات کے پیاسے ہیں کہ افغانستان میں اپنی رسد کی فراہمی کے لیے انہی کوئی چھوٹا سمندری راستہ مل سکے۔ امریکہ کی تجارتی طور پر ایشیاء پر غالب آنے کی خواہش، خصوصاً وسطی ایشیاء پر، اسی بندرگاہ سے تعلق رکھتی ہے۔ اس راستے تک پہنچنے کا سب سے آسان ترین ذریعہ ہلمند پر مکمل کنٹرول ہے۔

۴۔ ہلمند کے سٹریٹیجک مقام ہونے کے علاوہ یہاں پر وسیع قدری وسائل کے ذخائر، جن میں یورینیم بھی شامل ہے پائے جاتے ہیں، اب انگریزی قابض افواج تیزی تیزی ان کو نکال رہے ہیں۔ کرزئی حکومت میں کانوں کی وزارت کے ایک افسر نے گمنام رہنے کی شرط پر میڈیا پر یہ بات ظاہر کی۔ مقامی لوگوں میں عینی شاہدین کے مطابق، انگریزی افواج ضلع سنگین میں بڑی بڑی کھودنے والی مشینیں لائے ہیں، اور یورینیم نکالنا شروع کر چکے ہیں۔ اس جگہ روزانہ بہت سے مال بردار جہاز دیکھے گئے ہیں۔

۵۔ تینوں جنوب مغربی صوبے، قندھار، ہلمند اور زگن، وہ علاقے ہیں جہاں سے امارت اسلامیہ کے قائدین اور اس کے بہت سے اہم ممبران کا تعلّق ہے۔ امارت اسلامیہ کا قیام بھی وہیں ہوا تھا۔ امریکی اور برطانوی اس صوبے پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں تاکہ تینوں صوبوں پر کنٹرول حاصل کر سکیں،

اور اپنے دعوے کے مطابق، امارت اسلامیہ کی قابلیتوں کو ختم کر سکیں تاکہ ملک کے باقی حصّے پر آرام سے قبضہ کیا جا سکے۔

یہ وجوہات ہیں جن کی وجہ سے صوبے ہلمند میں ان لوگوں کی دلچسپی بڑھ گئی ہے۔ لیکن ان کی ساری کوششیں اور اہداف کچھ حیثیت نہیں رکھتے، کیونکہ ہلمند یا اس کے سے ملحقہ علاقے میں ان کے مذموم مقاصد پورے ہونے کا کوئی امکان نہیں۔ ہلمند کے رہائشی مسلمان ہیں جن کو اپنے صوبے میں امریکی اور برطانوی موجودگی کا بہت زیادہ احساس ہے۔ اس خطے کا ہر بوڑھا اور جوان ہلمند کی مٹی کے ایک ایک ذرے کے دفاع کے لیے اور مقبوضہ افواج کے خلاج جہاد کے لیے تیار ہے۔

سوال: آپ مرجاہ میں لڑنے والے مجاہدین کے حوصلے کا کیسے اندازہ لگا سکتے ہیں؟

جواب: مرجاہ کے مجاہدین عزت اور شان کے ساتھ کھڑے ہیں، ان کے حوصلے بہت بلند ہیں، اور ان میں سے ہر ایک، جہاد کی خندقوں میں اللہ تعالیٰ کی یہ آیت دہرا رہا ہے۔ ''بیشک اگر تم صبر کرو اور خدا سے ڈرتے ہوئے کام کرو تو جس آن دشمن تم پر چڑھ آئیں گے اسی آن تمہارا رب پانچ ہزار صاحب نشان فرشتوں سے تمہاری مدد کرے گا۔'' (ال عمران: ۱۲۵)

ان کی درخواست ہے کہ ان کے تمام مسلمان بھائی ان کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں اور اس مقابلے میں ان کے لیے اللہ سے ثابت قدمی اور راستبازی کا سوال کریں اور یہ دعا کریں کہ اس دور کا فرعونی طاغوت ان کے ہاتھوں گرے۔

سوال: اخباری رپورٹوں کے مطابق مرجاہ میں پچھلے تین دنوں میں دشمن سے مختلف علاقوں میں مسلسل جنگیں ہو رہی ہیں، کہا جا رہا ہے کہ دشمن نے کچھ میدانوں میں چھاتہ دار سپاہی بھی اُتارے ہیں۔ کیا آپ ان دنوں میں ہونے والی عسکری اور جہادی کامیابیوں کے حوالے سے کچھ عمومی باتیں بتا سکتے ہیں؟

جواب: جی ہاں، جارح دشمن نے پچھلے تین دنوں کے دوران متعدد بار مرجاہ پر حملہ کیا ہے۔ لیکن، اللہ کی مدد سے، ہر دفعہ اسے بہت سا نقصان برداشت کرنا پڑا اور پیچھے ہٹنا پڑا ہے۔ ابتدا میں دشمن نے اپنی افواج سستانی صحرا میں جمع کیں اور راکٹوں سے حملہ کیا۔ دوسرے دن انہوں نے تاریخ ناور اور جار راہی شرین جان سے حملہ کیا اور اس کی افواج آگے بڑھیں۔ یہاں پر اس کی متعدد عسکری گاڑیاں بارودی سرنگوں کے ذریعے تباہ ہوئیں اور اس کی سپاہ کا نقصان ہوا۔

یہ بات قابل ذکر ہے کہ پچھلے دنوں میں مرجاہ کے آس پاس کے علاقوں مثلاً ابداللہ قلاف، شاملن اور قاری سعدی میں دشمن کے بہت سے سپاہی مجاہدین کے حملوں اور دھماکوں میں مر چکے ہیں۔

اسی طرح ان کی بہت سی فوجی گاڑیاں اور مائن سویپر تباہ ہو چکے ہیں۔ان کے حملوں کا بھرپور جواب دیا گیا جس سے وہ پیچھے ہٹنے پر مجبور ہو گئے۔اللہ کے فضل سے ان معرکوں میں ہمارے کچھ مجاہدین بھی شہید ہوئے ہیں۔

پچھلے کچھ دنوں کی جنگوں میں دشمن میدان میں آگے بڑھنے اور دوبدو مقابلے میں ناکام رہا ہے۔مجاہدین کی بہادرانہ مزاحمت نے اس کو بہت نقصان پہنچایا ہے کہ وہ اپنی سٹریٹیجی تبدیل کرنے پر مجبور ہو گیا ہے۔انہوں نے پچھلے سال کی طرح رات میں حملے کیے اور اس کے متعدد فوجی رات کو لاوی جر راہی کے علاقے میں اترے،جس کے لیے ہمارے مجاہدین پہلے سے ہوشیار تھے۔مجاہدین نے فوراً ان پر حملہ کیا،ان کا مقابلہ کیا اور یہ جنگ ابھی تک جاری ہے،لیکن دشمن ابھی تک اس علاقے سے کسی بھی سمت میں آگے نہیں بڑھ سکا۔یہ وہ آخری حربہ ہے جس پر دشمن نے انحصار کیا ہے۔اگر وہ اسی طرح کرتا رہے تو اپنے سپاہیوں کو محاصرے اور خطرے میں ڈال دے گا،اور انشاءاللہ اسے کچھ حاصل نہیں ہوگا۔

امیر عبدالرزاق، جزاک اللہ آپ نے ہمیں جنگ کے ان نازک لمحات میں گفتگو کا موقع دیا۔ ہم اللہ سے سوال کرتے ہیں کہ آپ کے دشمنوں کے خلاف فتح و کامیابی سے نوازے۔

کمانڈر عبدالرزاق: جزاک اللہ

☆☆☆☆☆

افغانستان میں مزید نقصان اٹھانا پڑے گا!

امریکی فوج کے سربراہ جنرل ڈیوڈ پیٹریاس کا این بی سی کو انٹرویو صلیبی، شکست کے لیے اپنی قوم کو ذہنی طور پر تیار کر رہے ہیں۔ مرجہ میں تاریخی شکست سے قبل صلیبی جنرل کا اہم انٹرویو:

افغانستان کے صوبہ ہلمند میں غیر معمولی آپریشن جاری ہے۔ لڑائی شدت اختیار کرتی جا رہی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ابتدائی مرحلے میں ہمیں شدید مزاحمت کا سامنا ہے۔ مگر یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ افغانستان میں نئے آپریشنز کا سلسلہ بارہ سے اٹھارہ ماہ تک چلے گا۔ صورت حال کو اسی تناظر میں دیکھنا ہوگا۔ جنرل میک کرسٹل اور ان کے ساتھیوں نے ڈیڑھ سال تک صورت حال کا جائزہ لے کر جو منصوبہ بندی کی ہے، اسی کے مطابق کارروائی کی جا رہی ہے۔ سول ملٹری سیٹ اپ کیلئے بھرپور کوششیں کی جا رہی ہیں۔ امریکہ چاہتا ہے کہ افغان حکومت کو تمام امور جلد از جلد سونپ دیے جائیں مگر اس کے لیے لیڈر شپ کی ضرورت ہے جو فی الحال مطلوبہ معیار تک دکھائی نہیں دے رہی۔ شدت پسندی سے مستقل طور پر نمٹنے کے لیے چند رہنما اصول مرتب کرنے ہوں گے۔

صدر اوباما نے افغانستان کے لیے جن مزید تیس ہزار فوجیوں کی تعیناتی کا اعلان کیا ہے ان میں سے پانچ ہزار چار سو ہلمند میں تعینات کیے جا چکے ہیں۔ مزید فنڈنگ کی ضرورت ہے تاکہ افغانستان میں کی جانے والی منصوبہ بندی پر عمل میں تاخیر اور کوتاہی کی گنجائش باقی نہ رہے۔ افغان فوج کی اتھارٹی کو زیادہ سے زیادہ مستحکم کرنے کی ضرورت ہے تاکہ وہ اپنے پیروں پر کھڑے ہو سکے۔ مرجہ میں اتحادی افواج کی کارروائی سے مثبت نتائج ملنے لگے ہیں۔ وہاں افغان فوج بھی اتحادیوں کے شانہ بشانہ ہے۔

اگرچہ ہمیں طالبان کی جانب سے شدید مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا ہے تو کچھ حیرت کی بات نہیں۔ عراق میں بھی یہی ہوا تھا، جب ہم سے عراقی حکومت کی اتھارٹی قائم کرنے کے لیے بھرپور آپریشن شروع کیا تھا تو ملک بھر میں مزاحمت کار متفق اور متحد ہو گئے۔ وہ اپنے محفوظ ٹھکانے اتحادیوں سے واپس لینا چاہتے تھے۔ افغانستان میں بھی یہی ہو رہا ہے۔ ہمیں رفتہ رفتہ کامیابی مل رہی ہے۔ شیڈو گورنر گرفتار ہو رہے ہیں، ہائی ویلیو ٹارگٹ حاصل کیے جا رہے ہیں، ایک لاکھ افغان فوج ملک بھر میں اپنی اتھارٹی قائم کرنے کی بھرپور کوشش کر رہی ہیں۔

ہم جانتے ہیں کہ سال رواں کے دوران ہمیں افغانستان میں شدید نقصان برداشت کرنا پڑے گا۔ یہ صورت حال ہمارے لیے غیر متوقع نہیں۔ ہم مایوس نہیں بلکہ پُر امید ہیں۔ ہمیں مایوسی یا خوش امیدی کی بجائے حقیقت پسندی کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔ ہمیں اس حقیقت کا کھلے دل سے اعتراف

کرنا چاہیے کہ طالبان کی جانب سے شدید مزاحمت کا سامنا ہے۔ ہم اس بات کو یقینی بنانا چاہتے ہیں کہ افغان سرزمین نائن الیون کی طرز کے حملوں کی منصوبہ بندی کے لیے دوبارہ استعمال نہ ہو۔ ان حملوں کی منصوبہ بندی قندھار میں کی گئی اور پھر حملہ آوروں کو ہمبرگ کے راستے امریکہ منتقل کیا گیا تاکہ وہ پرواز کی تربیت حاصل کریں۔

اپریل 2009 سے اب تک پاکستان نے ہم سے غیر معمولی تعاون کیا ہے۔ خفیہ معلومات کے تبادلے کے بارے میں تفصیلات تو منظر عام پر نہیں لائی جاسکتیں، ہاں یہ ضرور کہنا پڑے گا کہ اب پاکستان میں عوام، سیاست دانوں اور فوجی قیادت کو مکمل یقین ہو چکا ہے کہ عسکریت پسندوں اور انتہا پسندوں کے ہاتھوں حکومت کی عملداری خطرے میں ہے۔ یہ احساس ہر سطح پر پوری شدت سے پایا جاتا ہے کہ دہشت گردی کے خلاف جنگ کسی اور کے لیے نہیں بلکہ خود پاکستان کی سلامتی اور خوشحالی کے لیے لڑی جارہی ہے۔

امریکہ اب ہائی ویلیو ٹارگٹ کی گرفتاری اور اسیری سے گریزاں ہے کیونکہ بین الاقوامی اداروں کی نگرانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ انسانی حقوق کی علمبردار تنظیمیں معاملات پر نظر رکھتی ہیں۔ اگر تمام اصولوں اور قوانین کا خیال نہ رکھا جائے تو بڑی بھاری قیمت ادا کرنی پڑتی ہے۔ عراق کی ابوغریب جیل کا معاملہ ہمارے لیے ایک واضح مثال ہے۔ میں ذاتی طور پر گوانتاناموبے جیل بند کرنے کے حق میں رہا ہوں۔ مگر اس کے لیے غیر معمولی عقل مندی اور نظم وضبط کی ضرورت ہے۔ قیدیوں کی منتقلی ایک بڑا مسئلہ ہے، اس معاملے کو بہتر طریقے سے نمٹانا پڑتا ہے۔

امریکی مرکزی کمان کے علاقوں سے القاعدہ کو غیر موثر بنانے میں غیر معمولی کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ سعودی عرب اور چند دوسرے ممالک کو اس کا فائدہ پہنچا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اب مشرق وسطیٰ میں القاعدہ قیادت کو نمایاں حد تک غیر موثر کیا جاسکا ہے۔ ایک نیٹ ورک کا دباؤ کم کرنے کے لیے دوسرا نیٹ ورک قائم کرنا پڑتا ہے اور ہم نے القاعدہ کے معاملے میں یہی کیا ہے۔ القاعدہ کا مسئلہ یہ ہے کہ اب وہ کہیں بھی امریکی مفادات کو نقصان پہنچانے کے لیے بے تاب ہے۔ کرسمس کے موقع پر ایمسٹرڈیم سے ڈیٹرائٹ جانے والی فلائٹ کو تباہ کرنے کی کوشش سے یہی ظاہر ہوتا ہے۔ اب ہمیں زیادہ محتاط رہنا پڑے گا۔

☆☆☆☆☆

افغانستان میں صلیبوں کو آخری دھچکے!

طالبان کی تلاش میں ہلکان، اُن کے وجود کو ختم کرنے کی مذموم خواہش میں غلطاں نفسیاتی عوارض میں مبتلا فوج پر مشتمل صلیبی لشکر کو ایک نئی شکست کے لیے تازہ دم کیا جا رہا ہے۔ یہ نئی شکست قندھار میں اُس کی منتظر ہے۔ موجودہ افغان جنگ کی تاریخ میں سب سے بڑے قرار دیے جانے والے اس آپریشن میں امریکی خواہشات کے مطابق طالبات کا مکملہ خاتمہ کر دیا جائے گا اور افغانستان میں ان کی مرضی کے مطابق نظام حکومت قائم کیا جا سکے گا۔ آج سے ٹھیک چار ماہ قبل ماہ فروری میں آپریشن مشترک شروع کیا گیا تھا جو کہ افغان صوبے ہلمند کے قصبے مرجاہ کو طالبان کا گڑھ قرار دے کر ان کی کمر توڑنے کی غرض سے کیا گیا تھا۔ آپریشن مرجاہ میں جس ناکامی کا سامنا امریکی فوج کو کرنا پڑا ہے اس کا اعتراف خود مغربی میڈیا بھی کر رہا ہے۔

برطانوی اخبار ''ٹائمز آن لائن'' کے مطابق مرجاہ میں طالبان کی پوزیشن پہلے سے زیادہ مضبوط ہے اور انہیں اس آپریشن سے کوئی فرق نہیں پڑا ہے۔ جنگی حکمت عملی کے تحت علاقہ چھوڑ کر جانے والے طالبان واپس موجود ہیں اور اس کا ثبوت روزانہ کی بنیادوں پر ہونے والے حملے ہیں جو کہ اتحادی و امریکی افواج پر اور افغان فوجیوں پر کیے جاتے ہیں جن میں بھاری جانی و مالی نقصان ہوتا ہے۔ لہٰذا اس آپریشن میں امریکہ اپنا بنیادی ہدف ہی حاصل نہیں کر سکا ہے کہ علاقے میں طالبان کی نقل و حرکت آزاد نہ ہونے کا اعتراف خود عالمی مغربی میڈیا کر رہا ہے۔ مرجہ کے آپریشن میں پانچ ہزار اتحادی افواج کو تعینات کرنے کے باوجود بھی حالات اتحادی افواج کے حق میں نہیں۔ آپریشن مرجاہ کے بارے میں برطانوی اخبار ''ٹائمز آن لائن، جریدے ''ڈیلی میل'' میں کیے جانے والے تجزیوں کے مطابق صورتحال واضح طور پر صلیبی لشکروں کے حق میں معاون نظر نہیں آتی ہے۔ یہ پچھلے آپریشن کی وہ ناکامیاں ہیں جن کو مغربی پریس باوجود کوشش کے چھپانے میں ناکام ثابت ہوا ہے۔ اس آپریشن میں ناکامی کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ آپریشن کے فوراً بعد اوباما نے پچھلے مہینے اپنی کابینہ کے اجلاس میں طالبان سے فوری طور پر بات چیت شروع کرنے کی ضرورت کا اظہار کیا تھا۔ کامیاب آپریشن کے بعد مذاکرات کی خواہش امریکی کامیابیوں کے دعووں کی قلعی اتارنے کے لیے کافی ہے۔

افغانستان سے انخلا کا باعزت راستہ تلاش کرنے کی تگ و دو میں مصروف امریکیوں کو اپنی ہر تدبیر الٹی پڑ رہی ہے۔ اپنی گرتی ہوئی ساکھ کو سہارا دینے اور اپنی عوام کو مطمئن کرنے کے لیے ایک ہی حرجہ تھا اور وہ یہ کہ آپریشن کے ذریعے کچھ چھوٹی موٹی کامیابیوں کا حصول ہو سکے۔ لہٰذا ابھی ایک آپریشن میں ذلت آمیز تجربات ہونے کے باوجود دوسرے آپریشن کا اعلان کر دیا گیا جو طالبان کے

مضبوط گڑھ قندھار میں کیا جائے گا۔ قندھار آپریشن کے مقاصد بھی تقریباً وہی ہیں جو کہ آپریشن مرجہ کے تھے۔ امریکی حلقے اس آپریشن کو موجودہ افغان جنگ کا سب سے بڑا آپریشن قرار دے رہے ہیں۔ امریکی قندھار آپریشن کو فیصلہ کن قرار دے رہے ہیں لیکن ابھی تک جو کچھ سامنے ہے اس میں سارے ہی فیصلے اتحادی افواج کے خلاف اور ان کی مزید بربادیوں کے ہیں۔ قندھار آپریشن سے وابستہ امیدیں صرف امریکی عوامی کو مطمئن کرنے کی کوشش ہے جو کہ تازہ ترین حالات میں تابوتوں کے تحفے وصول کرتے کرتے تھک چکی ہے۔ خود امریکی افواج کا یہ عالم ہے کہ خودکشی، پاگل پن اور نفسیاتی دوروں کا شکار تھکی ہاری فوج کسی نئے محاذ پر بھیجے جانے کے قابل نہیں رہی ہے۔

نیویارک ٹائمز کے مطابق افغانستان میں فوجی رسد میں ڈرگز کی تعداد میں قابل تشویش اضافہ ہوا ہے اور ایک سروے کے مطابق ہر چھٹا امریکی فوجی ذہنی و نفسیاتی مریض بن چکا ہے۔ اس کے علاوہ مکمل پاگل ہونے والے فوجیوں کی تعداد ۲۱۴۷ تک پہنچ چکی ہے۔ امریکی فوج میں خودکشی کے رجحان کے خلاف کام کرنے والی ٹاسک فورس کے عہدیدار جنرل کرسٹوفرنل بریک کے مطابق ۲۰۰۹ میں مجموعی طور پر ۱۱۶۰ امریکی فوجیوں نے خودکشی کی تھی جو ماضی کے مقابلے میں بہت زیادہ ہے۔ جنرل کرسٹوفرنل کے مطابق گزشتہ سال خودکشیوں کے حوالے سے انتہائی مایوس کن رہا اور خودکشی کرنے والوں میں سے ایک تہائی تعداد اب فوجیوں کی تھی جو افغان و عراق کے محاذوں پر بھیجے گئے تھے۔

پاگل ہونے والے فوجیوں میں ۲۰۰۰ سے زائد وہ تعداد ہے جو کہ میدان جنگ میں زخمی ہو گئے تھے اور ان میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جن کو جب یہ علم ہوا کہ ان کی تعیناتی افغانستان یا عراق میں کر دی گئی ہے تو خوف سے دماغی امراض کا شکار ہو گئے۔ یہ انکشافات امریکی دفاعی جریدے ملٹری ٹائمز نے اپنی ایک رپورٹ میں کیے ہیں۔ ایک دوسرے جریدے ملٹری ٹائمز کے مطاق شعبہ نفسیاتی امراض کے سربراہ بریگیڈئیر جنرل لوری سٹن نے امریکی کانگریس کو بتایا ہے کہ ڈیوٹی پر تعینات ۱۹ فیصد فوجی افیون کا نشہ کرتے ہیں اور ۱۷ فیصد باقاعدہ ذہنی مریض بن چکے ہیں۔ دی ٹائمز نے ڈیفنس لاجسٹک ایجنسی کی طرف سے حاصل کردہ ریکارڈ کی بنیاد پر یہ انکشاف کیا ہے کہ امریکی محکمہ دفاع کو فوجیوں کی نفسیاتی بیماریوں اور مسلسل سردرد کی کیفیات کے علاج کے لیے سالانہ ایک بلین ڈالر سے زیادہ رقم صرف کرنی پڑی رہی ہے اور نفسیاتی ادویات میں ۷۶ فیصد اضافہ نوٹ کیا گیا ہے۔

یہ تو ہے اس فوج کا حال جو اپنے نفسیاتی امراض کے ہاتھوں ہی ختم ہو چکی ہے چہ جائیکہ اسے کسی نئے عسکری آپریشن کے قابل سمجھا جائے۔ دنیا کی سپر پاور کی حالت صرف نو سال میں اتنی پتلی ہو چکی ہے کہ اب اس میں کسی اور جنگ کا تو دم خم تو کیا اپنے موجود محاذ پر بھی ڈٹے رہنے کی سکت نہیں ہے۔ ادھر مجاہدین صرف اللہ کی مدد کے بل بوتے پر زمین کا چپہ چپہ کفار سے خالی کرانے کا عزم رکھتے ہیں ان

کے حوصلے بھی جوان ہیں اور ان کی حکمت عملیاں بھی ایسی ہیں کہ مادی وسائل سے لیس قوت ہونے کے باوجود دشمن شکست کے دہانے پر کھڑا ہے جہاں سے اس کو اپنی واپسی کا راستہ بھی نہیں مل پا رہا۔

مجاہدین کی جانب سے قندھار کا محاذ کھلنے سے پہلے ہی پورے افغانستان میں فیصلہ کن معرکوں کا آغاز کر دیا گیا ہے اور مجاہدین نے اپنے آپریشن کا نام الفتح رکھا ہے۔ امارت اسلامیہ کی ویب سائٹ پر جاری ہونے والی تفصیلات کے مطابق یہ آپریشن ان شاء اللہ مجاہدین کی فتح و نصرت کا آپریشن ہوگا، جس میں اسلام کا بول بالا ہوگا۔ یہ آپریشن بلا تفریق تمام اتحادی فوج اور ان کے مزدور سپاہیوں، کرزئی حکومت اور ان کے معاونین، بیرونی جاسوس، سفارت کاروں، اراکین پارلیمنٹ، سرکاری و پرائیوٹ جاسوسی ادارے، خفیہ ایجنسیوں، قابض فوجیوں کو سپلائی فراہم کرنے والے ادارے اور ان کے ٹھیکے داروں کے خلاف کیا جائے گا جو کہ کسی بھی نوعیت کا تعاون کرنے میں ملوث ہیں نیز بیرونی قابضین کے مددگار ہیں۔ آپریشن الفتح کے ساتھ ہی طالبان کی کارروائیوں میں بہت تیزی آئی ہے۔ نیٹو فوجیوں کا آئے دن ہلاک ہونا اور فوجی ہیلی کاپٹروں کا تباہ ہونا تو اب مجاہدین کے لیے عام سی خبریں ہیں۔

یہاں کفار کو مجاہدین کے ہاتھوں پہنچنے والی ان ہزیموں کا بھی تذکرہ ضروری ہے جو کہ اُنہیں گذشتہ ۵ ماہ یعنی جنوری ۲۰۱۰ تا مئی ۲۰۱۰ کے دوران بھی اٹھانی پڑی ہیں۔ ان معرکوں اور کارروائیوں کی اصل تفصیلات طالبان ترجمان ذبیح اللہ مجاہد اور قاری یوسف احمدی کی طرف سے جاری کردہ اعداد و شمار سے معلوم کی جا سکتی ہے جو کہ امارت اسلامیہ افغانستان کی ویب سائٹ پر موجود ہیں۔ ہم یہاں مختصر طور پر مجاہدین کی اُن کارروائیوں اور صلیبی نقصانات کا تذکرہ کریں گے۔ ان اعداد و شمار کے مطابق پچھلے ۵ ماہ میں ۵۴۹ بار کمین (گھات لگا کر) حملے کیے گئے، ۵۵۶ بارودی سرنگ (ریموٹ کنٹرول بم) حملے کیے گئے، ۵۲۷۲ صلیبی فوجی مردار ہوئے، ۲۹ فدائی حملے کیے گئے، صلیبی و افغان افواج کے مراکز و چیک پوسٹوں پر ۱۲۲ حملے، ۲۵۰۷ ٹینک و بکتر بند تباہ ہوئے، ۹ جاسوس طیارے اور ۹ ہیلی کاپٹر و جہاز مار گرائے گئے۔

اس کے علاوہ زخمی و معذور ہونے والوں کا کوئی شمار نہیں، پاگل ہونے والے اور خودکشی کرنے والے اس کے علاوہ ہیں۔ اپریل ۲۰۱۰ میں امریکی افواج افغان صوبہ کنڑ بھی خالی کر کے بھاگ گئے ہیں کنڑ کی وادی کورنگل کو امریکی فوج نے خود ہی موت کی وادی (valley of death) کا نام دے رکھا ہے۔ یہاں امریکی فوج کے بے شمار سپاہی بے کسی کی حالت میں مارے گئے تھے۔ اپنی بحری افواج کے ایک حصے کو "سمندری شیر" Navy Seals کا نام دے رکھا ہے۔ ۲۰۰۵ میں یہ کئی "شیر" ایک ساتھ مارے گئے، ان کی لاشیں اور باقی جاں بہ بلب "شیروں" کو سنبھالا دینے کے لیے آنے والی سپیشل فورسز کے ہیلی کاپٹر کو بھی اللہ کے شیروں نے مار گرایا تھا جس میں امریکی تاریخ میں پہلی بار انتہائی اعلیٰ تربیت یافتہ ۱۶ کمانڈوز ایک ساتھ ہلاک ہوئے تھے، جس کے بعد امریکی اس جگہ کو موت کی وادی کے نام سے

پکارنے لگے۔ کنڑ کی وادی کورنگل کو امریکیوں نے اس سال اپریل میں اس حال میں خالی کیا ہے کہ انہیں اپنا سامان، اسلحہ بلکہ گولہ بارود تک اُٹھانے کی مہلت نہ مل سکی۔

الجزیرہ ٹی وی نے افغان مجاہدوں کو کورنگل کے کیمپ میں امریکی ساز و سامان، گولہ بارود کے ساتھ آزادانہ گھومتے ہوئے اور نعرہ تکبیر بلند کرتے ہوئے دکھایا تو امریکیوں کی سٹی گم ہوگئی۔ افغانستان میں موجود امریکی کمانڈروں نے اس کی تردیدیں بھی جاری کی ہیں لیکن ان شاءاللہ ان کی بیان بازیاں بہت جلد ہی ختم ہونے والی ہیں۔

یہ تو صلیبوں کی ہزیمتوں کا سرسری نقشہ ہے اصل حقیقت تو یہ ہے کہ افغانستان امریکہ کے لیے ایک ایسی دلدل ثابت ہوا ہے جس میں وہ گردن تک پھنس چکا ہے، بدحواسی کے عالم میں کی جانی والی بمباریوں، عام شہریوں کا قتل عام، جنازوں، شادی بیاہ کی تقریبات پر میزائل حملے اور ڈرونز ٹیکنالوجی کے استعمال تک ہر حربہ آزمالینے کے باوجود مجاہدین اسی استقامت و بہادری سے ڈٹے ہوئے ہیں اور خود صلیبیوں کی حالت پتلی ہے، ذہنی، نفسیاتی عوارض کے علاوہ خود امریکی معیشت کا جہاز ڈوب رہا ہے سال ۲۰۰۹ کے دوران میں امریکا کے ۴۵ ہزار ادارے دیوالیہ ہو چکے ہیں جن میں وہ ادارے بھی شامل ہیں جو سو سال پرانے اور مستحکم تھے۔ امریکہ کی 34 ریاستیں بے روزگاری کی لپیٹ میں ہیں۔ امریکی عوام کی طرف سے جنگ کے خاتمہ کا مطالبہ زور پکڑتا جا رہا ہے دنیا کی مضبوط ترین طاقت کا صرف نو برس میں یہ حال افغانوں کی قوت ایمانی کا منہ بولتا ثبوت ہے جو کہ گذشتہ ۳۰ سالوں سے کفریہ طاقتوں کا مقابلہ کر رہے ہیں۔

قندھار میں فیصلہ کن رن پڑنے والا ہے جس کی تیاری دونوں فریق کر رہے ہیں تاہم قندھار آپریشن امریکہ کی ایسی غلطی ہوگی کہ اس کے بعد امریکہ بند گلی میں ہوگا، جہاں سے نکلنے کے لیے مذاکرات کی میز بھی اس کو میسر نہ ہوگی۔ خود امریکا کی سینٹرل کمانڈ کے سربراہ جنرل ڈیوڈ پیٹریاس کا کہنا ہے کہ آنے والے دن انتہائی سخت ہوں گے اور قندھار میں کیا جانے والا آپریشن روایتی نہیں ہوگا۔ ٹیلی گراف اپنی تازہ ترین رپورٹ میں کہتا ہے کہ ہلمند میں ناکام ہونے کے بعد اتحادی فوجوں کا رخ قندھار کی جانب ہے، وہاں بھی ناکامی ان کا مقدر بنے گی۔ قندھار کے شہری نو برس سے ان آپریشنز کا سامنا کر رہے ہیں لیکن کسی آپریشن میں بھی صلیبیوں کو اپنے اہداف میں کامیابی حاصل نہ ہو سکی۔ نیٹو کے اہم ترین فوجی کمانڈر جنرل اسٹینلے میک کرسٹل نے بھی قندھار کو دفاعی لحاظ سے خطرناک علاقہ قرار دیا ہے جو ہر ایک پڑھ سکتا ہے۔ افغانستان میں امریکہ کی ہر چال اور ہر مکر اب صرف شکست و فرار کی طرف جا رہا ہے۔ ان شاءاللہ اس آپریشن کے نتیجے میں صلیبیوں کی کمر ٹوٹ کر رہ جائے گی اور ان میں باعزت انخلا کی بھی سکت نہیں رہے گی۔

صلیبی جنگ کے نتیجے میں امریکہ کی حالت زار

اب سوال یہ نہیں کہ امریکہ کی معیشت رو بہ زوال ہے یا نہیں۔ سوال تو یہ ہے کہ یہ ٹھوکر کتنی شدید ہے اور یہ زخم کتنا ہلاکت آمیز ہوگا۔ امریکہ کی گرتی معیشت سے خوش اُمیدی وابستہ کرنا دراصل جھوٹے خواب دیکھنے کے مترادف ہے۔ اس بحران کی جو چاہیں توجیہات پیش کریں مگر حقیقت یہی ہے کہ اس عالمی بحران کے پیچھے امریکہ اور اتحادیوں کی وہ صلیبی جنگ ہے جو انہوں نے مسلمانوں کے خلاف برپا کر رکھی ہے۔ اس جنگ کے بہانے امریکہ کے حکمرانوں نے، فوج کے جرنیلوں اور خفیہ اداروں کے سربراہوں نے امریکی خزانے کو خوب لوٹا ہے۔ کھربوں ڈالر عراق اور افغانستان جنگ کی نذر بھی ہوئے۔ روس کی معیشت کوئی کم مضبوط نہ تھی مگر افغان اسے لے ڈوبے، امریکی معیشت دو جنگوں سے کیسے بچ سکتی تھی۔ فرق صرف اتنا ہے کہ روس کے مالیاتی بحران کے اثرات محدود رہے ہیں جب کہ امریکہ کا مالیاتی بحران پوری دنیا پر زلزلہ لے آیا ہے۔

امریکی معیشت کی تباہی کے لیے نائن الیون کا عظیم واقعہ ہی کافی تھا رہی سہی کسر صلیبی جنگ کے دو محاذوں افغانستان اور عراق میں پوری ہوگئی جہاں جنگی اخراجات کا اندازہ اس بات ہوسکتا ہے کہ ہر فوجی پر ماہانہ ستر ہزار ڈالر کے اخراجات اٹھتے ہیں جنگی مہمات اور دیگر خرچے اس کے علاوہ ہیں صرف 2006ء تک کے جنگی اخراجات کی وجہ سے امریکہ پر تین ٹریلین ڈالرز کا بوجھ پڑ چکا ہے۔ پاکستان جیسے غریب الحال ملک نے بھی ''فرنٹ لائن سٹیٹ'' کا کردار ادا کرنے کی جو قیمت ہزاروں فوجیوں کی اموات کے علاوہ ادا کی ہے وہ تین کھرب روپے یعنی 34.5 ارب ڈالر سے متجاوز ہے۔

آیئے دیکھتے ہیں اقتصادی ماہرین آخر کیوں خوش فہمی پالنے کے روادار نہیں۔ آئی ایم ایف کے معاشی ماہرین کا کہنا ہے کہ اگلے سال کساد بازاری مزید بڑھے گی اور ترقی یافتہ ممالک میں معیشت 0.3 فیصد کی شرح سے ترقی کرے گی جو دوسری عالمی جنگ کے بعد کم ترین سطح ہوگی۔ اس بحران میں مزید شدت آئے گی اور 2010ء سے پہلے ختم نہیں ہوگا۔ ان ماہرین کے مطابق ایشیائی خطے کو اس بحران سے فائدہ پہنچے گا۔ روسی تجزیہ نگار پروفیسر ایگور پانن جس نے دس سال قبل اس امریکی مالیاتی بحران کی پیشین گوئی کی تھی کا کہنا ہے کہ اس بحران کے باعث امریکہ پانچ ریاستوں میں تقسیم ہو جائے گا۔

امریکہ میں اس بحران کے اثرات بہت برے مرتب ہو رہے ہیں۔ امریکی سینٹ کی رپورٹ کے مطابق صرف ستمبر تک 37 لاکھ افراد بے روزگار ہو چکے تھے جو گزشتہ 5 برسوں میں سب

زیادہ تعداد تھی۔ اکتوبر کے مہینے میں مزید 2 لاکھ چالیس ہزار افراد بے روزگار ہو گئے اور اضافہ مسلسل جاری ہے، سٹی بینک اپنے 50 ہزار ملازمین کو فارغ کر رہا ہے، بینک آف امریکہ نے 35 ہزار ملازمتیں ختم کرنے کا اعلان کیا ہے۔ آر بی ایس نے 3 ہزار ملازمین کو اور دو بچے بینک نے لندن اور نیویارک سے 900 ملازمین نکالنے کا اعلان کیا ہے۔ مجموعی طور پر امریکہ کے بڑے بینکوں میں 22 سے زیادہ بینک دیوالیہ ہو چکے ہیں۔ دنیا کا دوسرا بڑا امریکی کاٹن ٹریڈنگ ہاؤس بھی دیوالیہ ہو گیا ہے ہر ماہ دو بڑے بینک دیوالیہ ہو رہے ہیں۔

یہ مسلسل ساتواں ماہ جا رہا ہے جس میں نہ صرف بیروزگاری بڑھی ہے بلکہ برسر روزگار افراد تشویشناک حد تک اپنی نوکریوں سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ اب تک دو لاکھ ساٹھ ہزار آسامیاں ایسی ہیں جو گرتی معیشت کے ہاتھوں سرے سے ختم کرنا پڑیں۔ ایک سے زائد بین الاقوامی شہرت کی حامل کمپنیاں حکومت کو آگاہ کر چکی ہیں کہ وہ اپنے عملے میں بڑی حد تک تخفیف کرنے پر مجبور ہیں۔

بظاہر یہ تنزل تب شروع ہوا جب سودی قرضوں کے کاروبار اور ہاؤسنگ مارکیٹ (سودی اقساط پر گھروں کی خرید وفروخت) نے بوجہ متواتر نادہندگی کا شدید جھٹکا کھایا۔ حال اب یہ بیان کیا جا رہا ہے کہ نہ صرف صارفین نے بازار کا رخ کرنا چھوڑ دیا ہے جس سے کئی کاروبار ٹھپ ہو کر رہ گئے۔ امریکی ڈالر کی قیمت روز بروز گرتی جا رہی ہے جس کا نتیجہ یہ نکل رہا ہے کہ امریکہ کو برآمدات میں اگر فائدہ ہوتا ہے تو گراں ہوتی درآمدات اس کی کسر پوری کر دیتی ہیں۔

اگرچہ بیروزگاری کی شرح 5.1 سے صرف اعشاریہ ایک فیصد گری مگر اس کی حقیقت دراصل یہ ہے کہ اس سال تقریباً باون لاکھ لوگوں نے معاشی تنگی کے ہاتھوں بیک وقت دوسری مگر معمولی نوعیت کی نوکریاں شروع کر دیں جب کہ یہ تعداد پچھلے سال محض چوالیس لاکھ پر مشتمل تھی۔ اپنے گھروں سے ذاتی اشیاء فروخت کر کے روزمرہ کے اخراجات پورے کرنے کا رجحان دیکھنے میں آ رہا ہے۔

لوگ اب اپنے گھروں کے لان میں پھول پھلواڑی نہیں بلکہ سبزیاں کاشت کرنے کی طرف متوجہ ہو رہے ہیں حتیٰ کہ اگر کسی گھر میں ایسی گنجائش نہ ہو تو دوسروں کے لان کرائے پر استعمال کرنے سے دریغ نہیں کرتے۔ مجموعی طور پر متوسط طبقے میں مایوسی جڑ پکڑ رہی ہے۔ کم وبیش تمام مالیاتی اور دیگر ادارے اپنی افرادی قوت کا حجم کرتے جا رہے ہیں جس سے بے روزگاری میں تیزی سے اضافہ ہوتا جا رہا ہے اور عوام کے مسائل بڑھ رہے ہیں۔

افغان جنگ امریکی معیشت کو لے ڈوبے گی!

(شیروڈ روس)

امریکہ افغانستان اور دنیا میں بھر میں صلیبی جنگ لڑ رہا ہے۔ اس جنگ کے نتیجے میں اُس کی معیشت کا بھرکس نکل گیا ہے۔ جس کی وجہ سے امریکی عوام چیخ اُٹھی ہے، زیرِ نظر تحریر اس احساس کی آئینہ دار ہے۔

کیا عراق میں جنگ چھیڑ کر جارج واکر بش نے امریکہ کو برباد کرنے میں کوئی کسر چھوڑی تھی جسے اب بارک اوباما پورا کرنا چاہتا ہے؟ انتخابی مہم کے دوران میں بارک اوباما نے افغانستان اور عراق میں جاری لاحاصل جنگ کو تنقید کا نشانہ بنایا تھا اور وعدہ کیا تھا کہ صدر بننے پر وہ اس جنگ کو ختم کرنے پر توجہ دے گا۔ مگر اب اُس نے افغانستان میں متعین امریکی فوجیوں کی تعداد میں اضافے کا اعلان کر دیا ہے۔ عراق میں بڑے پیمانے پر تباہی پھیلانے والے ہتھیار تلاش کرنے کے نام پر امریکہ کو کیا مل گیا جو اب افغانستان سے مل پائے گا؟ چند سو طالبان کا تعاقب کرنے کے لیے امریکی حکومت ٹیکس ادا کرنے والوں کی جیب سے اربوں ڈالر نکالنا چاہتی ہے۔ اگر افغانستان میں فوجی کارروائی کا دائرہ وسیع کیا گیا تو عالمی منڈی میں تیل کی قیمتیں پھر بڑھ جائیں گی اور اس کے نتیجے میں امریکی عوام کے لیے مزید مشکلات پیدا ہوں گی۔ تیل کی قیمتوں میں اضافے سے عالمی معیشت کے نمو پانے کی رفتار متاثر ہو گی۔ اس کے نتیجے میں امریکہ کے پارٹنر کم مال خریدنے کی پوزیشن میں ہوں گے۔ جب امریکی مصنوعات اور خدمات کی طلب کم ہو گی تو بے روزگاری کی پوزیشن میں ہوں گے۔ جب امریکی مصنوعات اور خدمات کی طلب کم ہو گی تو بے روزگاری بڑھے گی۔ حقیقت یہ ہے کہ اربوں ڈالر پیداواری عمل سے نکال کر جنگ کی بھٹی میں جھونکے جا رہے ہیں۔

نوبل انعام یافتہ ماہر معاشیات جوزف اسٹگلز اور ہارورڈ یونیورسٹی میں سرکاری مالیات سے متعلق امور کی ماہر لنڈا اہلمز نے اپنی کتاب ''دی تھری ٹریلین ڈالر وار۔ دی ٹرو کاسٹ آف دی عراق کونفلکٹ'' (Three million dollar war. The true cost of the Iraq Conflict) میں لکھا ہے کہ ''آج کوئی بھی سنجیدہ ماہر معاشیات اس نظریے کی حمایت نہیں کر سکتا کہ جنگ سے معیشت کو فروغ ملتا ہے۔ بنیادی سوال یہ نہیں ہے کہ جنگ سے معیشت کو نقصان پہنچتا ہے یا نہیں بلکہ یہ ہے کہ جنگ سے معیشت کو دراصل کس حد تک نقصان پہنچتا ہے۔ امریکہ نے عراق میں جنگ چھیڑی تو عالمی منڈی میں تیل کی قیمت بڑھتی ہی چلی گئی اور اس کے نتیجے میں عالمی معیشت ہل کر رہ گئی''۔

''عراق میں جنگ چھڑنے کے بعد تیل برآمد کرنے والے ممالک رسد کم کر کے طلب بڑھانے کی راہ پر گامزن ہوئے۔ انہوں نے اس وقت کا انتظار کرنا شروع کیا جب ان کی لاٹری نکلنے والی تھی۔ جب دنیا بھر کی معیشتیں مشکلات سے دوچار ہوئیں تو تیل کی طلب میں غیر معمولی اضافہ ہوا اور اس مصنوعی اضافی طلب نے مختلف ممالک اور خطوں کو متاثر کیا۔ دو سال قبل ابھرنے والے تیل کے بحران نے تیل برآمد کرنے والے ممالک کو مجموعی طور پر ۱۶۰۰ ارب ڈالر کا فائدہ پہنچایا۔ اس صورت حال نے صرف انفرادی سطح پر خرابی پیدا نہیں کی۔ ایسا نہیں تھا کہ لوگ انفرادی طور پر پٹرولیم مصنوعات کی اضافی قیمت دینے پر مجبور ہوئے بلکہ تلخ تر حقیقت یہ ہے کہ قومی اور مقامی سطح پر بہبود عامہ کے ہزاروں منصوبے ترک کیے گئے۔ حکومتوں کے پاس بہبود عامہ کے منصوبوں پر نظر ثانی کے سوا چارہ نہ تھا۔ پٹرولیم مصنوعات کا درآمدی بل ادا کرنا متعدد حکومتوں کے لیے حقیقتاً دردِ سر ثابت ہوا۔ کئی حکومتوں کے لیے اپنا وجود برقرار رکھنا ممکن نہ ہو سکا۔''

''عراق میں جو کچھ امریکہ نے خرچ کیا اس سے قومی معیشت کو کچھ بھی فائدہ نہ پہنچا۔ اگر یہ رقم ملک میں خرچ ہوئی ہوتی تو نتائج یکسر مختلف ہوتے۔ اگر عراق میں جنگ کی فنڈنگ غلط نتائج پیدا کرنے کا باعث بنی تو افغانستان اور پاکستان کے لیے مثبت نتائج کی توقع کیسے کی جا سکتی ہے؟ عراق میں امریکہ اگر کسی نیپالی ورکر کی خدمات حاصل کر کے اسے ماہانہ ایک ہزار ڈالر ادا کر رہا ہے تو اس سے امریکی معیشت کو بھلا کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ یہی رقم اگر امریکہ میں مثبت تحقیق پر خرچ کی جائے تو کتنوں کا بھلا ہوگا! تحقیق کی صورت میں امریکہ میں ان چیزوں کی تیاری میں مدد ملے گی جن کی امریکہ کو شدید ضرورت ہے۔ امریکہ کو مواصلات اور تعلیم کے نظام کی بہتری کے لیے رقوم درکار ہیں۔ اس نوعیت کی فنڈنگ سے معیشت کو بہت کچھ ملتا ہے۔ امریکیوں کو بہتر طبی سہولتیں درکار ہیں۔ عراق، افغانستان اور پاکستان میں لڑی جانے والی جنگ سے انہیں کیا غرض؟ سینٹر فار ڈیفنس انفارمیشن نے بتایا کہ افغانستان میں جاری جنگ پر اب تک ۲۳۹ ارب ڈالر اور عراق میں جاری جنگ پر ۲۳۰۰ ارب ڈالر خرچ ہو چکے ہیں۔ یہ فنڈنگ امریکہ پر ہوئی ہوتی تو کس قدر فرق پڑتا!''۔

۲۰۰۹ میں امریکی حکومت نے مزید ۹۰۰ ارب ڈالر کے قرضے لیے۔ صرف جنگی اخراجات کی مد سے لیے جانے والے قرضوں کی مالیت اب ۲ ہزار ارب ڈالر سے تجاوز کر چکی ہے۔ ستم ظریفی یہ ہے کہ امریکہ عالمی معیشت میں جسے اپنا سب سے بڑا حریف سمجھتا ہے اسی سے (یعنی چین سے) قرضے لینے پر مجبور ہے۔ دوسری طرف امریکی آجر ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے ہیں۔ پیداواری شعبہ کمزور سے کمزور تر ہوتا جا رہا ہے۔

امریکہ کو چند عشروں کے دوران میں اپنی ناقص اور غیر حقیقت پسندانہ پالیسیوں سے کم و بیش پانچ ہزار ارب ڈالر کا نقصان پہنچ چکا ہے۔ سب سے زیادہ نقصان پیداواری شعبے کو پہنچا ہے۔ امریکہ میں صنعتوں کا ڈھانچہ بری طرح متاثر ہوا ہے۔

امریکی محکمہ دفاع نے مزید ستم یہ ڈھایا ہے کہ اہم ترین ٹھیکے دس من پسند کمپنیوں کو دیے جاتے ہیں۔ اربوں ڈالر کے یہ ٹھیکے ٹینڈر وصول کیے بغیر، بولی لگائے بغیر دیے جاتے ہیں۔ معیشت کے ماہر یہ جاننے سے قاصر ہیں کہ معیشت کو فروغ دینے کا یہ کون سا طریقہ ہے؟

عراق میں جنگ چھیڑنے کے بعد سے اب تک امریکی سٹاک مارکیٹ کو مجموعی طور پر ۴ ہزار ارب ڈالر کا نقصان پہنچ چکا ہے۔ عراق جنگ نے اسٹاکس اور مالیات کی صورت حال کو مزید سنگین کر دیا ہے۔ جنگ کے باعث غیر یقینی صورت حال پیدا ہوئی۔ مشرق وسطیٰ میں کشیدگی پھیلی اور تیل کی قیمتیں چڑھ گئیں۔ دوسری طرف امریکہ میں کارپوریٹ سیکٹر کی آمدنی میں زبردست کمی واقع ہوئی۔ اس کا واضح مطلب یہ تھا کہ امریکی معیشت کمزور پڑتی جا رہی تھی۔ ۲۰۰۷ میں امریکی کانگریس کے ڈیموکریٹ ارکان نے جوائنٹ اکنامک کمیٹی میں ۲۰۰۲ سے ۲۰۰۸ تک افغانستان اور عراق میں جنگ پر ہونے والے اخراجات کا تخمینہ ۱۶۰۰ ارب ڈالر لگایا۔ عام امریکی گھرانے کو اس دوران میں کم و بیش ۲۰ ہزار ۲۰۰ ڈالر کا نقصان برداشت کرنا پڑا۔ سچ تو یہ ہے کہ امریکی معیشت کو افغانستان اور عراق میں جنگ سے پہنچنے والا نقصان اس سے کہیں بڑھ کر ہے۔

افغانستان میں جاری جنگ کو پاکستان میں داخل کرنے سے جنوبی ایشیا، وسطی ایشیا اور مشرق وسطیٰ میں صورت حال مزید خراب ہوگی، کشیدگی بڑھے گی اور اس کے نتیجے میں مزید خون خرابہ ہوگا۔ اس صورت حال کی ذمہ داری مکمل طور پر امریکہ ہی پر عائد ہوگی۔ جنگ کا دائرہ وسیع کرنے کے اخراجات قومی خزانے سے ادا کرنے ہوں گے۔ قومی خزانہ جنگ کی بھٹی میں جھونکنے سے امریکی معیشت مزید کمزور ہوگی۔ امریکی حکومت نے ملٹری انڈسٹریل کمپلیکس کی بنیاد پر معاشری فروغ کا جو نظریہ اپنایا ہے وہ کسی بھی اعتبار سے قابل اعتبار نہیں۔ کسی زمانے میں آئزن ہاور نے اس سے ہمیں خبردار کیا تھا۔ اب پھر کسی ایسے ہی انتباہ کی ضرورت ہے۔

(بحوالہ:www.globalresearch.com)

خوست میں سی آئی اے کے مرکز پر فدائی

ترک زبان میں شائع ہونے والے عالمی جریدے ''نیوز ویک'' سے ایک اہم انٹرویو میں ''سی آئی اے'' کے خفیہ مرکز خوست پر خودکش حملہ کرنے والے اردنی ڈاکٹر ''ہمام خلیل ابو بلال البلاوی'' کی بیوہ ''دفنے بیراک'' نے کہا ہے کہ اس کے شوہر نے خوست میں ''جو کچھ'' کیا بالکل درست کیا ہے اور اس کو اپنے شوہر کے کارنامے پر فخر ہے، اس کا شوہر، اردنی انٹیلی جنس یا سی آئی اے کا ڈبل ایجنٹ نہیں تھا، وہ امریکہ سے نفرت کرتا تھا اور امریکی افواج اور ڈرون طیاروں کے حملوں سے عام مسلمانوں کی جانوں کے ضیاع پر انتہائی ناراض تھا جبکہ اس کی امریکہ دشمنی طشت ازبام تھی اور اگر اس بارے میں سی آئی اے کی جانب سے کوئی احتیاطی تدابیر اختیار نہیں کی گئی تو یہ اس کی نااہلی ہے، ترک ٹیلی ویژن چینل ''این ٹی وی'' سے بات چیت اور ''نیوز ویک'' سے انٹرویو میں ''دفنے بیراک'' نے کہا کہ اس بات میں کوئی شک نہیں ہے کہ اس کا شوہر ڈاکٹر ''ہمام خلیل ابو بلال البلاوی'' بھی امریکہ دشمن تھا اور میں بھی امریکہ دشمن ہوں۔ واضح رہے کہ عرب جرائد ''الوطن''، ''ال قبس'' اور ''ال غد'' کا کہنا ہے کہ اردنی ڈاکٹر ہمام خلیل ابو بلال البلاوی المعروف ''ابو دجانہ الخراسانی'' کی بیوہ کے انکشافات کے فوری بعد امریکی سی آئی اے سے تعلق رکھنے والی ایک پانچ رکنی ''تحقیقاتی ٹیم'' استنبول پہنچ گئی ہے تاکہ نہ صرف ڈاکٹر ہمام کی بیوہ سے پوچھ گچھ کرے بلکہ اس کے مبینہ نیٹ ورک سے متعلق بھی معلومات حاصل کر سکے تاکہ مستقبل میں سی آئی اے کو ایسے ''نقصان عظیم'' سے محفوظ رکھا جا سکے۔ امریکی ٹیم کے حوالے سے مزید پتا چلا ہے کہ اس کو ترک انٹیلی جنس اور انقرہ میں موجود امریکی سفارت خانے کے سکیورٹی اور انٹیلی جنس افسران کی معاونت حاصل ہے اور اس ٹیم کے اراکین ترک زبان بولنے، سمجھنے اور لکھنے پر قادر ہیں۔ ادھر تیسری جانب معروف امریکی تھنک ٹینک ''بروکنگ انسٹی ٹیوشن'' سے منسلک سی آئی کے لیے کام کرنے والے سابق تجزیہ نگار ''کینتھ پولاک'' (Kenneth pollack) نے تسلیم کیا ہے کہ جس طرح اردنی ڈاکٹر ''ہمام خلیل ابو بلال البلاوی'' نے سی آئی اے کو چکمہ دے کر اس کے دانت توڑے ہیں اس سے القاعدہ کی ''کاؤنٹر انٹیلی جنس'' صلاحیت کا اعتراف کیا جا سکتا ہے، امریکی تجزیہ نگار ''کینتھ پولاک'' کا کہنا ہے کہ افغانستان کو اپنی کامیابیوں کے دور کا تسلسل سمجھنے والی سی آئی اے قیادت کو اس حملے سے سبق لینے کی ضرورت ہے۔

''نیوز ویک'' کا اپنی رپورٹ میں کہنا تھا کہ ڈاکٹر ہمام خلیل کی بیوہ انتہائی نرم مزاج اور نپے تلے الفاظ میں اپنا موقف بیان کر رہی تھی لیکن درحقیقت اپنے انٹرویو کے دوران اس کا انداز انتہائی درجے کی امریکہ دشمنی اور غصے کا اظہار کر رہا تھا۔ سی آئی اے کو ناقابل تلافی نقصان پہنچانے والے اردنی

ڈاکٹر ''ہمام خلیل ابو بلال البلاوی'' کی بیوہ 31 سالہ 'دفنے بیراک'' نے کہا ہے کہ جب اردنی انٹیلی جنس نے اس کو گرفتار کر کے سی آئی اے کیلئے کام پر مجبور کیا تو ڈاکٹر ''ہمام خلیل ابو بلال البلاوی'' نے اس موقع کو غنیمت جانا اور سی آئی اے سے بدلہ لینے کیلئے تیار ہو گیا۔ سی آئی اے کو ناقابل تلافی نقصان پہنچانے والے اردنی ڈاکٹر ''ہمام خلیل ابو بلال البلاوی'' کی بیوہ 31 سالہ ''دفنے بیراک'' کا کہنا تھا کہ اس کا شوہر اپنے نظریات کے حوالے سے کسی سے ڈھکا چھپا نہیں تھا اور اس پر اس حوالے سے کوئی الزام نہیں لگا سکتا کہ اس نے سی آئی اے کا ایجنٹ بننا قبول کیا تھا، ڈاکٹر ''ہمام خلیل ابو بلال البلاوی'' کی بیوہ 31 سالہ ''دفنے بیراک'' نے واضح طور پر کہا کہ ''سی آئی اے'' اس سے دوہرا کام لینا چاہتی تھی لیکن اس نے اپنے تئیں سی آئی اے کو تاریخی سبق سکھانے کا عزم مصمم کیا ہوا تھا اور موقع ملتے ہی اس نے اپنا کارنامہ کامیابی سے انجام دیا۔ ''ہمام خلیل ابو بلال البلاوی'' کی بیوہ ''دفنے بیراک'' نے اس بات پر فخر ظاہر کیا ہے کہ اس کے شوہر نے امریکہ کے خلاف جنگ میں کامیابی حاصل کی اور میں رب العزت سے دعا کرتی ہوں کہ وہ اس کی قربانی اور کوشش کو قبولیت کرے۔ سکارف اوڑھے ہوئے اکتیس سالہ بیوہ ''دفنے بیراک'' کا کہنا تھا اس کا شوہر چاہتا تھا کہ جہاد کرنے والوں کا علاج کرے اور اس مقصد کیلئے وہ عراق اور فلسطین جانے کا عزم رکھتا تھا لیکن جب اس نے اسرائیلی بمباری کے زخمیوں کا علاج کرنے کیلئے غزہ جانے کیلئے فارم بھرا تو اس کی اردنی انٹیلی جنس ''جنرل انٹیلی جنس'' نے گرفتار کر لیا اور اس کو حیرت انگیز طور پر تین دنوں کے بعد ہی رہا کر دیا حالانکہ یہ ایک حقیقت ہے کہ اردنی انٹیلی جنس جس فرد کو گرفتار کرتی ہے اس کی رہائی آسان نہیں ہوتی۔ اس جلد رہائی کے پیچھے موجود اردنی انٹیلی جنس کے مقاصد اس وقت ہی سامنے آگئے جب وہ تین دن بعد گھر آ گئے۔ اس سوال کے جواب میں کہا کیا (ڈاکٹر ''ہمام ابو بلال البلاوی'' کو) اردنی انٹیلی جنس نے افغانستان میں القاعدہ کے نائب ڈاکٹر ایمن الظواہری کو تلاش کرنے کیلئے ''سی آئی اے'' کی جانب سے پانچ لاکھ ڈالرز اور اردنی انٹیلی جنس کی جانب سے ایک لاکھ ڈالرز کی پیشکش کی تھی تو اس سوال پر ڈاکٹر ''ہمام خلیل ابو بلال البلاوی'' کی بیوہ 31 سالہ ''دفنے بیراک'' کا جواب تھا کہ ''ہاں یقیناً ایسا ہی ہوا ہو گا۔''

اپنی الگ رپورٹ میں نیوز ویک کا استدلال تھا کہ اب تجزیہ نگاروں نے ڈاکٹر ''ہمام خلیل ابو بلال البلاوی'' کی جانب سے سی آئی اے پر کیے جانے والے حملے کے تجزیے کے بعد اس اخذ کردہ نتیجے کو تبدیل کرنے کا فیصلہ کیا ہے جس کے تحت کہا اور سمجھا جاتا تھا کہ جہادی کارروائیوں اور خاص طور پر خودکش حملہ آور عموماً کم تر تعلیم یافتہ اور غصہ ور لوگ ہوتے ہیں لیکن اس کیس میں ڈاکٹر ''ہمام خلیل ابو بلال البلاوی'' کا مطالعہ بتاتا ہے کہ وہ انتہائی متواضع اور خلیق تھا، اعلیٰ تعلیم یافتہ اور انسانی دوست تھا، سی آئی

اے اور عالمی انٹیلی جنس ایجنسیوں نے اس بات کو تسلیم کیا ہے اور اپنے ریکارڈ کا حصہ بنایا ہے کہ خوست میں امریکی سی آئی اے کے خفیہ مرکز پر کیا جانے والا حملہ نائن الیون سمیت جہادیوں کے کامیاب حملوں میں سے ایک تھا۔

ترک نیوز چینل ''این ٹی وی'' اور ترک زبان میں شائع ہونے والے ''نیوز ویک'' کا یہ ماننا تھا کہ ترک زبان بولنے والی اور عرب ثقافت سے کوسوں دور پیشے کے لحاظ سے صحافی خاتون 31 سالہ ''دفنے بیراک'' اور عرب ڈاکٹر، ڈاکٹر ''ہمام خلیل ابو بلال البلاوی'' کا ملاپ کیسے ہوا؟ شاید اس کی ایک بڑی وجہ دونوں کا اسلام سے زیادہ قریب ہونا اور ''دفنے بیراک'' کا اسلامی اقدار پر غیر متزلزل یقین تھا جو اپنے خاندان کی واحد خاتون ہے جو سکارف اوڑھتی ہے اور نماز پنج گانہ ادا کرتی ہے۔ اپنے انٹرویو میں اس بات کو کھلے دل سے تسلیم کرنے والی ترک صحافی خاتون اور ڈاکٹر ''ہمام خلیل ابو بلال البلاوی'' کی بیوہ 31 سالہ ''دفنے بیراک'' نے القاعدہ کے سربراہ اسامہ بن لادن کو مشرق کا ''چی گویرا'' قرار دیا تھا، ان کا کہنا تھا کہ استنبول میں طب کی اعلیٰ تعلیم کے حصول کے دوران ان کی ڈاکٹر ''ہمام خلیل ابو بلال البلاوی'' کے ساتھ ملاقات ہوئی تھی جہاں اس نے محسوس کیا کہ ڈاکٹر ہمام خلیل قدامت پسند ضرور ہیں لیکن اپنے نظریات اور افعال واطوار کے لحاظ سے ان کو ''بنیاد پرست یا انتہا پسند'' ہرگز نہیں قرار دیا جا سکتا۔ انٹرویو میں ڈاکٹر ''ہمام خلیل ابو بلال البلاوی'' کی بیوہ 31 سالہ ''دفنے بیراک'' نے مزید بتایا کہ اس کی ملاقات 2001ء میں استنبول میں ایک انٹرنیٹ کیفے میں ہوئی تھی اس وقت ڈاکٹر ''ہمام خلیل ابو بلال البلاوی'' ڈاکٹری کے آخری سال میں تھے، اسی سال انہوں نے شادی کر لی تھی۔ ڈاکٹر ''ہمام خلیل ابو بلال البلاوی'' کی بیوہ 31 سالہ ''دفنے بیراک'' کا کہنا تھا کہ شادی کے بعد ہم اردن آ گئے اور ڈاکٹر ''ہمام خلیل ابو بلال البلاوی'' نے اردن کے مضافات میں اپنی پریکٹس شروع کر دی تھی جس کے بعد ان کے ہاں دو بیٹیوں نے یکے بعد دیگرے جنم لیا۔ ڈاکٹر ''ہمام خلیل ابو بلال البلاوی'' کی بیوہ 31 سالہ ''دفنے بیراک'' کا مزید کہنا ہے کہ اس وقت تک ڈاکٹر ہمام کی امریکہ دشمنی ظاہر نہیں ہوئی تھی یا آپ کہہ لیں کہ پیدا ہی نہیں ہوئی تھی۔ ڈاکٹر ''ہمام خلیل'' کے اندر تبدیلی سن 2003ء میں امریکی اور اتحادی افواج کی جانب سے عراق پر حملے کے بعد آئی۔ وہ اس حملے اور سقوط عراق پر بہت ناراض تھے اور اسی دوران ان کی مجھ سے بات چیت ہوتی تھی اور وہ مجھے بتاتے تھے کہ امریکہ کی جانب سے کی جانے والی کارروائیوں کا جواب دینا بہت ضرور ہے اور اس ''جوابی کارروائی'' کے بغیر امریکہ کی سمجھ میں نہیں آئے گا۔ ڈاکٹر ''ہمام خلیل ابو بلال البلاوی'' کی بیوہ 31 سالہ ''دفنے بیراک'' نے ''نیوز ویک'' سے انٹرویو میں کہا کہ اس وقت تک ہماری آپس میں بات چیت ہوتی تھی اور یقیناً میرا بھی موقف وہی تھا جو ڈاکٹر ''ہمام خلیل'' کا تھا

کہ امریکہ کو جب تک مسلمانوں کی جانب سے بھرپور جواب نہیں دیا جائے گا تب تک وہ مسلمانوں پر ظلم و ستم کرنا اور ان کی سرزمینوں پر قبضہ نہیں چھوڑے گا لیکن میں یہ بھی واضح کردوں کہ اس وقت تک ڈاکٹر ''ہمام خلیل ابو بلال البلاوی'' کا جہادیوں یا کسی بھی جہادی گروپ سے کوئی تعلق تھا نہ رابطہ، وہ ان کی حمایت کرتا تھا اور ''امریکہ کے خلاف جہاد'' کا حامی تھا۔ ڈاکٹر ''ہمام خلیل ابو بلال البلاوی'' کی بیوہ 31 سالہ ''دفنے بیراک'' نے اس بات کو تسلیم کیا کہ وہ انٹرنیٹ بلاگز پر لکھنے اور اپنا موقف ظاہر کرنے کا شوقین تھا اور ہمیشہ انٹرنیٹ کا استعمال کرتا تھا، وہ دنیا بھر کے مسلمانوں کے خلاف کیے جانے والے ظلم و ستم کو انٹرنیٹ پر مکمل عام لکھتا تھا اور مسلمانوں کی حمایت کرتا تھا۔ ڈاکٹر ''ہمام خلیل ابو بلال البلاوی'' کی بیوہ 31 سالہ ''دفنے بیراک نے اس بات کو بھی مانا ہے کہ ڈاکٹر ہمام کی جانب سے انٹرنیٹ فورمز پر ہمیشہ سخت موقف اپنایا اور مسلمانوں کی حمایت اور امریکہ کی مخالفت میں اس نے بسا اوقات ''سخت ترین'' جملوں کا بھی استعمال کیا کیونکہ وہ مسلمانوں کے خلاف امریکی حملوں پر شدید رنج و غم رکھتا تھا۔ انٹرنیٹ فورمز پر جب کوئی اس سے جہاد کی مخالفت میں بات کرتا تھا تو ڈاکٹر ''ہمام خلیل ابو بلال البلاوی'' اس کو لاجواب کرنے کیلئے فوری طور پر قرآنی آیات کو ''کوٹ'' کرتا تھا اور ظاہر ہے کہ قرآن کا رد تو کسی کے پاس ہے ہی نہیں اس کا نتیجہ یہ نکلتا تھا کہ وہ فرد لاجواب ہو جاتا تھا۔ ڈاکٹر ''البلاوی'' کی بیوہ 31 سالہ ''دفنے بیراک'' نے کہا کہ ان کے شوہر کو قرآن فہمی اور حدیث کی روشنی میں جہاد کی ضرورت کو بیان کرنے میں ملکہ حاصل تھا۔

ترک ٹی وی سے اور بعد ازاں استنبول میں ''نیوز ویک'' کے دفتر کے اندر بات چیت کے دوران ڈاکٹر ''ہمام خلیل ابو بلال البلاوی'' کی بیوہ 31 سالہ ''دفنے بیراک'' کا یہ ماننا تھا کہ ڈاکٹر ہمام کی اس سرگرمی کو اردنی انٹیلی جنس ''جنرل انٹیلی جنس ڈائریکٹوریٹ'' کی جانب سے مسلسل واچ کیا جا رہا تھا، اس وقت اس انٹیلی جنس تجزیہ نگار ''شریف علی بن زید'' ان معاملات کو دیکھتے تھے، ڈاکٹر ''ہمام خلیل ابو بلال البلاوی'' کی بیوہ کا یہ کہنا تھا کہ اردنی انٹیلی جنس افسر اور شاہد عبداللہ کے کزن کیپٹن علی بن زید، اردنی باشندوں کی جانب سے انٹرنیٹ بلاگز اور چیٹ رومز میں ہونے والی بات چیت اور جہادی ویب سائٹوں پر ہونے والی گفتگو کو مسلسل واچ کیا جاتا تھا، اسی دوران کیپٹن زید علی نے ڈاکٹر ''ہمام خلیل ابو بلال البلاوی'' کی اسلام اور جہاد سے متعلق بات چیت اور امریکہ کے خلاف جہاد کو اردنی انٹیلی جنس کی مدد سے القاعدہ کے خلاف ایک مہرے کے طور پر استعمال کرنے کا پلان بنایا اور ڈاکٹر ہمام کو گرفتار کر کے ان پر تشدد کیا اور ان کو سی آئی اے اور اردنی انٹیلی جنس کی جانب سے القاعدہ کے نمبر دو قائد مصری نژاد ڈاکٹر ایمن الظواہری کی گرفتاری یا ہلاکت کے آپریشن میں استعمال کرنے کا منصوبہ بنایا۔ ڈاکٹر ''ہمام

خلیل ابو بلال البلاوی'' کی بیوہ 31 سالہ ''دفنے بیراک'' کا کہنا تھا کہ اس دوران اس کے شوہر اور اردن میں معروف عرب تنظیم ''اخون المسلمون'' کے مقامی قائدین اور کارکنان کے درمیان سیاسی بات چیت اور رابطے بھی ہوا کرتے تھے جس کو اردنی انٹیلی جنس کی جانب سے انتہائی قریب سے دیکھا اور پرکھا جاتا تھا۔ ڈاکٹر ''ہمام خلیل ابو بلال البلاوی'' کی بیوہ نے ''نیوز ویک'' کو بتایا کہ میں نے اخون المسلمون سے رابطوں کے حوالے سے جب ایک بار ڈاکٹر ہمام سے استفسار کیا تو انہوں نے کہا کہ ایسی کوئی خاص بات ان کے ساتھ نہیں ہوتی بس وہ جب گفت وشنید کرتے ہیں تو میں ان کے ساتھ ''مصنف'' (عربی بریانی) کھانے جاتا ہوں اور صرف بحث ومباحثہ کرتا ہوں۔

خوست میں سی آئی اے کا ''باجا'' بجانے والے اردنی ڈاکٹر ''ہمام خلیل ابو بلال البلاوی'' کی بیوہ ''دفنے بیراک'' کا اپنے ترک ٹی وی چینل کو انٹرویو میں کہنا تھا کہ میرے شوہر نے ''سی آئی اے پر حملے'' کے پلان کو مکمل طور پر خفیہ رکھا تھا اور افغانستان جانے سے پہلے اپنے والدین کو بتایا کہ وہ مزید تعلیم کیلئے ترکی جارہے ہیں جبکہ انہوں نے مجھے کہا تھا کہ وہ خاص امتحان کیلئے جارہے ہیں۔ انہوں نے مجھے کہا تھا کہ امتحان چونکہ خاص ہے اور اس کی خاص تیاری کرنی ہے اس لیے میں (دفنے بیراک) کچھ عرصے بعد واپس ترکی آجاؤں، اردنی ڈاکٹر ''ہمام خلیل ابو بلال البلاوی'' کی بیوہ ''دفنے بیراک'' نے اس بات کو تسلیم کیا کہ ''ڈاکٹر ہمام'' نے جو پلان بنایا اس سے مجھ تک کو باخبر نہیں کیا لیکن میں سمجھتی ہوں کہ انہوں نے درست اقدام اٹھایا، اس کی جانب سے بھیجے جانے والے آخری پیغام کے حوالے سے ''دفنے بیراک'' نے کہا کہ اس نے مجھ سے کہا کہ میں نے یہ قدم اللہ کی خاطر اٹھایا ہے اور جلد ہی اللہ کے گھر اس کی مجھ سے اور اپنی بچیوں سے ملاقات ہوگی۔

خوست میں صلیبی مرکز پر مجاہدین کی یلغار

غزوۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

1429ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی کرنے والے صلیبیوں سے بدلہ لینے کیلئے خوست کے صلیبی مرکز پر مجاہدین کے حملے کی روداد

تمام تعریفیں صرف اللہ ہی کے لیے ہیں اور درود وسلام ہو خاتم النبیین محمد مصطفیٰ ﷺ پر اما بعد:

خوست کا ہوائی اڈہ افغانستان میں صلیبی افواج کا ایک اہم عسکری اڈہ ہے جہاں سے امریکی قیادت میں صلیبی افواج خطے میں اپنی عسکری مہمات اور خصوصاً قبائل خراسان میں جاسوسی نظام چلاتی ہیں۔ اس لیے امارت اسلامیہ کے شہیدی جانبازوں نے اپنے نبی حبیب ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والے صلیبیوں سے توہین رسالت کا انتقام لینے کیلئے اس ہوائی اڈے پر حملہ کرنے کا منصوبہ تشکیل دیا اور اس کارروائی کو غزوۂ رسول اللہ ﷺ کا نام دیا گیا۔ ذیل میں اس مبارک غزوہ کی بعض تفاصیل اور ان کے کامیاب نتائج بیان کیے جائیں گے۔ یقیناً تمام تعریفیں اللہ ہی کیلئے ہیں اور اول و آخر فضل واحسان بھی اسی کا ہے۔

کارروائی کیلئے منصوبہ بندی کا آغاز:

خصوصی عملیات کی نگرانی کرنے والی مجلس کا اجلاس ہوا جس میں امریکی کیمپ (جو کہ خوست کے ہوائی اڈے پر بنایا گیا ہے) پر کارروائی کرنے کے امکانات اور اس کی ابتدائی منصوبہ بندی کی گئی۔ کارروائی میں امریکی اڈے پر 8 استشہادی بھائیوں کی مدد سے حملہ کرنا طے پایا۔ ان میں دو بھائی بارود سے بھری ہوئی گاڑیوں سے حملہ کریں گے جن میں سے ایک گاڑی کی چھت پر 4BM میزائل نصب ہوں گے اسے قعقاع الترکی چلائیں گے جبکہ دوسری گاڑی پہلی گاڑی کے دھماکے کے بعد دھماکے کے مقام کی طرف جائے گی تاکہ بچ جانے والے امریکی اور مرتد فوجیوں کا صفایا کر سکے اس گاڑی کو مکمل طور پر بارود سے بھرا جائے گا اور اسے ابو عبیدہ المکی چلائیں گے۔ باقی 6 استشہادی اپنی فدائی بیلٹوں اور ہتھیاروں کے ساتھ قبل از فجر دشمن سے آنکھ بچا کر کیمپ میں داخل ہوں گے اور دونوں گاڑیوں کے دھماکوں کے بعد کیمپ میں موجود امریکیوں پر دھاوا بول دیں گے۔ اسی دوران میزائل فائر کرنے پر متعین مجموعہ صقر 20 اور BM میزائلوں کی ایک بڑی تعداد کیمپ پر داغے گا۔ کارروائی کے اس ابتدائی خاکے پر

اجلاس میں جائزہ لیا گیا اور اس بات کا یقین ہو جانے کے بعد کہ کارروائی میں مسلمان آبادی کو نقصان پہنچنے کا کوئی خطرہ نہیں، مجلس نے اس کی منظوری دے دی۔

مطلوب ہدف کی عسکری اہمیت اور اس کی کامیابی کی صورت میں صلیبی صہیونی افواج پر ایک کاری ضرب لگنے کے امکان کی وجہ سے تنظیم قاعدۃ الجہاد کے عسکری شعبے نے یہ فیصلہ کیا کہ کارروائی کی نگرانی خراسان میں القاعدہ کے عسکری مسئول شیخ خالد حبیب (شیخ خالد حبیب بعد میں شہادت کے رتبے پر سرفراز ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے، آمین) خود کریں گے۔ مجلس میں طے پایا کہ کارروائی کو جلد از جلد عمل میں لایا جائے گا۔

کارروائی کی منصوبہ بندی کے مراحل:

ابتدا میں اس کارروائی کی منصوبہ بندی ابو ناصر القحطانی نے کی تھی۔ انہوں نے ہوائی اڈے کے بارے میں ابتدائی تفصیلات جمع کر رکھی تھیں مگر عین اس وقت جب کہ وہ ترصد (ریکی) مکمل کر کے حملہ کرنے کی تیاری کر رہے تھے تقدیر ان کے اور کارروائی کے درمیان حائل ہو گئی اور وہ خوست سے گرفتار ہو گئے (اللہ ان کو کفار کی قید سے رہائی عطا فرمائے، آمین) عسکری شعبے کے پاس ابو ناصر کے منصوبے کے بارے میں کافی تفصیلات تو تھیں لیکن قیادت نے اس اندیشے کی وجہ سے کہ کہیں دشمن کو ابو ناصر کی گرفتاری کی وجہ سے کارروائی کا علم نہ ہو گیا ہو اسے کسی اور وقت کیلئے موخر کر دیا۔ اس تاخیر کی وجہ سے کارروائی کی دوبارہ سے منصوبہ بندی کی ضرورت محسوس ہوئی جس میں اہم کردار ابو الولید الجزائری نے ادا کیا جو کہ ابو ناصر کے ساتھ بھی منصوبہ بندی میں شریک رہے تھے، اسی طرح دوبارہ ترصد اور منصوبہ بندی میں ابو سلمہ النجدی کے اصرار اور شوق نے بھی کردار ادا کیا، انہوں نے طویل مدت تک دشمن کے کیمپ کی نگرانی کی، اس میں داخلے کے خفیہ راستے تلاش کرتے رہے اور ساتھ ساتھ فلم بندی بھی کرتے رہے جبکہ آخر میں میدانی قائدین میں سے ایک نے ترصد میں حصہ لیا اس طرح ایک نیا ترصد اور ہوائی اڈے کے بارے میں ایک مفصل رپورٹ پیش ہوئی جس کے بعد کارروائی کی دوبارہ منصوبہ بندی کا فیصلہ کیا گیا۔

اس زمانے میں میڈیا پر یہ خبریں نکلیں کہ امریکہ اور نیٹو اتحاد وزیرستان پر حملہ کرنے کی تیاری کر رہے ہیں۔ عسکری قیادت نے جب ان خبروں کا جائزہ لیا تو اس بات کا فیصلہ کیا گیا کہ امریکیوں پر ایک ایسی کاری ضرب لگائی جائے جو ان کے عزائم کو توڑ دے اور انہیں اپنے اس ارادے پر عملدرآمد سے روک دے۔ دوسری طرف یہ بات بھی واضح تھی کہ اگر صلیبی افواج وزیرستان میں داخل ہوں تو اس صورت میں ان کا مرکزی بیس کیمپ خوست کا ہوائی اڈہ ہی ہوگا، نیز افغانستان میں امریکی کیمپ انگلیوں پر

گنے جاسکتے ہیں اور خوست کا ہوائی اڈہ ان میں سے ایک ہے۔ یہ بات بھی اہم ہے کہ دشمن کے طیاروں کو نشانہ بنانے کیلئے بہترین وقت ان کی ہوائی اڈے پر ساکن حالت ہوتی ہے۔

عسکری قیادت کا پہلا اجتماع:

القاعدہ کی عسکری قیادت کا اجلاس منعقد کیا گیا جس میں عسکری شعبے کے تمام ارکان کے علاوہ اہم کارروائیوں کے ذمہ دار اور استشہادی کارروائیوں کے ذمہ دار نے بھی شرکت کی۔ شیخ خالد حبیب نے ابو ناصر القحطانی کا منصوبہ پیش کیا جبکہ ابو الولید الجزائری، ابو سلمہ النجدی اور ایک عسکری قائد نے اپنے اپنے ترصد اور تصاویر کی روشنی میں اپنے منصوبے پیش کیے۔ اجلاس کے اختتام پر دس دن بعد دوبارہ جمع ہونا طے پایا اور ذمہ داروں سے نقشوں کی مدد سے تفصیلی ترصد کا مطالبہ کیا گیا تا کہ کارروائی میں ممکنہ مشکلات کا حل ڈھونڈا جا سکے۔ اس اجتماع میں جو 4 منصوبے پیش ہوئے ان کے جن حصوں کی تنفیذ کے امکانات زیادہ تھے انہیں چنا گیا۔

کارروائی کے منصوبے:

1- ابو ناصر کا منصوبہ: فدائی بھائی جو کہ امریکی فوجی وردیاں پہنے ہوئے ہوں گے اپنے ذاتی اسلحہ اور گرنیڈوں کے ساتھ حملہ آور ہوں اور بارودی مواد کے ذریعے ہیلی کاپٹروں کو تباہ کریں۔

2- ابو الولید کا منصوبہ: بارود سے بھری گاڑی کیمپ کے صدر دروازے پر ماری جائے، ساتھ ہی فدائی جانبازوں کو کلاشنکوفوں اور گرنیڈوں سے لیس کر کے کیمپ میں داخل کیا جائے نیز BM میزائل کیمپ پر داغے جائیں۔

3- ابو سلمہ کا منصوبہ: بارود سے بھری دوسری گاڑی کو دوبارہ صدر دروازے سے ٹکرایا جائے، BM اور صقر میزائلوں کی کیمپ پر بوچھاڑ کی جائے اور چند فدائی بھائیوں کو مسلح کر کے مختلف راستوں سے کیمپ میں داخل کیا جائے۔

4- مخصوص عملیات کے شعبے کے عسکری قائد کا منصوبہ مزید تفصیلی ترصد کرنے، فدائیوں کی خوست شہر میں مکمل حفاظت، کارروائی کی مسلسل نگرانی اور قریب سے ایئر پورٹ پر میزائل فائر کرنے پر مشتمل تھا۔

دوسرا اجتماع: ترصد کے نتائج

نئے ترصد کے بعد سامنے آنے والی معلومات درج ذیل تھیں:

ابو الولید الجزائری نے صدر دروازے کے بارے میں معلومات جمع کی تھیں۔ ان کا کہنا تھا کہ

یہ کیمپ دو دروازوں پر مشتمل ہے، ان میں سے صدر دروازے پر مرتدین اور دوسرے دروازے پر امریکی فوجی تلاشی لیتے ہیں۔ ان دونوں دروازوں کا درمیانی فاصلہ تقریباً 3 سو میٹر ہے۔ مرتدین کے دروازے سے مختلف سڑکوں پر مشتمل راستہ اس جگہ تک جاتا ہے جہاں بکتر بند گاڑیاں کھڑی ہوتی ہیں اور یہ فاصلہ تقریباً سو میٹر کا ہے۔ علاوہ ازیں جہازوں کے کھڑے ہونے کی جگہ آہنی باڑ سے تقریباً سو میٹر کے فاصلے پر ہے۔ پھر مشورے سے کارروائی کا ایک نیا خاکہ ترتیب دیا گیا جس میں جدید معلومات کی روشنی میں حسب ضرورت تبدیلی کی جاسکتی تھی وہ یہ کہ پہلی گاڑی مرتدین کے دروازے کی طرف جائیگی اور اس دروازے پر رک کر امریکیوں والے دروازے پر BM میزائل داغے گی اس کے بعد صدر دروازے پر ہی دھماکہ کرے گی۔ پھر دوسری گاڑی بکتر بند گاڑیوں کی طرف جا کر وہاں پر موجود امریکیوں پر حملہ کرے گی۔ دوسری طرف فدائی بھائی امریکی فوجی وردیاں پہنے جہازوں کے کھڑے ہونے کی جگہ سے قریب امریکی فوجیوں کے خیموں کی طرف میں داخل ہوں گے اور دوسری گاڑی کے دھماکے کے بعد امریکیوں پر حملہ کردیں گے مگر یہ سب تب ہی ممکن ہوسکے گا جب وہ کیمپ کو گھیرے ہوئی آہنی باڑ کو کاٹنے میں کامیاب ہوجائیں جو کہ ابو ناصر کے منصوبے کے مطابق ہے۔ پھر میزائل فائر کرنے پر متعین مجموعے اسی وقت اور بعد میں بھی BM اور صقر 20 میزائل فائر کریں گے۔ یہ اجمالی منصوبہ ہے۔

منصوبہ مکمل ہونے سے پہلے شیخ ابو الولید نے جب میزائل گاڑی پر نصب کرنے کا مسئلہ سامنے رکھا تو اس کے فوائد اور فدائی بھائی کو اس سے پہنچنے والے ممکنہ نقصانات پر باہم تبادلہ خیال کیا گیا۔ آخر کار عسکری شعبے کے ایک رکن نے گاڑی اور پھر فدائی سمیت گاڑی پر اسکا تجربہ کرنے کا مطالبہ کیا تاکہ اگر اس کے نقصانات ہوں تو سامنے آ سکیں تاکہ نقصانات کی صورت میں اس ارادے کو ملتوی کردیں۔ بصورت دیگر اسے عملی جامہ پہنایا جاسکے۔ لہٰذا شیخ ابو الولید نے تجربہ کیا جو الحمد للہ کامیاب رہا۔ اس لیے عسکری شعبے نے اسکی منظوری دے دی۔

منصوبہ بندی کے حتمی نکات:

ان معلومات کو بنیاد بناتے ہوئے کارروائی کی تنفیذ سے پہلے دوبارہ اجتماع کا فیصلہ کیا گیا جبکہ مندرجہ ذیل امور پر اتفاق رائے ہوا؟

1- دو استشہادی گاڑیوں کو کیمپ کے صدر دروازے اور اس مقام پر جہاں امریکی فوجی اور بکتر بند گاڑیاں کثرت سے ہوں، پر مارنے کیلئے مختص کیا جائے۔

2- چھ استشہادی بھائیوں کو ہیلی کاپٹروں کے قریب والے علاقہ سے داخل کیا جائے۔

-3 BM میزائلوں کو قریب سے پہرہ داروں کے برجوں پر مارا جائے جبکہ دور سے صقر 20 میزائل کیمپ کے اہم مقامات مثلاً جہازوں کے سٹینڈ وغیرہ پر مارے جائیں۔

-4 حملہ فجر کے وقت کیا جائے۔

-5 حملہ اتوار کے روز ہو جبکہ دشمن اپنی چھٹی منا رہا ہو۔

-6 ان کارروائیوں کی تنفیذ ایک ہی وقت میں اکٹھی ہو۔

فراہمی ساز وسامان (فراہمی وسائل)

عسکری قائدین میں سے ہر ایک نے کارروائی کیلئے مقدور بھر وسائل فراہم کیے۔

ابو سلمہ النجدی نے اپنے مجموعے میں سے 5 فدائی بھائی پیش کیے جبکہ ان کی کارروائی کی مناسبت سے تربیت بھی اپنے ذمہ لی۔ اس کے ساتھ ایک بارودی گاڑی، کچھ صقر 20 میزائل اور 20 سے 30 کے درمیان BM میزائل فراہم کیے۔

شیخ ابوالولید نے 3 فدائی اور ایک بارودی گاڑی نیز اس پر نصب کرنے کیلئے چار BM میزائل (جو کہ صدر دروازے پر داغے جانے تھے) پیش کیے۔ علاوہ ازیں امریکی فوجی وردیاں، دو بارودی جیکٹیں اور آٹھ BM بھی اپنے ذمہ لیے۔

خصوصی عملیات کے مسئول نے دو بارودی جیکٹیں تیار کرنے کا ذمہ لیا۔ اسی طرح کارروائی کی مرحلہ وار تنفیذ، برجوں پر BM مارنے اور فدائیوں کو کیمپ کے اندر داخل کرنے کا ذمہ اہم کارروائیوں کے قائد نے لیا۔

نیز تمام اہم امور چاروں قائدین کے سپرد کر دیئے گئے اور ان سب پر نگران خراسان میں القاعدہ کے مسئول عسکری شیخ خالد حبیب تھے۔ مزید برآں ایک مرتبہ پھر چند امور کا جائزہ لینے کیلئے اجتماع ہوا۔

تیسرا اجتماع

فدائیوں کا انتخاب

آٹھ استشہادی بھائیوں کا چناؤ کیا گیا جن کے نام حسب ذیل ہیں:

1- ابو طیب المطیری (دھاوا بولنے والے مجموعے کے امیر) 2- ابراہیم القصیمی

3- عکرمہ النجدی 4- عبداللہ الترکی 5- سیاف الترکی

6-ابوعبدالرحمٰن الباکستانی 7-قعقاع الترکی (پہلی بارودی گاڑی کے سوار)

8-ابوعبیدہ المکی (دوسری بارودی گاڑی کے سوار)

کارروائی کی تنفیذ:

کارروائی کی تنفیذ کو تین مراحل (یعنی حصوں) میں تقسیم کیا گیا۔

پہلے مرحلے کے ذمہ دار قاری بختیار تھے، دوسرے کی ذمہ داری شیخ خالد حبیب کی تھی جبکہ تیسرے مرحلے کی ذمہ داری خصوصی کارروائیوں کے مسئول کو سونپی گئی۔

پہلا مرحلہ:

قاری بختیار نے پہلی گاڑی اور دو فدائی بھائیوں قعقاع اور ابوعبیدہ کو امن وسلامتی سے خوست میں پہنچا دیا۔ انہیں کارروائی کے وقت (جوکہ آنے والا اتوار تھا) اور ان سے مطلوب کاموں کے بارے میں آگاہ کردیا گیا۔ شہر میں پہنچنے کے بعد انہوں نے دوسری گاڑی تیار کی۔ اللہ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے کہ انہوں نے دونوں گاڑیوں میں گیس سلنڈروں کا اضافہ کردیا تاکہ دھماکے کی قوت میں اضافہ ہوجائے۔ کارروائی سے ایک دن پہلے وہ دونوں فدائی بھائیوں کو کیمپ کے دروازے کے قریب لے گئے تاکہ وہ اس مقام کو دیکھ لیں جہاں وہ صبح حملہ آور ہوں گے۔ بھائی الحمدللہ پوری طرح تیار تھے اور بس کارروائی شروع ہونے کا انتظار کررہے تھے مگر کارروائی کو ایک دن کیلئے موخر کردیا گیا تاکہ اس میں شریک جن دوسرے بھائیوں کی تیاری مکمل نہیں ہے وہ پوری طرح تیار ہوجائیں اسی دن یعنی اتوار کو میزائل مارنے پر متعین بھائیوں نے کارروائی کی تاخیر کی اطلاع نہ ہونے کی وجہ سے BM میزائل کیمپ پر داغے جوکہ الحمدللہ تمام کے تمام اس کے اندر گرے اور اطلاعات کے مطابق دو ہیلی کاپٹر تباہ جبکہ تیسرے کو نقصان پہنچا۔ پیر کی صبح دونوں فدائی بھائی روانہ ہوئے اور کیمپ کی طرف جانے والوں کو دھوکے میں ڈالنے کیلئے مختلف ذیلی راستے اختیار کرتے ہوئے وہاں پہنچے۔ اس وقت صدر دروازے سے امریکیوں اور مرتدین کا کانوائے کیمپ کے اندر داخل ہورہا تھا، قعقاع رحمہ اللہ ہوا کی رفتار سے چلے اور ہدف پر پہنچ کر امریکیوں، مرتدین اور ان کے مددگار مزدوروں اور جاسوسوں کے درمیان دھماکہ کردیا۔ قاری بختیار کے بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ انہوں نے کیمپ کے اندرونی دروازے پر چاروں میزائل داغے تھے۔ ان کا کہنا تھا کہ انہیں گاڑی کے دھماکے سے پہلے ایک دھماکے کی آواز سنائی دی تھی مگر دوسرے دھماکے کے شور کی وجہ سے پہلے دھماکے کی آواز نمایاں نہ ہوسکی۔ نیز پتا چلا کہ دروازے پر ایک یا

دو میزائل لگے جبکہ ایک میزائل کیمپ کی جیل پر گرا اور ابو عبیدہ المکی کے مطابق انہوں نے قعقاع کے فائر کیے ہوئے میزائلوں کو دیکھا جو ایک خیمے پر جا لگے جس میں امریکی فوجی تھے اور کچھ دروازے پر لگے۔

باقی رہا ابو عبیدہ المکی کا معاملہ تو جیسے وہ خود بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے مردار ہونے والوں اور زخمیوں کی ایک بہت بڑی تعداد دیکھی۔ صرف 50 کے قریب تو مردار تھے زخمی اس کے علاوہ تھے، خون اور اعضاء بکھرے ہوئے تھے اور دھماکے سے متاثر ہونے والے گھٹنوں کے بل گھسٹ رہے تھے۔ جب وہ دوسری گاڑی لے کر چلے تو انہوں نے امریکی کانوائے دیکھا اور بجائے دروازے کے اس پر حملہ کرنے کی ٹھانی، وہ اللہ پر توکل کرتے ہوئے چلے مگر ایک بچہ ان کے اور کانوائے کے درمیان آ گیا اس لیے وہ ان کے قریب ہی بچے کے دور ہونے کا انتظار کرنے لگے۔ اسی اثناء میں انہیں شبہ ہوا کہ امریکیوں کو ان کے بارے میں شک ہو گیا ہے۔ اس شبہ کی بناء پر انہوں نے گاڑی پیچھے کی ہی تھی کہ انہیں ایک اور امریکی کانوائے نظر آیا جسے مرتدین نے گھیرا ہوا تھا۔ امریکیوں نے ابو عبیدہ کو متنبہ کرنے کیلئے ہوائی فائر کیے تاکہ وہ ان سے دور رہیں۔ ابو عبیدہ سمجھے کہ دشمن ان کی حقیقت جان گیا ہے لہٰذا گاڑی لے کر لوٹنے لگے اس سے مرتدین کو شک ہو گیا اور انہوں نے ابو عبیدہ پر فائرنگ شروع کر دی۔ ایک گولی گاڑی میں رکھے ہوئے ایک گیس سلنڈر کو جا لگی اور پوری گاڑی سفید گیس سے بھر گئی۔ انہوں نے سوچا کہ وہ دوبارہ مڑ کر دشمن پر حملہ کریں مگر جب وہ گاڑی موڑنے لگی، وہ ایک گڑھے میں گر گئی۔ متعدد مرتبہ کوشش کے باوجود گاڑی وزنی ہونے کی وجہ سے نہ نکل سکی اور اسی طرح پھنسی رہی۔ اس صورتحال میں ان کے پاس اس کے سوا کوئی چارہ نہ تھا کہ اپنے آپ کو بچانے کی کوشش کریں کیونکہ حملہ کرنا ناممکن تھا اس لیے وہ گاڑی سے اتر کر نزدیکی کھیتوں کی طرف بھاگے، دشمن کی طرف سے فائرنگ جاری تھی اسی دوران انہیں ہاتھ اور ران میں زخم بھی آئے اس کے باوجود وہ چلتے رہے یہاں تک کہ انصار کے پاس پہنچ گئے جو بھائی کارروائی کی تکمیل پر مامور تھے ان میں سے ایک کا انصار کے گھر سے گزر ہوا تو اس نے انہیں محفوظ مقام تک پہنچا دیا جہاں سے انہیں قاری بختیار نے دوسرے بھائیوں تک پہنچا دیا جہاں پر ان کا علاج ہوا۔ گاڑی جو کہ وہیں رہ گئی تھی اسے دشمن نے تباہ کر دیا۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون۔

دوسرا مرحلہ:

شیخ خالد حبیب تمام کارروائی کی لحظہ بہ لحظہ نگرانی کر رہے تھے۔ اس مرحلے میں بھائی ابو سلمہ النجدی کی مدد سے کیمپ پر مزائل بھی داغے جانے تھے جن کی ترتیب کچھ اس طرح تھی:

-1 اتوار کے دن کیمپ پر BM میزائل داغے گئے۔ یہ دراصل فدائی حملہ ہونے کے بعد رات کو

داغے جانے تھے مگر کارروائی موخر ہونے کی اطلاع ساتھیوں کو نہ ہونے کی وجہ سے اتوار کو ہی داغے گئے۔

2- فدائی حملے کے بعد شیخ خالد حبیب کے کہنے پر زید الترکی نے (اللہ انہیں جزائے خیر دے) منصوبے کے مطابق کیمپ پر 17 میزائل داغے جو کہ الحمد للہ تمام نشانے پر لگے۔

3- جس وقت زید الترکی بھائی نے کیمپ پر میزائل فائر کیے اسی وقت صقر 20 میزائل بھی داغے گئے، الحمد للہ تمام نشانے پر لگے صرف ایک میزائل ہدف سے خطا ہوا۔

4- خصوصی کارروائیوں کے مسئول کی طرف سے بھی میزائل داغے گئے جن کا اختتام بدھ کے دن ہوا۔

تیسرا مرحلہ

یہ کارروائی کا اہم ترین مرحلہ ہے اس لیے اسے مزید چار مراحل میں تقسیم کیا گیا ہے۔

اول: کارروائی کیلئے روانگی

ابوسلمہ النجدی نے کارروائی کیلئے چھ فدائی بھائیوں کو تیار کیا۔ ہر بھائی کلاشنکوف 8 میگزینوں، فدائی جیکٹ، 15 ہینڈ گرنیڈوں اور ایک کلو وزنی بارودی مواد سے لیس تھا۔ یہ بھائی تقریباً 10 گھنٹے کے پیدل سفر کے بعد خوست پہنچے۔ سفر کے دوران چند مرتبہ وہ ستانے کیلئے ٹھہرے۔ ایک جگہ عکرمہ النجدی کی آنکھیں نیند سے بوجھل ہونے لگیں اور وہ سو گئے۔ بھائی کچھ دیر آرام کے بعد دوبارہ چل پڑے۔ رات کا وقت تھا اس لیے انہیں عکرمہ بھائی کی غیر موجودگی کا احساس نہ ہو سکا۔ کچھ دیر بعد جب عکرمہ کی آنکھ کھلی تو انہوں نے بھائیوں کو موجود نہ پا کر انہیں اپنی غیر موجودگی کا اشارہ دینے کیلئے دو ہوائی فائر کیے۔ اس وقت وہ مرتدین کے ایک مرکز سے قریب تھے مگر انہیں اس کا علم نہیں تھا۔ اس غیر معمولی فائرنگ سے بھائی چوکنے ہو کر آپس میں اکٹھے ہوئے تو عکرمہ النجدی کو نہ پایا۔ اسی دوران عکرمہ نے اپنی جگہ کی نشاندہی کیلئے روشنی والی گولی فائر کی لہٰذا بھائی واپس آئے اور انہیں ساتھ لے کر اپنا سفر مکمل کیا۔ ادھر مرتدین تیز روشنیاں روشن کرتے ہوئے فائرنگ کی جگہ معلوم کرنے کی کوشش کرتے رہے۔

دوئم: ترصد (ریکی)

اس طویل تھکا دینے والے سفر کے بعد جب بھائی خوست پہنچے تو وہ تھک کر چور ہو چکے تھے جس کی وجہ سے انہوں نے کارروائی تاخیر سے کرنے کا فیصلہ کیا لہٰذا اتوار کو صرف ابوالطیب المطیری (جو کہ اس فدائی گروپ کے امیر تھے) کیمپ کی حفاظتی باڑ کے انتہائی قریب گئے اور اسے ترصد سے ملنے

والی اطلاعات کے مطابق پایا۔ پیر کی رات نماز عشاء کے بعد بھائی حملے کیلئے روانہ ہوئے۔ ان کے ساتھ انصار میں سے کچھ لوگ بھی تھے جو اسلحہ اٹھانے میں ان کی مدد اور کیمپ کو جانے والے راستے کی طرف رہنمائی کر رہے تھے۔ دشمن کی نظر اور حفاظتی کتوں سے بچنے کیلئے بھائیوں نے طویل راستہ اختیار کیا جس کی وجہ سے وہ تھک گئے اور انہیں ہدف تک پہنچنے میں تاخیر بھی ہوگئی۔ باڑ کے قریب وہ جب پہنچے تو رات کے 2 بج رہے تھے۔ اس وقت ایک ہیلی کاپٹر معمول کے مطابق چکر لگا رہا تھا اور کچھ بکتر بند گاڑیاں باڑ کے اس جانب کھڑی تھیں جہاں سے بھائیوں کو اندر جانا تھا۔ رہبر نے انہیں بتایا کہ یہ سب معمول کی کارروائی ہے۔ ابو الطیب المطیری نے جب باڑ کا جائزہ لیا تو انہیں یہ جان کر بہت خوشی ہوئی کہ وہ کافی کمزور ہے اور اس کو کاٹنے میں انہیں کوئی مشکل نہیں مگر ہیلی کاپٹر اور بکتر بند گاڑیوں کی موجودگی نے ان کیلئے مشکل پیدا کر دی اور انہیں گمان ہوا کہ آج حفاظتی انتظامات غیر معمولی ہیں۔ فجر کے وقت تقریباً 4 بجے ہیلی کاپٹر رکا اور فضا پرسکون ہوئی مگر یہ وقت کارروائی کیلئے غیر مناسب تھا۔ اس وجہ سے ابو الطیب المطیری نے کارروائی کے نگران سے رابطہ کر کے مشورہ کیا کہ یہ وقت غیر مناسب ہے لہٰذا بہتر یہ ہے کہ کارروائی کل تک موخر کی جائے۔ اس تاخیر نیز بھائیوں کی تھکاوٹ کو مدنظر رکھتے ہوئے کارروائی اگلے دن کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ اس لیے بھائی واپس لوٹ آئے۔ پیر کو قعقاع الترکی نے کیمپ کے دروازے پر فدائی حملہ کیا اس دھماکے کو بھائیوں نے بھی سنا جس نے ان میں ایک نیا ولولہ پیدا کر دیا اور انہوں نے اسی رات کارروائی کرنے کا عزم مصمم کر لیا۔

سوئم: حملے والی رات کی جھڑپیں

منگل کی رات فدائی بھائی پھر روانہ ہوئے اور باڑ تک جانے کیلئے ایک کچا راستہ اختیار کیا، اس رات انہوں نے احتیاطاً حملے اور اس کے بعد پیچھے ہٹنے کا منصوبہ ترتیب دیا۔ حملہ کرنے والے مہاجرین چھ تھے اور اتنی ہی تعداد ان کے مددگار انصار کی تھی۔ آخر کار وہ ایک وادی کے کنارے باڑ کے کمزور حصے تک لے جانے والے کچے راستے سے بہت قریب پہنچ گئے جو بھائیوں کا نیا انتخاب تھا۔ ابو الطیب بھائی دو انصاری بھائیوں کے ساتھ آہنی باڑ کی جانب بڑھے اور جب اس کے بالکل نزدیک پہنچ گئے تو ایک انصاری بھائی کو ایک بکتر بند گاڑی باڑ کے باہر اس جگہ دکھائی دی جہاں سے بھائیوں نے گزشتہ روز حملہ کرنا تھا۔ اس نے ابو الطیب کو کمین کا بتلایا اور دونوں انصاری باقی بھائیوں کی طرف لوٹ گئے مگر ابو الطیب بھائی نے یقین کی غرض سے خود مشاہدہ کرنے کا فیصلہ کیا۔ پھر جیسے ہی انہوں نے دیکھنے کیلئے سر اوپر اٹھایا ان پر دشمن کی طرف سے شدید فائرنگ شروع ہوگئی۔ عکرمہ النجدی اور دوسرے بھائی تیاری کی

حالت میں تھے۔انہوں نے دشمن کی طرف سے ابوالطیب پر کی جانے والی فائرنگ اوراس کے جواب میں ابوالطیب کی فائرنگ جوکہ دشمن کے اسلحے کو خاموش کرا دینے والی تھی، سنی (انہوں نے تقریباً 3 میگزین فائر کیے تھے)۔ابوالطیب کی فائرنگ نے انصاری بھائیوں کو پیچھے ہٹنے میں مدد دی۔اسی اثناء میں عکرمہ النجدی اورعبدالرحمٰن الباکستانی نے دشمن پر فائرنگ شروع کردی تاکہ ابوالطیب بھائی کو جوان سے آگے تھے انہیں پیچھے ہٹنے میں مدد دے سکیں۔اس دوران انصاری بھائی واپس جانے میں کامیاب ہو گئے لہٰذا جب دشمن کی فائرنگ میں کمی آئی تو پانچوں بھائی وادی میں دائیں جانب سے پیچھے ہٹنے لگے۔

ادھرابوالطیب بھائی کو دشمن کی دوشکا سے شدید فائرنگ کی وجہ سے پیچھے ہٹنے میں تاخیر ہوئی۔ پھر دشمن کے ایک ہیلی کاپٹر نے ان پر بمباری شروع کردی۔وہ زمین سے چپکے رہے اورکوئی حرکت نہ کی۔جب اس ہیلی کاپٹر نے اپنا ذخیرۂ بارود ختم کرلیا تو دوسرا ہیلی کاپٹرآ گیا تاکہ بمباری مکمل کرے۔ابو الطیب مسلسل دعا کرتے رہےاور کہتے رہے(**ما کافی اکفنیهم**)انہیں اس تمام بمباری سے پاؤں اور پشت میں معمولی زخم آئے۔ہیلی کاپٹر کچھ دیر تک بمباری اور فائرنگ کے بعد ابوالطیب المطیری کو مردہ خیال کر کے واپس چلے گئے تو انہوں نے وادی میں بائیں جانب پیچھے ہٹنا شروع کیا یہاں تک کہ چھپنے کیلئے ایک مناسب جگہ پر پہنچ گئے۔وہاں انہوں نے کارروائی کے نگران سے رابطہ کیا اور کمین میں اپنے گھیراؤ سے مطلع کیا نیز مطالبہ کیا کہ بھائی کیمپ پر میزائل داغیں تاکہ وہ باآسانی واپس آسکیں۔ ہوائی اڈے پر BM اورصقر 20 میزائل داغے جانے لگے۔کچھ ہی دیر بعد خوست ایئرپورٹ صقر 20 میزائل کی ہولناک آواز سے گونجنے لگا(یہ مزائل بہت قوت سے پھٹتے ہیں جس کا دشمن کے دلوں پر رعب ڈالنے میں بہت اثر ہوتا ہے)ابوالطیب میزائل داغے جانے کے بعد پرسکون ہوئے اور آہستہ آہستہ پیچھے ہٹتے ہوئے واپس انصار کے گھر تک پہنچ گئے۔**وللہ الحمدو المنة**

چہارم: گھمسان کی جنگ

ابوالطیب کارروائی میں شرکت کا شرف پانے اوراس سخت لڑائی میں پارچے سے پاؤں اور پشت میں پہنچنے والے زخم کے اعزاز کے بعد اپنی پناہ گاہ تک پہنچ گئے۔البتہ باقی پانچ بھائیوں سے راستہ اختیار کرنے میں غلطی ہوئی اوروہ امریکیوں کی کمین میں گھر گئے۔امریکی اپنے تئیں مجاہدین کو شہید کرنے کے بعدان کی لاشوں کو اٹھانے کیلئے علاقے کا گھیراڈال کرآرہے تھے۔لہٰذا یہاں سخت لڑائی چھڑ گئی۔ مقامی افراد سے ملنے والی خبروں کے مطابق ایک بھائی غالباً سیاف الترکی نے امریکیوں پر حملہ کر دیا اور ان کے درمیان اپنی فدائی جیکٹ پھاڑ دی(اللہ انہیں شھدا میں قبول فرمائے آمین)پھرایک ہیلی کاپٹر

زخمیوں کو بچانے اور اپنے مرداروں کو اٹھانے کیلئے آیا اور جس جگہ کو آڑ بنا کر بھائی جنگ کر رہے تھے وہاں قریب ہی اتر گیا۔ عبدالرحمٰن الباکستانی ایسے ہی سنہرے موقع کی تلاش میں بیٹھے تھے۔ انہوں نے آگے بڑھ کر اس پر فدائی حملہ کر دیا۔ مقامی افراد کے مطابق اس سے جانی نقصان کے علاوہ دشمن کے دو ہیلی کاپٹر ناکارہ ہوئے۔ اس شدت کی لڑائی میں ایک طرف تو امریکی اور نیٹو افواج تھیں جو ہر قسم کے اسلحہ سے لیس تھیں اور دوسری طرف پانچ مجاہد بھائی تھے جن کے پاس چند گرنیڈ، چھوٹا اسلحہ اور فدائی جیکٹیں تھیں۔ طلوع صبح کے بعد لوگوں نے امریکی، نیٹو اور افغان فوجی دستوں کو بھائیوں کی جانب بڑھتے دیکھا۔ اب پھر وہ یہی سمجھ رہے تھے کہ مجاہدین شہید ہو چکے ہیں۔ جب وہ بھائیوں کی آڑ کے نزدیک پہنچے تو اچانک انہیں شدید فائرنگ کا سامنا کرنا پڑا۔ وہ بوکھلا اٹھے اور پھر علاقے کے عوام نے کفار کے اس لشکر کو اپنے پیچھے زخمیوں اور مرداروں کی ایک کثیر تعداد کو چھوڑ کر بھاگتے ہوئے دیکھا۔ کسی امریکی یا مرتد فوجی کو اس کے بعد دوبارہ لوٹنے کی جرأت نہ ہوئی۔ دشمن نے فضائی طاقت بلائی اور دن دس بجے تک مسلسل بمباری کرتے رہے۔ رات ایک بجے سے جاری یہ حق و باطل کا معرکہ جب دس بجے دن کو ختم ہوا تو علاقے میں امریکیوں اور ملی فوج کے مرتدین کی لاشیں بکھری پڑیں تھیں۔ پانچوں بھائیوں کو اللہ تعالیٰ نے شہادت کے تمغے سے نوازا۔ بھائیوں کی لاشوں کی تروتازگی اور مہک نے لوگوں کے دلوں پر بہت اثر ڈالا۔ کارروائی کے دوران شہر میں یہ خبر پھیل گئی کہ طالبان نے خوست کے ہوائی اڈہ پر قبضہ کر لیا ہے۔ اس کارروائی نے اہل شہر کو عجیب قسم کی ایمانی کیفیات سے سرشار کیا۔ چوتھے دن (بدھ) خصوصی کارروائیوں کے امیر کی طرف سے فوجی کیمپ پر BM میزائل کی بوچھاڑ کی گئی جس کے بعد اس کارروائی کا اختتام ہوا۔ تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں اور اسی کا فضل و احسان ہے۔

کارروائی کے نتائج:

کارروائی سے دو طرح کے نتائج حاصل ہوئے: عسکری اور روحانی۔

اول: عسکری نتائج

☆ امریکیوں اور ان کے مددگار مرتدین کی ایک بڑی تعداد کی ہلاکت۔

☆ صدر دروازے پر امریکیوں اور مرتدین کی 3 گاڑیوں کی تباہی۔ نیز چند فوجی موٹر سائیکل اور گاڑیاں بھی تباہ ہوئیں۔

☆ 5 ہیلی کاپٹروں کی تباہی (3 کیمپ کے اندر اور 2 باہر)

☆ عمارتی اور عسکری سامان کا نقصان، جس کا احاطہ ممکن نہیں۔

☆ فوجی کیمپ پر مارے گئے میزائل الحمدللہ ہدف پر لگے۔ دشمن کے جواب اور ایمبولینسوں کی آوازوں سے دشمن کے بھاری نقصان کا اندازہ ہوا۔ دشمن کا شدید جواب میزائل گرنے کے پینتالیس منٹ بعد آیا۔

دوئم: روحانی نتائج

اس کارروائی سے بہت سے ایسے روحانی اہداف حاصل ہوئے جن کی توقع کی جارہی تھی۔ مثلاً ایک یہ کہ اس نے مقامی مسلمانوں کے دلوں میں بڑے عسکری اڈوں پر جرأت اور دلیری سے حملہ کرنے کی روح پھونک ڈالی۔ یہ کیمپ امریکیوں کیلئے ارض افغانستان میں مضبوط گڑی ہوئی میخ کی مانند ہے۔ اس پر چاروں طرف سے مجاہدین کے حملے نے طالبان کے عزائم اور حوصلوں کو مہمیز دی۔

☆ لوگوں کو شہدا کو دیکھنا اور ان کی میتوں پر واضح کرامات نے انہیں یقین دلایا کہ یہ نوجوان حق پر ہیں اور مرتدین باطل پر۔

☆ لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی واضح نصرت اور امریکی فوج کی حقیقت دیکھ لی۔ انہوں نے کفار کی فوج اور جہازوں کو اللہ تعالیٰ کی مدد کے سامنے عاجز پایا۔ چار دن تک امریکی دفاع کی حالت میں رہے۔ اپاچی ہیلی کاپٹر بھی بھائیوں کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے۔ اس سے دشمن کے رعب و دبدبے اور قوت و طاقت جس کو اس نے اپنے میڈیا اور دیگر اداروں کے ذریعے لوگوں کے دلوں پر بٹھایا تھا، کا مکمل پول کھل گیا اور عوام نے اپنی آنکھوں سے اللہ کی نصرت کو اترتے ہوئے دیکھ لیا۔

☆ عرب اور دوسرے مہاجر بھائیوں کے شہر میں داخل ہونے اور دلیری سے دشمن کے مضبوط ترین کیمپ پر حملہ کرنے سے عوام میں جہادی روح بیدار ہوئی۔ اس کے علاوہ ان خبروں کا عامۃ المسلمین میں پھیل جانا کہ طالبان نے فوجی اڈے پر حملے کے بعد اس پر قبضہ کرلیا ہے اور مرتدین کے اس کے جواب میں وضاحتی بیانات نے بھی لوگوں کے دلوں میں خوشیوں کی لہر دوڑائی۔ جس بہادری سے مجاہدین نے یہ کارروائی کی اس سے دشمن پر کاری ضرب لگی اور اسے یہ تسلیم کرنا پڑا کہ امارت اسلامیہ کے سقوط سے اب تک کی یہ سب سے بڑی کارروائی ہے۔

آخر میں ہم اللہ رب العزت سے دعا کرتے ہیں کہ ہمارے شہدا بھائیوں کو قبول فرمائے اور جس نے بھی اس مبارک عملیہ میں اپنے قول یا عمل سے شرکت کی اسے قبول فرمائے۔ نیز اس کارروائی کو امریکی فوجی اڈوں اور امریکیوں اور مرتدین کے بڑے مراکز پر کارروائیوں کا آغاز بنادے (آمین)

افغانستان میں کفار کی بے بسی

’’اگر آپ افغان جنگ کی قیمت کا اندازہ لگانا چاہتے ہیں تو اس کیلئے بیتھسڈا نیول (Bathesda Naval Hospital) ہسپتال کے سرجیکل وارڈ سے بہتر کوئی جگہ نہیں۔‘‘

یہ الفاظ سی بی ایس نیوز (CBS News) کے صحافی ڈیوڈ مارٹن کے ہیں جس نے امریکی نیوی کے ہسپتال میں جا کر افغانستان میں زخمی ہونے والے فوجیوں کے انٹرویو لیے۔ مارٹن کے مطابق امریکی قانون آپ کو تمام زخمیوں سے ملنے کی اجازت نہیں دیتا تاہم چند سے ملاقات کا ہم نے بندوبست کر لیا۔

’’میں ریت پر بیٹھا ادھر اُدھر ہاتھ مار کر اپنی ٹانگ تلاش کرنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن مجھے نہیں ملی۔‘‘

سارجنٹ ہمفری نے کہا جو ریموٹ کنٹرول بم حملے میں اپنی ایک ٹانگ کھو بیٹھا، کارپورل مارٹینز کی کہانی بھی کچھ اسی طرح کی ہے۔ مارٹینز کا کہنا ہے کہ مجھے بس اتنا یاد ہے کہ میں ہوا میں اچھلا اور جب میں نیچے آیا تو میں اپنی دونوں ٹانگوں سے محروم ہو چکا تھا۔ مجھ سے ڈاکٹر نے پوچھا ’’کیا تم جینا چاہتے ہو؟‘‘ میں کہا ’’ہاں میں جینا چاہتا ہوں!‘‘

کورمینپرسل جس کو ایک کمین (گھات لگا کر کیا گیا حملہ) کے دوران ٹانگ میں گولی لگی، کا کہنا ہے کہ اس طرح کے واقعات معمول بن چکے ہیں۔

’’جب ہم گشت پر جاتے ہیں تو ہم بہت بڑا خطرہ مول لے رہے ہوتے ہیں، عراق میں استعمال ہونے والی مخصوص بکتر بند گاڑیاں افغانستان میں کسی کام کی نہیں۔ پیدل گشت کرنے والے کے پاس تو ریموٹ کنٹرول بم کے مقابلے میں صرف باڈی آرمر ہوتا ہے۔ ’وہ‘ (مجاہدین) چھپ کر بیٹھ جاتے ہیں، کمین لگاتے ہیں اور ہمارا انتظار کرتے ہیں اور ہم ان کے نشانے پر ہوتے ہیں۔‘‘

یہ تو امریکی فوج کے ایک ہسپتال کے چند زخمیوں کی داستانیں ہیں جبکہ تمام امریکی فوجی ہسپتالوں کا یہی حال ہے۔ ہر ہسپتال میں افغان جنگ کا شکار ہونے والے فوجی بڑی تعداد میں موجود ہیں جبکہ نفسیاتی امراض کا شکار ہونے والے فوجی اس کے علاوہ ہیں۔ امریکی میگزین نیوز ویک نے اپنی تازہ رپورٹ میں کہا ہے کہ:

’’امریکی فوج کے اندرونی ذرائع کے مطابق محاذوں سے واپس آنے والے 20 فیصد سپاہی مختلف ذہنی امراض کا شکار تھے اور ان میں سے نصف کو علاج کی سہولیات میسر آئیں۔ ایک اندازے

کے مطابق تقریباً 20 لاکھ سے زائد امریکی فوجیوں کو عراق اور افغانستان کی جنگوں کے دوران وہاں تعینات کیا گیا جن میں سے 4 لاکھ افراد میں پاگل پن کی علامات نظر آئیں جبکہ پینٹاگون کی جانب سے پیش کیے جانے والے اعداد و شمار سے پتہ چلتا ہے کہ 2000ء سے اب تک ایک لاکھ چوالیس ہزار چار سو تریپن امریکی فوجیوں میں مختلف ذہنی امراض کی علامات پائی گئی ہیں۔''

امریکہ کو یہ جنگ کافی مہنگی پڑ رہی ہے اور اس کا اندازہ فوجی ہسپتالوں میں جا کر بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔ دوسری جانب مجاہدین نے سخت سرد موسم کے باوجود صلیبی و افغان افواج پر حملے جاری رکھے ہوئے ہیں۔

☆ 22 نومبر صوبہ میدان وردک کے ضلع سید آباد میں مجاہدین نے ایک اور جاسوس طیارہ مار گرایا۔

☆ نومبر کی آخری رات بھی امریکیوں پر بھاری گزری، 20 نومبر کو افغان پولیس کے ایک زیر تربیت اہلکار نے فائرنگ کر کے چھ امریکی فوجیوں کو ہلاک کر دیا۔ جوابی فائرنگ میں متذکرہ بالا پولیس اہلکار بھی شہید ہو گیا۔ اس طرح کے واقعات اب معمول بنتے جا رہے ہیں۔ جن میں کوئی افغان فوجی یا پولیس اہلکار ہی امریکیوں پر فائر کھول دیتا ہے۔ اس طرح کے واقعات صلیبی افواج اور افغان فوج میں بداعتمادی پیدا کرنے میں بنیادی کردار ادا کرتے ہیں اور صلیبی فوجی اپنے ہر کاروں پر ہی اعتماد سے خوف کھاتے ہیں۔

☆ 8 دسمبر کو صوبہ قندھار کے ضلع چھل گزی میں ایک فدائی مجاہد نے امریکی فوجیوں پر فدائی حملہ کیا۔ تفصیلات کے مطابق فدائی مجاہد نے امریکی فوجیوں سے انگریزی میں بات چیت کرنا شروع کر دی جس سے آس پاس موجود امریکی فوجی مجاہد کے گرد اکٹھے ہو گئے تو مجاہد نے بارودی جیکٹ سے دھماکہ کر دیا جس سے 28 امریکی فوجی ہلاک و زخمی ہوئے۔

☆ 12 دسمبر کو قندھار ہی میں ایک امریکی پوسٹ پر فدائی حملے میں 30 امریکی فوجی ہلاک و زخمی ہوئے۔ تفصیلات کے مطابق امریکی فوجی چیک پوسٹ چند روز پہلے ہی قائم ہوئی تھی۔ فدائی مجاہد نے بارود سے بھری گاڑی پوسٹ سے ٹکرا دی جس سے چیک پوسٹ ملبے کا ڈھیر بن گئی۔

☆17 دسمبر کو صوبہ بغلان کے علاقے چشمہ شریف میں مجاہدین نے ایک جاسوس طیارہ مار گرایا۔

☆ 19 دسمبر کو چار بہادر فدائی مجاہدین نے کابل اور قندوز میں افغان فوجی مراکز کو نشانہ بنایا۔ طالبان ترجمان ذبیح اللہ مجاہد کے مطابق 2 فدائی مجاہدین عبداللہ اور حنظلہ نے کابل میں واقع ملٹری یونیورسٹی سے نکلتی ہوئی دو بسوں کو نشانہ بنایا جو کہ افغان فوجیوں کو لے کر نکل رہی تھی۔ عبداللہ ایک بس میں گھس گئے اور فائرنگ کر کے بس میں موجود تمام فوجیوں کو ہلاک کر دیا۔ ملٹری یونیورسٹی کی طرف سے

جوابی فائرنگ میں وہ شہید ہوگئے۔ دوسرے مجاہدین حنظلہ کافی دیر مزاحمت کرنے کے بعد شہید ہوئے۔ اس کارروائی میں تیرہ افغان فوجی ہلاک اور 8 زخمی ہوئے جبکہ ایک بس مکمل طور پر تباہ ہوگئی۔

دوسرا حملہ دو فدائی مجاہدین نے قندوز شہر کے نواح میں واقع افغان فوج کے بھرتی مرکز پر کیا۔ آغاز میں ایک بارود سے بھری موٹر سائیکل گیٹ کے سامنے پارک کردی گئی جسے بعد میں ریموٹ کنٹرول سے تباہ کردیا گیا۔ گیٹ کی تباہی کے بعد دونوں فدائی مجاہدین اندر گھس گئے اور متعدد افغان فوجیوں کو ہلاک کرنے کے بعد فدائی حملہ کرکے شہادت پا گئے۔ اس کارروائی میں 10 افغان فوجی گیٹ پر دھماکے جبکہ 19 فوجی مرکز کے اندر لڑائی میں ہلاک ہوئے۔ مرکز بھی دھماکوں کے بعد آگ پکڑنے سے تباہ ہو گیا۔ واضح رہے کہ یہ کارروائی اس وقت کی گئی جب جرمن چانسلر انجیلا مرکل قندوز میں اپنے فوجیوں کا حوصلہ بڑھانے کیلئے غیر علانیہ دورے پر آئی ہوئی تھی۔

☆ 21 دسمبر کو صوبہ بغلان کے ضلع پل خمری میں مجاہدین نے ایک امریکی جاسوس طیارہ مار گرایا۔

ماہ دسمبر میں اوباما سمیت متعدد ائمۃ الصلیب نے افغانستان کے دورے کیے اور اپنے اپنے فوجیوں کے ڈوبتے دلوں کو سہارا دینے کی کوشش کی۔ رواں ماہ افغانستان کا دورہ کرنے والوں میں امریکی وزیر دفاع رابرٹ گیٹس، اوباما، برطانوی وزیر اعظم ڈیوڈ کیمرون برطانوی فوج کا سربراہ ڈیوڈ رچرڈ اور جرمن چانسلر انجیلا مرکل شامل ہیں۔

برطانوی وزیر اعظم ڈیوڈ کیمرون نے 2011ء سے برطانوی فوج کے انخلا کا اعلان کردیا۔ اوباما نے بھی 2011ء میں امریکی فوج کے انخلا کا منصوبہ دہرایا۔ اوباما اپنے چار گھنٹے کے غیر علانیہ دورے میں کرزئی سے ملاقات کیے بغیر واپس چلا گیا۔ یہاں تک کہ کرزئی کو اس کے آنے کی اطلاع تک بھی نہ تھی۔ صرف واپس پر اوباما نے کرزئی سے ٹیلی فون پر بات کرنے پر اکتفا کیا۔ امریکی ذرائع ابلاغ کے مطابق خراب موسم کی وجہ سے کرزئی سے ملاقات ملتوی کردی گئی۔ امارت اسلامیہ افغانستان کے مطابق اوباما کے دورے کا طریقہ کار ہی افغانستان میں امریکی حالت کا پتہ دیتا ہے۔ اوباما بغیر اطلاع کے آیا، بلگرام ایئر بیس پر فوجیوں سے خطاب کیا اور رات کے اندھیرے میں ہی واپس چلا گیا۔

13 دسمبر کو پاکستان اور افغانستان کیلئے امریکہ کا خصوصی ایلچی رچرڈ ہالبروک بھی اپنے انجام کو جا پہنچا۔ ہالبروک افغانستان کے حالات کے بارے میں کانفرنس کررہا تھا، جب اسے دل کا دورہ پڑا جو جان لیوا ثابت ہوا۔ امارت اسلامیہ افغانستان کی جانب سے ہالبروک کی ہلاکت پر اعلامیہ جاری کیا گیا جس میں کہا گیا کہ ہالبروک افغانستان میں امریکی شکست اور اپنی ناکامی برداشت نہ کرسکا اور دل کا دورہ پڑنے سے ہلاک ہوگیا۔ ہالبروک کے آخری الفاظ افغانستان سے امریکی فوج نکالنے کے بارے میں ہی تھے۔

اوباما نے آخر کار نئی افغان پالیسی کا اعلان کر دیا۔ نئی پالیسی میں افغانستان سے زیادہ پاکستان پر زور دیا گیا ہے، نئی افغان پالیسی کے چند نکات درج ذیل ہیں:

☆ القاعدہ کے خاتمے کے ہدف سے کبھی پیچھے نہیں ہٹیں گے۔

☆ امریکی فوج کا انخلا 2011ء سے شروع ہو گا اور 2014ء میں اختتام پذیر ہو گا۔

☆ افغان جنگ مشکل ضرور ہے لیکن ہم کامیاب ہوں گے۔

☆ القاعدہ کی قیادت پاک افغان سرحدی علاقوں میں ہے۔

☆ اس جنگ میں پاکستان کی بہت اہمیت ہے۔

☆ اگلے سال پاکستان کا دورہ کروں گا۔

☆ پاکستانی اداروں میں سب سے زیادہ سرمایہ کاری کی جائے گی۔

بغور دیکھا جائے تو ان میں سے ایک بھی بات نئی نہیں۔ امریکہ، افغانستان میں اپنی شکست تسلیم کر چکا ہے لیکن وہ افغانستان سے انخلا کے ساتھ ساتھ پاکستان میں اپنا اثر و رسوخ بڑھانا چاہتا ہے۔ افغانستان سے انخلا کے وقت کے حوالے سے امریکی حکومت اور فوج میں بھی اختلافات پائے جاتے ہیں۔ امریکی حکومت جلد انخلا چاہتی ہے جبکہ فوج مزید وقت مانگ رہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اوباما بار بار 2011ء سے انخلا کی بات کرتا ہے جبکہ پیٹریاس بار بار یہی کہتا ہے کہ ابھی افغان فوج اس قابل نہیں ہوئی کہ اسے طاقت منتقل کی جاسکے۔

افغانستان کے حالات کو جس رخ سے بھی دیکھا جائے صلیبی شکست ہی نظر آتی ہے۔ مغربی ذرائع ابلاغ جو پہلے امریکی شکست پر پردہ ڈالتے تھے، اب وہ بھی کھلے الفاظ میں امریکی شکست کی خبریں سناتے ہیں۔ بین الاقوامی تھنک ٹینک انٹرنیشنل کرائسز گروپ کی طرف سے جاری کردہ جائزہ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ ''امریکہ کی زیر قیادت جنگ ناکامی کا شکار ہے۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ افغان فوج اور طالبان کا کوئی موازنہ نہیں ہے اور طالبان پہلے سے زیادہ فعال ہیں۔''

اللہ تعالیٰ کی نصرت سے مجاہدین کیلئے فتح اور کامیابیوں کے دروازے کھل رہے ہیں۔ وہ دن دور نہیں جب امریکہ بھی سوویت یونین کی طرح ذلیل ہو کر افغانستان سے نکلے گا اور افغانستان میں ایک بار پھر امارت اسلامیہ کے مجاہدین شریعت کے نفاذ کے ذریعے اللہ کا کلمہ بلند کریں گے، انشاءاللہ

افغان جہاد فیصلہ کن مرحلے پر

افغانستان مسلسل تیس سال سے حالت جنگ میں ہے۔اس حوالے سے تو یہ بات درست ہے کہ 1979ء میں افغانستان میں سوویت افواج کی یلغار اور پھر 2001ء میں امریکی جارحیت کے بعد سے آج تک افغانستان میدان جنگ بنا ہوا ہے لیکن افغان جنگ کو جنگ قرار دینا الفاظ و معنی اور اصطلاحات کو مسخ کرنے کے مترادف ہوگا۔ جنگ میں فریقین کی طاقت وقوت کی کوئی نسبت ہوتی ہے اور مقابلے کی کوئی مدت بھی ہوتی ہے۔افغان جنگ میں فریقین کی سرے سے کوئی نسبت ہی نہیں ہے۔ کہاں لاکھوں کی فوج اور وہ بھی جدید ترین اسلحہ سے لیس، صرف بری نہیں بلکہ جدید ترین ہوائی طاقت بھی......دوسری طرف چند ہزار مجاہدین جن کے پاس نہ جنگی فوجی طیارے اور نہ جاسوس طیارے......صرف دشمن کے قبضہ شدہ ہتھیاروں سے مقابلہ...... جنگ بھی دنوں، ہفتوں اور مہینوں پر نہیں، برسوں پر محیط ہو چکی ہے اور جنگ میں بھی جارح فوجوں کے مقابلے میں مسلسل پیش رفت اور پیش قدمی...... پہلے سوویت یونین کا مقابلہ کیا اور شکست دی، ایسی شکست کہ روسی فوجیں فرار پر مجبور ہو گئیں۔اب امریکی فوجیں مسلسل ہزیمت اور پسپائی سے دوچار ہیں۔ دس سال ہو رہے ہیں، امریکہ افغانستان میں جنگ جیتنے میں کامیاب نہیں ہو سکا ہے جبکہ مجاہدین طالبان کا نصف سے زیادہ افغانستان پر کنٹرول ہے۔اس لیے افغان جنگ کو جنگ کہنا علمی اور تاریخی خیانت اور حماقت ہے۔ فی الحقیقت یہ جنگ نہیں ''جہاد'' ہے۔ ایسے مظاہر اور مثالیں جنگ میں نہیں جہاد میں نظر آتے ہیں۔اس لیے یہ کہنا چاہیے کہ افغانستان مسلسل تیس برسوں سے حالت جہاد میں ہے اور مجاہدین اسلام طاغوتی قوتوں کے خلاف ایک ایسا منفرد تاریخی جہاد کر رہے ہیں جو مسلسل کامیابی کی سمت بڑھ رہا ہے اور یہ جہاد دور رس اثرات کا حامل ہے۔

جہاد افغانستان نے اسلامی بیداری کی نئی لہر پیدا کی ہے جس سے طاغوتی قوتیں لرزہ براندام ہیں۔ پرتگال کے شہر لزبن میں نیٹو سربراہ سر جوڑ کر بیٹھے اور انہوں نے افغان جہاد کا مقابلہ کرنے کے بجائے اس سے دست برداری کی حکمت عملی پر غور کیا۔طویل غور و فکر کے بعد اس نتیجے پر پہنچے کہ امریکہ اور اس کی اتحادی فوجیں 2014ء تک افغانستان سے اپنا بوریا بستر لپیٹ کر نکل جائیں گی۔ افغان جہاد میں امریکہ اور اس کے اتحادیوں کے جانی و مالی نقصان اور ہزیمت و پسپائی کا تقاضا تو یہ تھا کہ وہ 2014ء تک مزید نقصانات اور ذلت و رسوائی کا سامنا کرنے کے بجائے بلاتاخیر اپنا منہ کالا کر کے افغانستان سے نکل جانے کا اعلان کرتے لیکن انہوں نے مزید چار سال تک قیام کا فیصلہ کیا۔

افغانستان سے غاصب فوجوں کی پسپائی کے باوجود تاخیر سے نکلنے کے فیصلے کے پس پردہ کیا مقاصد اور عزائم ہیں اس پر ہم بعد میں بات کریں گے، پہلے امریکی صدر اوباما اور برطانوی مسلح افواج کے سربراہ ڈیوڈ رچرڈز کے حالیہ بیانات پر ایک نظر ڈالتے ہیں۔ اوباما نے نیٹو سربراہ اجلاس کے اختتام پر میڈیا سے گفتگو کرتے ہوئے اس عزم کا اظہار کیا ہے کہ امریکہ افغانستان میں القاعدہ کی دہشت گردی کا اس وقت تک مقابلہ کرے گا جب تک وہ اپنے ملک کے عوام اور اتحادیوں کے تحفظ کو یقینی نہیں بنا لیتا۔ اس نے کہا کہ القاعدہ کے خلاف لڑنے کی صلاحیت اور طاقت پر اعتماد ہے اور اس وقت تک باقی اور جاری و ساری رکھیں گے جب تک القاعدہ کا خطرہ ٹل نہیں جاتا۔ اوباما نے کہا کہ افغانستان گزشتہ سال کے مقابلے میں زیادہ بہتر حالت میں ہے اور ہم آئندہ سال افغانستان کے مخصوص علاقوں سے اپنی افواج کا انخلا شروع کریں گے۔

برطانوی مسلح افواج کے سربراہ ڈیوڈ رچرڈز نے چند ہفتے قبل ایک انٹرویو میں کہا تھا کہ القاعدہ نا قابل شکست ہے اور برطانیہ کو آئندہ کم از کم 30 سال تک مسلم شدت پسندوں کی جانب سے حملوں کیلئے تیار رہنا ہوگا۔ ڈیوڈ رچرڈز نے یہ بھی کہا کہ برطانوی حکومت اور فوج اب تک یہ نہ جان سکیں کہ افغانستان میں داؤ پر کیا لگا ہے۔ ان دونوں بیانات میں افغانستان میں اعتراف شکست کے ساتھ اپنے عوام کو افغان جنگ کے جواز پر مطمئن کرنے کی ناکام کوشش کا عنصر اور دوسری طرف القاعدہ، طالبان اور افغانستان کو دہشت گردی کا ہوّا بنا کر عالمی برادری کو گمراہ کرنے کی سازش شامل ہے۔ امریکہ، برطانیہ اور دیگر یورپی طاقتیں فی الحقیقت اسلام اور مسلمانوں کی کردار کشی اور نسل کشی کے استعماری ایجنڈے پر عمل پیرا ہیں لیکن اب یہ کھیل ناکام ہو چکا ہے، اب نہ صرف طاغوتی طاقتوں کو مسلمانوں کے غیظ و غضب کا سامنا کرنا ہوگا بلکہ اپنے عوام کی حقارت اور نفرت سے بھی وہ محفوظ نہ رہ سکیں گے۔

افغان جنگ میں طاغوتی طاقتوں کے جانی و مالی نقصان پر ان کے عوام کی مخالفت میں شدت آتی جا رہی ہے۔ جہاں تک نیٹو کے حالیہ سربراہ اجلاس کے فیصلے کا تعلق ہے کہ امریکی اور نیٹو فورسز 2014ء میں ہو گی اور وہ بھی مکمل نہیں بلکہ طاغوتی افواج کا سپورٹنگ رول برقرار رہے گا۔ اصولی طور پر افغان جہاد میں طاغوتی طاقتوں کو شکست ہو چکی ہے اور افغانستان سے 2014ء تک افواج کے انخلا کا فیصلہ اور اعلان اعتراف شکست ہے لیکن انخلا کا طویل عمل معنی خیز ہے۔ اول یہ کہ فوری انخلا سے طاغوتی طاقتیں اپنی شکست کے مضمرات سے اپنے ملک کے عوام کو مطمئن نہیں کر سکیں گی، انہیں شدید عوامی ردعمل کا سامنا کرنا ہوگا۔ دوم یہ کہ ''ورلڈ آرڈر'' کا امریکی خواب ہمیشہ ہمیشہ کے لیے فنا ہو جائے گا۔ دنیا کے دوسرے تمام ممالک کے دلوں سے طاغوتی طاقتوں کا خوف ختم ہو جائے گا اور کسی بھی ملک پر حملے کی صورت میں طاغوتی طاقتوں کو شدید مزاحمت کا سامنا کرنا ہوگا۔

صوبہ بدخشاں کے نائب امیر عسکری کا انٹرویو

صوبہ بدخشاں کے نائب امیر عسکری مولوی فضل احمد سے امارت اسلامی افغانستان کے عربی مجلّے 'الصمود' کا انٹرویو

الصمود: ادارہ الصمود کے قارئین کیلئے آپ اپنا تعارف اور مختصر حالات زندگی بیان فرمائیں تو ہمارے لیے باعث مسرت ہوگا۔

مولوی فضل احمد: میرا نام فضل احمد بن الصمد ہے۔ میرا تعلق خشک ندی گاؤں سے ہے جو صوبہ بدخشاں کے ضلع کشیم میں واقع ہے۔ میں 1384ھ میں پیدا ہوا، ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں میں مکمل کی، پھر علوم شریعہ کے حصول کا آغاز کیا، اس سلسلے میں اپنے علاقے میں ایک سال تعلیم حاصل کرنے کے بعد مزید تعلیم کیلئے پاکستان آگیا جہاں میں نے مختلف مدارس میں 8 سال حصول علم میں صرف کیے۔ افغانستان میں امارت اسلامیہ کے قیام کے بعد سلسلہ تعلیم اور مدارس کی ذمہ داریوں کو موقوف کر کے افغانستان کیلئے رخت سفر باندھا اور امارت اسلامیہ کے لیے اپنی خدمات پیش کیں۔ اسی دوران جب قندھار میں مدرسہ الجہاد کا آغاز ہوا تو وہاں داخلہ لے کر شرعی علوم کے حصول کا سلسلہ دوبارہ شروع کیا۔ یہاں مجھے 3 سال کے عرصے میں اللہ کی رحمت سے علوم شریعہ کی تعلیم مکمل کرنے کا اعزاز حاصل ہوا۔

الصمود: ہم چاہیں گے کہ آپ ہمارے قارئین کو صوبہ بدخشاں کے محل وقوع اور دیگر تفصیلات سے آگاہ فرمائیں۔

مولوی فضل احمد: صوبہ بدخشاں افغانستان کے شمال مشرقی حصے میں واقع ہے۔ اس کے شمال میں تاجکستان، شمال مشرقی سرحد پر چین جبکہ جنوب مشرق میں پاکستان ہے، افغانستان میں مغرب کی جانب صوبہ تخار سے اس کی سرحد ملتی ہے جبکہ مشرق میں صوبہ نورستان اور پنجشیر واقع ہے۔ 44059 مربع کلومیٹر کا رقبہ رکھنے والا یہ صوبہ 15 لاکھ نفوس کی آبادی پر مشتمل ہے۔ صوبہ بدخشاں کے ستائیس اضلاع ہیں، ان اضلاع میں تگاب، کشیم، تشکان، درایم، اُرگو، بہارک، جُرم، حماکان، کاران، وامنجان، واخان، وردج، شہادا، زیبک، اشکاشیم، شنگان، یفتلی شفلا، راغ، راغستان، باوان، کُف، مایاما، شکی، نسی، خاوان، خشک، شہری بزرگ، ارگنج خواہ شامل ہیں۔

الصمود: بدخشاں کے عوام کے ذرائع معاش کیا ہیں؟

مولوی فضل احمد: صوبہ بدخشاں میں زیادہ تر زراعت، گلہ بانی اور مال مویشی پالنے کا پیشہ اختیار کیا جاتا ہے۔ یہ لوگ اللہ رب العالمین کے سہارے سے انہی ذرائع کے بل بوتے پر اپنی زندگی کو رواں رکھے ہوئے ہیں چونکہ یہ علاقہ کابل سے بہت دور واقع ہے اور چاروں اطراف سے بلند و بالا پہاڑی سلسلوں

میں گھرا ہوا ہے لہٰذا یہاں کے عوام کے ذرائع آمدن انتہائی محدود ہیں۔

الصمود: اس صوبہ کے کن حصوں میں مجاہدین کی سرگرمیاں زیادہ ہیں؟

مولوی فضل احمد: اس حقیقت سے کون واقف نہیں کہ سوویت یونین کے افغانستان میں قبضے کے وقت اس صوبے کے بے شمار لوگوں نے جان و مال کی بے مثال قربانیاں دی ہیں۔ سوویت یونین کے خلاف جہاد میں ان لوگوں نے کچھ بھی بچا کر نہیں رکھا اور ہر شے اللہ کے راستے میں قربان کر دی۔ امت مسلمہ پر مسلط کی جانے والی موجودہ صلیبی جنگ میں بھی مجاہدین کی ان قربانیوں کا سلسلہ جاری ہے۔ صوبے کے تمام علاقے جہاد میں پوری طرح حصہ لے کر عظیم قربانیاں پیش کر رہے ہیں اور ہر علاقے میں جہادی کارروائیاں تسلسل کے ساتھ ہو رہی ہیں۔ ضلع کشیم، وردج، بہارک وہ اضلاع ہیں جہاں جنگ زور و شور سے جاری ہے اور جہادی سرگرمیاں اپنے عروج پر ہیں۔ مجاہدین اللہ کے فضل و کرم سے اس جنگ میں پوری طرح سے فتح یاب ہو چکے ہیں اور صلیبیوں کی شکست نوشتہ دیوار ہے۔

الصمود: بدخشاں کے عامۃ المسلمین کا جہاد میں کیا حصہ ہے اور وہ کس طرح مجاہدین کی نصرت کرتے ہیں؟

مولوی فضل احمد: بدخشاں کے مسلمانوں کی صلیبیوں کے خلاف جدوجہد روز روشن کی طرح عیاں ہے۔ وہ صلیبیوں کے خلاف صف آرا ہیں اور جنگ کیلئے مکمل طور پر تیار ہیں۔ ان کے دلوں میں ان خونخوار سفاک درندوں اور ان کے مقامی اتحادیوں کے لیے شدید ترین نفرت پائی جاتی ہے، کچھ لوگ صلیبیوں اور ان کے ہرکاروں کی طرف سے سچ کو چھپانے کے نتیجے میں اب تک اس غلط فہمی میں مبتلا تھے کہ جنگ میں کفار کا پلڑا بھاری ہے۔ ایسے تمام افراد ان خبیث طاغوتی طاقتوں کے بچھائے گئے گمراہ کن افواہوں کے جال میں پھنس گئے تھے۔ اس وقت وہ مجاہدین کی باتوں کو قابل توجہ نہیں سمجھتے تھے نہ ہی ان مجاہدین کی کامیابیوں کو خاطر میں لاتے تھے لیکن اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کے سبب امارت اسلامیہ کی اَن تھک کاوشیں رنگ لائیں اور لوگوں کو اس حقیقت کا ادراک ہو گیا کہ اصل میں کون اپنے دامن میں ذلت و خواری کو سمیٹ رہا ہے۔ اب نہ صرف یہ کہ لوگ اس حقیقت سے واقف ہو چکے ہیں بلکہ مجاہدین کے سرگرم حمایتی بن چکے ہیں اور جہاد میں اپنا حصہ ڈال رہے ہیں۔ یہ لوگ مجاہدین سے کہتے ہیں کہ ہم ہر طرح سے آپ کے ساتھ ہیں، وہ اپنے مجاہد بھائیوں کیلئے روزمرہ راشن سے لے کر تمام ضروریات کو پورا کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور اس بات سے دلی طور پر متفق ہیں کہ مجاہدین کو اسلام دشمنوں سے برسرپیکار رہنا چاہیے۔

الصمود: جہاد اور مجاہدین کے بارے میں کفار کے پروپیگنڈے کے اثرات کو زائل کرنے کیلئے آپ کیا کوششیں کر رہے ہیں؟

مولوی فضل احمد: جہاد کے حوالے سے رائے عامہ ہموار کرنا اور لوگوں کو اس راستے میں قربانی کیلئے تیار کرنا جہاد کے اعلیٰ ترین بنیادی مقاصد میں سے ہے۔ ہمیں اس حوالے سے بہت سے اقدامات کرنے

کی ضرورت ہے۔ اللہ کی رحمتوں سے ہم اس میدان میں استقامت سے ڈٹے ہوئے ہیں، ہم نے علمائے کرام اور عام افراد کے درمیان باہمی رابطے کے ذریعے اس بات کو یقینی بنایا ہے کہ وہ مغربی ذرائع ابلاغ اور صلیبیوں کی پھیلائی گئی افواہوں اور ان کی جنگی کامیابیوں کے جھوٹے دعوؤں پر کان نہ دھریں بلکہ اس پروپیگنڈے کے توڑ میں اپنا کردار ادا کریں اور صلیبیوں اور ان کے ہرکاروں کے ناپاک ارادوں کے آگے مضبوط چٹان کی مانند کھڑے ہوجائیں۔ اللہ کے فضل وکرم سے ہم اپنے اس مقصد میں کامیاب ہیں اور بدخشاں کے عوام مجاہدین کے نہ صرف ساتھ ہیں بلکہ امارت اسلامیہ کے قیام کیلئے ہر قسم کی قربانیاں دینے کی مثال بھی قائم کررہے ہیں۔

الصمود: بدخشاں کے محل وقوع کے لحاظ سے یہ صوبہ جنوبی اور وسطی صوبوں سے بہت دور واقع ہے، کیا آپ کیلئے مقابلے عملیات (عسکری کارروائیاں) کرنے میں کسی قسم کی کوئی رکاوٹ پیدا ہوتی ہے؟۔

مولوی فضل احمد: یہ حقیقت ہے کہ بدخشاں میں کارروائیاں کرنے کیلئے ہمیں کافی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے کیونکہ یہ صوبہ پسماندہ اور معاشی لحاظ سے بھی کمزور ہے، اس لئے ذرائع آمدن بھی محدود ہیں۔ مزید یہ کہ شاہراہیں بھی بری طرح ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہیں اور اس قابل نہیں کہ اسلحہ کی ترسیل کا کام آسانی سے ہوسکے۔ ان تمام زمینی حقائق اور مسائل کے باوجود صوبے کے عوام جہاد کے مقاصد سے بخوبی آگاہ ہیں لہٰذا مجاہدین کو نا صرف عوامی حمایت حاصل ہے بلکہ عوام کی طرف سے بھرپور تعاون اور مدد بھی ملتی ہے۔ اللہ کے فضل واحسان سے عوام کا مجاہدین کیلئے فکر مند رہنا اور اُن کیلئے اسباب ووسائل فراہم کرنا ہمیں اپنی بہت سی مشکلات پر قابو پانے میں مدد دیتا ہے۔

الصمود: جب سے آپریشن 'الفتح' شروع ہوا ہے اُس وقت سے اب تک مجاہدین نے صلیبیوں اور اُن کے حواریوں کے خلاف کتنی عسکری کارروائیاں کی ہیں؟

مولوی فضل احمد: اللہ کی مدد ونصرت اور رحمت سے ہمارے باہمت مجاہدین نے صلیبیوں کے خلاف بدخشاں کے مختلف علاقوں میں اب تک 28 عسکری کارروائیاں کی ہیں۔ اس دوران 25 جرمن باشندوں کو قتل کیا گیا، ٹینک اور بکتر بند گاڑیاں تباہ کردی گئیں۔ ان کارروائیوں میں 35 سے زائد صلیبی ہرکارے اور پٹھو قتل کئے گئے۔ یہ صرف اُن کارروائیوں کا اجمالی سا خاکہ ہے جو کہ صرف ضلع کشیم اور کُف میں کی گئیں ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں یہ وقت ہمارے لئے ایک آزمائش کا وقت ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور اُس کے فضل وکرم سے مجاہدین نے عسکری کارروائیاں کامیابی سے نمٹائی ہیں اور مشکلات پر قابو پالیا ہے۔

الصمود: یہ کہا جارہا ہے کہ صلیبی اپنے نام نہاد رفاہی ادارے ''Presenting Services and assistance'' کے نام سے بدخشاں کے عوام میں صلیبی نظریات وافکار پھیلا رہی ہیں۔

ان قبیح حرکتوں میں چھپا سچ کیا ہے؟

مولوی فضل احمد: جی ہاں، یقیناً اصل میں ان قبیح صلیبی حرکتوں کے پیچھے یہ مقاصد پوشیدہ ہیں کہ ایک ایسی نسل کو اٹھایا جاسکے جو افغانستان میں اپنے مغربی آقاؤں کیلئے سرگرم عمل رہے، جوان کے پے رول پر (ڈالروں کی بھیک کیلئے) کام کرنے والی ہو، کفار اس مقصد کیلئے سرتوڑ کوششیں کررہے ہیں۔ جیسا کہ آپ نے بتایا کہ بدخشاں میں اسی طرح کی ایک تنظیم ہے جو کہ فلاحی وخیراتی ادارے کے طور پر خود کو متعارف کرواتی ہے، یہ لوگ پسِ پردہ کام کرتے ہیں۔ لیکن یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل اور کرم ہے کہ بدخشاں کے غیور عوام ایسی مشکوک تنظیموں کی سرگرمیوں پر خاص نظر رکھتے ہیں اور ان کو اپنے غلیظ مقاصد میں کامیاب نہیں ہونے دیتے۔ آپ کے علم میں آغا خان فاؤنڈیشن کی سرگرمیاں بھی ہوں گی، جن میں وہ سال بھر مصروف رہتے ہیں۔ یہاں کے لوگ ایسی تمام شیطانی حرکات کے بارے میں علم رکھتے ہیں مجاہدین اور علمائے کرام کے ساتھ مل کر اپنے ردعمل کا اظہار بھی کرتے ہیں۔ اسی ردعمل کے اظہار کیلئے ہم نے عوام کے ہمراہ اس ادارے کی عمارت کا محاصرہ کیا اور عمارت پر دھاوا بول دیا۔ جس کے نتیجے میں عمارت کو تباہ اور اس ادارے سے وابستہ متعدد افراد کو قتل کردیا گیا۔ اس کارروائی میں ہمارے 2 مجاہدین بھائی شہید اور 3 زخمی ہوئے (اللہ تعالیٰ ان کی قربانیوں کو قبول فرمائے، آمین)۔ الحمدللہ اس کارروائی کے نتیجے میں ان کا علاقے سے قلع قمع ہوگیا۔ اس طرح اللہ کی رحمت اور فضل سے اب وہ اس قبیل کی سرگرمیوں کو جاری رکھنے کی ہمت نہیں کرپارہے۔

الصمود: آپ بدخشاں کے مسلمانوں کو کیا پیغام دینا چاہتے ہیں؟

مولوی فضل احمد: اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھنے والے افراد اور اُس کی راہ میں جہاد کرنے والے مجاہدین کیلئے میرا یہ پیغام ہے کہ: آپ جانتے ہیں کہ دنیا بھر کے کفار امتِ مسلمہ کو مٹانے کیلئے یک جان ہوچکے ہیں، انہوں نے ہمارے گھروں پر ظالمانہ حملے کئے ہیں تاکہ وہ اپنے شیطانی مقاصد حاصل کرسکیں۔ اُن کے ان شیطانی مقاصد میں فروغِ جمہوریت اور اس سرزمین سے اسلامی اقدار کی بیخ کنی نمایاں ترین ہیں۔ ہمیں اس صورت حال کو بخوبی سمجھنا ہوگا اور اپنے تمام اختلافات کو ایک جانب رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی، دینِ اسلام کے ابلاغ، اسلامی اقدار کے تحفظ، اپنی سرزمین کی حفاظت اور صلیبی کفار اور اُن کے ایجنٹوں کو مار بھگانے کیلئے متحد ہونا ہوگا۔ ہمیں بہر صورت امارت اسلامیہ کے مجاہدین کی نصرت کرنا ہوگی اور اُن سے مدد تعاون کے سلسلے قائم رکھنا ہوگا تاکہ ہم اپنے آباء کی تابندہ روایات کو زندہ رکھتے ہوئے اسلام کی عظمت کا احیا کرسکیں۔ ہمیں ہرگز اُن لوگوں کے دام میں نہیں آنا جن کا مقصد ومحو دنیا کی چندروزہ زندگی، اس کی رنگینیاں اور آسائش وآرام ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ پوری دنیا میں اعلائے کلمۃ اللہ کی خاطر جہاد کرنے والوں کی نصرت فرمائیں، آمین۔

امریکیوں کی وطن واپسی اور بدلے ہوئے امریکی

امریکہ جاگ جاؤ! لڑکے واپس آرہے ہیں اور یہ اب وہ نہیں رہے جیسے کہ ہم انہیں جانتے تھے!! اتنے سال کا خیر مقدم کرتے ہوئے نیویارک ٹائمز نے لکھا ہے کہ عراق جنگ سے واپس آنے والی پر فورٹ کارسن کولواڈو فورتھ بریگیڈ ٹیم میں سے 9 افسران قتل عمد میں ملوث پائے گئے ہیں۔ ان میں سے پانچ قتل 2008ء میں اس وقت ہوئے جب فوجی اڈوں میں تشدد، زنا بالجبر اور جنسی جرائم کی شرح تیزی سے بڑھ رہی تھی۔ مقتولین میں سے چار فوجی ساتھی، تین بیویاں اور گرل فرینڈز تھیں۔

یہ کوئی حیرت کی بات نہ تھی۔ عراق اور افغانستان میں لڑنے والے فوجی جب واپس آئے تو ان کی بیویوں نے انہیں بہت بدلا ہوا محسوس کیا۔ ہزاروں فوجی وطن واپسی پر تشدد جسمانی زخموں اور تکلیف دہ تجربے کی وجہ سے ذہنی انتشار کے ساتھ مفلسی کی زندگی گزارنے پر مجبور تھے۔ ''کوئی اچھا فوجی مدد نہیں مانگ سکتا۔'' یہ مفروضہ تھا Department to defence & veterans affairs کا جو فوجیوں کی اس بے بسی کی حالت میں بھی ان کی مدد سے قاصر تھا۔ حال ہی میں سینٹر John cony نے Texas کی ریاست جس میں پندرہ اہم فوجی بیس قائم ہیں، سے بتایا کہ کم از کم پانچ میں سے ایک فوجی جو لڑائی کے بعد واپس آیا ہو وہ ان دیکھے زخموں میں مبتلا ہوتا ہے جیسے کہ ڈپریشن، صدمے سے ذہنی انتشار میں مبتلا ہونا وغیرہ اگر یہ زخم ایسے ہی چھوڑ دیے جائیں تو پھر یہ بہت جلد اپنا اثر دکھاتے ہیں جیسا کہ حال ہی میں فوج میں خودکشیوں میں اضافے سے ظاہر ہے جو کہ 2008ء میں تقریباً 128 اور صرف جنوری 2009ء میں 24 کے قریب ہیں۔

یہ کوئی حادثہ نہیں۔ امریکی فوج مردوں کا ایسا کلب ہے جو کہ Misgony (عورتوں سے نفرت) کی روایت پر بڑا فخر محسوس کرتا ہے اور اس پر کاربند ہے۔ پہلی خلیجی جنگ کے ایک آزمودہ سپاہی کا اپنی تربیت کے بارے میں کہنا تھا ''اس کی تربیت لمبی تھکا دینے والی پریڈ دشمن کو مارے اور چیر پھاڑ اکسانے والی تقاریر عورتوں پر جنسی تشدد کی تلقین پر مبنی تھی۔'' فوجی Timothy Mcveigh تھا، جس نے Oklahoma شہر میں بم پھاڑا تھا جو کہ یہ ضرور جانتا ہوگا کہ سرکاری دفتر کی عمارت کو دفتری اوقات میں اڑا دینے سے کتنی عورتیں ماری جائیں گی۔

پچھلی جنگوں کے مطالعے سے یہ بات واضح ہے کہ لڑائی سے واپس آنے والے فوجی اپنا زیادہ وقت شراب نوشی اور منشیات کے استعمال میں گزارتے ہیں۔ بہت سے فوجی منشیات اور دوسرے جرائم کی وجہ سے اپنی زندگی جیل میں ضائع کر دیتے ہیں۔ اور ان میں سے بہت سے ایسے ہیں جو یہ تشدد کی

روایت صرف جنگ کے میدان کی بجائے اپنے گھر اپنے بیوی بچوں کے لیے لے جاتے ہیں۔

بہت پرسکون وقت بھی عورتوں پر تشدد کے واقعات عوام سے کہیں زیادہ فوج میں واقع ہوتے ہیں۔ اور جنگ کے دوران تو یہ فطری طور پر عروج پر ہوتے ہیں۔ جیسا کہ فورٹ کارنس Fort carnos کے فوجیوں کے ساتھ ہوا۔ ان میں سے ایک Stephen sherwood عراق سے واپس آیا اور اپنی بیوی کو مارنے کے بعد خود کو گولی مار لی۔ ایسے واقعات تو تعداد میں بہت ہی زیادہ جیسے کہ ستمبر 2008ء John Nadham نے جو کہ خودکشی کی کوشش کے بعد ہسپتال سے فارغ ہوا تھا، اپنی گرل فرینڈ کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔

اکتوبر 2008ء میں Spc Robert. H Marko نے Judilianna Lawrance (جسے وہ Online ملا تھا اور جو کہ معذور دوشیزہ تھی) کو زنا بالجبر کے بعد قتل کر دیا۔

قتل کے یہ ابتدائی کیسز ہیں جو کہ Bureau of justice کے مطابق درج کیے گئے ہیں لیکن درحقیقت یہ ابتدائی نہیں ہیں George Bush کی افغان جنگ سے ''فورٹ بریگ'' میں فوجیوں کی واپسی 2002ء سے ہی شروع ہو چکی تھی۔

11 جون 2002ء میں فرسٹ کلاس سارجنٹ Rigoberto Nieves نے اپنی بیوی کو قتل کر دیا اور پھر خودکشی کر لی۔

29 جون 2002ء کو سارجنٹ Willam Wright نے اپنی بیوی کو انوکھے انداز سے مار ڈالنے کے بعد اس کی لاش دفن کر دی۔

19 جولائی کو سپیشل فورس کے Anti Terrorism یونٹ کے سارجنٹ Brandon Floyd نے اپنی بیوی Andrea کو قتل کرنے کے بعد خودکشی کر لی۔ ان میں سے اکثر بیویاں ان سے جدائی کا مطالبہ کر رہی تھیں۔

جب نیویارک ٹائم کے رپورٹر نے سپیشل فورس کے ماسٹر سارجنٹ سے اس بارے میں رائے پوچھی تو اس کا کہنا تھا کہ ''سپیشل فورس کے ممبران اس طرح کی Emotional باتوں کو زیر بحث لانا پسند نہیں کرتے۔ ہم لوگ چیزوں کو اسی طرح اڑا دینے کے قائل ہیں۔

''فورٹ بریگ'' کے قتل یہیں ختم ہوئے۔ فروری 2005ء کے آرمی سپیشل فورس کے Richard concoran trainee نے اپنی بیوی اور ایک سپاہی کو زخمی کرنے کے بعد قتل کر دیا اور خود کو بھی مار ڈالا۔

ٹائم اخبار کے مطابق فروری 2008ء میں 150 سے زائد گھریلو خودکشی اور تشدد کے کیسز امریکہ میں رپورٹ کیے گئے جس میں سروس ممبرز اور نئے واپس آنے والے فوجی ملوث تھے۔ یہ کام

افغان جنگ کے بعد یعنی اکتوبر 2001ء سے شروع ہو کر ابھی تک جاری ہے۔

اپریل 2000 میں تین فوجیوں نے جو کہ فورٹ Campbeel میں قیام پذیر تھے، اپنی بیویوں کو قتل کر دیا۔ CBS-TV کے پروگرام 60 منٹ نے ان اموات پر روشنی ڈالی۔ پینٹا گون نے ٹاسک فورس تشکیل دی جو کہ گھریلو تشدد کے واقعات پر کام کرے۔ تین سال کے کام کے بعد ٹاسک فورس نے اپنی رپورٹ 20 مارچ 2003ء میں اس وقت کانگرس کو پیش کی۔ جب امریکہ نے عراق پر حملہ کیا۔

ٹاسک فورس کے انکشافات کے مطابق فوجیوں کی اپنی بیویوں پر تشدد کے باوجود گرفت نہیں کی گئی (گرل فرینڈ کو تو شمار بھی نہیں کیا گیا) فوجیوں کو Criminal arrest wrrants کے باوجود ملٹری بیس پر تحفظ دیا گیا۔ خلاصہ یہ کہ ملٹری فوجیوں کی بیویوں کو تشدد سے بچانے کی بجائے اپنے فوجیوں کے تحفظ کے لیے زیادہ کام کیا۔

ان ہی وجوہات کی بنا پر ملٹری نے Anger management کی کلاسز کروائیں لیکن یہ ان لوگوں کے لیے بے کار ثابت ہوتیں جو اپنی بیویوں پر تشدد کے عادی تھے۔ وہ تو پہلے ہی اپنے غصے کو بہت خوبی سے Manage کر لیتے تھے۔ وہ اپنا غصہ سینئر آفسر کے سامنے نکالنے کی بجائے اپنی بیویوں کو دھمکانے اور تشدد کرنے سے نکال لیتے تھے۔ ایسے ہی جیسے پرانی کہاوت ہے "غصہ میں آدمی گھر جاتا ہے، اپنے کتے یا اپنی بیوی کو پیٹنے کے لیے!"

غصہ میں انسان گولی تو چلا سکتا ہے لیکن اس گولی کی سمت عورتوں سے نفرت والا جذبہ متعین کرتا ہے۔ مرد کے اعلیٰ درجہ ہونے کا احساس اور عورتوں کی روایتی تذلیل مردوں کو یہ باور کرواتی ہے کہ وہ عورتوں کی زندگی پر حاکم بن سکتے ہیں۔ یہاں تک کہ ہالی وڈ کی فلموں میں بھی سی معیار کی عکاسی ہوتی ہے۔

فورٹ کارس میں فروری 2008ء میں پتا لگانے کی کوشش کی گئی کہ آخر یہ تشدد کہاں سے آرہا ہے کہیں اس کی وجہ عراق تو نہیں؟ ہم کس لیے لڑ رہے ہیں؟

امریکی ڈیپارٹمنٹ آف ڈیفنس کا کہنا ہے کہ فوج میں عورتیں صرف ملٹری آپریشن میں سپورٹ کے لیے رکھی جاتی ہیں۔ لیکن عراق اور افغانستان کی جنگ میں سپورٹ اور لڑائی تقریباً ایک ہی چیز نظر آتے ہیں۔ 11 ستمبر 2001ء سے وسط 2008ء تک 193,400 عورتوں کو آرمی میں داخل کیا گیا۔ جن میں صرف عراق میں 97 ماری گئیں جب کہ تقریباً 585 زخمی ہوئیں۔

اپنے مرد ساتھیوں کی طرح عورتیں بھی عراق اور افغانستان کی فوج سے واپسی پر ذہنی کرب اور انتشار کا شکار ہوتی ہیں۔ ان کے نہ نظر آنے والے زخم ان کے کام کے ماحول کی وجہ سے مزید بہتر ہو

جاتے ہیں۔انہیں Training تو دوسری عورتوں کے ساتھ ہی دی جاتی ہے۔لیکن اکثر انہیں مردوں کے ساتھ کام پر لگایا جاتا ہے،جس کا فطری نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ کام کے دوران انہیں ذہنی اور جنسی تشدد کا نشانہ بناتے ہیں۔ یہ واقعات اکثر ایسے افسران کے ہاتھوں ہوتے ہیں۔جن کے آگے احتجاج کرنے سے وہ ان خواتین فوجیوں کے کیریئر تباہ کر سکتے ہیں۔

17 مارچ 2009ء میں پینٹا گون کی رپورٹ کے مطابق پچھلے ایک سال میں جنسی تشدد کے 2923 کیسز ریکارڈ کیے گئے۔ جس کے مطابق عراق اور افغانستان میں فوجی عورتوں کے کیسز میں 25 فیصد اضافہ ہوا ہے۔پینٹا گون کے مطابق اب بھی 80 فیصد کیسز درج ہی نہیں ہوتے۔

گھریلو تشدد کے مختلف طریقے اس طرح سے پلان کیے جاتے ہیں جیسے کوئی جنگی حملہ پلان کیا جاتا ہے یہ زیادہ تر Pregnant Lover یا ناپسندیدہ آنے والے بچے کو مارنے کے لیے کیے جاتے ہیں اور اکثر اپنے فوجی دوستوں کی مدد سے کیے جاتے ہیں۔ملٹری کی Websites پر آپ ان ظالمانہ کاروائیوں کے لیے بہت سے تحسین آمیز تبصرے پڑھ سکتے ہیں۔

گھریلو تشدد کی شکار خواتین میں کسی انگریز مفکر کا دیا ہوا نعرہ بہت مقبول ہے کہ ''دنیا کا امن گھر سے جنم لیتا ہے'' کوئی بھی معاشرہ جو اپنی فوج کو تشدد کے لیے باہر بھیجے،اسے یہ توقع نہیں کرنی چاہیئے کہ اس کے اپنے گھر میں امن رہے گا۔بس ہم جو کچھ دوسروں کے لیے ان کے ممالک میں بو رہے ہیں وہی سب کچھ اپنے گھروں میں کاٹ رہے ہیں۔

افغانستان میں فیصلہ کن صلیبی شکست کا منظرنامہ

اہل خبر ونظر تو بخوبی آگاہ ہیں کہ افغانستان میں امریکی سرپرستی میں صلیبی اتحاد کیلئے 2010ء بدترین سال رہا۔ مجاہدین کے ذرائع سے جاری ہونے والی خبروں اور کارروائیوں کی تفصیلات کو درخور اعتنا نہ جاننے والوں کیلئے اقوام متحدہ کی طرف سے تیار کردہ دو خفیہ نقشوں کا احوال ہی کافی ہونا چاہیے۔ ان دونوں نقشوں میں سے ایک مارچ 2010ء کو تیار کیا گیا جبکہ دوسرا 2010ء کے حالات کی نشاندہی کررہا ہے۔

کفار کی زبوں حالی:

27 دسمبر 2010ء بروز سوموار امریکی اخبار 'وال سٹریٹ جرنل' نے ایک رپورٹ شائع کی جس کے مطابق ان خفیہ نقشوں کی مدد سے بتایا گیا ہے کہ ''صرف دو اضلاع میں سلامتی کی صورت حال قدرے بہتر ہے جن میں سے ایک شمالی صوبہ قندوز اور دوسرا مغربی صوبہ ہرات میں ہے۔ ملک کے جنوبی حصوں میں جو اس وقت اتحادی افواج اور طالبان جنگجوؤں کے درمیان میدان جنگ بنے ہوئے ہیں، صورت حال میں کوئی خاص تبدیلی نہیں آئی ہے اور وہاں زبردست خطرات بدستور موجود ہیں۔ ماضی میں نسبتاً محفوظ سمجھے جانے والے 16 شمالی اور مشرقی افغان اضلاع میں سلامتی کی صورت حال ابتر دکھائی گئی ہے۔ یہ اضلاع بلخ، سمنگان، سری پل، پروان، بغلان، فاریاب لغمان، تخار اور بادغیس صوبوں میں واقع ہے۔'' اخبار کے مطابق ''امن وامان کے حوالے سے افغان اضلاع کو 4 حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے جس میں انتہائی خطرناک، زیادہ خطرناک، بہت خطرناک اور کم خطرناک شامل ہیں۔ نقشوں کے مطابق مارچ میں کم خطرناک سمجھے جانے والے 16 اضلاع کو اکتوبر میں جاری نقشے میں انتہائی خطرناک دکھایا گیا ہے۔''

افغانستان کی دلدل میں صلیبیوں کا فرار:

یہ ان کارروائیوں کے نتائج کی ایک جھلک ہے جن کے ذریعے مجاہدین افغانستان بھر میں یہود ونصاریٰ کا ناطقہ بند کیے ہوئے ہیں جبکہ دوسری جانب حالت یہ ہے کہ صلیبی اتحادی افغانستان سے جلد از جلد بھاگ نکلنے کیلئے پرتول رہے ہیں۔ 2 جنوری 2011ء کو ڈنمارک کے وزیراعظم لارک لوس نے اعلان کیا کہ ڈینش فوجی 2014ء تک افغانستان سے نکال لیے جائیں گے۔ 9 جنوری کو جرمن وزیر

خارجہ ویسٹر ویل اچانک افغانستان پہنچا اور کرزئی سے ملاقات کے بعد 2011ء میں جرمن فوج کے افغانستان سے انخلا کے فیصلے کا اعلان کیا۔ صلیبی لشکروں کے لیے افغانستان میں پیش آمدہ خطرناک حالات اور شرمناک ہزیمت وبال جان بن گئی ہے۔ افغانستان، کفار کی فوجوں کی گردن میں ڈالی گئی اس زبردست رسی کے مصداق بن چکا ہے کہ جس نے صلیبی گردن کو بری طرح بھینچ رکھا ہے۔ اگر رسی کو گردن سے الگ کرنے کی کوشش کی جاتی ہے تو گردن بھی ساتھ ہی ٹوٹے گی اور صورتحال کو جوں کا توں رہنے دیا جائے تو دم گھٹنے سے موت واقع ہو جائے گی۔

افغان امن کونسل کی دوڑ دھوپ:

ان حالات میں جب امریکہ اور نیٹو افغانستان سے بوریا بستر گول کرنے کو ہیں اور ان کے بعد حامد کرزئی کی ناؤ بھی منجدھار کی نذر ہونے کا شدید خطرہ ہے۔ اسی خطرے کو بھانپتے ہوئے ستمبر 2010ء میں 'اعلیٰ امن کونسل' کے نام سے کرزئی نے ایک ادارہ قائم کیا، اس کا سربراہ برہان الدین ربانی کو بنایا گیا۔ 4 جنوری کو ربانی افغان امن کونسل کے 16 رکنی وفد کے ہمراہ پاکستان آیا۔ اس وفد کے دورے کا اصل مقصد پاکستان کو کرزئی حکومت کی پشت پناہی پر آمادہ اور قائل کرنا اور طالبان کے خلاف مزید اقدامات پر ابھارنا تھا۔ اس وفد سے ملاقات کے دوران گیلانی نے کہا کہ ''ہماری خوشیاں اور غم مشترکہ ہیں، پاکستان اور افغانستان کو مل کر دہشت گردی کے خلاف جنگ لڑنی چاہیے، انتہا پسندی، دہشت گردی اور عسکریت پسندی ناسور ہیں اور ان سے نمٹنے کیلئے ٹھوس بنیادوں پر اقدامات ناگزیر ہیں۔'' وفد میں شامل کئی اراکین نے جلتی پر تیل کا کام کرتے ہوئے مطالبہ کیا ''جنگ کی آگ افغانستان سے پاکستان پہنچ چکی ہے، پاکستان سرحدی علاقوں میں افغان عسکریت پسندوں کے کیمپوں کو بند کرنے کیلئے کارروائیاں کرے۔'' یہ امن کونسل پاکستانی فوج اور حکومت سے امید لگائے بیٹھی ہے کہ وہ افغانستان میں امریکہ کے حواریوں اور غلاموں کو افغانوں پر مسلط کرنے میں پوری جانفشانی سے کام کریں گے اور طالبان مجاہدین کو مذاکرات کی میز پر لانے میں بنیادی کردار ادا کریں گے۔ مجاہدین کی بیدار مغز اور جرأت مند قیادت یہود و نصاریٰ کا ساتھ دینے اور امت سے خیانت کرنے والوں کے دام فریب میں کبھی نہیں آئے گی جن آنکھوں نے نصرت الٰہی کا نزول اپنے سامنے دیکھا ہو اور جن نفوس نے اللہ تعالیٰ کی مدد و تائید کو ہمہ وقت اپنے ہمراہ محسوس کیا ہو، وہ بھلا ان مرتدین اور صلیبی چاکروں کے فریب اور دھوکے میں کیونکر آئیں گے!!!

کرزئی کا دورۂ روس:

ادھر کرزئی اپنی کرسی بچانے کیلیئے بھاگا پھر رہا ہے۔ اسے صاف نظر آ رہا ہے کہ مستقبل قریب میں امریکہ اور اس کے اتحادی افغانستان سے نکل جائیں گے۔ اس صورت میں وہ خود بھی اور صلیبیوں کی فراہم کردہ بیساکھیوں پر کھڑی اس کی حکومت بھی مکمل طور پر طالبان مجاہدین کے رحم و کرم پر ہوگی۔ اپنے مستقبل کو ''محفوظ'' بنانے کیلیئے ایک طرف اس نے اپنے ہرکارے پاکستان کی جانب دوڑائے جبکہ خود روس کے چرنوں میں بیٹھ کر مدد تعاون کی درخواستیں کرنے لگا۔

یاد رہے کہ یہ 1989ء میں سویت یونین کا افغانستان پر قبضہ ختم ہونے کے بعد کسی بھی افغان صدر کا روس کا پہلا سرکاری دورہ ہے۔ کرزئی روس کو اپنا سہرا بنانا چاہتا ہے جبکہ کفر کی تمام قوتیں افغانستان میں اسلام کے خلاف یکجان ہیں۔ اسی سلسلے میں 26 دسمبر 2010ء کو نیٹو کے سیکرٹری جنرل فوگ راسموسین نے کہا ''تاریخ میں پہلی بار افغانستان میں نیٹو اور روس مل جل کر کام کریں گے، روس نیٹو کے زیادہ ساز و سامان کو روسی علاقے سے گزر کر افغانستان میں ہمارے مشن کی مدد کیلیئے آنے کی اجازت دے گا، اب ہم مشینیں اور آلات بھی لا سکیں گے۔''

افغان فوجی......بھگوڑے ہو رہے ہیں:

کرزئی کی تگ و دو اور صلیبیوں کی تمام تر کوششوں کے باوجود اللہ تعالیٰ کی مدد اور رحمت، مجاہدین کو آنے والے دنوں میں حاصل ہونے والی فتوحات کا پتہ دے رہی ہیں۔ افغانستان سے اتحادی افواج کے انخلا کی ڈیڈ لائن قریب آنے پر افغان فوج میں بھگوڑوں کی تعداد بڑھتی جا رہی ہے۔ سنڈے ہیرالڈ میگزین نے لکھا ہے کہ ''اتحادیوں کا انخلا نزدیک آنے پر افغان فوجیوں میں خوف و ہراس بڑھ رہا ہے، انہیں خدشہ ہے کہ اتحادیوں کے جانے کے بعد طالبان انہیں نشانہ بنائیں گے۔ امریکی حکام عندیہ دے چکے ہیں کہ انخلا کیلیئے طالبان کے خلاف مکمل فتح کا انتظار نہیں کیا جائے گا۔ افغان فوجیوں کو یقین ہے کہ امریکہ اور یورپ کے فوجیوں کے انخلا کے بعد ملک کے بیشتر حصوں پر طالبان کا کنٹرول ہوگا اور وہ اتحادیوں کی حمایت اور مدد کرنے والوں سے انتقام لیں گے۔ افغان فوج کو نظم و ضبط اور تربیت کی شدید کمی کا سامنا ہے۔''

بائیڈن کا دورہ افغانستان اور پاکستان:

اپنی ان رسائیوں کا بنظر خود مشاہدہ کرنے امریکی نائب صدر افغانستان اور پاکستان کے دورہ پر آیا۔ اس کا پاکستان کا دورہ 8 گھنٹوں پر مشتمل تھا۔ اس مختصر وقت میں وہ کیانی، زرداری اور گیلانی سے

ملاقات کر کے انہیں سال رواں کے اواخر میں اوباما کے دورۂ پاکستان کی ''نوید'' سنا کر اور شمالی وزیرستان میں حتمی آپریشن کا حکم دے کر گیا۔

بائیڈن نے سلمان تاثیر کے قتل پر انتہائی دکھ اور افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ ''اس بہادر آدمی کے قتل پر پوری دنیا کو دکھ اور افسوس ہے، طالبان ہی اس قسم کے کام کرتے ہیں۔'' اس نے ممتاز قادری کے حق میں ریلیاں نکالنے والوں پر سخت تنقید کی۔ اس نے مزید کہا کہ ''ہم نہیں بلکہ شدت پسند پاکستان کے دشمن ہیں، اسلام قابل احترام مذہب ہے، امریکہ میں سب سے زیادہ تیزی سے پھیلنے والا مذہب ہے اور اسلام کو جتنی آزادی امریکہ میں ہے اور کہیں نہیں ہے۔''

اپنے پاکستان میں دورے کے دوران بائیڈن نے اعتراف کیا کہ افغانستان کا کوئی فوجی حل نہیں ہے۔ بائیڈن دراصل امریکہ کی سیاسی قیادت کی نمائندگی کر رہا ہے جبکہ پیٹریاس امریکہ کی فوجی قیادت کی نمائندگی کرتا ہے اور ان دونوں کے بیانات اور حکمت عملی بھی علیحدہ علیحدہ ہی نظر آتی ہے۔ سیاسی قیادت کو یقین ہے کہ افغانستان کا کوئی فوجی حل نہیں اور ''ہمیں افغان عوام کے دل بھی جیتنا ہوں گے اور افغانستان سے انخلا کرنا ہوگا۔'' اسی وجہ سے امریکہ نے افغانستان میں مستقل فوجی اڈے قائم کرنے کے منصوبے سے دستبرداری کا اعلان کیا ہے۔ پاکستان اور افغانستان کیلئے امریکہ کے عبوری ایلچی فرینک روگیرو نے 11 جنوری کو کابل میں کرزئی سے ملاقات کے بعد اعلان کیا کہ امریکہ افغانستان میں مستقل فوجی اڈے نہیں بنائے گا۔ دوسری طرف امریکہ کی فوجی قیادت کا کہنا ہے کہ ''ہمیں طالبان کو پسپا کر کے اس حد تک لانا ہوگا کہ جہاں وہ ہماری شرائط پر ہم سے مذاکرات کریں۔'' اسی پالیسی کی عکاس نیویارک ٹائمز کی وہ خبر ہے جس کے مطابق ''پینٹاگون حکام نے فیصلہ کیا ہے کہ 1400 تازہ دم فوجیوں کو افغانستان بھیجا جا رہا ہے تاکہ وہ افغانستان میں موجود امریکی فوجیوں کے مورال کو بلند رکھیں اور گزشتہ سال ہونے والے نقصانات کی وجہ سے پیدا ہونے والی کمزوری کو رفع کر سکیں۔'' (امارت اسلامیہ افغانستان نے اس خبر پر مختصر سے تبصرے میں کہا ''14 سو فوجی ایک لاکھ بیس ہزار فوجیوں کے مورال کو کس طرح بلند کریں گے؟'')

امریکہ کی سیاسی اور فوجی قیادت کے مابین جاری اس سر پھٹول کا اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے، یہ تو وقت ہی بتائے گا لیکن افغانستان میں امریکہ اور اس کے اتحادیوں کے کربناک حالات واضح طور پر بتا رہے ہیں کہ کفر کی افواج کیلئے افغانستان پر لمبے عرصے تک قابض رہنا ان کیلئے واقعتاً موت، ہلاکت اور تباہی کا باعث ہی ہوں گے۔

امریکہ کی ابلیسی سلطنت کا زوال

(عراق اور افغانستان میں امریکہ کے عسکری نقصانات پر مبنی
مصری صحافی عامر عبدالمنعم کی رپورٹ کا خلاصہ)

پے در پے شکستوں کے بعد امریکی فوج اب تھک کر چور ہو چکی ہے اور اس قابل نہیں رہی کہ کسی دوسرے ملک سے جنگ چھیڑ سکے۔ اسلامی ممالک مثلاً یمن، پاکستان اور سوڈان کو اس کی حملے کی دھمکیاں مجرد کھوکھلے الفاظ ہیں جن کی کوئی حقیقت نہیں۔ عراق اور افغانستان میں امریکہ کی عسکری اور اقتصادی کمر ٹوٹ چکی ہے اور اس دشمن فوج کا عراق و افغانستان میں ہزیمت کے بعد امریکی سلطنت کے قیام کا خواب ریزہ ریزہ ہو گیا ہے۔

امریکہ کے قیام سے لے کر اب تک یہ دونوں جنگیں امریکہ کے مالی اور جانی نقصان کے لحاظ سے سب سے زیادہ تباہ کن تھیں۔ قابل اعتماد اعداد و شمار کی روشنی میں یہ بات سامنے آئی ہے کہ امریکہ کو چھ لاکھ سے زائد نقل و حمل اور ساز و سامان کا نقصان ہوا جن میں ٹینک، جنگی گاڑیاں، بکتر بند گاڑیاں، ہموی، ہیلی کاپٹر وغیرہ شامل ہیں اور ایک ملین سے زیادہ فوجی متاثر ہیے جن میں مقتول، زخمی اور مختلف دماغی اور نفسیاتی عوارض میں مبتلا ہونے والے شامل ہیں۔

ممکن ہے کہ بعض لوگوں کو یہ اعداد و شمار حیران کن لگیں لیکن انہیں بہت باریک بینی سے تحقیق کے بعد اکٹھا کیا گیا ہے اور زیادہ تر اعداد امریکی ذرائع مثلاً پینٹا گون اور کانگریس ہی کی رپورٹوں سے حاصل کردہ ہیں۔ ہمیں ان اعداد سے واقف ہونا چاہیے تاکہ اصل صورتحال کا علم ہو کہ ہمارے ارد گرد کیا ہو رہا ہے اور کس طرح اللہ کی تائید و نصرت سے اللہ کے شیر امریکہ اور اس کے اتحادیوں کو ناکوں چنے چبوا رہے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ امریکہ ٹوٹ کر ختم ہو جائے اور ہم سلیمان علیہ السلام کے جنوں کی مانند بے خبر رہیں۔

اقتصادی لحاظ سے بھی امریکہ زوال پذیر ہے۔ اس کو اربوں ڈالر کا نقصان اٹھانا پڑا ہے اور جنگ میں اس کا کتنا ہی مال خاکستر ہو چکا ہے۔ تاہم اس مضمون میں ہم اس پر بحث نہیں کریں گے، یہاں صرف عسکری نقصانات کا جائزہ لیں گے۔

1- ساز و سامان اور اسلحہ کے خسائر

(الف) تباہ ہونے والے آلات جنگ:

☆ ستمبر 2007 میں امریکی کانگریس کے محکمہ بجٹ نے ایک رپورٹ میں اندازہ لگایا تھا کہ جو سامان تباہ

ہوا ہے اور جسے مرمت کی ضرورت ہے وہ تقریباً تین لاکھ اشیاء پر محیط ہے جن میں خاص کر ہیلی کاپٹر، جنگی گاڑیاں (بریڈلی)، ابرامز ٹینک، ہموی، اسلحہ سے لیس گاڑیاں اور بندوقیں شامل ہیں۔ اس رپورٹ بعنوان 'Replacing and repairing equipment used in Iraq and Afghanistan' میں مزید یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس اسلحہ کی اصلاح اور مرمت کیلئے طویل وقت درکار ہے۔

☆ جنرل رابرٹ راڈین جو کہ امریکی فورسز کا سربراہ ہے اور لاجسٹک اور ملٹری آپریشنز کا نائب چیف آف آرمی سٹاف ہے، نے بتایا کہ وہ سامان جو جنگ میں تباہ ہوا اور جسے مرمت کی ضرورت ہے مثلاً فوجی گاڑیاں (بریڈلی اور ابرامز ٹینک، اسلحہ اور تیز رفتار گاڑیاں، ان کی تعداد 2005ء میں بیس ہزار تھی، 2006 میں یہ تعداد 33 ہزار تک پہنچ گئی اور 2007ء میں تقریباً 47 ہزار کے قریب پہنچ گئی۔

☆ 2006ء میں کانگریس کے محکمہ بجٹ کے مطابق تباہی کے باعث جو نقصان ہوا وہ کچھ یوں ہے۔ 13 ہزار تیز رفتار اور مختلف اغراض کیلئے استعمال ہونے والی گاڑیاں (ہموی) 32 ہزار درمیانے درجے کی تکنیکی گاڑیاں اور 76 لاکھ بھاری تکنیکی گاڑیاں۔

☆ ستمبر 2006ء میں امریکی فوج کے ایک سربراہ پیٹر شومیکر نے کانگریس کے ایک خاص مجموعے کو مخاطب کرتے ہوئے بتایا کہ پندرہ سو ہموی، M2 ٹینک اور جنگی گاڑیاں بریڈلی وغیرہ ریڈ ریور آرمی Red River Army کے کارخانے میں مرمت کی منتظر ہیں اور پانچ سو M1 ٹینک انیسٹن، الاباما کے مرمت خانے میں مرمت کیلئے آئی ہوئی ہیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ فوج کے پانچ بڑے کارخانے فنڈز کی کمی کے سبب اپنی گنجائش سے آدھا کام کرتے ہیں۔

☆ 2006ء کے اواخر میں ہزاروں کی تعداد میں سازوسامان جس میں ٹینک اور تباہ شدہ گاڑیاں شامل ہیں امریکہ میں مرمت کی غرض سے منتقل ہونا شروع ہوگیا۔ ٹیکساس میں ریڈ ریور Red River کے کارخانے میں جیسا کہ Fort Worth star-telegram نے ذکر کیا۔ 6200 گاڑیاں مرمت کیلئے موجود ہیں جن میں ہموی، ٹینک، جنگی گاڑیاں، ٹرک اور ایمبولینسیں شامل ہیں۔

☆ اینسٹن، الاباما میں ٹینکوں اور جنگی گاڑیوں کا ایک اور مقبرہ ہے۔ کارخانے کے نمائندے جوان گوستافسون نے بتایا کہ رواں مالی سال سے جو یکم اکتوبر 2006ء سے شروع ہوا 1885 گاڑیاں یہاں مرمت کیلئے آ چکی ہیں۔ نیز سال 2004ء میں 1169 اور سال 2005ء میں 1035 مرمت کیلئے آئیں۔

تباہ شدہ سامان میں زیادہ تر اشیاء وہ ہیں جو لڑائی اور مقابلے میں تباہ ہوئیں۔ اس کے علاوہ

طویل اور مشکل راستوں پر Asphalt سے بنی سڑکوں پر چلنے سے گاڑیوں اور ٹینکوں کے الیکٹرونیکل اور مکینیکل حصوں میں زیادہ ارتعاش پیدا ہو جاتا ہے جس سے یہ نظام خراب ہو جاتے ہیں اور یوں یہ گاڑیاں بھی چلنے کے قابل نہیں رہتیں۔

عراق میں جو گاڑیاں سڑکوں پر بارودی سرنگوں اور عسکری کیمپوں میں مارٹر حملوں میں تباہ ہونے سے رہ گئیں وہ وہاں ریت اور مٹی کے طوفانوں کے باعث خراب ہو گئیں جس سے جہازوں اور گاڑیوں کے انجن اور فلٹر، الیکٹرونک سسٹم اور ٹینکوں کے انجن خراب ہو گئے۔ ریت سے خراب ہونے والی گاڑیاں بھی ان کارخانوں میں بھیجی جاتی ہیں۔ فوج نے اعلان کیا تھا کہ عراق سے آنے والی تمام بریڈلی گاڑیاں اور ابرامز ٹینک ورکشاپوں میں منتقل کر دیئے گئے ہیں۔ ایک ٹینک کی مرمت اور اس کی موٹر اور فلٹر سے ریت نکالنے کی لاگت 8 لاکھ ڈالر ہوگی اور ایک بریڈلی گاڑی کی مرمت کی لاگت 5 لاکھ ڈالر ہوگی۔

(ب) بارودی سرنگوں سے پہنچنے والا نقصان:

میدان میں بارودی سرنگوں نے بہت اچھا کھیل کھیلا ہے۔ اس کا بنانا نہایت آسان اور امریکی لشکر کو عاجز کرنے میں ان کے ساز و سامان کو تباہ کرنے میں اور ان کے لشکر کو ختم کرنے میں اس کا کردار بہت اہم ہے۔ جدید ٹیکنالوجی کی حامل مسلح فوج تحیر میں مبتلا ہے کہ وہ اس سادہ سے ہتھیار کے سامنے کیا کرے۔ انہوں نے اس کیلئے بہت بجٹ وقف کیے اور کئی منصوبے بنائے لیکن سب دھرے کے دھرے رہ گئے۔

بارودی سرنگوں سے ہونے والی تباہی کے حجم اور اس کی تاثیر کی دلیل کے طور پر یہ بات قابل ذکر ہے کہ 2004ء میں ایک امریکی جنگی گاڑی بریڈلی جس کا وزن 22 ٹن تھا، بارودی سرنگ سے ٹکرا کر ہوا میں اڑ گئی اور اس کے پرزے دھماکے کی جگہ سے 54 میٹر دور پائے گئے۔

اس طرح کی بارودی سرنگوں کی کارروائیوں میں اضافے کی وجہ سے سال 2006ء سے خاص طور پر بارودی سرنگوں کے حملوں کے سدباب counter IEDs کے لیے ایک فنڈ مختص کیا گیا۔ 2006ء میں یہ فنڈ 3.3 ملین ڈالر تھا۔ 2007ء میں 1.8 ملین ڈالر اور 2011ء میں افغانستان میں نقصان بڑھ جانے کے بعد 3.3 ملین ڈالر ہو گیا لیکن اس کے باوجود امریکی گاڑیوں اور دیگر ساز و سامان پر یہ کارروائیاں تاحال عراق میں جاری ہیں اور یہ ٹیکنالوجی افغانستان میں مجاہدین کے پاس بھی منتقل ہو چکی ہے۔

یہاں میں مثال کے طور پر دو افغانیوں کا ذکر کرنا چاہوں گا جن کا تعلق ہلمند کے علاقے سے ہے۔ ان میں سے ایک شیخ صالح جان ہیں جن کی عمر انہتر سال سے تجاوز کر رہی ہے، دوسرے ان کے

بیٹے ہیں عطا جان جن کی عمر اٹھارہ سال ہے۔ان دونوں نے اپنے تئیں اکیس مہینے کے دورانیے میں 32 ٹینک اور ناٹو کی چھ رینجر بسیں جو کہ فوجیوں کی نقل وحمل کے لیے استعمال ہوتی تھیں، بارودی سرنگوں کے ذریعے سے تباہ کر دیں۔اس بات کا ذکر طالبان کے ترجمان محمد یوسف احمدی کے امریکی کانگریس کو بھیجے گئے خط میں کیا گیا ہے۔نیز باپ بیٹے کی ان کارروائیوں میں لگایا گیا پیسہ پچیس سوڈالر سے زیادہ نہیں تھا اوراس سے بھی عجیب تر بات یہ ہے جتنے بھی وسائل اور آلات ان عملیات میں استعمال ہوئے ان سب کی خریداری ایک مقامی بازار سے ہی ہوگئی (بازارلشکرگاہ) اور یہ ساری کارروائیاں اس وقت ہوئیں جب صالح جان اوران کا بیٹا ساتھ ساتھ کھیتی باڑی میں بھی مصروف تھے اوران کو کارروائی کیلئے کسی دوسرے گاؤں میں بھی نہیں جانا پڑتا تھا۔انہوں نے شکار کا یہ طریقہ کسی عسکری درسگاہ سے نہیں سیکھا اور نہ ہی انہوں نے اس پر کوئی مادی اجرت طالبان سے مانگی۔اس مدت میں نیٹو افواج کی جانب سے ان کے گھر کی چار دفعہ تلاشی ہوئی لیکن وہ اس گھر میں کوئی ایسی چیز نہ پاسکے جو دھماکوں میں استعمال ہوسکتی ہو۔صالح جان نے یہ بتایا کہ ’’ایک دفعہ میں نے دور سے ان فوجیوں پر بارودی کارروائی کی جو میرے گھر کی تلاشی کے بعد گاؤں سے نکل رہے تھے،ان میں سے ایک مارا گیا اور تین زخمی ہوگئے۔پھر میں پانی لے کران کی طرف چل پڑا، میں نے ان زخمیوں کو یہ تاثر دینے کیلئے ٹھنڈا پانی پلایا کہ میں یہ کارروائی کرنے والا نہیں ہوسکتا اوراس سوچ کے ساتھ کہ اگر زخمی ابھی اس موقع پر ٹھنڈا پانی پیئے گا تو اس کے زخم اور بڑھ جائیں گے۔

2-تباہ ہونے والے سامان کا حجم اور مالیت:

وزارت دفاع نے کانگریس کیلئے 2006ء میں ایک تقریر تیار کی اور کہا کہ بیس فیصد اسلحہ اور جنگی سازوسامان عراق جنگ کی ابتدا میں ہی بھیجا جا چکا ہے۔کانگریس کے محکمہ احتساب نے اندازہ لگایا ہے کہ عراق اورافغانستان کے جنگی خطے میں سازوسامان کی قیمت تقریباً 30 بلین ڈالر ہے۔20 فیصد کا یہ تناسب برقرار رکھنے کی ضرورت اس لیے ہے تاکہ باقی رہنے والے اور استعمال ہوجانے والے سامان میں توازن ہوتا کہ عسکری قابلیت متاثر نہ ہو۔وزارت کے مطابق جو سازوسامان عراق میں بھیج دیا گیا ہے وہ 57 لاکھ چیزوں پر مشتمل ہے۔

پندرہ سے بیس فیصد ہیلی کاپٹروں کا فلیٹ عراق وافغانستان میں ہروقت موجود رہتا ہے،عراق میں 550 ابرامز ٹینک ہیں جو کل کا 9 فیصد بنتے ہیں۔

20 فیصد سے زیادہ (سٹرائیکر) اسلحہ سے لیس جنگی گاڑیاں بھیجی جا چکی ہیں

3لاکھ میں سے 57.4ہزار ٹرک بھیجے جا چکے ہیں: یعنی بیس فیصد۔

23800ہموی گاڑیاں آغاز میں ہی بھیج دی گئی تھیں، امریکی فوج کا مکمل سامان بعد میں بھیجا گیا۔

عراق میں جنگ کے پہلے سال سے اب تک بھیجے گئے سامان میں سے دوتہائی سامان وہ ہے جو تباہی کے سبب سمندری راستے سے واپس امریکہ بھیجا جا چکا ہے یا اس طرح کہ جب بھی کوئی نیا دستہ آتا ہے تو اپنے ساتھ نیا اسلحہ لاتا اور پرانا واپس چلا جاتا ہے یعنی کہ امریکی فوج کے اسلحے کا بڑا حصہ یا تو تباہ ہو چکا ہے یا خراب ہو چکا ہے اور یہ نکتہ قابل ذکر ہے کہ دستوں کی تبدیلی اور تشکیل بارہ سے پندرہ ماہ میں پوری ہوتی ہے۔

جنگی سازوسامان میں خسارے اور جہادی تحریک کے ساتھ لڑائی میں توسیع کی وجہ سے دونوں علاقوں میں امریکی عسکری بجٹ میں پچھلی ایک دہائی سے اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ سال 2000ء میں جنگ کے آغاز سے پہلے یہ شرح پیداوار (GDP) میں سے 2.9 فیصد تھا، 2009ء میں یہ بڑھ کر 4.5 فیصد ہوگیا اور 2010ء میں یہ 4.7 فیصد ہوگیا، 2011ء کے بجٹ میں بھی 4.7 فیصد ہے۔ Congressional Research Service کی تحقیق ان دونوں جنگوں میں جھونکے گئے ڈالروں کے بابت بتاتی ہے۔ اس کے مطابق کانگریس 2010 تک دونوں جنگوں پر 1.291 ٹریلین دالر کے خرچ پر مبنی بل منظور کر چکی ہے جن میں سے 802 ملین عراق میں کارروائیوں کیلئے پیش کیے گئے اور 455.4 افغانستان میں کارروائیوں کیلئے پیش کیے گئے۔ 28.6 ملین سکیورٹی میں اضافے کیلئے اور 8.6 ملین دونوں جنگوں میں زخمی ہونے والے فوجیوں کی صحت کی حفاظت کیلئے مختص کیے گئے۔ عسکری بجٹ ہی ڈوبتی ہوئی معیشت کا بنیادی سبب ہے جس نے امریکہ کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا ہے۔ 2000ء میں اقتصادیات پر نوبل انعام پانے والے Joseph stejlets اور ہارورڈ یونیورسٹی کی پروفیسر linda palms نے 5 ستمبر کو واشنگٹن پوسٹ میں شائع ہونے والے اپنے مقالے میں کہا ہے کہ جنگ میں صرف ہونے والے وسائل کا تخمینہ جو 3 ٹریلین ڈالر تھا، حقیقی خرچ سے کم نکلا جو چھ ٹریلین سے زائد ہوا۔ ہر سال کانگریس نے گراں قدر رقم تباہ شاہ سامان کی تبدیلی اور مرمت کیلئے مختص کی۔ سالانہ بجٹ کے جائزے سے اس مالیاتی خسارے کے بارے میں جانا جا سکتا ہے جو ان دونوں جنگوں کے دوران امریکی افواج کے سامان حرب کی تبدیلی اور مرمت کے سبب ہوا۔

2004ء میں سامان کی تبدیلی اور مرمت کیلئے 7.2 ملین مختص کیے گئے، 2005ء میں 18 ملین، 2006ء میں 22.9، 2007ء میں 45.4 ملین، 2008ء میں 61.5 ملین، 2009ء میں 32 ملین، 2010ء میں 28 ملین اور 2011ء کیلئے 21.4 ملین مختص کیے گئے۔

سال 2006ء، 2007ء، 2008ء کے بجٹ میں بہت زیادہ اضافہ دیکھا گیا ہے جس کی وجہ عراق میں تحریک جہاد کا عروج پر پہنچنا اور اس کے نتیجے میں امریکی جنگی ساز وسامان کی تباہی و بربادی ہے۔

ان سب اعداد کو اگر جمع کیا جائے جو کہ سامان کی تبدیلی و مرمت میں خرچ ہوئی تو وہ مبلغ 236.4 ملین ڈالر بنتی ہے۔ سو اگر امریکہ کے کل سامان جنگ کا بیس فیصد تیس ملین ڈالر بنتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ امریکی فوج نے اپنا عسکری سامان عراق اور افغانستان میں سات مرتبہ تبدیل کیا۔ اس ضمن میں یہ بات حربی زبان میں خسائر کے حجم کو بہت احسن طریقے سے واضح کرتی ہے جو جولائی 2006ء میں پیش آئی جب ڈیموکریٹس کے نمائندگان صدر بش کو خط لکھا اور اس میں کہا کہ دو تہائی لڑاکا دستے جنگی ساز وسامان میں کمی یا نقصان کی وجہ سے جنگ کیلئے تیار نہیں ہیں۔

3-امریکی فوج کے جانی نقصانات:

(الف) ہلاک شدہ فوجی

پینٹاگون کے سرکاری اعداد وشمار کے مطابق امریکی افواج میں ہلاکتوں کی تعداد 8 نومبر 2010ء تک 5798 ہو چکی تھی جن میں سے 4409 عراق میں اور 1389 افغانستان میں ہلاک ہوئے۔ سابقہ فوجیوں کے امور سے متعلقہ وزارت نے ذکر کیا ہے کہ امریکی فوج کے مقتولین کی تعداد خلیجی جنگ سے لے کر 2007ء تک 73000 تک ہو چکی ہے اور زخمیوں کی تعداد 1.6 ملین تک پہنچ چکی ہے لیکن بعد ازاں وزارت نے جانی نقصانات کے حجم کو چھپانے کیلئے ان اعداد وشمار کو اپنی رپورٹ سے ہٹا دیا لیکن امریکی میڈیا میں سے جو حلقہ جنگ کے مخالف ہے وہ ان اعداد وشمار کو تجزیے اور تبصرے کیلئے استعمال کرتا ہے۔

وزارت دفاع کے اعداد وشمار کے مطابق ہم جانتے ہیں کہ خلیجی جنگ (1991-1992) میں امریکی فوج کے مقتولین کی تعداد 383 اور زخمیوں کی تعداد 465 تھی اور اگر ہم اس میں ان لوگوں کا بھی اضافہ کر لیں تو جو کہ اینتھریکس کی ویکسینیشن دینے کے سبب بیمار ہوئے اور ان لوگوں کو بھی شمار کر لیں جو جنگ کے بعد بیمار ہوئے تب بھی عراق اور افغانستان میں امریکی افواج کے مقتولین کی تعداد 72617 بنتی ہے اور زخمیوں کی تعداد ایک لاکھ سے تجاوز کرتی ہے جو کہ ان دونوں ملکوں میں بھیجی گئی فوج کا نصف حصہ ہے۔

(ب) زخمی فوجی

جنگ کے دوران ہونے والے زخمی

پینٹا گون کے سرکاری اعداد وشمار کے مطابق جو کہ 8 نومبر 2010 میں شائع ہوئے ان دونوں جنگوں میں 41030 فوجی زخمی ہوئے جن میں سے 31935 عراق میں اور 9095 افغانستان میں زخمی ہوئے۔

Anti war.com کے اعداد وشمار کے مطابق عسکری کارروائیوں میں ایک لاکھ امریکی سپاہی اور آفیسر فوجی زخمی ہوئے ہیں۔

عراق اور افغانستان میں زخمی ہونے والے وہ فوجی جو سابقہ فوجیوں کے امور سے متعلقہ وزارت کے بجٹ پر زیر علاج رہے وہ چھ ہزار ہیں اور یہ تعداد ان لوگوں کے علاوہ ہے جو عسکری ہسپتالوں میں وزارت دفاع کے تحت زیر علاج رہے۔

5 لاکھ فوجی اور افسر ایسے ہیں جو معذور ہو گئے اور معذوری کی وجہ سے ریٹائر ہوئے اور انہیں سابقہ فوجیوں کے امور سے متعلقہ وزارت کی طرف سے وظائف جاری کیے گئے۔

سابقہ فوجیوں کے امور سے متعلقہ وزارت کی رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ عراق اور افغانستان میں خدمات انجام دینے والے فوجیوں میں سے 58 ہزار ایسے ہیں جو مکمل طور پر سماعت کھو بیٹھے ہیں اور تقریباً ستر ہزار ایسے ہیں جن کے کان بجتے رہتے ہیں جس کے نتیجے میں وہ دماغی مسائل میں مبتلا اور بتدریج سماعت سے محروم ہو سکتے ہیں۔

(ج) دماغی عوارض میں مبتلا فوجی:

عراق اور افغانستان میں سروس پوری ہونے کے بعد ڈپریشن، دماغی عوارض اور پوسٹ ٹرامک سٹریس میں مبتلا ہونے والے فوجیوں کی تعداد 2007 تک 63 لاکھ تک پہنچ چکی تھی۔ یہ رینڈ کارپوریشن کی رپورٹ 'جنگ کے نادیدہ زخم' (invisible wounds of war) پر مبنی اعداد ہیں۔ یہ رپورٹ فوجیوں کے نادیدہ زخموں کے بارے میں ہے جو گاڑیوں پر میزائل اور بارودی سرنگوں کے حملوں کے خوف کی وجہ سے پیدا ہوئے۔ رپورٹ سے اس بات کی تصدیق ہوتی ہے کہ جنگ کے آغاز سے لے کر اکتوبر 2007ء تک عراق اور افغانستان بھیجے گئے 1.64 ملین فوجیوں میں سے 3 لاکھ فوجی پوسٹ ٹرامک سٹریس اور شدید ڈپریشن میں مبتلا ہیں اور 3 لاکھ بیس ہزار فوجی دماغی عوارض میں مبتلا ہیں۔

ان زخموں کے نتیجے میں وہ یادداشت کھو دیتے ہیں، خودکشیاں کرتے ہیں اور اپنے گھر والوں، بچوں اور آس پاس کے لوگوں سے تشدد آمیز سلوک کرتے ہیں۔ اگر ہم اس تناسب کو لیں اور 2010ء تک بھیجے جانے والے فوجیوں کے بارے میں حساب لگانا چاہیں جو کہ 24 ملین تک ہیں تو دماغی عوارض میں مبتلا فوجیوں کی تعداد تقریباً 8 لاکھ تیس ہزار بنتی ہے۔

دماغی امراض کے بارے میں بہت سی تحقیقات ہو چکی ہیں جن میں سے ایک Propublica اور NPR کی مشترکہ کاوش ہے جس کے مطابق امریکی سوسائٹی کو سب سے بڑا خطرہ دماغی امراض سے درپیش ہے جس کے نتیجے میں فوجیوں کی یادداشت کھو جاتی ہے، وہ گاڑی چلانے کی قدرت نہیں رکھتے، کسی اخبار یا کتاب کا ایک پیراگراف تک نہیں پڑھ سکتے اور اپنی توجہ مرکوز کرنے کے قابل نہیں رہتے۔ یہ تحقیقی رپورٹ جو 'Brain injries remain undiagosed in thousands of soldiers' کے نام سے شائع ہوئی، بتاتی ہے کہ فوجیوں کے عمومی رویہ ایسا ہے کہ وہ امریکی سوسائٹی کیلئے خطرہ ہیں، جہاں وہ سڑکوں پر اپنے آپ سے باتیں کرتے چلے جا رہے ہوتے ہیں جس کی وجہ سے رپورٹ کے مصنفین نے انہیں 'walkie talkies' کا نام دیا ہے۔

(د) خودکشی:

سروس کے دوران اور اس کے بعد جس چیز کا رجحان امریکی فوج میں بہت بڑھ رہا ہے وہ خودکشی ہے۔

☆ کانگریس کی سہ ماہی رپورٹ کے مطابق 2009ء میں خودکشی کرنے والے فوجیوں کی تعداد عراق اور افغانستان میں عسکری کارروائیوں کے دوران مرنے والے فوجیوں کی تعداد سے زیادہ ہے۔

☆ خودکشی کے حوالے سے ایک خصوصی اجلاس میں جنرل پیٹر جو کہ نائب چیف آف سٹاف ہے، نے پینٹاگون میں عسکری کمانڈروں کے سامنے خودکشیوں کی بڑھتی ہوئی تعداد کا اعتراف کیا اور کہا ''ہم خودکشی کے واقعات میں ایک چونکا دینے والے اضافے کا مشاہدہ کر رہے ہیں لیکن اس کے پیچھے کیا وجہ ہے یہ سمجھ نہیں آ رہی، البتہ ہم اس کو سمجھنے اور اس پر قابو پانے کی پوری پوری کوشش کر رہے ہیں۔''

☆ سینیٹر پیٹی مرے Patty Murray کا کہنا ہے کہ عراق اور افغانستان سے ریٹائر ہونے والے فوجیوں کی خودکشی کی کوشش کے واقعات کی تعداد ہر سال تقریباً بارہ ہزار ہے۔ اس نے سابقہ فوجیوں کے امور سے متعلقہ وزارت پر تنقید کی اور ان پر حقیقی اعداد و شمار چھپانے کا الزام عائد کیا۔ اسنے کہا کہ یہ مریض آنے والی دہائیوں میں سڑکوں پر چلتے پھرتے ٹائم بم ہیں۔ اس وزارت کے ڈپٹی

سیکرٹری گورڈن مینس Gordon Mansfield نے سینیٹ کے اجلاس میں اس بات کو تسلیم کیا اور بتایا کہ وزارت مریضوں کی بڑھتی ہوئی تعداد کے پیش نظر سترہ ہزار لوگوں کو دماغی صحت کے شعبے میں بھرتی کیا ہے۔

☆ صرف عراق اور افغانستان جانے والے فوجی ہی خودکشیاں نہیں کرتے بلکہ امریکہ میں عسکری کیمپوں میں موجود فوجی بھی خودکشیاں کرتے ہیں۔ فورٹ ہڈ، ٹیکساس جو امریکہ کی سب سے بڑی بیس ہے، سال 2009ء میں وہاں 11 افراد نے خودکشی کی۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے عربی النسل نضال حسن کے امریکی فوجیوں پر فائر کھول کر 13 کو قتل کرنے اور 31 کو زخمی کرنے کے واقعے کا مشاہدہ کیا۔

☆ تحقیق سے پتہ چلتا ہے کہ عراق اور افغانستان میں لڑنے والے فوجیوں کی دماغی امراض اور ڈپریشن کی وجہ سے ہونے والے گاڑی اور موٹر سائیکل کے حادثات میں بھی بہت بڑی تعداد مر جاتی ہے۔ مثلاً وزارت عوامی صحت کے مطابق سال 2005ء سے 2008ء کے درمیان کیلی فورنیا میں ایک ہزار سے زائد 35 سال سے کم عمر فوجی تشدد آمیز رویے اور خودکشی کی طرف میلان رکھنے کے سبب حادثات میں جاں بحق ہوئے۔

سینیٹر باب فیلر کا کہنا ہے کہ یہ اعداد انتہائی پریشان کن ہیں اور پورے ملک کے لیے خطرہ ہیں۔

(ج) نشے اور شراب کی عادت

☆ 2007 میں امریکی مجلّہ عسکری Military medicine میں کی گئی تحقیق کے مطابق عراق اور افغانستان سے لوٹنے والے ایک تہائی فوجی شراب کے انتہائی رسیا بن جاتے ہیں۔

☆ 2009ء میں سابقہ فوجیوں کے ادارہ صحت کی ایک رپورٹ کے مطابق عراق اور افغانستان سے لوٹنے والے 27 ہزار فوجی نشے کی حد سے زیادہ استعمال کی وجہ سے زیر علاج ہیں اور 16200 فوجیوں کا شراب کی کثرت سے پیدا ہونے والی بیماریوں کا علاج کیا جا رہا ہے۔

☆ 2010ء میں فوج کی جانب سے خودکشی کی روک تھام کیلئے قائم کی گئی کمیٹی اور کمیٹی برائے فروغ صحت کی ایک رپورٹ کے مطابق 2009 میں امریکی فوج کے اندر 16,997 جرائم شراب اور نشے کی وجہ سے ہوئے۔ رپورٹ میں اس بات پر زور دیا گیا کہ فوج میں سال 2001 سے 2010 کے دوران 64022 قتل کے واقعات کی تفتیش سے معلوم ہوا ہے کہ یہ سب نشے سے متعلقہ ہیں۔

(د) مفرور فوجی:

ہزاروں امریکی فوجی عراق و افغانستان جنگ کی ہولناکی کا سن کر کینیڈا فرار ہو گئے۔ پینٹا گون کے اعداد و شمار کے مطابق فوج کے تمام شعبوں سے چالیس ہزار فوجی کینیڈا بھاگ گئے اور وہاں سیاسی پناہ

طلب کی اور جنگ مخالف گروہوں میں شامل ہو گئے لیکن حکومت نے انہیں جنگ میں امریکی اتحادی ہونے کے باعث پناہ دینے سے انکار کر دیا۔

3-امریکی ٹھیکیداروں کی ہلاکتیں:

2001 سے لے کر 2010 کے دوران عراق اور افغانستان میں 2008 امریکی انجینئر اور غیر فوجی ٹھیکیدار مارے گئے جن میں سے 1487 عراق میں، 521 افغانستان میں اور مزید 44 کویت میں مارے گئے۔ امریکی ادارے ان اعداد کو شک کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور ان کے مطابق اصل تعداد اس سے بہت زیادہ ہے۔

ایک خاص تحقیقاتی رپورٹ کے بعد یہ بات سامنے آئی ہے کہ عراق اور افغانستان میں زخمی ہونے والے امریکی ٹھیکیداروں کی تعداد 44152 ہے جن میں 16 ہزار شدید زخمی ہیں۔ 36023 عراق میں اور 8129 افغانستان میں۔

جولائی 2010ء میں کانگریس کی تحقیقی کمیٹی کی جانب سے جاری کردہ رپورٹ کے مطابق یہ بات تو معروف ہے کہ جنگی خطے میں اکیلی وزارت دفاع ہی ایسے 250 ہزار کرائے کے فوجی بھرتی کرتی ہے جن میں ہلاکتوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ دیگر نجی سکیورٹی کمپنیوں سے تعلق رکھنے والے مقتولین اور زخمیوں کی تعداد اس کے علاوہ ہے۔

4-بغیر پائلٹ کے طیارے اور فوج کی لڑائی سے علیحدگی:

اکتوبر 2010ء سے امریکی حکمت عملی میں ایک بہت بڑی تبدیلی آئی ہے جس پر امریکی میڈیا نے بہت توجہ دی جب افغانستان میں فوج نے ایک بغیر پائلٹ والے جہازوں کا بیڑہ سی آئی اے کے حوالے کر دیا کہ وہ القاعدہ اور قبائل کے خلاف استعمال کرے اور سی آئی اے کا counter terrorism کا ادارہ لڑائی میں بنیادی کردار ادا کرے۔ امریکی میڈیا کے مطابق یہ ایک بڑا قدم ہے۔ عسکری حکمت عملی میں یہ تبدیلی فوج کے سربراہان کے مشورے سے ہوئی جس کا سربراہ وزارت دفاع کے صدر رابرٹ گیٹس ہے، جائنٹ چیف آف آرمی سٹاف کا چیئرمین مائیک مولن اور اتحادی افواج کا افغانستان میں نیا کمانڈر ڈیوڈ پیٹریاس بھی ان کے اس فیصلے میں شریک ہیں۔

سی آئی اے کے ہیڈ لیون پینٹا Leon Panetta نے لاس اینجلس میں ریسرچ فاؤنڈیشن میں ایک تقریر میں کہا کہ بغیر پائلٹ طیاروں کا منصوبہ ہی ہمارے پاس (دہشت گردوں سے

نمٹنے کا) واحد طریقہ رہ گیا ہے۔

پیٹر سنگر جو کہ بروکنگز انسٹیٹیوٹ میں دفاعی علوم کا ڈائریکٹر اور کتاب Wired for war کا مصنف ہے، کا کہنا ہے کہ "ہم جنگ کی تاریخ میں ایک اہم موڑ پر پہنچ چکے ہیں بلکہ شاید انسانی تاریخ کے...... جب امریکہ نے 2003 میں عراق پر حملہ کیا تو اس کے پاس مٹھی بھر بغیر پائلٹ طیارے تھے اور آج اس طرح کے سات ہزار طیارے ہیں اور عنقریب ایسے ہزاروں طیارے بنائے جائیں گے۔"

امریکہ ان پروگرامڈ طیاروں کو بعض کمزور حکومتوں کے تعاون کے بغیر استعمال نہیں کر سکتا، چنانچہ وہ حکومتوں کو دھمکاتے ہیں اور انہیں مجبور کرتے ہیں کہ وہ ان ممالک میں ان کو دہشت پھیلانے، معصومین کو قتل کرنے اور داخلی انتشار پیدا کرنے کیلئے استعمال کریں۔

خلاصہ:

مختصراً یہ کہ امریکہ یہ جنگ ہار چکا ہے اور وہ خود بھی کبھی ڈھکے چھپے الفاظ میں، کبھی واضح الفاظ میں اس کا اعتراف کرتا ہے۔ امریکہ جنگ میں جھونکا گیا اس کا کتنا ہی جانی اور مالی سرمایہ خاک میں مل چکا ہے اور وہ با عزت طریقے سے فرار ہونے کے راستے کی تلاش میں ہے۔ اللہ کی نصرت سے اب یہ فرعون بھی ڈوبنے کو ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"بے شک جن لوگوں نے کفر کیا وہ اپنا مال اللہ کے راستے سے روکنے کیلئے خرچ کرتے ہیں، پس وہ اسے خرچ کریں گے، پھر وہ ان کیلئے باعث حسرت بن جائے گا، پھر وہ مغلوب ہو جائیں گے اور جن لوگوں نے کفر کیا وہ جہنم کی طرف اکٹھے کیے جائیں گے۔" (الانفال: 36)

بس ہمارے دیکھنے کی چیز یہ ہے کہ ہمارا شمار کن لوگوں میں ہوگا؟ ان میں جو اب بھی امریکی فرعون، اس کی طاقت اور اسلحہ کی پوجا کر رہے ہیں اور اس کی شکست کو تسلیم نہیں کر رہے یا وہ جو بس دور سے بیٹھے تماشا دیکھ رہے ہیں کہ دیکھیں اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے اور مومنین کی فتح پر کہیں کہ الم نکن معکم؟ یا ان لوگوں میں جنہوں نے موسیٰؑ کے ساتھیوں کی طرح علی اللہ توکلنا کا نعرہ بلند کیا، ہامانی میڈیا کے سحر سے نکل کر فرعون اور اس کے لشکر کے سامنے اللہ واحد القہار کا کلمہ حق بلند کیا اور اس کے سامنے سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن گئے کہ اب جن کی وجہ سے باذن اللہ بالآخر فرعون وقت ڈوبنے کو ہے۔

نصر من اللہ وفتح قریب!

افغانستان میں پٹتا ہوا صلیبی اتحاد!

افغانستان میں غاصبانہ قبضے کے بعد خطے میں مستقل اپنی اجارہ داری اور حکمرانی کے خواب دیکھنے والا عالمی اتحاد کفر آج دس سال بعد انتہائی بے بسی کے عالم میں اپنی شکست کے مناظر دیکھنے پر مجبور ہے۔ دنیا کی تقریباً 75 فیصد معیشت پر قابض اس اتحاد کو کھربوں ڈالر اور ہزاروں فوجیوں کی قربانی کے باوجود اپنے مقاصد کے حصول میں 10 فیصد بھی کامیابی حاصل نہ ہو سکی۔ مجاہدین فی سبیل اللہ کی آواز ہر سو نمایاں ہو رہی ہے۔ امت محمد ﷺ کے سرفروشوں نے دنیا کے کونے کونے میں نئے محاذ کھول کر کفر اور اس اتحادیوں کی راتوں کی نیند حرام کرتے ہوئے امت کو شاندار ماضی سے شاندار مستقبل کی سمت تیز تر گامزن کر دیا ہے۔ نتیجتاً پوری دنیا پر اپنا رعب قائم کرنے کی دعویدار کفریہ طاقتوں کو اپنی بقا کیلئے بھی سہاروں کی ضرورت پڑ گئی ہے۔ صلیبی فوجوں کے گرتے مورال اور اس کے باعث دم توڑتی معیشت، خودکشیوں کے بڑھتے واقعات، زخمی اپاہج فوجیوں کے نفسیاتی مسائل اور محفوظ مستقبل کی عدم ضمانت سے ملل کفر کے خوف اور مایوسی میں روز افزوں اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے۔

افغانستان میں اپنی ممکنہ شکست سے کسی بھی طرح بچنے کیلئے عالم کفر کے سرغنہ امریکہ کو اپنے حالات سدھارنے کی سب سے زیادہ فکر ہے کیونکہ شکست کی صورت میں یک محوری دنیا (uni polar world) کا فریب بھی ختم ہوا چاہتا ہے۔ 2011ء میں انخلاء کا دعویٰ کرنے والے امریکہ نے اپنی فوجوں کو حوصلہ فراہم کرنے کیلئے بے بسی کے عالم میں مزید 1400 فوجیوں کو افغانستان بھیجنے کا اعلان کیا ہے۔ نیویارک ٹائمز کی رپورٹ کے مطابق پینٹا گون رواں سال کے دوران مزید 1400 تازہ دم فوجیوں کو افغانستان بھیج رہا ہے۔

پینٹا گون نے اس نئی کمک کو افغانستان میں مجاہدین کے خلاف رواں سال کے دوران موثر حملوں اور خاص فوجی حکمت عملی سے تعبیر کیا ہے لیکن حقیقتاً وہ اس تازہ کمک کے ذریعے 2010ء میں ہونے والے اپنے جانی اور مالی نقصانات کے بعد اپنے مایوس فوجیوں کو جنگ پر آمادہ کرنے کیلئے بھیج رہا ہے۔

پینٹا گون کا دعویٰ ہے کہ اس تازہ کمک کے ذریعے مجاہدین کے خلاف موثر کارروائی ہو گی جبکہ گزشتہ دس سالوں کے اعداد و شمار یہ بتاتے ہیں کہ کفار نے مجاہدین کے خلاف ہر قسم کے اقدامات کیے لیکن اس سب کا حاصل ذلت و رسوائی کے سوا کچھ نہ رہا۔ جنگ، تادیبی کارروائیوں اور سیاسی چالوں کے ساتھ ساتھ عامۃ المسلمین کا قتل عام، گرفتاریاں، گھروں اور کھیتوں کو تباہ کرنے سمیت ہر قسم کی درندگی بھی اسے ذلت آمیز شکست سے بچا نہیں پا رہی۔ یہاں سوال یہ ہے کہ اگر ایک لاکھ 20 ہزار اتحادی اور کم و

بیش دو لاکھ مقامی، حواس باختہ اور جنگ سے خوفزدہ فوج، مجاہدین کا مقابلہ نہیں کر پائی اور اپنی جان تک کا تحفظ ممکن نہیں بنا پائی تو یہ تازہ آمدہ 1400 فوجی کیا حیثیت رکھتے ہیں۔اے بسا آرزو کہ خاک شد

صلیبی لشکر کی شکست کا اندازہ ان کے سرغنوں کے بیانات سے لگایا جا سکتا ہے کہ انہیں افغانستان میں کس درجے کی مزاحمت کا سامنا ہے۔ امریکی کانگریس کے بین الاقوامی تعلقات عامہ کمیشن کے سربراہ سینیٹر جان کیری کا کہنا ہے کہ وہ اس حکمت عملی سے متفق نہیں کہ افغانستان میں مزید فوجیں بھیجی جائیں کیونکہ زیادہ فوجیں بھی اس جنگ کے خاتمے اور پیش رفت کیلئے مفید ثابت نہیں ہوئیں بلکہ یہ بات ثابت ہوئی کہ فوجیوں کی کثرت زیادہ نقصان کا سبب بنتی ہے۔

امریکی اخبار بوسٹن گلوب نے اپنے تازہ شمارہ میں جان کیری کے حوالے سے لکھا ہے کہ جان کیری جو ماضی میں امریکی فوجیوں میں اضافے کا حامی تھا اور اس حکمت عملی کا دفاع کرتا تھا لیکن اب وہ اس نتیجہ کو پہنچا ہے کہ فوجیوں کے اضافے کے بجائے ازسرنو افغان جنگ کا جائزہ لینا ہوگا کیونکہ ابھی تک امریکی فوج طالبان کو شکست دینے اور انہیں کمزور کرنے میں کامیاب نہیں ہوئی ہے۔

جان کیری کی اس گفتگو سے چند دن قبل آسٹریلیا کی وزارت دفاع کے ایک اہم افسر نے افغان جنگ میں آسٹریلین فوجیوں کی کثرت ہلاکت پر سخت پشیمانی کا اظہار کیا اور اس بات کا انکشاف کیا کہ وہ اس وقت تک اپنے ہلاک شدہ فوجیوں کی تفصیلات جاری نہیں کر سکتے جب تک ان کے خاندانوں کو خود اس کا پتہ نہ چلے اور یہ اس لیے کہ تفصیلات کی صورت میں آسٹریلیا میں شورش کا خطرہ ہے اور لوگوں کی نفرت اس جنگ سے بڑھے گی۔

یاد رہے حال ہی میں برسلز میں نیٹو ٹی وی نے اس بات کا اعتراف کیا کہ مجاہدین کی طرف سے شدید مزاحمت میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ امریکی اور مغربی اہلکار سخت حواس باختہ ہیں اور ان کی سمجھ میں یہ بات نہیں آرہی کہ وہ کس طرح اپنے عوام کے سامنے افغانستان کی اس جنگ کو پیش کر سکیں اور اس جنگ کے نقصانات کو کم کر کے بیان کریں کیونکہ امریکہ اور مغرب کے وہ تمام دعوے غلط ثابت ہوئے ہیں جس میں انہوں نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ ہم افغانستان میں اس طاقت کے ساتھ لڑ رہے ہیں جو امریکہ اور یورپی ممالک کے مفادات کیلئے مستقل خطرہ ہے اور وہاں کے عوام کو قتل کرنا چاہتے ہیں۔

ادھر ایک اور شکست خوردہ ملک ہالینڈ جس کی فوج گزشتہ سال افغانستان سے ہزیمت اٹھا کر فرار ہو چکی ہے، افغانستان کی کٹھ پتلی فوج اور پولیس کو 'دہشت گردی' سے نمٹنے کیلئے تربیت دے گی۔ ہالینڈ کی پارلیمنٹ سے منظور شدہ 225 پولیس ٹرینرز اور 320 فوجیوں اور 4 طیاروں پر مشتمل یہ فوج افغانی پولیس اور فوج کو ٹریننگ دی گی تاکہ وہ مجاہدین سے مقابلہ کرنے کی سکت پیدا کر سکیں۔ یہ بھی ایک

عجیب لطیفہ ہے کہ وہ فوج جو اپنے فوجیوں کو ہلاک اور اپاہج کروا کر مقابلے کی سکت نہ رکھتے ہوئے اور اپنی واضح شکست کو دیکھ کر اپنے اتحادیوں کو اکیلا چھوڑ کر افغانستان سے فرار ہوگئی تھی، وہی اب افغانی فوج اور پولیس کو تربیت دے گی۔

انڈیا اور جرمنی کے دورے کے بعد کابل میں اخباری نمائندوں سے بات چیت کرتے ہوئے کابل کی کٹھ پتلی انتظامیہ کے سربراہ کرزئی نے کہا کہ امریکہ افغانستان سے 'دہشت گردی' کو ختم کرنے کیلئے یہاں مستقل اڈے قائم کرنا چاہتا ہے۔ اس سے قبل ایک امریکی سینیٹر گراہم سی لینڈ کا کہنا تھا کہ امریکہ کو افغانستان میں مستقل اڈے بنانے چاہئیں تا کہ اسے یہاں پر 2014 کے بعد بھی رہنے کا جواز مل سکے۔ ذرائع کے مطابق صلیبی، قندھار، جلال آباد، بگرام اور شین ڈنڈ (ہرات) میں اپنے مستقل اڈے بنانا چاہتے ہیں۔ اس حوالے سے امارت اسلامیہ افغانستان کے ترجمان کا کہنا ہے کہ مجاہدین افغانستان کی مکمل آزادی اور شریعت کے نفاذ تک اپنا جہاد جاری رکھیں گے، مستقل اڈوں کا خواب عالمی استعمار کو خاک میں ملا دے گا۔ (انشاءاللہ)

اس ماہ کا اہم ترین واقعہ یہ ہے کہ گوانتانا موبے میں قید طالبان مجاہدین کے ایک کمانڈر معلم اول گل کو شہید کر دیا گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ گزشتہ دنوں ان کی نماز جنازہ میں ہزاروں افراد نے شرکت کی۔ معلوم اول گل کے بھائی نذیر گل کا کہنا ہے کہ ان کے بھائی کے جسم پر تشدد کے نشانات تھے اور ان کے سینے کو بھی چیرا گیا تھا۔ وہ گوانتانا موبے میں 6 سال سے قید تھے۔

قیدیوں کو تشدد کے ذریعے شہید کرنے اور ہر طرف اپنی حیوانیت کے مظاہر بکھیرنے کے باوجود بھی صلیبی اتحاد شکست سے دوچار ہے۔ صلیبیوں کی حواس باختگی کا یہ عالم ہے کہ ذلت آمیز شکست کو سامنے دیکھ کر جھنجلا گئے ہیں اور کچھ بن نہیں پڑا تو امیر المومنین کی بیماری اور ان کے عارضہ قلب میں مبتلا ہونے کا شوشہ چھوڑ دیا۔ طالبان کے ترجمان ذبیح اللہ مجاہد نے ان بے سروپا خبروں کی کھلے الفاظ میں تردید کی اور کہا کہ امیر المومنین کو ایسی کوئی بیماری لاحق نہیں۔ کفار کے ایسے من گھڑت اور بے بنیاد دعوے تحریک جہاد پر اثر انداز نہیں ہو سکتے۔

جنوری میں کابل کی کٹھ پتلی انتظامیہ کے سربراہ حامد کرزئی نے افتتاح کے موقع جہاں اپنی پوری تقریر امریکی حمایت میں کی۔ اس نے انتہائی بے شرمی کے ساتھ صوبہ غزنی میں امریکی فوجیوں کی جانب سے ہزاروں کی تعداد میں لوگوں کے باغات اور درختوں کو کاٹنے اور انہیں تباہ کرنے کے عمل کا بھرپور انداز میں دفاع کیا۔ کرزئی کے بقول امریکیوں کے بجائے طالبان مجاہدین اس عمل کے ذمہ دار ہیں کیونکہ وہ ان درختوں کی آڑ لے کر امریکیوں پر حملے کرتے ہیں، ایسے میں امریکیوں کے پاس اس

کے سوا کوئی چارہ باقی نہیں رہتا کہ وہ لوگوں کے درختوں اور باغات کو تباہ کر دیں۔

امارت اسلامی افغانستان کے ترجمان نے حامد کرزئی کی جانب سے قابض افواج کو افغان عوام کے باغات، فصلوں کے تباہ کرنے کی اجازت اور مجاہدین پر اس الزام 'وہ ان باغات کی آڑ لے کر امریکیوں پر حملہ آور ہوتے ہیں' کو نام نہاد پارلیمان کے کٹھ پتلی ہونے سے تعبیر کیا ہے۔ افغان عوام اس بات کو جانتے ہیں کہ جب بھی امریکی فوجیوں کی مرضی ہو وہ چھوٹے چھوٹے بہانوں کا سہارا لے کر پورے پورے گاؤں اور بستیوں کو ملیا میٹ کر دیتے ہیں، باغات، فصلوں اور کھیتوں کو تباہ کرنا تو ان کیلئے چھوٹی سی بات ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ حامد کرزئی اور امریکیوں کی یہ شیطانی چال قابض افواج اور ان کے حامیوں سے مزید نفرت کا سبب بنے گی اور اس سے کوئی اور نتیجہ برآمد نہیں ہوگا کیونکہ افغان عوام اپنے دین اسلام کے دفاع کیلئے اپنے سروں کی فصل کٹوا رہے ہیں، مال ومتاع اور املاک کی قربانی تو معمولی بات ہے۔

افغانستان کی نام نہاد پارلیمنٹ کا ایوان زیریں پانچویں بار سپیکر کا انتخاب کرنے میں ناکام رہا ہے۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ 249 میں سے 200 ارکان پارلیمنٹ نے کرزئی کو کہا تھا کہ اس نے پارلیمنٹ کا اجلاس نہ بلایا تو وہ خود ہی اجلاس بلا لیں گے۔ ممبران پارلیمنٹ کے اس طرز عمل سے اس نام نہاد پارلیمنٹ اور خود کرزئی کی حیثیت کا بخوبی تعین کیا جا سکتا ہے۔

امریکی صدر اوباما نے سٹیٹ آف دی یونین میں کہا ہے کہ امریکہ افغانستان میں ان (مجاہدین) کو ٹف ٹائم دے رہا ہے جبکہ ایساف کے جنرل پیٹریاس نے 26 جنوری کو نیٹو فوجیوں کو لکھے گئے ایک خط میں کہا ہے کہ 'ہم نے طالبان کو پیچھے دھکیل دیا ہے۔' صلیبی گماشتے اوباما اور اس کے پالتو پیٹریاس کے ان بیانات کی حقیقت کا پول خود ان کا میڈیا اور صلیبیوں کے کرتا دھرتا وقتاً فوقتاً کھولتے رہتے ہیں۔ ذیل میں گزشتہ تیس دنوں میں صلیبیوں کے افغانستان میں ہونے والے نقصانات کا جائزہ پیش کیا جا رہا ہے۔

☆ آسٹریلوی وزیر دفاع کا کہنا ہے کہ افغانستان میں آسٹریلوی فوجیوں کی بہت زیادہ ہلاکتوں نے فوج میں مایوسی پھیلا دی ہے۔

☆ افغان وزارت دفاع کی ترجمان زمری بشری کہتی ہے کہ 23 سے 30 جنوری 2011 تک 'دہشت گردی' کے 93 واقعات ہوئے اور یہ پچھلے ہفتے سے 39 فیصد زیادہ ہیں۔

☆ قندوز، لوگر، میدان وردگ اور ہرات میں مجاہدین نے 4 ڈرون طیارے تباہ کر دیئے۔

☆ 2 جنوری کو جلال آباد میں ایک مجاہد نے راکٹ سے ہیلی کاپٹر تباہ کر دیا۔

☆ نصر اللہ نامی ایک فدائی بھائی نے ضلع بولدک کے علاقے ویش بازار کے قریب واقع امریکیوں کی

ایک پوسٹ پر حملہ کر دیا جس کے نتیجے میں 18 صلیبی ہلاک وزخمی ہو گئے۔

☆22 جنوری کو صوبہ لغمان کے ضلع علی شنگ میں ہیلی کاپٹر تباہ کر دیا گیا، 14 صلیبی ہلاک۔

☆کابل کی سپر مارکیٹ میں فدائی حملہ، 7 امریکیوں، غیر ملکی این جی او کی سربراہ سمیت متعدد صلیبی ہلاک۔

☆قندھار کا نائب گورنر بم حملے میں 9 ساتھیوں سمیت ہلاک۔

☆12 فروری کو 5 مجاہدین نے قندھار شہر میں پولیس سٹیشن پر حملہ کر دیا۔ تھانے میں اس وقت کثیر تعداد میں صلیبی فوج بھی موجود تھے۔ 7 گھنٹے طویل اس معرکے میں 100 سے زائد صلیبی اور ان کے کٹھ پتلی افغانی فوجی اور سپاہی جہنم واصل ہو گئے۔ معرکے میں نیشنل ڈائریکٹوریٹ آف سکیورٹی کا چیف بھی ہلاک ہو گیا جبکہ 12 گاڑیاں تباہ کر دی گئیں۔

☆7 فروری کو قندھار میں کسٹم ہاؤس میں بھائی عبدالحلیم کے فدائی حملے کے نتیجے میں امریکی افسر ڈیوڈ ہلمین سمیت چودہ امریکی ہلاک۔ معرکے کے نتیجے میں 2 مترجم اور دیگر کٹھ پتلی جہنم واصل۔

☆ یکم فروری کو ضلع دیلارام میں ڈرون طیارہ تباہ کر دیا گیا۔

☆2 فروری، ننگرہار میں صلیبی ہیلی کاپٹر تباہ۔ متعدد ہلاکتیں۔

☆5 فروری، کابل میں امریکی ہیلی کاپٹر تباہ کر دیا گیا۔

درجہ بالا اطلاعات مجاہدین کی طرف سے کی جانے والی کارروائیوں کی ایک ہلکی سے جھلک ہے جس سے یہ بات ثابت ہو رہی ہے کہ کون کسے ٹف ٹائم دے رہا ہے اور پیٹریاس کے اس دعوے کہ طالبان کو پیچھے دھکیل دیا گیا ہے، کی قلعی کھل رہی ہے۔

قصہ مختصر اللہ سبحانہ کی نصرت سے افغانستان انگریزوں اور روسیوں کے بعد اب عالم کفر کیلئے قبرستان بن چکا ہے اور وہ وقت دور نہیں جب امارت اسلامیہ کے دوبارہ قیام کے بعد بدحواسی، خوف اور مایوسی کا شکار عالم کفر میں، باذن اللہ عشاق کے قافلے میں اللہ کی وحدانیت اور کبریائی کا علم بلند کریں گے۔ انشاءاللہ

مجاہدین کا میڈیا اور صلیبی میڈیا کی شکست

امارت اسلامیہ کی ویب سائٹ کے مسئول محترم عبدالستار میوند سے انٹرویو

معزز قارئین! امارت اسلامیہ کے مختلف ذمہ داران کے انٹرویو کے سلسلے میں اس مرتبہ ہم آپ کیلئے امارت کی ابلاغی سرگرمیوں کے حوالے سے عبدالستار کے ساتھ ایک انتہائی اہم انٹرویو پیش کر رہے ہیں۔ محترم عبدالستار میوند امارت کی باضابطہ ویب سائٹ ''الامارۃ'' کے مسئول ہیں۔ یہ انٹرویو امارت اسلامی کے عربی مجلّہ 'الصمود' میں شائع ہو چکا ہے۔

الصمود: سب سے پہلے ہم آپ سے گزارش کریں گے کہ ہمارے قارئین کو مختصراً امارت اسلامی کی ابلاغی سرگرمیوں سے آگاہ کریں؟

عبدالستار: الحمد للہ، والصلوٰۃ والسلام علی رسول اللہ وعلیٰ الہ واصحابہ ومن اتبعہ وبعد! دیگر شعبہ جات کی طرح مختلف جہادی سرگرمیوں کی خبریں نشر کرنے اور مجاہدین کے خلاف غاصب دشمن کے فتوحات کی جھوٹے دعوؤں کو دنیا کے سامنے بے نقاب کرنے کیلئے امارت نے باقاعدہ ابلاغ کا علیحدہ شعبہ قائم کیا ہے۔ کافی عرصے سے اس بات کی شدت سے ضرورت محسوس کی جارہی تھی کہ افغانستان میں مجاہدین کا اپنا ایک ذمہ دار مواصلاتی ادارہ ہونا چاہیے جو امارت اسلامی کی نمائندگی کرتے ہوئے مجاہدین کے انصار اور دنیا تک میدان جہاد سے مجاہدین کی فتوحات کی خبریں نشر کرے، دشمن اور اس کے میڈیا کے جھوٹے دعوؤں اور دھوکوں کی حقیقت واضح کرے، سچ اور جہاد کی آواز کو دنیا تک پہنچائے اور سرزمین افغانستان میں رونما ہونے والے جہادی واقعات کے بارے میں امارت کا موقف بیان کرے۔

آج کے دور کی جنگ متحرک اور موثر ذرائع ابلاغ کے بغیر نہیں جیتی جاسکتی۔ اسلحہ اور ہتھیار جسم پر حملہ آور ہوتے ہیں جبکہ یہ (ذرائع ابلاغ) دل پر وار کرتے ہیں اور اگر دل شکست کھا جائیں تو جسم جنگ ہار جاتے ہیں۔ شروع میں امارت اسلامی کے سقوط کے بعد دشمن نے دیکھا کہ میدان اس کیلئے کھلا پڑا ہے چنانچہ انہوں نے کھلے عام اس جھوٹے پروپیگنڈے کا ابلاغ شروع کیا کہ ہم نے امارت اسلامی اور مجاہدین کو مکمل طور پر تباہ کر دیا ہے اور یہ کہ ہمیں افغانستان میں مکمل فتح حاصل ہوگئی ہے۔ انہوں نے اپنے تمام وسائل خصوصاً میڈیا کو افغان قوم کے افکار بدلنے، شکست خوردہ سوچ کو پروان چڑھانے اور انہیں قابض فوجوں سے دہشت زدہ کرنے پر لگا دیا۔ اول اللہ سبحانہ تعالیٰ کی رحمت اور پھر اس کے بعد سے دوچار کرنے کے بعد ابلاغ کے میدان میں دشمن کا مقابلہ کرنے کیلئے باقاعدہ شعبہ ابلاغ واعلام قائم

کیا گیا۔ لہٰذا امارت کا شعبہ ابلاغ افغانستان میں ایک باقاعدہ زمینی حقیقت کا آئینہ دار ہے۔ آغاز میں اس کی اہم کامیابیوں میں سے ایک ''جہاد کی آواز'' کے نام سے امارت کی اپنی ویب سائٹ کا افتتاح تھا۔ یہ ویب سائٹ میدان کارزار کے معرکوں کی رپورٹنگ، مختلف جہادی موضوعات کے بارے میں امیر المومنین اور شوریٰ کے قائدین کے بیانات، مضامین اور تجزیات شائع کرتی ہے۔ اس کے بہت سے شعبہ جات ہیں: مثلاً اس میں ایک اسلامی صفحہ ہے، ایک رسالے کا صفحہ اسی طرح ایک صفحہ جہادی اعلام کیلئے مخصوص ہے۔ اس کے علاوہ ہم رسالے اور بیانات چھاپ کر اندرون اور بیرون ملک مشہور حلقوں میں تقسیم بھی کرتے ہیں۔ اسی طرح ہم مختلف قسم کی مطبوعات اور ضابطہ کار چھاپ کر مجاہدین میں تقسیم کرتے ہیں اس کے ساتھ ساتھ ''صدائے شریعت'' کے نام سے ایک ریڈیو بھی موجود ہے جو دن رات جہادی خبریں اور بیانات نشر کرتا ہے۔ ابلاغی کمیٹی نے مقامی اور بین الاقوامی میڈیا کے سامنے امارت اسلامی کی نمائندگی کرنے کیلئے باقاعدہ ترجمان بھی مقرر کیے ہیں۔

الصمود: آپ کس طرح افغانستان کی خبریں میدان سے اکٹھی کر کے ویب سائٹ پر شائع کرتے ہیں؟

عبدالستار: اللہ سبحانہ تعالیٰ کے فضل سے شعبہ ابلاغ نے کارروائیوں کی خبریں اکٹھی کرنے اور رپورٹ ترتیب دینے کیلئے افغانستان کے تمام صوبوں میں نمائندے مقرر کر رکھے ہیں۔ وہ عملیات اور معرکوں کی ہر نئی خبر کو حاصل کرنے کیلئے مستعد رہتے ہیں، بدلتے ہوئے حالات سے باخبر ہوتے ہیں۔ وہ جاری معرکوں کی انتہائی مصدقہ اور قابل اعتماد رپورٹس فوری طور پر امارات کے مقرر کردہ ترجمان ذبیح اللہ مجاہد اور قاری یوسف کو بھیجتے ہیں۔ وہ ان خبروں پر نظر ثانی کر کے کڑی جانچ پڑتال کے بعد یہ خبریں ویب سائٹ کے شعبہ خبر کو ارسال کرتے ہیں۔

الصمود: خبریں، بیانات اور تبصرے وغیرہ تقریباً ایک ہی وقت میں پانچ مختلف زبانوں میں نشر ہوتے ہیں۔ یہ کیسے ممکن ہوتا ہے؟

عبدالستار: جی ہاں! آپ کی بات درست ہے۔ خبریں اور دوسری چیزیں اکٹھی تقریباً پانچ زبانوں میں شائع ہوتی ہیں۔ ان میں سے کچھ مقامی زبانیں پشتو اور فارسی وغیرہ ہیں اس کے علاوہ عربی، اردو اور انگریزی زبانیں شامل ہیں۔ ویب سائٹ سب سے پہلے ہر خبر یا بیان کو پشتو میں شائع کرتی ہے۔ اس کے بعد اس کا براہ راست باقی زبانوں میں ترجمہ کیا جاتا ہے اور پھر ان کے مقررہ حصے میں اس کو شائع کر دیا جاتا ہے۔

الصمود: کیا ''الامارۃ'' ویب سائٹ کے علاوہ دیگر ذرائع سے بھی خبروں کی اشاعت کی جاتی ہے؟

عبدالستار: جی ہاں بھائی! ہر خبر ویب سائٹ پر شائع کرنے کے بعد ہم فوراً صحافیوں اور بین الاقوامی

خبررساں اداروں کو بھیج دیتے ہیں۔ ہم نے ای میل کی کافی طویل فہرستیں مرتب کر رکھی ہیں جن پر ہم خبریں اور بیانات ارسال کرتے ہیں۔ ان میں صحافی اور افغانستان کے مسئلہ کے متعلق دیگر افراد شامل ہیں۔ ہم فیس بک اور ٹویٹر پر بھی موجود ہیں، ہم ہر روز وہاں خبریں شائع کرتے ہیں اور ہزاروں لوگوں تک پہنچتے ہیں۔ اسی طرح ہم روزانہ موبائل فون پر ایس ایم ایس کے ذریعے بہت سے افراد تک خبریں پہنچاتے ہیں۔

الصمود: آپ ذرا اس آخری فقرے کی وضاحت کریں گے۔ موبائل فون کے ذریعے کس طرح لوگوں تک خبریں پہنچائی جاتی ہیں؟

عبدالستار: ویب سائٹ پر آنے والی ہر خبر کا ایس ایم ایس بنایا جاتا ہے اور پھر اسے بہت سے لوگوں کو بھیج دیا جاتا ہے اور وہ اسے مزید لوگوں تک پہنچاتے ہیں۔ ہر کوئی اسے افغانستان یا اس سے باہر اپنے روابط کو بھیجتا ہے اور یوں ایک سلسلہ چل پڑتا ہے۔ ہر کوئی خبر کو زیادہ سے زیادہ پھیلانے کی کوشش کرتا ہے۔ ہم نے بہت سے ایسے لوگ دیکھے ہیں جو اپنے دوستوں، رشتہ داروں کو کم از کم بیس مزید افراد تک خبر پہنچانے کا کہتے ہیں۔ اللہ کے فضل سے ہم نے عام عوام میں بہت سے افراد دیکھے ہیں جو دشمن کے خلاف مجاہدین کی فتوحات اور کامیابیوں کی خبریں سن کر بہت خوش ہوتے ہیں۔

الصمود: آپ امارت کی ویب سائٹ کے علاوہ دیگر ابلاغی سرگرمیوں کی وضاحت کریں گے؟

عبدالستار: ابلاغی کمیٹی نے ویب سائٹ کے علاوہ دیگر کئی ادارے بنا رکھے ہیں۔ ان میں سے ایک جہادی سٹوڈیو ہے جو مجاہدین کی عملیات کی براہ راست ویڈیو نشر کرتا ہے۔ الحمدللہ انہوں نے اس میدان میں بہت عمدہ چیزیں پیش کی ہیں۔ میدان جہاد کی براہ راست تصویر کشی کے علاوہ جہادی سٹوڈیو نے دعوتی نقطہ نظر اور مجاہدین کی فکری اور نظریاتی تربیت کے حوالے سے بھی بہت موثر فلمیں تیار کی ہیں جو مجاہدین کے حلقوں میں بہت پسند کی گئیں ہیں۔ ''شریعت کی آواز'' کے نام سے ہمارا ایک پشتو ریڈیو چینل بھی ہے جو انٹرنیٹ سے نشر کیا جاتا ہے۔ اس پر روزانہ خبروں، رپورٹس اور سیاسی تجزیوں کے علاوہ اسلامی اور جہادی ترانے بھی چلائے جاتے ہیں جو مجاہدین کی حوصلہ افزائی میں براہ راست کردار ادا کرتے ہیں۔ شریعت کی آواز کی نشریات صبح اور شام کے اوقات میں آتی ہے۔ آڈیو اور ویڈیو کے علاوہ مختلف زبانوں میں ہمارے رسالے اور ماہنامہ شمارے بھی چھپتے ہیں۔ ان میں سے عربی زبان میں ماہنامہ الصمود (استقامت) اور فارسی اور پشتو میں شہامت (عزت)، سرک (روشنی کی کرن) اور مورچل (رابطہ) شامل ہیں۔ الصمود میگزین گزشتہ پانچ سال سے افغانستان کے میدان جہاد میں رونما ہونے والے معرکوں اور اسلامی جہاد کی حقیقی تصویر اسلامی اور عرب دنیا کے سامنے پیش کر رہا ہے۔ اس

میں ہر ماہ مجاہدین کی کارروائیوں میں دشمن کو پہنچنے والے نقصان کے تفصیلی اعداد و شمار، مضامین، سیاسی تجزیے اور رپورٹس شائع کی جاتی ہیں۔اس کے علاوہ ''ہمارے عظیم شہدا'' کے سلسلے کے تحت امت کو اس جنگ میں فی سبیل اللہ جانیں قربان کرنے والے مجاہد قائدین سے بھی متعارف کرایا جاتا ہے۔ جہاں تک شہامت اور سرک کا تعلق ہے تو یہ دونوں رسالے گزشتہ سات سال سے مقامی زبانوں پشتو اور فارسی میں شائع ہو رہے ہیں۔ پڑھے لکھے حلقوں خصوصاً مدرسے اور یونیورسٹی کے طلبا میں ان کے قارئین کی ایک بڑی تعداد موجود ہے۔ان میں شائع ہونے والے جہادی مضامین نے ان طبقوں پر بہت مثبت اثر ڈالا ہے۔

مورچل میگزین کو میدان جنگ کی خبروں، دشمن کے جنگی جرائم اور دشمن کے جانی اور سازوسامان کے نقصان کی تفصیلات کیلئے مخصوص کیا گیا ہے۔اس کا سالانہ شمارہ دشمن کے نقصان کا تخمینہ لگانے کیلئے مستند ترین ذریعہ سمجھا جاتا ہے۔ یہ تمام ابلاغی سرگرمیاں امارت اسلامی کی ویب سائٹ کے ذریعے پوری دنیا کو پیش کی جاتی ہیں اور ہر کوئی اس ویب سائٹ پر ان کا مشاہدہ کرسکتا ہے۔

الصمود: ان تمام نشریاتی سرگرمیوں کو انجام دینے کیلئے ماہر افرادی قوت آپ نے کیسے حاصل کی؟

عبدالستار: جس طرح مجاہدین کو ایسے افراد دستیاب ہیں جو اللہ سبحانہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور اپنی مہارت اور جنگی تجربے کی بنیاد پر نیٹو کے انتہائی تجربہ کار اور ماہر جرنیلوں کو شکست دے سکتے ہیں اس طرح ان کیلئے یہ بھی بہت آسان ہے کہ وہ ذرائع ابلاغ کے کاموں میں اپنا سرگرم کردار ادا کرسکیں۔ چونکہ آج کے دور میں ابلاغ کی جنگ کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا اس لیے امارت اسلامی نے اس سلسلے باقاعدہ لائحہ عمل ترتیب دینے میں غفلت نہیں برتی ہے اور اللہ کے فضل سے ایسے جاں نثار تیار کرنے میں کامیاب رہی ہے جو میدان جہاد میں دشمن کے میڈیا کے حملے کا دفاع کرسکیں بالکل اسی طرح جس طرح ان کے جنگجو بھائی میدان جنگ میں دشمن کے ساتھ برسرپیکار ہیں۔ میں پورے اعتماد کے ساتھ یہ بات کہہ سکتا ہوں کہ ہم نے اپنے محدود اور کم ترقی یافتہ وسائل کے باوجود اللہ کے فضل سے ابلاغ کے میدان میں دشمن کو مات کیا ہے اور وہ اپنے مہارت یافتہ عملے، وسیع مالی وسائل اور جدید ترین سازوسامان کے باوجود بھی اس شکست کا تدارک کرنے میں ناکام رہا ہے۔ ہر کوئی انٹرنیٹ کے ذریعے ہمارے شائع کردہ مواد تک رسائی حاصل کرسکتا ہے لہٰذا کرزئی حکومت کے اہلکار، یونیورسٹیوں کے طالب علم حتیٰ کہ امریکی سیاسی اور فوجی ذمہ دار بھی یہ مواد دیکھتے ہیں اور ان پر اس کے اثرات ہوتے ہیں۔ کابل شہر کے بہت سے رہنے والے ہمارے شرعی ریڈیو پروگراموں کو سنتے ہیں اور ای میل کے ذریعے پسندیدگی کا اظہار کرتے ہیں۔انہوں نے ہمیں بتایا کہ ترانہ ''لا الہ الا اللہ'' سن کر ان کی امارت اسلامی کی یادیں تازہ ہو گئیں۔ اگرچہ نیٹو، امریکہ اور کرزئی حکومت نے اپنی پوری کوشش کی کہ وہ امارت کی ابلاغی سرگرمیوں کو

روک سکیں لیکن اکثر ایسا ہوتا ہے کہ اعلیٰ حکومتی عہدیداروں کے اہل خانہ مجاہدین کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں۔ امریکیوں نے بھی اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ امارت اسلامی نے انہیں میڈیا کے میدان میں شکست دی ہے۔ یہ اعتراف گزشتہ سال 22 مئی کو مشہور جریدے فارن پالیسی کے ایک مضمون ''طالبان کے سامنے ابلاغ کے میدان میں پسپائی'' میں کیا گیا۔ اس مضمون میں مشہور امریکی لکھاری رابرٹ ہیڈک نے تفصیلاً طالبان کی ابلاغی سرگرمیوں اور امریکیوں پر ان کی برتری کو واضح کیا۔ اس نے اپنے پڑھنے والوں کو مشورہ دیا کہ امریکہ کو نئے اور موثر حربے استعمال کرنے چاہئیں کیونکہ طالبان نے میڈیا کی جنگ جذباتی طریقوں کا استعمال کرتے ہوئے جیتی ہے۔

امریکی کونسل برائے خارجہ امور نے اپنی ایک رپورٹ میں طالبان کی میڈیا کے میدان میں امریکہ پر برتری کی تصدیق کی ہے۔ اس رپورٹ میں طالبان کی برتری کی وجوہات میں سے ایک یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ طالبان کسی واقع کے وقوع پذیر ہونے کے بعد کسی طے شدہ تاریخ کا انتظار نہیں کرتے بلکہ جتنی جلدی ہو سکے اس کو شائع کر دیتے ہیں۔ اس میدان میں طالبان کی برتری آج کل مغربی پریس کی مشہور خبر ہے اور اس کے متعلق بہت سے کالم اور تجزیے شائع ہو رہے ہیں۔ طالبان کی صلاحیت کا اعتراف کرتے ہوئے امریکہ کے سابق سیکرٹری آف ڈیفنس مائیکل ڈوران نے کہا: ''طالبان اپنی میڈیا کی سرگرمیاں ترتیب دینے میں بہت مہارت رکھتے ہیں اور بہت تیزی سے خبریں شائع کرتے ہیں جونہی ہماری افواج پر کوئی حملہ ہوتا ہے اس کے 26 منٹ کے اندر اندر یہ خبر دنیا کے اہم سیٹلائٹ ٹی وی چینلز الجزیرہ، بی بی سی اور سی این این وغیرہ پر اہم خبروں (بریکنگ نیوز) میں نشر ہونا شروع ہو جاتی ہے۔

اس نے مزید اضافہ کرتے ہوئے کہا ''طالبان نہ صرف کہ بہت جلدی خبریں شائع کرتے ہیں بلکہ وہ اپنے ابلاغی کام میں بہت مستند اور منظّم بھی ہیں جونہی انہیں پشتو یا فارسی زبان میں کوئی خبر ملتی ہے وہ اس کا فوراً اس کا عربی اور انگلش میں ترجمہ کر کے اپنی ویب سائٹ پر نشر کر دیتے ہیں اور اسی وقت وہ ان کے ریڈیو 'صدائے شریعت' پر بھی آجاتی ہے۔''

اس نے امریکیوں کو نصیحت کرتے ہوئے کہا ''امریکیوں کو طالبان کی ابلاغی سرگرمیاں محدود کرنے کیلئے اپنے فوجیوں کو اضافی اختیارات اور سہولتیں دینا ہوں گی۔ ان کو انٹرنیٹ پر طالبان کی تمام ویب سائٹس بلاک کرنا پڑیں گی۔

کرزئی حکومت کی وزارت دفاع کے ترجمان جنرل عظیمی نے گزشتہ سال ریڈیو فری یورپ کے ساتھ ایک انٹریو میں مرجہ کی جنگ میں مجاہدین کی ابلاغی برتری کا اعتراف کرتے ہوئے کہا کہ ''میڈیا کے میدان میں مجاہدین کی کارکردگی حکومت سے زیادہ موثر اور کامیاب تھی۔''

الصمود: آپ مجاہدین کی ابلاغی برتری کو کس طرح واضح کریں گے؟

عبدالستار: مجاہدین کی برتری کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ وہ اس کام کو کسی تنخواہ دار نوکری کی بجائے ایک جہادی فریضے کے طور پر ادا کرتے ہیں۔ وہ اپنے دینی فریضے کے تحت اس کام کی کامیابی کیلئے ہر قسم کی قربانی دیتے ہیں۔ وہ اس کی کامیابی کیلئے اپنی دنیاوی زندگی میں سختیاں اور پریشانیاں برداشت کرتے ہیں۔ ان کے اخلاص اور قربانی کی وجہ سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان کی کوششوں میں برکت عطا فرماتا ہے اور انہیں کامیابیاں عطا فرماتا ہے اور دشمن بھی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی اس رحمت اور نصرت کا اعتراف کرتا ہے۔

الصمود: اپنا ابلاغی کام کرتے ہوئے آپ کو کس قسم کی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے؟

عبدالستار: جہاد کا سارا راستہ تکلیفوں اور آزمائشوں سے بھرا ہوا ہے لیکن ہر مجاہد فی سبیل اللہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی رضا کے حصول اور اس کے کلمے کی سر بلندی کیلئے ان مشکلات کو بخوشی قبول کرتا ہے۔ اللہ کے راستے کی یہ پریشانیاں اس کیلئے فخر کا باعث اور راستے کی درستی کی علامت ہیں۔ ہمیں مختلف قسم کے مادی اور ابلاغی وسائل کی دستیابی میں مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اس کے علاوہ سکیورٹی کی مشکلات بھی ہوتی ہیں تاہم ایک مقدس مقصد کے حصول کیلئے ان کو برداشت کرنا کوئی مسئلہ نہیں اور ہمیں اس پر فخر ہے۔

دشمن کے مقابلے میں ہمارے پاس موجود وسائل بہت محدود ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ ہمیں ایک انتہائی حیا باختہ دشمن کا سامنا ہے جو کسی اخلاقی یا انسانی ضابطے کا پابند نہیں ہے۔ وہ آزادی اظہار رائے کے دعوے کرتے ہیں لیکن کسی ایسی رائے کے اظہار کی اجازت نہیں دیتے جو ان کے نوآبادیاتی عزائم کے خلاف ہو۔ اس کے علاوہ وہ میڈیا پر انتہائی ڈھٹائی کے ساتھ جھوٹ بولتے ہیں۔ اگر ان کے 20 فوجی مارے جائیں تو وہ ایک کا اقرار کرتے ہیں وہ بھی اس صورت میں اگر ان کیلئے اس خبر کو چھپانا ممکن نہ ہو۔ اسی طرح اگر 20 لوگ زخمی ہوں تو وہ کہتے ہیں کہ 'ایک آدمی کو معمولی زخم آئے اور وہ بھی ابتدائی طبی امداد کے بعد اپنی ڈیوٹی پر واپس چلا گیا ہے' اور اگر مجاہدین ان کے کسی ہوائی جہاز کو گرا دیں تو وہ اس خبر کو چھپانے کی پوری کوشش کرتے ہیں اور اگر اپنی اس کوشش میں کامیاب نہ ہو سکیں تو کہتے ہیں کہ 'جہاز کو فنی خرابی کی وجہ سے ہنگامی لینڈنگ کرنا پڑی۔' جب وہ اپنے شب خون کے دوران معصوم لوگوں کو گرفتار کرتے ہیں تو اس بات کا چرچا کرتے ہیں کہ انہوں نے مسلح مجاہدین پر قابو پا لیا ہے۔ اپنی تمام ابلاغی ذرائع میں ان کا یہ عام وطیرہ ہے۔ جہاں تک مجاہدین کے میڈیا کا تعلق ہے تو ہم صرف سچ کو شائع کرتے ہیں لیکن اس کے باوجود دشمن انٹرنیٹ پر ہماری ویب سائٹس کو روکنے اور بند کرنے کیلئے ہر حربہ استعمال کرتا ہے اور ہماری ویب سائٹس کو چلانے والی کمپنیوں کو سنگین نتائج کی دھمکیاں دی جاتی ہیں۔

''یہ چاہتے ہیں کہ اللہ (کے چراغ) کی روشنی کو منہ سے (پھونک مار کر) بجھا دیں حالانکہ اللہ اپنی روشنی کو پورا کر کے رہے گا خواہ کافر ناخوش ہی ہوں۔''

ان کے تمام جرائم کے باوجود ہم اللہ کے فضل سے اپنی جہادی اشاعت کو جاری رکھتے ہوئے ہیں۔ ہم دنیا کو مجاہدین کی فتوحات اور کفار کی شکست کی خبریں تواتر سے سنا رہے ہیں، ہم دنیا کے سامنے افغانستان میں امریکہ اور اس کے اتحادیوں کی شکست کے دستاویزی ثبوت فراہم کرتے ہیں۔ الحمدللہ تمام مسائل کے باوجود ہمیں اس میدان میں واضح کامیابیاں حاصل ہوئی ہیں۔

الصمود: ہم آپ کے قیمتی وقت دینے اور ہمارے سوالات کا تفصیلی جواب دینے پر آپ کے ممنون ہیں اور دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کی کوششوں کو قبول فرمائے اور مجاہدین کو فتح و نصرت سے نوازے۔ آمین

عبدالستار: آپ کا بھی بہت بہت شکریہ۔

افغانستان سے امریکی پسپائی کا آغاز

7 مارچ کو امریکی افواج نے کنڑ میں پیچ درہ میں واقع اپنا فوجی اڈا خالی کر دیا۔ 3 مارچ کو پینٹاگون نے اعلان کیا تھا کہ عنقریب ہم صوبہ کنڑ میں واقع اہم فوجی مراکز خالی کر دیں گے۔ پیچ درہ کا اڈہ خالی کرتے ہوئے امریکہ نے کنڑ سے انخلا کا آغاز کر دیا ہے۔ مقامی لوگوں نے بھی تصدیق کی ہے کہ امریکی ہیلی کاپٹروں پر فوجیوں اور سامان کو لے کر چلے گئے اور اب اڈا خالی پڑا ہے۔

پیچ درہ کا علاقہ افغانستان کے مشرقی علاقوں میں جنگی حکمت عملی کے اعتبار سے انتہائی اہم سمجھا جاتا ہے۔ اس کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ امریکہ نے یہاں ایک مستقل اڈا بنا لیا تھا۔ اس اڈے کے خاطر امریکہ نے سینکڑوں فوجی قربان کیے اور کہا گیا کہ اس خطے کی بڑی اہمیت ہے، اس لیے اسے چھوڑا نہیں جا سکتا مگر اب اس خطے سے یہ کہہ کر فوجی اڈے خالی کرائے جا رہے ہیں کہ اتنے دور دراز علاقے میں سپلائی برقرار رکھنا دشوار ہے۔ امریکی حکام کی طرف سے اس علاقے کو غیر اہم قرار دیا گیا اور کہا گیا کہ اس علاقے میں اڈا قائم رکھنا بہت فائدہ مند نہیں تھا اس لیے اسے ختم کر دیا گیا۔

یہ اڈا خالی کرنے کے چند روز بعد افغانستان میں امریکی فوجی کمانڈر جنرل کیمبل نے بتایا کہ ”اس وادی میں طالبان کی کارروائیاں روزانہ کی بنیاد پر ہو رہی تھیں جن کے نتیجے میں افواج کے کمانڈرز اور اہلکاروں کو ہر روز کسی نہ کسی لڑائی سے دوچار ہونا پڑتا تھا۔ اس کے علاوہ سپلائی میں بھی مشکلات تھیں اس لیے اس اڈے کو ختم کرنا ہی مناسب سمجھا گیا۔“ اس واقعے سے یہ حقیقت عیاں ہوتی ہے کہ نئی امریکی پالیسی میں یہ بات بھی شامل ہے کہ جہاں مجاہدین کے حملے بہت زیادہ ہوں اور لڑنے میں مشکلات پیش آ رہی ہوں وہاں سے دُم دبا کر نکلنا ہی بہترین حکمت عملی ہے۔

کرزئی کی ”تیاریاں“:

دوسری طرف کرزئی نے بھی جولائی سے افغان فورسز کو سکیورٹی ذمہ داریاں منتقل کرنے کے آغاز کا باقاعدہ اعلان کر دیا ہے۔ کرزئی نے کہا کہ جولائی سے سکیورٹی کی ذمہ داریاں افغان فورسز کو منتقل کرنا شروع کر دیں گے۔ اس نے کہا کہ ابتدائی مرحلے میں نسبتاً ”پرامن“ صوبوں بامیان، پنج شیر، مغربی صوبوں ہرات، کابل کے نواحی علاقے اور لغمان صوبے کے علاوہ صوبہ ہلمند کے دارالحکومت لشکرگاہ اور شمال میں مزار شریف جیسے علاقوں میں سکیورٹی کی ذمہ داریاں افغان فورسز کے حوالے کی جائیں گی۔ کرزئی نے ایک اور بیان میں کہا کہ ”بین الاقوامی افواج کو افغانستان سے نکل جانا چاہیے اور

انتہا پسندی کے خلاف جنگ پاکستان کے اندر لڑنی چاہیے۔“

صلیبی بدحواس ہو گئے:

افغانستان میں شکست سے دوچار صلیبی اقوام اس قدر بدحواس ہو چکی ہیں کہ انہیں ہر افغان شہری طالبان نظر آتا ہے۔ اتحادی افواج کی جانب سے عام شہریوں پر طالبان کے شبہ میں بمباری کے واقعات معمول بن چکے ہیں۔ صلیبیوں کی بدحواسی میں اس وقت مزید اضافہ ہو جاتا ہے جب مجاہدین کی طرف سے کوئی کاری ضرب ان پر لگائی جاتی ہے۔

ایسا ہی ایک واقعہ 20 فروری کو پیش آیا جب مجاہدین نے صوبہ کنڑ کے ضلع غازی آباد کے گاؤں ہیلگل میں اتحادی افواج کے ایک کانوائے پر حملہ کیا۔ مجاہدین کو بلندی پر ہونے کی وجہ سے برتری حاصل تھی۔ اس معرکے میں مجاہدین صلیبیوں کو بھاری جانی و مالی نقصان پہنچانے کے بعد واپس لوٹ گئے۔ مجاہدین کے جانے کے بعد نیٹو کے ہیلی کاپٹر آئے، ان ہیلی کاپٹروں کو جاسوس طیاروں کی مدد سے تصویریں اور ٹارگٹ دیئے گئے۔ نیٹو طیاروں نے گاؤں پر دو گھنٹے شدید بمباری کی اور جو شخص نظر آیا اس کو نشانہ بنایا۔ بمباری کے اختتام پر ایریا کمانڈر نے جو رپورٹ بھیجی اس کے مطابق 36 طالبان کو شہید کیا گیا تھا جبکہ حقائق کے منظر عام پر آنے کے بعد دنیا کو معلوم ہوا کہ اس بمباری میں 64 عام شہری شہید ہو چکے ہیں جن میں 24 معصوم بچے اور 20 خواتین بھی شامل ہیں۔

اس واقعے کے بعد علاقے کے عوام نے احتجاجی جلوس نکالے اور اتحادی افواج کے خلاف شدید غصے کا اظہار کیا۔ اس بہیمانہ کارروائی کے بعد امارت اسلامیہ کی طرف سے اعلامیہ جاری کیا گیا جس میں کہا گیا کہ ان 64 شہریوں میں سے کسی کا طالبان کے ساتھ کوئی رابطہ نہیں تھا، یہ بمباری صلیبیوں کی بدحواسی کی علامت ہے۔ اگر صلیبی ایسے حربوں سے مجاہدین کے حوصلے پست کرنا چاہتے ہیں تو یہ ان کی بھول ہے۔ مجاہدین نے عوام کو یہ پیغام دیا کہ وہ صبر سے کام لیں، ہم ان شہدا کا بدلہ صلیبی افواج سے میدان جنگ میں لیں گے۔

اسی طرح کا ایک اور واقعہ 2 مارچ کو پیش آیا جب مجاہدین نے پیچ درہ کے امریکی فوجی اڈے پر راکٹوں سے حملہ کیا۔ مجاہدین نے امریکی فوجی مرکز پر راکٹ فائر کیے جن میں سے کچھ کیمپ کے اندر جا گرے۔ مجاہدین راکٹ فائر کر کے چلے گئے جس کے بعد کیمپ میں موجود فوج نے فضائی مدد طلب کر لی۔ کچھ ہی دیر بعد امریکی ہیلی کاپٹر فضا میں گردش کرنے لگے۔ آس پاس کا علاقہ درختوں سے گھرا ہوا تھا، امریکی فوج کے مطابق طالبان درختوں میں چھپ گئے تھے۔ درختوں میں حرکت نظر آنے پر ہیلی

کاپٹروں نے اندھا دھند فائرنگ اور بمباری شروع کر دی۔ جب غبار چھٹا تو پتہ چلا کہ جنگل میں لکڑیاں چننے والے 9 معصوم بچے اس بمباری کا نشانہ بنے۔ ان بچوں کی عمریں 7 سے 9 سال کے درمیان تھیں اور یہ گھروں میں بطور ایندھن کام آنے والی لکڑیاں اکٹھی کر رہے تھے۔

اس واقعہ کے بعد پیٹریاس نے اور پھر رابرٹ گیٹس نے افغان عوام سے معافی مانگی جیسا کہ ان کا وطیرہ ہے۔ پہلے بے رحمی سے عوام کو شہید کرتے ہیں اور پھر ٹسوے بہاتے ہوئے معافی مانگ لیتے ہیں۔ روسی افواج نے بھی افغانستان سے پسپائی سے قبل اس قسم کا رویہ ہی اپنایا جاتا تھا۔ شکست کی وجہ سے وہ اس قدر بدحواس ہو گئے تھے کہ بمباری کر کے پورے کے پورے گاؤں صفحۂ ہستی سے مٹا دیتے تھے۔ صلیبی افواج کی طرف سے بھی عامۃ المسلمین پر بمباریاں معمول بن چکی ہیں۔ لشکر کفار کو ہر افغان، چاہے وہ بچہ ہی ہو، مجاہد نظر آنے لگا ہے اور یہی بدحواسی اور ظلم ان کی شکست کو قریب سے قریب تر کر رہا ہے۔

یہی انجام ہے خائن حکمرانوں کا:

اسی طرح قندھار میں ایک کارروائی کے دوران نیٹو افواج نے حامد کرزئی کا چچا زاد بھائی مار ڈالا۔ محمد کرزئی کو اس کے گھر کے قریب گولی مار کر قتل کر دیا گیا اور اس کے بیٹے کو گرفتار کر لیا گیا۔ افغان حکومت کے مطابق یہ سب غلطی سے ہوا اور کارروائی کے دوران یہ حادثہ پیش آیا جبکہ طالبان ترجمان قاری یوسف احمدی کے مطابق اس ایک واقعہ سے ہی یہ حقیقت منکشف ہوتی ہے کہ امریکہ کسی کا دوست نہیں۔ کرزئی خاندان صلیبیوں کی تمام تر خدمت گزاریوں اور وفا شعاریوں کے باوجود امریکہ اور اس کے اتحادیوں کی نظر میں کوئی وقعت نہیں رکھتا۔ خود چغہ بردار حامد کرزئی کو بھی اس کے آقا اس کی اوقات یاد دلاتے رہتے ہیں۔ اہل ایمان سے خیانت کا انجام تو یہی ہے کہ 'نہ اِدھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے۔'

پیٹریاس کا باؤلا پن:

افغانستان میں تعینات امریکی فوج کے سربراہ ڈیوڈ پیٹریاس نے بیان دیا کہ افغان والدین طالبان کے خلاف آپریشن اور بمباری کے کسی بھی واقعے کے بعد جان بوجھ کر اپنے بچوں کو جلا کر مار ڈالتے ہیں یا زخمی کر دیتے ہیں تا کہ ان معصوموں کی ہلاکت کا الزام امریکی و اتحادی افواج پر ڈالا جا سکے۔ امریکی جنرل کے اس بیان کو پاگل پن کی انتہا ہی کہا جا سکتا ہے، ویسے دنیا کی ''مہذب ترین'' امریکی قوم کے جرنیل کی طرف سے ایسا بیان باعث تعجب نہیں۔ فطری رشتوں سے نا آشنا قوم کیا جانے کہ اولاد اور والدین کا رشتہ کیا ہوتا ہے۔ وہاں تو ویسے بھی بچے ڈے کیئر سنٹروں، بوڑھے، اولڈ ہاؤسز اور نوجوان نائٹ کلبوں میں ہی پائے جاتے ہیں۔

افغانستان میں امریکی فوج کے ترجمان نے اس بیان کے حوالے سے وضاحت کی کہ "امریکی جنرل پیٹریاس نے ہرگز ایسا نہیں کہا کہ افغان بچوں کو اس لیے جلا ڈالتے ہیں کہ وہ نیٹو افواج اور فضائی بمباری کو اس کا ذمہ دار ٹھہرا سکیں۔" امریکی ترجمان نے اس کی وضاحت کی یہ پیٹریاس نے کہا تھا کہ "بچوں کے زخمی ہونے اور ان کو آگ سے پہنچنے والے زخم مختلف انداز سے لگے ہیں جو شاید ان کے والدین کی طرف سے تادیب کیلئے دیئے گئے ہیں جیسا کہ شریر بچوں کو شرارت سے باز رکھنے کیلئے کیا جاتا ہے۔" گویا شرارتی بچوں کو شرارت سے باز رکھنے کیلئے افغان والدین جلا کر سزا دیتے ہیں۔ یا للعجب۔

امریکی ترجمان کی یہ وضاحتیں دھری کی دھری رہ گئی جب پیٹریاس نے کرزئی سے ملاقات کے دوران کہا کہ "طالبان کے حامی والدین کی جانب سے نیٹو افواج کے خلاف دباؤ بڑھانے، الزامات لگانے اور سویلین ہلاکتوں کو ثابت کرنے کیلئے اپنے معصوم بچوں کو خود ہی جلایا گیا اور ان کے ہاتھ پیر جلا کر ان کو ہسپتال میں داخل کرایا گیا لیکن وہ اس حکمت عملی سے بخوبی آگاہ ہے اور دباؤ میں نہیں آئے گا۔"

مجاہدین کی کفار پر کاری ضربیں:

10 مارچ کو قندوز کے صوبائی دارالحکومت قندوز شہر میں فدائی حملے کے نتیجے میں پولیس آئی جی عبدالرحمٰن سید خیلی 18 پولیس اہلکاروں سمیت مارا گیا۔ پولیس چیف 50 اہلکاروں کے ساتھ گشت پر تھا جب ایک فدائی مجاہد نے اس کے قریب جا کر دھماکہ کر دیا جس کے نتیجے میں آئی جی موقع پر ہلاک ہو گیا، متعدد پولیس اہلکار زخمی بھی ہوئے۔

14 مارچ کو قندوز میں افغان فوج کے بھرتی مرکز پر فدائی حملے میں 31 اہلکار ہلاک اور 34 شدید زخمی ہو گئے۔ بھرتی ہونے والے اہلکار قطار میں کھڑے تھے کہ مجاہد سیف اللہ بھی اس قطار کے قریب پہنچے اور مناسب موقع دیکھ کر دھماکہ کر دیا۔ دھماکے وقت وہاں ستر سے زائد اہلکار موجود تھے۔ ہلاک ہونے والوں میں فوجی افسران بھی شامل ہیں۔ اس فوجی مرکز پر ہونے والا یہ دوسرا حملہ ہے۔ کچھ عرصہ قبل بھی اس بھرتی مرکز پر مجاہدین نے حملہ کیا تھا جس میں متعدد اہلکار ہلاک و زخمی ہوئے تھے۔

16 مارچ کو صوبہ ہلمند کے شہر برامچہ میں امریکی افواج نے آپریشن شروع کیا۔ یہ علاقہ مجاہدین کے کنٹرول میں ہے۔ امریکی فوج نے بھرپور تیاری کے ساتھ آپریشن شروع کیا تھا۔ 14 مارچ کو مجاہدین اور امریکی افواج میں شدید جھڑپیں ہوئیں۔ امریکی طیاروں اور ہیلی کاپٹروں نے بھی جنگ میں حصہ لیا اور شدید بمباری کی۔ لڑائی کے پہلے دن امریکہ کے 10 بکتر بند ٹینک تباہ ہوئے اور 20 امریکی فوجی ہلاک و زخمی ہوئے۔ امریکی فضائی بمباری کے نتیجے میں 5 مجاہد شہید اور 2 زخمی ہوئے۔ دوسرے

دن بھی لڑائی رہی جس میں امریکہ کے مزید 5 ٹینک تباہ اور 10 امریکی فوجی ہلاک ہوئے۔ تیسرے دن امریکہ شدید نقصانات اور مرنے والے فوجیوں کی لاشیں اٹھا کر پسپا ہو گئے۔ صوبہ ہلمند میں امریکی و برطانوی افواج پہلے بھی کئی مرتبہ طبع آزمائی کر چکی ہیں مگر ہر بار نتیجہ پسپائی کی صورت میں ہی نکلتا ہے۔

مذاکراتی ڈرامے کی نئی قسط:

امریکی حکام طالبان کے ساتھ مذاکرات کے ڈرامے کو جاری رکھے ہوئے ہیں اور آئے روز نئے شوشے چھوڑتے رہتے ہیں۔ امریکی حکام نے اب یہ دعویٰ کیا ہے کہ ایک طالب مجاہد عبدالخالق ملکزئی نے انٹرویو میں کہا ہے کہ وہ مذاکرات کیلئے تیار ہے اور 12 ہزار طالبان ان کے پروگرام سے ہم آہنگ ہیں اور مزید 4 ہزار سے بات چیت جاری ہے تا کہ وہ حکومت سے مذاکرات کیلئے راضی ہو جائیں۔ اس کے جواب میں طالبان ترجمان قاری محمد یوسف احمدی نے کہا ہے کہ ”ماضی کی طرح یہ بھی محض پروپیگنڈہ ہے، عبدالخالق ملکزئی کا طالبان سے کوئی تعلق نہیں اور یہ دعویٰ جھوٹا اور بے بنیاد ہے۔ اتحادی افواج، مجاہدین اور افغان عوام میں شکوک وشبہات اور مایوسی پھیلانے کیلئے ایسے حربے استعمال کر رہی ہے لیکن ان کے ہاتھ مایوسی کے سوا کچھ بھی نہیں آئے گا۔“

برطانیہ کا صلیبی جنگ میں نقصان

افغانستان میں مجاہدین مکمل کامیابی کے قریب

''میں افغانستان جانے کے بجائے فوج چھوڑنے کو ترجیح دوں گا۔'' وہ اسے ہلمند کہتے ہیں، اس کی کئی وجوہات ہوسکتی ہیں لیکن یہ خوفناک جگہ کسی ڈراؤنے خواب سے کم نہیں۔ برطانوی فوج کا 21 سالہ جوان جس کا تعلق ملک کے علاقہ منگھم سے ہے، یہ باتیں اپنے ملک کے میڈیا سے کررہا تھا۔

اس جوان کا نام ڈیوس گراہم ہے۔ 2 سال پہلے افغانستان سے شدید زخمی حالت میں وطن لوٹا تھا۔ وہ کہہ رہا تھا کہ یہ اگست 2007ء کی بات ہے کہ جنوبی افغانستان میں میرے قافلے پر طالبان نے حملہ کیا۔ مجھے ایسا لگا کہ جیسے مجھے کسی نے بڑے ہتھوڑے سے پیس ڈالا ہو۔ میں نے بازو کو دیکھا تو خون میں تر تھا۔ پہلے تو مجھے لگا کہ میں بارودی سرنگ کا شکار ہوا ہوں۔ کل سات گولیاں مجھے لگی تھیں۔ دو بلٹ پروف جیکٹ سے ٹکرا کر بے اثر ہوگئی تھیں۔ تین میرے ہیٹ میں گھس گئیں۔ جب کہ دو نے میری مشین گن کا ناکارہ کر بنادیا۔ میری حالت غیر تھی اور پھر میں بے ہوش ہوگیا۔ میرے ساتھی مجھے اٹھا کر واپس لے آئے۔ چھ دن بے ہوش رہا۔ پھر برطانیہ کے برنگھم کے کوئین الزبتھ ہسپتال میں میرا علاج ہوا جہاں میری پندرہ فٹ آنتیں بھی کاٹ دی گئیں۔ ایک گولی اب بھی پہلو میں ہے۔

یہ برطانیہ کی افواج کے ایک جوان کی داستان ہے جو برطانوی اخبار ٹیلی گراف نے شائع کی ہے۔ اس طرح کے زخمی، لاچار، اپاہج، معذور اور زخمی و نفسیاتی مریض فوجیوں کی تعداد ہر روز بڑھ رہی ہے اور ان کے علاج معالجہ کے لیے غیر معمولی انتظامات کرنا پڑ رہے ہیں۔

یہ الفاظ ہیں دنیا کی واحد سپر پاور امریکہ کے وزیر دفاع رابرٹ گیٹس کے جنہیں اپنی طاقت کا زعم 2001ء میں 9/11 کے بعد افغانستان کھینچ لایا اور انہوں نے تین لاکھ افغانیوں کو خاک و خون میں نہلانے کے بعد اپنی شکست کا اعتراف شروع کردیا۔

9/11 کے بعد جب افغانستان پر امریکی حملہ ہوا تو امریکہ نے اپنے اسلحہ خانے میں موجود ایٹم بم کے علاوہ ہر اسلحہ اور گولہ بارود یہاں آزمایا لیکن آٹھ سال بعد اسے افغانستان کے محض چند شہروں تک رسائی حاصل ہے۔ امریکی اور یورپی دفاعی اداروں اور میڈیا رپورٹس کے مطابق طالبان افغانستان کے 70 فیصد حصے پر مکمل طور پر قابض ہیں اور ملک میں اپنی متوازی حکومت چلا رہے ہیں۔ امریکی کٹھ پتلی حکومت اور اتحادی افواج، کابل، بگرام، قندھار میں اپنے اڈوں سے باہر آنے سے قاصر

ہیں۔ کابل میں بار بار طالبان اور افغان مجاہدین نے پے در پے حملے کر کے ثابت کر دیا ہے کہ یہاں بھی امریکہ یا اس کے اتحادی ممالک کی قوت اور سطوت کا کیا عالم ہے؟ اب دنیا کھلے بندوں تسلیم کر رہی ہے کہ طالبان کسی بھی وقت کابل پر بڑی یلغار کر سکتے ہیں جب کہ دوسری طرف آٹھ سال بعد امریکہ نے اپنے سب سے بڑے اتحادی برطانیہ کے ساتھ مل کر طالبان کے خلاف صوبہ ہلمند میں ویت نام جنگ کے بعد سب سے بڑا زمینی آپریشن شروع کیا۔

امریکہ کا خیال ہے کہ صوبہ ہلمند کی سرحدیں پاکستان کے صوبہ بلوچستان سے لگتی ہیں یہی وجہ ہے کہ یہاں طالبان کا اثر ورسوخ اور کنٹرول سب سے زیادہ ہے۔ امریکہ کا بار بار یہ بھی اصرار رہا ہے کہ بلوچستان کا دارالحکومت طالبان کا ہیڈ کوارٹر ہے اور افغانستان میں ہونے والی کاروائیاں یہیں سے کنٹرول ہوتی ہیں اور اب امریکہ اسی بنیاد پر یہ تاثر مضبوط کر رہا ہے کہ بلوچستان پر بھی جلد ڈرون حملے شروع کیے جائیں۔ ہلمند میں ہونے والے آپریشن کو امریکہ نے ''خنجر'' جب کہ برطانیہ نے ''شیر کا پنجہ'' کا نام دیا۔

2 جولائی کو شروع ہونے والے آپریشن نے برطانوی اور امریکی افواج کو اس حال تک پہنچا دیا کہ دونوں ممالک یہ کہنے پر مجبور ہو گئے کہ افغانستان کی 8 سالہ جنگ میں ان کا اتنا بھاری جانی نقصان نہیں ہوا جتنا یہاں چند روز میں کروا چکے ہیں۔ برطانیہ نے تسلیم کیا کہ 1980ء کے بعد پہلی مرتبہ اس کا کرنل رینک کا افسر میدان جنگ میں مارا گیا ہے اور یہ کرنل یہاں آپریشن کی سربراہی کر رہا تھا۔ برطانیہ نے تسلیم کیا کہ عراق کی جنگ میں ہونے والی اس کی فوج کی ہلاکتیں کم جب کہ افغانستان میں بڑھ گئی ہیں۔ نائن الیون کے بعد امریکی جنگ کا حصہ بننے کے بعد پہلی مرتبہ اس کے ایک ہفتے میں 150 سے زائد فوجی مردار ہوئے ہیں اور سب سے زیادہ لاشیں ایک ماہ میں برطانیہ پہنچی ہیں۔ ان لاشوں کے بڑی تعداد میں پہنچنے سے ملک میں سوگ کا سماں ہے اور برطانیہ کی رونقیں ماند پڑ چکی ہیں اور افغانستان میں لڑنے والی برطانوی فوج کی صورت حال یہ ہے کہ میدان جنگ میں نقل و حرکت کے لیے اس کے پاس مطلوبہ تعداد میں ہیلی کاپٹر تک دستیاب نہیں۔ ہلمند پر کنٹرول کے لیے برطانوی افواج نے منصوبہ بنایا کہ یہاں جگہ جگہ نگرانی کرنے والے ٹاور بنائے جائیں لیکن اس کے لیے نہ تو فوج ہے اور نہ اس کی فوج کو سپلائی پہنچانے کا انتظام جب کہ طالبان ہر روز اپنی تکنیک بدل رہے ہیں۔ وہ دوبدو مقابلے کی بجائے بارودی سرنگوں کا سہارا لیتے ہیں۔ برطانوی فوج کی 90 فیصد ہلاکتیں ان ہی سرنگوں کا نتیجہ ہیں جن کا کوئی توڑ اور علاج نہیں۔

24 جولائی کو عالمی ذرائع ابلاغ نے اس حوالے سے اپنی رپورٹوں میں برطانوی افواج کی کمزوری کو عیاں کیا اور بتایا کہ برطانوی فوج یہاں بھی آئرش ریپبلک آرمی کے خلاف کیے گئے کامیاب

آپریشن کی طرز پر کام کرنا چاہتی ہے لیکن اسے یہ سب ممکن نظر نہیں آتا کیوں کہ ان کے پاس مطلوبہ سہولیات ہی نہیں۔ ایک برطانوی اخبار کو نام ظاہر نہ کرنے کی شرط پر بتایا کہ طالبان اپنی سرزمین پر ہیں، انہیں ہماری نقل وحرکت کے بارے میں سب معلوم ہوتا ہے۔ ان کے بارودی دھماکے بہت کامیاب ہیں۔ میں سوچتا ہوں ہم کامیاب کیسے ہوں گے۔ قتل عام زیادہ کرنے سے بات نہیں بنتی۔ ویت نام میں یہ تجربہ ناکام ہوا ہے، جتنے طالبان مارے جاتے ہیں، اس سے کہیں زیادہ نئے آجاتے ہیں۔ لگتا ہے کہ ہم ہر لحظہ گھیرے میں ہی جارہے ہیں۔

طالبان کی جنگی اور اسلحہ کی مہارت کی تعریف ساری دنیا کرنے پر مجبور ہے۔ ممتاز عالمی اخبار کرسچین سائنس مانیٹر نے ساری صورت حال پر اپنے تبصرے میں لکھا کہ طالبان کے پاس سب کچھ آچکا ہے۔ وہ میدان میں اتحادیوں کو شکست دے چکے ہیں۔ اب فرق صرف اتحادیوں کی فضائی قوت کو توڑنے کا ہے۔ افغان مجاہدین نے روس کے خلاف جب ان کی فضائی قوت کو توڑنے کا سلسلہ شروع کیا تھا تو روس صرف 3 سال میں بھاگ اٹھا تھا۔ طالبان کے پاس اگر ایسے ہتھیار آگئے تو ان کی فتح یقینی اور کام مکمل ہو جائے گا۔

مذکورہ اخبار کا تبصرہ اپنی جگہ لیکن جنگ کی صورت حال اس وقت یہ ہے کہ برطانیہ امریکہ اور نیٹو کے اعترافات کے مطابق یکم جولائی کے بعد اب تک (25 جولائی) ان کے سات ہیلی کاپٹر اور جنگی جہاز گرائے جاچکے ہیں۔ اکثر کو حسب معمول ''فنی خرابی'' نے ہی مار گرایا۔ ان گرنے والے طیاروں اور ہیلی کاپٹرز میں مایہ ناز امریکی جہاز ایف 15 اور برطانوی ایگل بھی شامل ہیں۔ اور صرف یہ وہی ہیں جن کا باقاعدہ اعتراف کیا گیا، وگرنہ لگتا ہے کہ حقیقت اس سے کہیں بڑی ہوگی۔ طالبان کے 8 سال بعد افغانستان پر اثر ورسوخ اور قبضے کا اندازہ اس بات سے بھی بخوبی ہوتا ہے تیس جون کو جنوبی افغانستان میں امریکی فوجی بوئے برگاڈ کو گرفتار کر لیا تین جولائی کو امریکہ نے فوجی کی گرفتاری کا اعتراف کیا۔ 20 جولائی کو طالبان نے اپنی جاری کردہ ویڈیو میں فوجی دکھا دیا۔ اب مغربی میڈیا مسلسل اس پراپیگنڈے میں مصروف ہے کہ مذکورہ فوجی پاکستان میں ہے تاکہ پاکستان پر مزید دباؤ بڑھایا جاسکے۔ امریکہ نے مذکورہ فوجی بازیاب کرانے پر بھاری انعام کا اعلان کیا ہے۔ امریکہ کے مطابق افغانستان میں اس کے کسی بھی فوجی کی پہلی گرفتاری ہے۔

امریکہ اور اس کے اتحادیوں نے واضح طور پر پہلی دفعہ اقرار کیا ہے کہ انہیں جس قدر مالی اور جانی نقصان کا سامنا جولائی 2009ء میں کرنا پڑا ہے، وہ انہیں پچھلے 8 سال میں نہیں ہوا۔ امریکی فوج کی ہلاکتیں بھی ریکارڈ تعداد میں ہوئیں جب کہ پاکستان کے راستے روزانہ بڑی تعداد میں جنگی گاڑیوں

اور ٹینکوں کی افغانستان روانگی بھی خود بول بول کر کہہ رہی ہے کہ ان کی تباہی کتنے بڑے پیمانے پر ہو رہی ہے لیکن اسے مسلسل چھپایا جا رہا ہے۔

یہ طالبان اور افغان مجاہدین کی اس ضرب وحرب کا نتیجہ ہے کھلے الفاظ میں کہا کہ ہم طالبان کے ساتھ مذاکرات کرنا چاہتے ہیں انہیں افغانستان کی حکومت میں حصہ دینا چاہتے ہیں۔ لیکن انہیں ہتھیار رکھنا ہوں گے اور القاعدہ سے ہمدردیاں ختم کرنا ہوں گی۔

یاد رہے کہ اس سے قبل یہ بات متعدد مرتبہ منظر عام پر آچکی ہے کہ امریکہ سعودی عرب کے ذریعے طالبان سے مذاکرات میں مصروف ہے۔ اس کے کئی دور سعودی عرب جب کہ کچھ متحدہ عرب امارات میں بھی ہو چکے ہیں۔ یہ دونوں ممالک وہ ہیں۔ جنہوں نے افغانستان میں پاکستان کے بعد طالبان کی حکومت کو باقاعدہ طور پر تسلیم کیا تھا اور ان کے طالبان کے ساتھ تعلقات قائم تھے۔ اسی لیے امریکہ نے انہی ممالک کا انتخاب کیا ہے۔ اس سے قبل برطانیہ بھی موسیٰ قلعہ میں شدید لڑائی اور بھاری نقصان اٹھانے کے بعد علاقے کا انتظام ان مقامی قبائلی سرداروں کو دینے پر مجبور ہو گیا تھا جو طالبان کے یہاں مقرر کردہ ذمہ داران تھے۔ امریکہ نے بھی اب اسی حکمت عملی کو باقاعدہ طور پر اپنانے کا فیصلہ کیا ہے اور گزشتہ ماہ امریکی وزیر دفاع کا بیان اسی سلسلے کی کڑی تھا۔

اسی دوران برطانوی وزیر خارجہ ڈیوڈ ملی بینڈ اور جنوبی ایشیا کے لیے امریکی نمائندے رچرڈ ہالبروک نے جن طالبان سے مذاکرات اور انہیں حکومت میں شامل کرنے پر زور دیا جس کی ایک بار پھر حامد کرزئی نے بھرپور تائید اور حمایت کی۔ دنیا کی سپر پاور اور جنگی اتحادیوں کا یوں طالبان اور افغان مجاہدین کے پاؤں میں گر کر معافیاں مانگنا اس صبح روشن کی گواہی دے رہا ہے جس کے بعد مسلمان خلافت اسلامیہ کا احیاء دیکھیں گے اور جسے اب کوئی نہیں روک سکے گا۔ ان شاءاللہ۔

صلیبی جنگ اور برطانوی اخراجات

وار آن ٹیرر نے برطانیہ کی معیشت پر بھی منفی اثرات مرتب کیے ہیں اور اس جنگ کے بڑھتے ہوئے اخراجات پر برطانیہ میں سخت تنقید کی جا رہی ہے۔ برطانوی عوام کی جانب سے حکومت پر یہ دباؤ بڑھتا جا رہا ہے کہ وہ افغانستان سے برطانوی فوج کو واپس بلوائے۔ افغانستان میں برطانیہ کے 10 ہزار کے قریب فوجی موجود ہیں جو امریکہ کی کمان میں نیٹو کا حصہ ہیں۔ برطانوی حکومت کی جانب سے حال ہی میں جاری کیے جانے والے اعداد و شمار کے مطابق عراق میں جنگ، تعمیر نو اور افغانستان میں جاری جنگوں میں اب تک برطانیہ 20 ارب پونڈ سے زیادہ کے اخراجات کر چکا ہے۔ ان میں سے 18 ارب پونڈ کی خطیر رقم عراق اور افغانستان میں برطانیہ کے جنگی آپریشنز پر خرچ ہوئی ہے۔ اس کے علاوہ کروڑوں پونڈ کی رقم وار آن ٹیرر سے متعلق امداد اور افراد کی سکیورٹی پر خرچ کی گئی ہے جبکہ ان جنگوں میں مصروف برطانوی فوجیوں کی تنخواہوں اور زخمی ہونے والے فوجیوں کے علاج و معالجے اور دیکھ بھال پر خرچ ہونے والی کروڑوں پونڈ کی رقم اس کے علاوہ ہے۔ ان جنگوں میں ہلاک ہونے والے فوجیوں کے اہل خانہ کی دیکھ بھال اور کفالت پر خرچ کی جانے والی رقم بھی کروڑوں پونڈ ہے۔ اس جنگ پر ابھی کتنا کچھ مزید خرچ کرنا پڑے، اس کا درست اندازہ بھی نہیں۔

برطانیہ میں وار آن ٹیرر پر نظر رکھنے والے اب کھل کر اس جنگ پر تنقید کر رہے ہیں اور حکومت سے سوال کر رہے ہیں کہ جب برطانیہ کی معاشی حالت تسلی بخش نہیں تو پھر برطانیہ کیوں اس جنگ میں ملوث ہوا، محض امریکہ خوشنودی کے حصول کیلئے اس جنگ پر اربوں پونڈ کی رقم کیوں خرچ کر رہا ہے؟ برطانیہ نے 2001ء سے 2010ء کے عرصے میں 5.9 ارب پونڈ کی رقم عراق کی جنگ میں خرچ کی ہے۔ برطانیہ نے یہ بھاری جنگی اخراجات وزارت مالیات، ڈیپارٹمنٹ فار انٹرنیشنل ڈویلپمنٹ، محکمہ خارجہ دولت مشترکہ کے فنڈز سے لیے۔ برطانیہ میں جنگ مخالف حلقوں کا کہنا ہے کہ اس بے مقصد جنگ میں برطانیہ اب تک 20 ارب پونڈ سے زیادہ تو پہلے ہی جھونک چکا ہے۔ مستقبل میں مزید کتنے اخراجات اس جنگ کو جاری رکھنے کیلئے کرنا پڑیں، اس کا کچھ درست اندازہ نہیں ہے۔

برطانونیہ کے رائل یونائیٹڈ سروسز انسٹی ٹیوٹ جسے عرف عام میں RUSI سے تعلق رکھنے والے ممتاز دفاعی تجزیہ نگار Malcolm Chalmers کا کہنا ہے کہ برطانیہ کے مجموعی دفاعی بجٹ کا 30 فیصد ان دنوں افغانستان اور عراق میں جاری برطانوی فوجی آپریشنز میں خرچ کیا جا رہا ہے۔ ان بھاری اخراجات کی اصل وجہ افغانستان میں برطانوی افواج کی مختلف جغرافیائی مقامات پر تعیناتی ہے اور

وہاں انہیں ایک چالاک اور Determined Enemy کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے چنانچہ سادہ سی بات ہے ان مختلف جغرافیائی مقامات پر تعینات برطانوی افواج کو جنگی ساز و سامان اور دیگر سپلائیر کیلئے بھاری لاجسٹک اخراجات کرنا پڑتے ہیں تب کہیں جا کر برطانوی فوجی اس قابل ہوتے ہیں کہ وہ چالاک دشمن سے لڑنے کے قابل ہو سکیں۔ پروفیسر میلکم کے مطابق برطانیہ کا مالیات ان بڑھتے ہوئے اخراجات کی وجہ سے سخت دباؤ میں رہتا ہے اور اب اس نے ان اخراجات پر سختی سے نظر رکھنا شروع کر دی ہے۔

لندن کا سابق میئر Ken Livingstone کہتا ہے ''وار آن ٹیرر میں آنے والے برطانیہ کے اخراجات 20 ارب پونڈ سے تجاوز کر چکے ہیں اور یہ رقم ان برطانوی طلباء کو ادا کردہ فیسوں سے دس گنا زیادہ ہے جو برطانیہ میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔'' برطانیہ میں Stop the war coliation کا کنوینر Lindsey German کہتا ہے ''برطانوی عوام کیلئے یہ بات سخت باعث حیرت و استعجاب ہے کہ برطانوی حکومت برطانوی عوام کے ادا کردہ ٹیکسز کی رقم کو عوام کی فلاح و بہبود پر خرچ کرنے کے بجائے اسے عراق اور افغانستان میں جاری جنگوں کی نذر کر رہی ہے۔'' اس نے برطانوی عوام پر بھی زور دیا کہ وہ افغانستان اور عراق سے برطانوی افواج کی وطن واپسی کیلئے حکومت پر زور ڈالیں۔ برطانیہ میں میری ٹائم اینڈ ٹرانسپورٹ یونین کا جنرل سیکرٹری Bob Crow کہتا ہے کہ عراق اور افغانستان کی غیر قانونی اور بے مقصد جنگوں میں ہونے والے بھاری اخراجات نے برطانیہ کی معیشت پر بہت برے اثرات مرتب کیے ہیں۔ ان جنگوں کے باعث برطانیہ میں بے روزگاری میں تشویش ناک حد تک اضافہ ہوا ہے جبکہ Conflict dominated Spending کو ترجیح دی جا رہی ہے۔ یہ غیر قانونی جنگ اب تک اربوں پونڈ ہڑپ کر چکی ہے جس کا براہ راست اثر برطانوی معیشت پر پڑا ہے۔

عراق اور افغانستان کی جنگوں میں اخراجات کے باعث برطانیہ اپنے دفاعی بجٹ میں بھاری کٹوتی پر مجبور ہوا۔ دفاعی بجٹ میں کمی سے برطانوی فوج کیلئے نئے ہتھیاروں کی خریداری میں بھی کمی کرنا پڑی ہے۔ برطانوی بحریہ کیلئے نئی آبدوزوں کی خریداری اور پرانی آبدوزوں کو اپ گریڈ کرنے کا پروگرام متاثر ہوا ہے۔ برطانوی فضائیہ بھی اس تبدیلی کی زد میں آئی ہے جہاں ایک طرف فضائیہ کیلئے نئے طیاروں کی خریداری متاثر ہوئی ہے جبکہ اپنے بیڑے میں موجود بہت سے طیارے ریٹائر کر دیئے گئے ہیں۔ دوسری طرف برطانوی فضائیہ اپنے بیڑے میں موجود یورو فائٹر ٹائفون میں بھی کمی کر رہی ہے اور اس کی کوشش ہے کہ فاضل قرار دیئے جانے والے طیاروں کو خلیجی ریاستوں کو فروخت کر کے رقم حاصل کی جائے۔ اس ضمن میں کویت سے برطانیہ کی بات چیت چل رہی ہے۔ برطانوی بحریہ کیلئے نئی ایٹمی

آبدوزوں کے حصول کا پروگرام بھی فی الحال ختم کر دیا گیا ہے۔ اسی طرح برطانوی بری فوج کیلئے ٹینکوں اور ہیلی کاپٹروں کی خریداری کا پروگرام بھی متاثر ہوا ہے۔

برطانوی اخبار انڈیپنڈنٹ کے مطابق افغان جنگ میں برطانیہ کے بڑھتے ہوئے اخراجات اب خطرے کی حدود کو چھو رہے ہیں۔ اخبار کے مطابق اس وقت افغانستان کی جنگ میں ہونے والے اخراجات کو دیکھا جائے تو برطانیہ کے ہر شہری کے حصے میں 200 پونڈ آتے ہیں۔ اس بے مقصد جنگ میں امریکہ کی طرح برطانیہ کو بھی شکست کا سامنا ہے۔ برطانیہ کے فوجیوں کا مورال گر چکا ہے جبکہ ہر روز ہونے والے جانی نقصانات کے باعث برطانوی افواج پر نفسیاتی اثرات بھی مرتب ہو رہے ہیں۔ اخبار کے مطابق اس جنگ سے متعلق مغربی پروپیگنڈہ بھی اپنی اہمیت کھوتا جا رہا ہے۔ برطانوی فوج کے کئی سابق کمانڈروں نے اس جنگ کو بے مقصد قرار دیا ہے اور وہ اس جنگ کے مقاصد، وجوہات اور Motives کو جاننے کے خواہش مند ہیں جو برطانوی عوام کے ٹیکس کے پیسے سے لڑی جا رہی ہے۔ اخبار کے مطابق افغانستان کی جنگ کی اہمیت اور افادیت کے بارے میں مغربی میڈیا نے بہت سے سوالات اٹھائے ہیں جن کا جواب دینے والا کوئی بھی نہیں جس نے اس جنگ سے متعلق شکوک و شبہات کو جنم دیا ہے۔

انڈیپنڈنٹ کے مطابق 2010ء کے اختتام تک برطانیہ افغانستان کی جنگ میں 11.5 ارب پونڈ کے اخراجات کر چکا ہے جبکہ اس جنگ کے جاری اخراجات برطانیہ کے بجٹ پر شدید دباؤ کی وجہ بن رہے ہیں۔ اگر یہ اخراجات اسی طرح جاری رہے تو توقع ہے کہ 2011ء کے اختتام تک برطانیہ کو اس جنگ پر مزید 3.5 ارب پونڈ کے اخراجات کرنا پڑیں گے۔ واضح رہے کہ 2010ء میں برطانیہ کو اس جنگ میں 205 ارب پونڈ کے اخراجات کرنا پڑے تھے۔ اخبار کے مطابق 2011ء کیلئے ہونے والے جنگی اخراجات میں 700 ملین پونڈ کی رقم برطانوی فوجیوں کیلئے ہنگامی ہتھیاروں کی خریداری کیلئے خرچ کی جائے گی جبکہ 2300 پونڈ فی کس آپریشنل بونس کی مد میں خرچ کیا جائے گا جو افغانستان میں موجود ہر برطانوی فوجی کو بطور incentive دیا جائے گا۔ اس کے علاوہ اس جنگ سے متعلق خدمات انجام دینے والے ہر سویلین کو بھی یہ incentive bonus دیا جائے گا۔

افغانستان کی جنگ میں نظر آنے والے اخراجات کے علاوہ پوشیدہ اخراجات بھی ہیں۔ مثلاً جنگ میں زخمی اور معذور ہونے والے فوجیوں کے علاج معالجے اور دیکھ بھال میں ہونے والے اخراجات اور ہلاک شدگان کو ان کے compensation کی ادائیگی۔ یہ وہ اخراجات ہیں جو طویل المیعاد ہیں اور جنگ کے خاتمے کے بعد بھی برسوں جاری رہیں گے۔ آرمڈ فورسز Compensation scheme کے تحت آنے والے Claims کی تعداد میں بھی مسلسل

اضافہ ہورہا ہے۔ برطانوی میڈیا کے مطابق 2006ء سے 2008ء کے عرصے میں افغانستان سے 4 سو سے زائد برطانوی فوجی مختلف طبی وجوہات اور معذوری کے سبب وطن واپس آئے۔ ان تمام نے Personality disorder کی وجہ سے compensation claims داخل کروائے جن پر برطانوی حکومت کو کروڑوں پونڈ کی ادائیگی کرنا پڑے گی۔ اسی طرح برطانوی میڈیا کے مطابق 2006ء سے 2008ء کے دوران افغانستان سے 130 کے قریب وہ برطانوی فوجی وطن واپس لوٹے جو مختلف نفسیاتی عوارض میں مبتلا تھے۔ ان تمام فوجیوں کا برطانیہ میں حکومتی اخراجات پر علاج و معالجہ کیا جارہا ہے جبکہ ان فوجیوں کو Compensation کی مد میں بھی لاکھوں پونڈ کی مسلسل ادائیگی کی جائے گی۔

برطانوی حکومت کو ہر سال ایک ارب پونڈ کی رقم سابقہ فوجیوں کو پنشن کی ادائیگی کی مد میں خرچ کرنا پڑتی ہے اور چونکہ فوج سے فارغ ہونے والوں کی تعداد میں مسلسل اضافہ ہورہا ہے چنانچہ ان کی پنشن کی ادائیگی میں بھی اضافہ ہورہا ہے۔ یہ اخراجات برطانوی حکومت کو مستقبل میں بھی کرنا پڑیں گے۔

افغان جنگ کی وجہ سے برطانوی حکومت کو ہر سال 250 ملین پونڈ کی رقم اپنے فوجیوں کی ویلفیئر سروسز پر بھی خرچ کرنا پڑتی ہے۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق برطانوی حکومت اس مد میں گزشتہ آٹھ برس میں 2 ارب پونڈ سے زیادہ کی رقم خرچ کر چکی ہے۔

افغانستان کی جنگ برطانیہ کے اخراجات کا ایک بڑا حصہ برطانوی فوج کو رن اینڈ ٹف قسم کی آرمرڈ وہیکلوں کی فراہمی پر کرنا پڑتا ہے تاکہ برطانوی فوج کو روڈ سائیڈ بموں کے دھماکوں سے محفوظ رکھا جائے۔ واضح رہے کہ برطانوی فوج کی ہلاکتوں کی سب سے بڑی وجہ افغانستان میں روڈ سائیڈ بم دھماکے ہیں۔ برطانوی فوجیوں نے افغانستان میں لڑنے کیلئے اپنی حکومت سے مزید ہیلی کاپٹروں، آرمرڈ وہیکلوں اور پرسنل سیفٹی آلات کی فرمائش کر رکھی ہے۔ واضح رہے کہ افغانستان میں بڑھتے ہوئے جانی نقصانات کی وجہ سے برطانوی فوجی افغانستان میں جنگ لڑنے میں دلچسپی نہیں رکھتے اور ان کا مورال دن بدن گرتا جارہا ہے۔ افغان جنگ برطانیہ کیلئے خاصی مہنگی اور تباہ کن ثابت ہورہی ہے۔ برطانیہ میں دفاعی بجٹ اور پبلک فنانس اس جنگ کے باعث زبردست دباؤ کا شکار ہے۔ اس جنگ کو جاری رکھنے کیلئے برطانوی فوج کو مزید ہتھیار درکار ہیں جن کیلئے بھاری رقوم کی ضرورت ہے اور اگر افغانستان میں برطانوی Military engagements کا جائزہ لیا جائے تو بلاشبہ یہ اب اربوں پونڈ سے تجاوز کرتی جارہی ہے اور ان اخراجات کو پورا کرتے ہوئے اب نوبت یہاں تک جا پہنچی ہے کہ برطانوی وزارت مالیات کا ہنگامی فنڈ (Contingency Reserves) ان اخراجات کو پورا کرنے کیلئے استعمال کیا جارہا ہے جو ایک بڑی تشویش ناک صورت حال ہے۔

افغانستان میں صلیب اور قرآن کی کشمکش کا منظر نامہ

طالبان مجاہدین افغان فوج میں سرایت کر چکے ہیں:

16 اپریل 2011 کو افغانستان کے صوبہ لغمان کے ضلع قرغئی میں ایک بہادر مجاہد عبدالغنی نے نیٹو فوجی مرکز پر فدائی حملہ کیا۔ حملہ میں 16 نیٹو اور 14 افغان فوجی جہنم واصل ہوئے۔ فدائی مجاہد عبدالغنی ایک ماہ قبل ہی افغان فوج میں بھرتی ہوئے تھے۔ افغان حکام کے مطابق عبدالغنی کا فوج میں بھرتی ہونے کا مقصد ہی فدائی حملہ کرنا تھا اور وہ فوج میں شامل ہو کر فوجی مراکز تک رسائی حاصل کرنا چاہتے تھے۔

اسی طرح 18 اپریل کو کابل میں ایک مجاہد اسد اللہ نے وزارت دفاع کی عمارت پر فدائی حملہ کیا۔ اس وقت عمارت میں میٹنگ جاری تھی جس میں 10 اعلیٰ امریکی افسران بھی شریک تھے اور فرانس کے وزیر دفاع کی آمد بھی متوقع تھی لیکن وہ اس دن نہیں آیا۔ دھماکے کے نتیجے میں 14 امریکی فوجی افسران سمیت 18 ہلاک ہوئے جبکہ 20 شدید زخمی ہوئے۔ اسد اللہ بھی افغان فوج میں 3 سال پہلے بھرتی ہوئے تھے۔ 4 اپریل کو صوبہ فاریاب میں زیر تربیت پولیس اہلکار نے فوجی اڈے میں فائرنگ کر کے 2 نیٹو فوجی مار دیئے اور موقع سے فرار ہو گیا۔

افغان فوجی یا پولیس اہلکاروں کی طرف سے اتحادی افواج پر فائرنگ کے واقعات تو معمول بن چکے ہیں مگر صرف ایک دن کے وقفے سے افغان فوج میں شامل طالبان مجاہدین کے فدائی حملوں کے پے در پے نے اتحادی افواج کو بہت کچھ سوچنے پر مجبور کر دیا ہے۔ اس معاملے پر بین الاقوامی میڈیا نے بھی بہت زور دیا اور تجاویز دیں کہ اتحادی افواج کو اس معاملے پر سنجیدگی سے غور کرنا پڑے گا۔ برطانوی جریدے ڈیلی میل اور جرمن جریدے بلڈ نے لکھا ہے کہ ''طالبان جنگجو مکمل طور پر افغان فوج اور سکیورٹی فورسز میں داخل ہو چکے ہیں جن کا توڑ کرنا یا شناخت کرنا انتہائی مشکل کام ہے۔'' ڈیلی میل کے مطابق ''طالبان کی یہ حکمت عملی انتہائی کارگر ہے۔ طالبان کی جانب سے افغان پولیس اور فوج میں اپنے جنگجوؤں کو داخل کرایا جاتا ہے اور ایک ماہ سے لیکر چھ ماہ کے اندر اس بھرتی ہونے والے خود کش بمبار کو اس کی ذمہ داری بتا کر کسی بھی اعلیٰ شخصیت یا امریکی و اتحادی افواج کے زیادہ سے زیادہ اہلکاروں اور افسروں کو ہدف بنایا جاتا ہے۔ طالبان جنگجو اپنا ہدف کا انتخاب کرتے ہیں اور کسی بھی وقت کامیابی سے منتخب ہدف کو نشانہ بناتے ہیں۔'' امریکی جریدے 'کرسچن مانیٹر' کا کہنا ہے کہ ''قندھار میں ہلاک ہونے والا پولیس سربراہ محمد مجاہد اپنی افغان نیشنل آرمی، پولیس کے سربراہان اور اعلیٰ اہلکاروں سمیت اتحادی افواج سے تعلق رکھنے والے اہلکاروں کی سکیورٹی کے حوالے سے انتہائی فکر مند تھا۔ ایک خفیہ مراسلے میں

قندھار پولیس کے ضلعی سربراہ محمد مجاہد کا استدلال تھا کہ ''وہ پولیس اور افواج میں شمولیت اختیار کرنے والے اکثر عناصر پر بھروسہ نہیں کرسکتا۔ان کے بارے میں یہ بھی شبہ ہے کہ افغان نیشنل پولیس اور آرمی کے نصف سے زائد سپاہی طالبان کی جانب سے بھرتی کرائے گئے ہیں اور وہ اتحادی افواج کے افغانستان سے مناسب تعداد میں انخلا کا انتظار کررہے ہیں اور اگر ایسا ہوگا تو یقیناً ایک دن بھی نہیں لگے گا اور طالبان جنگجوؤں کی جانب سے افغان نیشنل آرمی اور پولیس میں بھرتی کرائے جانے والے یہ سرکاری جنگجو کسی بھی وقت اس حکومت کا تختہ الٹ دیں گے اور اہم افسران واہلکاروں کو ٹھکانے لگادیں گے۔''

طالبان کے ترجمان ذبیح اللہ مجاہد نے بھی ان حملوں کی ذمہ داری قبول کرلی ہے اور ان کا کہنا ہے کہ ان افراد کو فوج میں بھرتی کروانے کا مقصد ہی زیادہ سے زیادہ صلیبیوں کو جہنم رسید کرنا تھا۔

صلیبی افواج کا افغان پولیس اور فوج پر پہلے ہی بھروسہ نہ تھا مگر اب ان تازہ حملوں کے بعد زیادہ بددل ہوگئے ہیں۔ بین الاقوامی میڈیا کے مطابق اتحادی فوجیوں کو اب گشت کے دوران اور ستاتے وقت بھی اپنی بندوقوں کے ٹریگر پر انگلی رکھنی ہوگی کیوں کہ کچھ معلوم نہیں کب کوئی افغان فوجی ہی ان پر فائر کھول دے۔انہی واقعات کی بنیاد پر صلیبیوں اور مرتدین کے درمیان نااتفاقیاں بڑھتی جا رہی ہیں اور یہی دوریاں ان کی شکست کو مزید قریب لارہی ہیں۔

مجاہدین کی کامیاب کارروائیاں:

27 مارچ کو طالبان نے کنڑ سے نورستان جاتے ہوئے 50 پولیس اہلکاروں کو گرفتار کرلیا۔

29 مارچ کو طالبان مجاہدین نے حملہ کرکے نورستان کے ضلع ویگل پر قبضہ کرلیا۔

17 اپریل کو صوبہ قندھار کے ضلع میوند میں پولیس بھرتی مرکز پر 4 فدائی مجاہدین نے حملہ کیا۔ یہ مرکز جنوبی افغانستان میں اتحادی فوج کا سب سے اہم مرکز سمجھا جاتا تھا۔ پہلے ایک مجاہد سید محمد نے بارود سے بھری گاڑی گیٹ سے ٹکرادی جس کے نتیجے میں گیٹ تباہ ہوگیا۔اس کے بعد 2 مجاہد حافظ عبداللہ اور ابوبکر اندر داخل ہوگئے اور راکٹ اور مشین گنوں سے دشمن پر حملہ کردیا۔چار گھنٹے کی لڑائی کے بعد دونوں مجاہدین فدائی حملہ کرکے شہید ہوگئے۔اس کے ایک گھنٹے بعد جب دشمن لاشیں اٹھا رہا تھا تو چوتھے فدائی مجاہد زمرئی نے بارود سے بھری ایمبولینس لاکر فوجیوں کے درمیان کھڑی کردی اور دھماکہ کر دیا۔اس پوری کارروائی میں 38 صلیبی اور افغان فوجی ہلاک اور زخمی ہوئے،اس کے علاوہ 7 فوجی گاڑیاں بھی تباہ ہوئیں۔13 اپریل کو صوبہ قندھار کے ضلع پنجوائی میں پیدل امریکی فوجیوں پر ایک فدائی مجاہد کے حملے میں 18 امریکی فوجی ہلاک اور 7 زخمی ہوگئے۔ حملے کے بعد بزدل امریکی فوجیوں نے اندھادھند فائرنگ شروع کردی جس سے 4 افغان شہری شہید ہوگئے۔

14 اپریل کو صوبہ پکتیا ضلع زازی میں پولیس ٹریننگ سنٹر پر آدھے گھنٹے کے وقفے سے 2 فدائی حملوں میں 23 پولیس اہلکار ہلاک اور 18 زخمی ہو گئے۔ 14 اپریل کو پکتیا میں مجاہدین نے ہیوی مشین گن سے نیٹو ہیلی کاپٹر کو نشانہ بنایا۔ 15 اپریل کو صوبہ لغمان کے ضلع قرغئی میں نیٹو فوجی مرکز پر فدائی حملے میں 35 افغان فوجی اور 10 نیٹو فوجی ہلاک ہو گئے اور 50 سے زائد زخمی بھی ہوئے۔ 16 اپریل کو مجاہدین نے ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے جلال آباد ایئر بیس پر حملہ کیا، حملے میں 9 صلیبی ہلاک جبکہ 7 زخمی ہوئے۔ 3 ہیلی کاپٹر اور 8 فوجی گاڑیاں بھی تباہ ہوئیں۔

افغان مسلمانوں کا غیرت ایمانی کا مظاہرہ:

امریکی ریاست فلوریڈا میں ملعون پادری ٹیری جونز کی طرف سے قرآن مجید کو نذر آتش کرنے کی ناپاک جسارت کے خلاف افغان مسلمانوں نے بھرپور احتجاج کرتے ہوئے اپنی غیرت ایمانی کا ثبوت دیا۔ یکم اپریل کو مزار شریف میں نماز جمعہ کے بعد سینکڑوں مظاہرین نے احتجاجی جلوس نکالا اور اقوام متحدہ کے دفتر کی طرف پیش قدمی کی جب وہ اقوام متحدہ کے دفتر کے قریب پہنچے تو وہاں حفاظت پر مامور نیٹو فوجیوں نے فائرنگ شروع کر دی جس سے 4 مظاہرین موقع پر شہید ہو گئے۔ اس موقع پر مظاہرین ہاتھ میں قرآن مجید کے نسخے اٹھائے ہوئے تھے، فائرنگ کے نتیجے میں بھگدڑ مچ گئی اور قرآن مجید کے چند نسخے زمین پر آ گرے۔ نیٹو فوجیوں نے ان نسخوں کی بے حرمتی کی۔ مظاہرین نے نیٹو فوجیوں سے اسلحہ چھین کر حملہ کر دیا اور دفتر کو آگ لگا دی جس سے 10 نیٹو فوجی ہلاک ہو گئے۔

اسی طرح کا ایک اور واقعہ 2 اپریل کو قندھار میں پیش آیا جب قرآن مجید کی بے حرمتی کے خلاف مظاہرے کے دوران نیٹو افواج کی فائرنگ سے 10 افغان شہری شہید ہو گئے۔

اپنے آپ کو تہذیب یافتہ کہنے والی صلیبی اقوام کے مہذب ہونے کا یہ عالم ہے کہ قران پاک کو جلانے اور سر عام مسلمانوں کے ایمانی جذبات سے کھیلنے والے ملعون پادری ٹیری جونز کو ایک ڈالر جرمانہ اور ایک گھنٹہ قید کی سزا دی جاتی ہے اور اس ناپاک حرکت کے خلاف احتجاج کرنے والوں کو گولیوں کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ نیٹو افواج کے ہاتھوں مظاہرین کی شہادتوں کے باوجود افغان عوام گھبرائے نہیں اور احتجاجی مظاہروں کا سلسلہ جاری رکھا۔ 7 اپریل کو وردگ میں ایک بڑا مظاہرہ کیا گیا۔ اسی طرح 8 اپریل کو نماز جمعہ کے بعد 25 ہزار افراد نے قرآن مجید کی بے حرمتی کے خلاف مظاہرہ کیا۔

امریکی درندگی مزید عیاں ہوگئ:

قندھار میں تعینات امریکی فوج کے یونٹ ففتھ سٹرائیکر بریگیڈ نے صلیبی افواج کی درندگی کے

سابقہ تمام ریکارڈ توڑ دیئے۔ امریکی میگزین رولنگ سٹون نے ایک رپورٹ شائع کی جس میں چند تصاویر بھی شامل تھیں۔ ان تصاویر کو دیکھ کر معلوم ہوتا ہے کہ درندہ صفت امریکی فوجی صرف تفریح کیلئے افغان شہریوں اور بچوں کو شہید کر کے ان کی لاشوں سے کھیلتے رہے۔ رپورٹ کے مطابق قندھار میں تعینات فوجیوں نے ایک گروپ بنایا تھا جس کا نام انہوں نے ڈیتھ سکواڈ رکھا تھا۔ اس ٹولے کا کام ہی لوگوں کو بے دردی سے قتل کرنا تھا۔ یہ فوجی افغانیوں کو قتل کرنے کے بعد ان کی لاشوں کی بے حرمتی کرتے اور فوٹو سیشن کرتے۔ ان میں سے ایک فوجی نے اعتراف کیا کہ "ہمارے یونٹ میں سے بیشتر اہلکار افغانوں کو ناپسند کرتے ہیں اور انہیں جنگلی اور غیر مہذب قرار دیتے تھے۔" امریکی میگزین کی طرف سے جاری کردہ ویڈیوز میں دکھایا گیا ہے کہ امریکی فوجیوں نے کس طرح دو موٹر سائیکل سوار افغان مسلمانوں کو بغیر کسی وجہ کے سامنے سے گولیاں مار کر شہید کر دیا۔ اس کے علاوہ ایک ویڈیو میں دو افغان شہریوں کو رات کے وقت فضائیہ نے بمباری کر کے شہید کر دیا جبکہ پیدل فوجی اس کی ویڈیو بناتے رہے۔

اس طرح ایک مرتبہ امریکی فوجیوں نے گاؤں کے سامنے ٹافیاں پھینکیں اور ان کو اٹھانے کیلئے آنے والے بچوں کو گولیاں مار کر شہید کر دیا۔ ایک نوجوان کو دیوار کے ساتھ کھڑا کر کے پہلے گرنیڈ پھینکا گیا پھر گولیاں ماردی گئیں۔ ان سب سے بڑھ کر ایک منظر میں امریکی فوجی، افغان نوجوان کی لاش کو برہنہ کر کے اس کی بے حرمتی کر رہا ہے اور اس کے بعد ایک امریکی فوجی ے آرمی بلیڈ سے شہید کی ایک انگلی کاٹ کر دوسرے کو ٹرافی کے طور پر دی۔

یہ حال اس قوم کا ہے جو پوری دنیا میں انصاف اور تہذیب کا ڈھنڈورا پیٹتی رہتی ہے اور افغان عوام کو جاہل، گنوار اور جنگلی کہتی ہے۔ "تہذیب اور انسانیت" کا عظیم مظاہرہ کرنے والے ان فوجیوں کا بھی یہی کہنا ہے کہ ہم افغانوں کو ناپسند کرتے تھے کیونکہ وہ جنگلی اور غیر مہذب ہیں۔

صلیبی جنگ میں امریکہ کے معاشی نقصانات:

افغان جنگ صلیبیوں کیلئے جانی نقصان کے ساتھ ساتھ معاشی لحاظ سے بھی بہت مہنگی ثابت ہو رہی ہے۔ امریکی عوام کی طرف سے بھی اب افغان جنگ کی مخالفت بڑھتی جا رہی ہے۔ ایک امریکی میگزین کے سروے کے مطابق واشنگٹن کے حلقوں میں اب وہ سوالات اٹھنے لگے ہیں جن پر پہلے سوچا بھی نہیں گیا تھا۔ عوام کی رائے ہے کہ امریکہ 450 ارب ڈالر ایسے دشمن پر خرچ کر رہا ہے جس کی کوئی فوج ہی نہیں۔ امریکہ کے سنٹر آف ڈیفنس کے اعداد و شمار کے مطابق ایک امریکی فوجی پر روزانہ 2700 ڈالر، نیٹو فوجی پر 500 ڈالر اور افغان فوجی پر 32 ڈالر خرچ آتے ہیں۔

افغانستان میں صلیبی ظلم کی داستاں!! کچھ ہوش کر مسلماں......

یہ افغانستان کے ایک دور دراز کے علاقے کا ایک کھیت ہے جہاں پندرہ سالہ گل محی الدین کچھ ہی دیر میں اپنے اوپر ٹوٹنے والی ناگہانی آفت سے بے خبر کام میں مصروف ہے۔ اسی دوران میں امن کے نام نہاد ٹھیکیدار امریکہ کے تین فوجی سامنے سے نمودار ہوتے ہیں۔ امریکی فوجیوں کو دور سے آتا دیکھ کر اور ہینڈز اپ کا اعلان سن کر وہ بے حس حرکت کھڑا ہو جاتا ہے۔ امریکی اس کے قریب پہنچ کر اس پر دستی بم پھینکتے ہیں۔ چند ہی لمحوں میں گل محی الدین کے سر سے خون کے پھوارے ابل پڑتے ہیں۔ معصوم محمد دین خون میں نہا کر شہادت کے اعلیٰ منصب کو پا گیا۔ صلیبی فوجیوں نے شہادت کے بعد نعش کی بے حرمتی کرتے ہوئے اس کے ہاتھوں کی انگلیاں قینچی سے کاٹ ڈالیں۔

دو نوجوان افغانی مسلمان موٹر سائیکل پر سوار دن بھر کی مزدوری کے بعد اپنے گاؤں کے قریب پہنچتے ہیں۔ یکا یک جھاڑیوں کے پیچھے چھپے امریکی فوجی ان پر اندھا دھند فائرنگ شروع کر دیتے ہیں جس کے نتیجے میں دونوں نوجوان موقع پر ہی جام شہادت نوش کر جاتے ہیں۔ آدھا درجن سے زائد صلیبی فوجی نعشوں کی حرمت پامال کرتے ہوئے ان کے ساتھ چھیڑ خوانی کرتے ہیں اور ان 'مہذب' حرکات کی ویڈیو بناتے ہیں اور دونوں نوجوانوں کے سر اپنے ساتھ لے جاتے ہیں۔

صوبہ زابل سے تعلق رکھنے والا ایک شخص اپنی اہلیہ کو معالج کے پاس لے کر جاتا ہے۔ اس معالج کے پاس اس وقت امریکی اور مقامی فوجی بیٹھے تھے۔ انہوں نے بزور طاقت اس خاتون کے شوہر کو وہاں سے باہر بھیج دیا اور اس کی اہلیہ کو اجتماعی ہوس کا نشانہ بنا دیا۔

صوبہ بغلان کے ضلع نہرین کی ایک ژولیدہ اور پریشان حال خاتون اس طرح گویا ہوئیں!!! کیا تم میں کوئی غیرت مند موجود ہے؟ خاتون کے اس سوال پر تمام مسافر دل ہی دل میں ماجرا سمجھ گئے مگر خاتون نے وقفہ کیے بغیر اپنی بات جاری رکھتے ہوئے کہا کہ تمہیں شرم سے ڈوب مرنا چاہیے کہ تمہاری بہنوں اور ماؤں کی عزتیں یوں سر بازار لوٹی جا رہی ہیں اور تم کاندھوں پر سر رکھ کر چلتے جا رہے ہو۔ پرسوں رات ہم تخار سے کابل جا رہے تھے کہ نہرین میں واقع امریکی فوجی اڈے سے امریکیوں نے ہماری گاڑی کو روک لیا اور ہمارے مردوں کو ہم سے علیحدہ کر دیا۔ انہیں بھاری ہتھکڑیاں اور بیڑیاں پہنائیں اور جیلوں میں ڈال دیا۔ بعد ازاں 30 سے زائد امریکیوں نے دو دن تک ہم پانچ خواتین کے ساتھ اجتماعی زیادتی کی۔ پھر بے ہوشی کی حالت میں ہمیں ویران سڑک پر پھینک دیا جبکہ ہمارے مردوں کا اب تک کچھ پتہ نہیں۔

جرمن میگزین 'اسپیگل' نے پچھلے دنوں ایک تصویر شائع کی۔ امریکی کارل پورل جرمی مورلاک قندھار کے ایک افغان شہری گل محی الدین کی لاش کے برابر کھڑا ہے۔ مقتول کا سر بالوں سے پکڑ کر اوپر اٹھا رکھا ہے اور خوشی سے باچھیں کھل رہی ہیں۔ مورلاک کے ساتھ اینڈریو ہومز نے بھی اسی لاش کے ساتھ تصویر کھنچوائی۔ یہ 15 جنوری 2010ء کی واردات ہے۔ 'اسپیگل' کے پاس اس طرح کی چار ہزار تصویریں ہیں، ویڈیو فلمیں بھی ہیں۔ سارا مواد اسٹرائیکر بریگیڈ کی بروو کمپنی کے سپاہیوں کے ''کارناموں'' کا ریکارڈ کرنا ہے۔ ان لوگوں نے Kill Team کے نام سے ایک گروپ بنا رکھا ہے۔ نہتے افغان شہریوں کو قتل کرنا اور ان کی لاشوں کو مسخ کرنا اس ٹیم کا تفریحی مشغلہ ہے۔

یہ محض چند تصویریں ہیں جو صلیبیوں کا اصل چہرہ بے نقاب کر رہی ہیں۔ سربیا سے عراق اور افغانستان تک صلیبیوں نے یہی داستان بار بار دہرائی ہے۔ فلپائن کے مورو اہل ایمان سے لے کر تھائی لینڈ میں امت محمدیہ سے تعلق رکھنے والے روہنگیا کے باشندوں تک قبرص کے ترکوں سے لے کر سخت جان افغان مسلمانوں تک نبیوں کی سرزمین فلسطین سے لے کر اریٹیریا کے مظلوم مسلمانوں تک قلب یورپ میں اسلام کی شمع فروزاں کرنے والے بوسنیائی مسلمانوں سے مشرقی ترکستان (سنکیانگ) تک دنیا کے کونے کونے میں امت مسلمہ ہی جبر و ستم کا نشانہ بنائی جا رہی ہے۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے پاکیزہ کلمے کے وارث ہر جگہ اور ہر گھڑی کافر قوموں کے مشق ستم بنے ہیں۔

اور قندھار جیل ٹوٹ گئی!!!

اتوار اور پیر یعنی 24 اور 25 اپریل 2011 کی درمیانی شب امارت اسلامیہ کے مجاہدین نے اللہ تعالیٰ کی نصرت سے قندھار سنٹرل جیل کو توڑ کر پانچ سو اکتالیس مجاہدین کو جن میں چار صوبائی سطح کے رہنما اور ایک سو چھ ذمہ داران بھی شامل ہیں، رہا کروالیا۔ سنٹرل جیل قندھار سے جو سرپوسہ جیل کے نام سے معروف ہے، مجاہدین کو رہا کروانے کی کارروائی کی تفصیلات کے بارے میں امارت اسلامیہ کے ترجمان قاری محمد یوسف احمدی نے بتایا کہ ''قندھار سنٹرل جیل افغانستان کی معروف اور بڑی جیل ہے جس کے مختلف بلاک ہیں جن میں سب سے اہم جرائم پیشہ افراد کا بلاک اور سیاسی بلاک ہیں تمام مجاہدین کو سیاسی بلاک میں قید رکھا جاتا ہے، اس وقت جیل کے اسی سیاسی بلاک میں پانچ سو اکتالیس مجاہدین قید تھے۔

مجاہدین نے سابقہ کامیاب عملیہ کی حکمت عملی سے استفادہ کرتے ہوئے ایک بار پھر جیل سے مجاہدین کو رہا کروانے کا منصوبہ بنایا۔ واضح رہے کہ 13 جون 2008ء میں قندھار جیل کے گیٹ پر ایک فدائی مجاہد نے گاڑی ٹکرائی اور قریبی پولیس چوکیوں پر مجاہدین نے تعارض (حملہ) کر کے تباہ کر دیا جس کے نتیجے میں نو سو قیدیوں کو آزاد کرالیا گیا تھا۔ اس مرتبہ بھی اسی جیل کے بارے میں فیصلہ ہوا کہ وہاں چونکہ مجاہدین کی ایک بڑی تعداد قید ہے ان کو رہا کروانا جہاد میں تیزی کیلئے بہت ضروری ہے چنانچہ منصوبہ بندی کے مطابق پانچ ماہ قبل سے مجاہدین نے جیل کے جنوب میں 360 میٹر کے فاصلے پر ایک محفوظ مقام کو منتخب کر کے سرنگ کھودی، یہ سرنگ کئی چیک پوسٹوں اور قندھار، ہرات قومی شاہراہ کے نیچے سے گزر کر سنٹرل جیل کے سیاسی بلاک تک پہنچتی تھی۔ بیرکوں کو کھولنے کیلئے متبادل (ڈپلی کیٹ) چابیاں بھی بنوائی گئیں تھیں اور مجاہد ساتھیوں کو فراہم کی گئیں تھیں تا کہ کم وقت میں زیادہ سے زیادہ افراد اپنی بیرکوں سے نکل کر متعلقہ جگہ پر پہنچ سکیں اور بھائیوں کو نکالنے کا کام جلد سے جلد ہو سکے۔ حالیہ دنوں میں ہی سرنگ کا کام اختتام کو پہنچا تو مجاہدین نے قیدی بھائیوں کے بحفاظت نکلنے کے منصوبے میں یہ اضافہ کیا کہ سنٹرل جیل کے آس پاس فدائیوں کا مجموعہ موجود رہے تا کہ مجاہدین کی نکلنے کے عمل کے دوران صلیبی غلاموں کے ممکنہ کسی حملے کا موثر جواب دیا جا سکے۔

طے شدہ پروگرام کے مطابق اتوار اور پیر کی درمیانی شب مقامی وقت کے مطابق رات دس بجے جیل سے مجاہدین کے نکلنے کا کام شروع ہوا، قیدی مجاہدین میں سے صرف تین افراد ہی اس راز سے باخبر تھے، اس لیے ان ہی کی ذمہ داری لگائی گئی کہ وہ ہی ہر کمرے میں جائیں اور سوئے ہوئے مجاہدین کو جگا کر سرنگ کی جانب ان کی رہنمائی کریں، انہوں نے اپنی ذمہ داری کو احسن طریقے سے نبھایا اور تمام بھائیوں کو مقررہ وقت پر بڑی تیزی سے جگایا اس دوران اس بات کا خصوصی خیال رکھا گیا کہ شور شرابے

سے مکمل اجتناب کیا جائے تا کہ جیل کی انتظامیہ اور افغان مرتد فوج کے اہلکار کو خبر نہ ہونے پائے اس طرح قیدیوں کے نکلنے کا سلسلہ شروع ہوا اور رات گئے تقریباً ساڑھے تین بجے اختتام پذیر ہوا، نکلنے والے مجاہدین کو منتقل کرنے کیلئے گاڑیوں کا بندوبست پہلے سے ہی کیا گیا تھا تا کہ تمام نکلنے والے بھائیوں کو محفوظ مقام پر منتقل کیا جا سکے الحمد للہ یہ کام اچھے انداز میں پایہ تکمیل تک پہنچا۔

ان قیدیوں میں زخمی، بیمار اور ضعیف بھائی بھی شامل تھے۔ حیرت انگیز بات تو یہ ہے کہ یہ کارروائی رات ساڑھے تین بجے اختتام کو پہنچی جبکہ جدید ٹیکنالوجی سے لیس 48 ممالک کی 'اعلیٰ' تربیت یافتہ فوج کے زیر سایہ قندھار انتظامیہ کو سورج طلوع ہونے تک خبر نہ ہوسکی اس سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ صلیبیوں کا افغانستان میں کس قدر کنٹرول ہے؟

مرتد فوج، مجاہدین کی اس حکمت عملی سے بالکل ہی بے خبر رہے اور بحمد للہ سب بھائی خیریت سے نکل گئے سب سے حیرت انگیز اور قابل غور تو یہ ہے کہ پانچ سو پچاس قیدیوں کی رہائی کے دوران کوئی ناخوشگوار واقعہ رونما نہیں ہوا، یہ محض اللہ تبارک وتعالیٰ ہی کرم نوازی سے ممکن ہوا ورنہ انسانی عقل تو اس کا احاطہ کرنے سے قاصر ہے۔

اس سے قبل قندھار جیل پر دو مرتبہ مجاہدین نے بڑی بڑی کارروائیاں کیں جن کی وجہ سے طاغوتی حکمرانوں کے کارندوں نے غیر معمولی انتظامات کر رکھے تھے فوجی چیک پوسٹیں، خندقیں، مضبوط دیواریں تو تھیں ہی ان کے علاوہ حفاظتی کیمرے اور مختلف قسم کے جاسوسی کے آلات بھی نصب کر رکھے تھے اور اس جیل کو افغانستان کی سب سے محفوظ جیل کا درجہ حاصل تھا لیکن مجاہدین نے صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت کے سہارے ہی اتنا بڑا کام سرانجام دیا کہ صلیبیوں کی عقل بھی دنگ رہ گئی اور امریکی جرنیل پیٹریاس کے ان تمام دعوؤں کی قلعی کھل گئی جن میں کہا گیا تھا کہ ''قندھار میں طالبان کی کمر توڑ دی گئی ہے اور ہم نے بہت بڑی کامیابیاں حاصل کیں ہیں'' حقیقت تو یہ ہی ہے کہ مسلمان تو جہاد اللہ ہی کی مدد سے کرتے ہیں۔ **وما النصر الا من عند الله**

قندھار جیل کے اس اہم واقعے کے بعد مغرب کے ذرائع ابلاغ بہت پریشانی کا اظہار کر رہے ہیں کہ ہمیں تو ہمارے حکام یہ بتاتے ہیں کہ افغانستان میں ہم کامیابی کے بہت قریب پہنچ چکے ہیں لیکن اس کارروائی نے ہماری آنکھیں کھول دیں ہیں اور یہ واقعہ اتحادی فوج کیلئے بہت بڑا دھچکا ہے۔

امریکی تجزیہ نگاروں نے اس حوالے سے کہا کہ طالبان کی نئی حکمت عملی اور انتظامی صلاحیتوں کا اندازہ اس ایک واقعے سے لگایا جا سکتا ہے کہ وہ اپنی جدوجہد میں کہاں تک جا سکتے ہیں۔ اس سرنگ کے حوالے سے ان کا کہنا ہے کہ ایسی سرنگ کی تعمیر کا تو ہیوی مشینوں کے بغیر سوچنا ہی ناممکن ہے لیکن طالبان نے یہ محیر العقول کام کر دکھایا ہے۔

فرعون عصر کی افغانستان میں غرقابی

22 جون 2011ء کو اوباما نے افغانستان سے مرحلہ وار انخلا کا اعلان کیا جس کے مطابق رواں سال امریکی فوج کے 10 ہزار سپاہی افغانستان سے واپس جائیں گے...... یہ واپسی 2014ء میں مکمل ہوگی۔ یہ اللہ تعالیٰ کی نصرت اور تائید ہی تو ہے کہ افغانستان میں برپا معرکہ روح و بدن، میں 'تہذیبی درندوں' نے مات کھائی ہے۔ 'پامردی مومن' نے 'یورپ کی مشینوں' کو اٹھا کر ایسا پٹخا ہے کہ ان کا انجر پنجر بکھر کر رہ گیا۔ اللہ کے کمزور و ناتواں مجاہد بندوں نے اس کے باغی، سرکش اور 'ٹیکنالوجی کے ہمالہ' کو پاؤں تلے ایسا روندا کہ وہ **کعصف ماکول** دکھائی دینے لگے۔

افغانستان سے بھاگ نکلنے کا اعلان اوباما نے واشنگٹن میں امریکی خارجہ پالیسی کے حوالے سے اپنے خطاب میں کیا، اپنے اس خطاب کے دوران اس نے کھلے الفاظ میں اپنی شکست بھی تسلیم کی۔ ہزیمت اور بے چارگی میں گندھے ہوئے الفاظ میں وہ کہہ رہا تھا ''امریکہ خون ریزی سے بھرپور تاریخ رکھنے والی افغان قوم کے ملک میں قیام امن کیلئے مزید کردار ادا نہیں کرسکتا۔ امریکی فوجیوں کی واپسی کے بعد افغانستان میں مسائل پیدا ہوسکتے ہیں اور پائیدار امن قائم کرنے میں کچھ تاخیر ہوسکتی ہے۔ جولائی میں افغانستان سے 10 ہزار امریکی فوجیوں کا انخلا ہوگا جبکہ مزید 23 ہزار فوجیوں کا انخلا آئندہ موسم گرما میں ہوگا جو 2014ء میں اس وقت تک جاری رہے گا جب تک سکیورٹی کی تمام ذمہ داری افغان فورسز نہیں سنبھال لیتیں۔ پچھلی دہائی میں جنگوں میں کھربوں ڈالر لاگت آئی، اب وقت آ گیا ہے کہ ہم اپنے لوگوں کی بھلائی پر رقم لگائیں اور قومی ترقی پر توجہ دیں۔''

اس سلسلے میں 17 جولائی سے نیٹو فورسز نے افغانستان کے مختلف علاقوں کی سکیورٹی ذمہ داریاں افغان فورسز کو سونپنا شروع کردی ہیں۔ انخلا کا یہ عمل جن سات علاقوں سے شروع ہو رہا ہے ان کی تفصیل ذیل میں درج ہے:

17 جولائی سے بامیان سے نیٹو فورسز انخلا کا آغاز ہوا۔ بامیان ایساف کی مشرقی کمان کے دائرہ کار میں آتا ہے جس کی قیادت امریکہ کے پاس ہے۔ صوبہ لغمان کے صدر مقام مہترلام سے 19 جولائی کو انخلا ہوا۔ مہترلام ایساف کی مشرقی کمان کے دائرۂ کار میں آتا ہے جس کی قیادت امریکہ کے پاس ہے۔ جنوبی افغانستان کے صوبے ہلمند کے صدر مقام لشکرگاہ سے 20 جولائی سے نیٹو فوجوں کا انخلا شروع ہوا، یہ علاقہ ایساف کی جنوب مغربی کمان کے دائرہ کار میں آتا ہے جس کی قیادت امریکہ کے پاس ہے۔ ہرات سے 21 جولائی سے انخلا شروع ہوچکا ہے، ہرات ایساف کی مغربی کمان کے دائرۂ کار

میں آتا ہے اور اس کمان کی قیادت اٹلی کے پاس ہے۔ مزار شریف سے صلیبی فوجوں کا انخلا 23 جولائی سے شروع ہوا، مزار شریف ایساف کی شمالی کمان کے دائرۂ کار میں آتا ہے اور اس کمان کی قیادت جرمنی کے پاس ہے۔ پنجشیر سے صلیبیوں کا انخلا 24 جولائی سے شروع ہوا، پنجشیر ایساف کی مشرقی کمان کے دائرۂ کار میں آتا ہے جس کی قیادت امریکہ کے پاس ہے۔ کابل بھی ان علاقوں میں شامل ہے جہاں سے نیٹو فورسز کو نکلنا ہے لیکن یہاں سے انخلا کی واضح تاریخ کا اعلان نہیں کیا گیا۔ یہاں ترکی ایساف کی ریجنل کمانڈ کی قیادت کر رہا ہے اور اس کے نو ہزار فوجی یہاں تعینات ہیں۔ اس کے علاقہ وہ صوبہ پروان سے بھی 650 امریکی فوجیوں کا دستہ 15 جولائی کو امریکہ واپس لوٹ گیا۔ افغانستان میں امریکی فوج کے ترجمان میجر مائیکل وون کے مطابق رواں ماہ 800 امریکی فوجی واپس چلے جائیں گے۔

اوباما کے اعلان واپسی کے بعد نیٹو ممالک نے بھی بوریا بستر باندھنا شروع کر دیا ہے۔ برطانیہ، جرمنی، کینیڈا اور فرانس نے بھی اپنی افواج کی واپسی کا شیڈول جاری کر دیا ہے۔ برطانیہ کے وزیراعظم نے بھی اپنے دورۂ کابل کے دوران 6 جولائی کو برطانوی افواج کی افغانستان سے واپسی کا اعلان کیا۔

افغانستان میں مجاہدین نے لمبے عرصے سے صلیبی افواج کا ناطقہ بند کر رکھا ہے۔ امریکہ کی زیر قیادت نیٹو افواج نے دس سال تک کسی نہ کسی طرح یہ نقصانات برداشت کیے لیکن اب کفر کی فوجوں کی ہمت بالکل جواب دے چکی ہے، وہ جلد از جلد افغانستان سے نکلنا چاہتی ہیں۔ اس سلسلے میں ان کیلئے امید کی واحد کرن افغان نیشنل آرمی اور افغان پولیس ہی ہے جو ان کے مطابق نیٹو افواج کی واپسی کے بعد امن وامان کی صورت حال کو سنبھالیں گے لیکن افغان فوج اور پولیس کی اپنی حالت زار کیا ہے اس کا اندازہ برطانوی اخبار سنڈے انڈیپنڈنٹ کی ماہ جون میں شائع کی گئی ایک رپورٹ سے ہوتا ہے جس کے مطابق ''قبضے اور افغان فوج کی تربیت کو 10 سال مکمل ہونے کے باوجود آج بھی افغانستان کی قومی فوج یا پولیس کا ایک بھی یونٹ ایسا نہیں جو غیر ملکی افواج کے نکلنے کے بعد قیام امن کا فرض ادا کرنے کے قابل ہو۔ ناقص تربیت، افرادی قوت کی کمی، کرپشن اور ناخواندگی نے افغانوں کو اس قابل بھی نہیں چھوڑا کہ وہ اپنے ہی ملک کی دیکھ بھال کر سکیں۔'' ایک رپورٹ کے مطابق امریکہ 2001ء سے اب تک افغان فوج اور پولیس کو جدید اسلحے و تربیت کی فراہمی پر 25 ارب ڈالر خرچ کر چکا ہے۔ اس وقت افغان فوج کی مجموعی تعداد ایک لاکھ 64 ہزار ہے جبکہ پولیس اہلکاروں کی تعداد ایک لاکھ 26 ہزار ہے۔ افغان فوجیوں کی تربیت کے ذمہ دار نیٹو فوج کا لیفٹیننٹ جنرل ولیم بی کوڈویل کہتا ہے کہ ''ہر 10 میں سے 9 افغان فوجی جاہل اور اجڈ ہیں جس کے نتیجے میں اب تک کی گئی تربیت اور عالمی کوششیں رائیگاں ہو سکتی ہیں۔''

کفر کی افواج جب افغانستان میں داخل ہوئی تھیں تو اس وقت کی تصاویر ذرا اپنے اذہان میں مستحضر کیجئے......ائمۃ الکفر کے لب ولہجہ میں کیسا تکبر اور کسی رعونت ٹپک رہی تھی......صلیبی افواج کس طمطراق اور کبر ونخوت کی تصویر بنے افغانستان کے کوہ و بیاباں پر آتش وآہن کا مینہ برسایا "طالبان کو ختم کر دیں گے، القاعدہ کو جڑ سے اکھاڑ پھینکیں گے، صلیبی جنگ شروع ہو چکی ہے، ہم افغانستان کو جمہوریت اور آزادی دلائیں گے" جیسے نعرے لگاتے صلیبی لشکر کابل پر قابض ہوئے۔اس وقت ظاہری اسباب پر نظر رکھنے والے کور نگاہ اور مغربی سائنس وٹیکنالوجی کے اسیر 'ناصحانہ مشوروں' کی پٹاریاں کھولے مجاہدین کو امریکہ کی ہیبت سے ڈرانے اور اس کے آگے سجدہ ریز ہو جانے کی نصیحتیں کر رہے تھے لیکن مجاہدین نے کابل 10 سال تک صلیبی عفریت کا پوری استقامت سے مقابلہ کیا اور بالآخر اسے نحیف ونزار حالت میں خاک چاٹنے پر مجبور کیا۔بلا شبہ یہ فتح،نصرت اور کامیابی میرے رب کی عطا کردہ ہیں۔اسی نے اپنے ناتواں بندوں کے بازوؤں میں وہ قوت پیدا کی کہ عصر حاضر کے لات ومنات ان کی ضربوں سے اوندھے منہ گرے جاتے ہیں۔آج امریکہ اور اس کے تمام کافر اور مرتد اتحادی مرتے ہوئے انسان کی سسکتی ہوئی سانس کی طرح رخصت ہو رہے ہیں۔

فتح مکہ کے بعد نبی اکرم ﷺ نے کیسی عبدیت کا اظہار فرمایا کہ آپ ﷺ کی زبان مبارک سے بھی یہ کلمات ادا ہو رہے تھے اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو بھی آپ ﷺ نے انہی کلمات کے دہرانے کا حکم دیا **لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ صدق وعدہ ونصر عبدہ واعز جندہ وھزم ال احزاب وحدہ** "اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ یکتا ہے، اس نے اپنا وعدہ پورا کر دیا، اپنے بندے کی مدد کی، اپنی فوج کو عزت (ورفعت) سے نوازا اور تنہا تمام لشکروں کو شکست دی" (سیرت ابن ہشام)

بلا شبہ آج مجاہدین کو حاصل ہونے والی یہ فتح بھی محض ایک اللہ کی عطا ہے۔اسی ایک اللہ نے مجاہدین کو دنیا بھر کے کفار کے سامنے استقامت سے جمے رہنے کی توفیق عطا فرمائی، ان کے قدموں میں جماؤ پیدا کیا، ان کی ضربوں میں قوت اور ان کی منصوبہ بندیوں میں اپنی برکت شامل حال رکھی، تب ہی یہ ممکن ہوا کہ ہبل عصر آج زمین بوس ہونے کے قریب ہے، بے شک تمام کی تمام تعریفوں کا سزاوار صرف ایک اللہ ہی ہے......لہٰذا مجاہدین بھی اللہ تعالیٰ کی حمد انہی الفاظ میں بیان کرتے ہیں جو ناطق وحی ﷺ کی لسان مبارک سے ادا ہوئے **لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ صدق وعدہ ونصر عبدہ واعز جندہ وھزم الاحزاب وحدہ**

طالبان کا آپریشن بدر

افغانستان میں بھاگتے امریکیوں کی بنتی درگت

افغانستان میں امت محمد ﷺ کے جاں نثاروں نے مئی 2011ء کا آغاز صلیبیوں پر جان لیوا کارروائیوں کو آپریشن 'بدر' کا نام دیتے ہوئے کیا۔ اپریل کے آخری ہفتے میں 100 مجاہدین کمانڈروں سمیت 541 مجاہدین کی قندھار جیل سے سرنگ کھود کر رہائی کے بعد ہرات جیل سے بھی درجن بھر مجاہدین کو چھڑایا گیا۔

امارت اسلامیہ کی مجلس شوریٰ نے صلیبیوں اور ان کے حواری مقامی مرتدوں کے خلاف آپریشن بدر کا اعلان کرتے ہوئے کہا کہ امارت اسلامیہ اپنے دین اور ملک کے دفاع کو اپنا دینی فریضہ اور جائز حق سمجھتی ہے اور اسی جائز حق کے حصول کی خاطر اللہ تعالیٰ کی مدد اور اپنے مجاہد عوام کی تائید سے تمام قابض افواج کے خلاف جہاد جاری رکھے گی۔ بدر آپریشن یکم مئی 2011ء سے افغانستان بھر میں شروع کر دیا جائے گا۔

بدر آپریشن کے آغاز میں امارت اسلامیہ کے فدائین نے 8 مئی کو دوپہر ایک بجے اہم سرکاری املاک گورنر ہاؤس، انٹیلی جنس سروس اور ڈائریکٹوریٹ، میونسپل کارپوریشن، قندھار اور میرویس مینہ میں پولیس اکیڈمی پر ایک ہی وقت میں حملے شروع کیے جو تیس گھنٹے تک مسلسل جاری رہے۔ کارروائی میں 116 سکیورٹی و سرکاری اہلکار ہلاک و زخمی ہونے کے علاوہ 19 فوجی اور سپلائی کی گاڑیاں بھی تباہ ہوئیں۔

افغانستان میں صلیبی فوجوں سے نفرت کا گراف روز بروز بڑھتا جا رہا ہے اور اب اس کی تازہ لہر نام نہاد ملی اردو (افغان نیشنل آرمی) اور پولیس کے صفوں تک پہنچ گئی ہے۔

مجاہدین کے ذرائع کے مطابق 12 مئی کی شام ہلمند کے صدر مقام لشکرگاہ شہر کے قریب سینٹرل جیل کے علاقے میں واقع نظم عامہ کے مرکز میں افغان پولیس اہلکار نے امریکی اور مقامی مرتد فوجوں پر فائرنگ کر دی۔ فائرنگ سے 8 امریکی اور 5 مقامی مرتد فوجی ہلاک جبکہ متعدد زخمی ہوئے۔ یہ حملہ فدائی مجاہد (سابقہ پولیس اہلکار) محمد نے کیا۔ جو کچھ عرصہ قبل ہی مجاہدین کی مقامی قیادت کے پاس آ کر تائب ہو چکے تھے اور موقع کی تلاش میں تھے کہ کب پولیس کے سپاہی کے بہروپ میں صلیبیوں کو قتل اور متعدد کو زخمی کر دیا۔ بعد ازاں مذکورہ مجاہد بھی امریکی فوج کی جوابی فائرنگ سے شہادت کے منصب کو پا

گئے انشاء اللہ۔ یاد رہے یہ مقامی افسر بھی تائب ہو کر مجاہدین سے آ ملے تھے۔ ادھر کابل میں کابل ایئر پورٹ پر قائم امریکی افواج کے اڈے میں امریکی اعلیٰ افسروں کی جانب سے اسلام کے خلاف تضحیک آمیز زبان استعمال کرنے پر افغان ایئر فورس کے ملازم کے بہروپ میں موجود مجاہد عزیز اللہ نے فائرنگ کر دی جس کے نتیجے میں 4 اعلیٰ افسروں سمیت 9 امریکی فوجی واصل جہنم ہو گئے۔ امریکی خبر رساں ایجنسی ایسوسی ایٹڈ پریس کے مطابق کسی مقامی اہلکار کی جانب سے فائرنگ کے نتیجے میں ہلاک ہونے والے اب تک یہ سب سے اعلیٰ امریکی عہدے دار ہیں۔

امریکہ اور اس کے اتحادیوں نے اپنی واضح شکست کے بعد ایک بار پھر مذاکرات کا راگ الاپنا شروع کر دیا۔ کبھی پروپیگنڈہ کیا جاتا ہے کہ طالبان سے مذاکرات کا عمل شروع ہو چکا ہے اور کبھی کہا جاتا ہے کہ مذاکرات کے نتیجے میں طالبان مجاہدین اپنا سفارتی دفتر کسی تیسرے ملک میں کھول رہے ہیں۔ اس حوالے سے امارت اسلامیہ کے ترجمان کا کہنا ہے کہ مجاہدین، کفار اور ان کے حواریوں سے مذاکرات کے پروپیگنڈے کو یکسر مسترد کرتے ہیں۔ طالبان کو کہیں بھی اپنا دفتر کھولنے کی خواہش نہیں اور ہم اللہ کی مدد و نصرت سے فتح کی جانب تیزی سے گامزن ہیں۔

29 جون کو 9 طالبان مجاہدین نے کابل کے انٹر کانٹی نینٹل ہوٹل پر حملہ کر دیا جس کے نتیجے میں 90 سے زائد امریکی اور افغانی حکومتی اہلکار ہلاک اور متعدد زخمی ہوئے۔ حملہ آور مجاہدین بیس گھنٹے تک ہوٹل میں امریکی، دیگر اتحادی اور مقامی اہلکاروں کو نشانہ بناتے رہے۔ حملے کے آغاز میں تین فدائی حملے کیے گئے، بعد ازاں باقی مجاہدین ہوٹل میں داخل ہو گئے۔ یاد رہے ہوٹل میں اس وقت درجنوں امریکی اور مقامی حکومتی عہدے دار موجود تھے جنہیں اگلے دن فوجی اور سول عہدوں کی افغانی کٹھ پتلی حکومت کو منتقلی کے اجلاس میں شریک ہونا تھا۔

29 جون کو مجاہدین نے فرانس کے 'تھری ٹی وی چینل' کے دو نمائندوں کو رہا کر دیا۔ ان دو فرانسیسی شہریوں کو مجاہدین نے تقریباً اٹھارہ ماہ قبل 30 دسمبر 2009ء کو صوبہ کاپیسا ضلع تگاب میں گرفتار کیا گیا تھا۔ ان کی رہائی کی بابت گفتگو کرتے ہوئے امارت اسلامیہ افغانستان کے ترجمان ذبیح اللہ مجاہد نے کہا کہ

"ان قیدیوں کی رہائی کے بارے میں امارت اسلامیہ نے کئی بار فرانسیسی حکومت کے سامنے شرائط رکھیں لیکن فرانسیسی حکومت مجاہدین کی شرائط ماننے کے بجائے طاقت کے بل بوتے پر قیدیوں کی رہائی پر تلی ہوئی تھی۔ اسی مقصد کیلئے صلیبی فوجوں نے متعدد بار وسیع آپریشن بھی کیے جو اللہ تعالیٰ کی نصرت اور امارت اسلامیہ کی بہتر تدبیر کے نتیجہ میں ناکام ثابت ہوئے اور وہ دشمن کو بھاری نقصانات

اٹھاتے ہوئے پسپائی اختیار کرنے پر مجبور کیا، آخر کار فرانسیسی حکومت نے مجاہدین کے سامنے گھٹنے ٹیک دیئے اور امارت اسلامیہ کی شرائط منظور کر کے مجاہدین کے بعض قائدین کی رہائی کے بدلے تبادلہ کیلئے آمادگی ظاہر کی اور جو اللہ تعالیٰ کی نصرت سے 29 جون کو امارت اسلامیہ کے اسیر قائدین کے بدلے میں دونوں فرنچ شہریوں کو رہائی ملی۔''

امریکی جریدے وال سٹریٹ جنرل، بی بی سی، الجزیرہ، داراپسی جیل اور کرسچن سائنس مانیٹر جیسے اہم اخبارات و جرائد کا کہنا ہے کہ ''فرانسیسی حکومت نے طالبان کی قید سے اپنے قیدی طاقت کے بل پر رہا کروانے میں ناکامی کے بعد اس نکتے کو اچھی طرح جان لیا کہ وہ طاقت کے بل پر کبھی بھی طالبان سے اپنے یرغمالی رہا نہیں کروا سکے، اس لیے ان کی جانب سے طالبان کے ساتھ ڈیل پر راضی ہونا پڑا اور فرانسیسی صحافیوں کے بدلے 25 طالبان کمانڈروں کو رہا کیا گیا۔''

6 جولائی کو کرزئی کے چھوٹے بھائی احمد ولی کرزئی کو اس کے محافظ سردار محمد نے فائرنگ کر کے قتل کر دیا۔ طالبان نے حملے کی ذمہ داری قبول کرتے ہوئے بتایا کہ سردار محمد دراصل مجاہدین ہی کے ایک ساتھی تھے اور عرصہ دراز سے مجاہدین کے ساتھ رابطے میں تھے۔ بعد ازاں سردار محمد کو کرزئی کے محافظوں نے جوابی فائرنگ کر کے شہید کر دیا۔ احمد ولی کرزئی افغانستان کے جنوب میں صلیبی فوجوں کا سب سے قریبی اور قابل اعتماد شخص تصور کیا جاتا تھا۔ وہ قندھار کی صوبائی کونسل کا سربراہ تھا۔ اس نے امریکہ، کینیڈا اور برطانیہ کے ساتھ افغانستان کے جنوب مغربی علاقوں کے کنٹرول میں طویل عرصہ تک حق غلامی ادا کیا۔ ان علاقوں میں کفار کے انٹیلی جنس نیٹ ورک کو پھیلانے میں کلیدی کردار ولی کرزئی کا ہی تھا۔ دوسری جانب ایک فدائی مجاہد نے ولی کرزئی کیلئے ہونے والے تعزیتی جلسے پر اپنی پگڑی میں چھپے بم کے ذریعے حملہ کر دیا جس کے نتیجے میں صوبائی علما کونسل کا سربراہ صفت اللہ صفت اور دیگر متعدد افراد ہلاک و زخمی ہو گئے۔

17 جولائی کو مجاہدین نے کابل پارلیمنٹ کے قریب رہائش پذیر کرزئی کے سینئر مشیر جان محمد خان کے گھر پر حملہ کر دیا جس کے نتیجے میں جان محمد اور ارزگان سے پارلیمنٹ کا ممبر ہاشم طنوال ہلاک ہو گئے۔ جان محمد، کرزئی کے قریبی ساتھیوں میں سمجھا جاتا تھا وہ ارزگان کا گورنر اور مقامی ملیشیا کا سربراہ بھی رہ چکا تھا۔

ادھر امریکی دفاعی ادارے پینٹا گون نے ایک نیا انکشاف کیا ہے کہ ان کے فوجیوں کا مورال بری طرح متاثر ہے۔ پینٹا گون کے نفسیاتی معالج لیفٹیننٹ جنرل ایرک بی کا کہنا ہے کہ امریکہ کا ہر پانچ میں ایک فوجی شدید نفسیاتی عوارض میں مبتلا ہے۔ فوجیوں کے نفسیاتی حالات جاننے کیلئے کیے گئے ایک سروے کے اعداد و شمار کے مطابق فوجیوں کی ذہنی حالت بری طرح متاثر ہو چکی ہے اور امریکی معاشرے کو اس کی انتہائی خوفناک قیمت چکانا پڑے گی

میک کرسٹل کی رخصتی، پیٹریاس کی آمد اور مجاہدین کی استقامت

۳ جولائی 2011 کو افغانستان میں امریکی فوج کے سربراہ میک کرسٹل کی جگہ جنرل ڈیوڈ پٹریاس نے لے لی۔ جب میک کرسٹل نے افغانستان میں امریکی فوج کی کمان سنبھال تھی تو اس سے امریکہ اور اتحادیوں نے بڑی امیدیں وابستہ کی تھیں۔ میک کرسٹل کی خوبیاں بیان کی گئیں، اسے خفیہ مشنوں کا ماہر قرار دیا گیا۔ عراق میں اس کو فوجی کامیابیاں گنوائی گئیں، اسے انتہائی چلاک، ہوشیار اور جنگی چالوں کا واقف بتایا گیا۔ دنیا کو یہ باور کرایا گیا کہ اصل کمان دان تو اب میدان میں آیا ہے۔ اب جنگ کا پانسہ پلٹ جائے گا۔ میک کرسٹل نے بھی آتے ہی بڑے آپریشنوں اور افغانستان میں مزید امریکی فوج بھیجنے پر زور دیا اور کہا کہ جنگ مشکل ضرور ہر مگر جیت ہماری ہی ہوگی۔

اس ''بہادر'' میک کرسٹل کے حالیہ مایوس کن بیانات سے امریکی اس قدر نالاں ہوئے کہ اسے برطرف کر کے اس کی جگہ ڈیوڈ پٹریاس کو لگا دیا گیا۔ اب پٹریاس کے بارے میں وہی کہانیاں ہیں کہ جنگی چالیں تو کوئی اس سے سیکھے، اس نے عراق میں مختلف گروہوں کو لڑا کر مزاحمت ختم کر دی تھی، یہ جنگ سیاست سے لڑنے کا فن جانتا ہے، اس کی آمد افغانستان جنگ میں نمایاں تبدیلی لائے گی وغیرہ وغیرہ۔

پیٹریاس نے بھی آتے ہی اعلان کیا کہ افغانستان میں جنگ کو نچلے درجے تک پھیلا دیا جائے گا۔ اس کے ساتھ اس نے جہاد کا میدان چھوڑ دینے والے سابق طالبان راہ نماؤں سے بھی رابطے شروع کر دیے۔ پیٹریاس شاید یہ نہیں جانتا کہ اس کی دال یہاں نہیں گلنے والی۔ اس سے پہلے بھی کئی بار مجاہدین میں تفرقہ ڈالنے کی کوشش کی جا چکی ہے۔ حتیٰ کہ یہ بھی کہا گیا کہ اگر طالبان القاعدہ سے علیحدہ ہو جائیں تو ان سے بات ہو سکتی ہے۔ اس کے علاوہ حکمت یار اور ملا متوکل کو طالبان کے مقابل لانے کی کوشش کی گئی لیکن ان تمام کوششوں کا نتیجہ صفر نکلا۔

مجاہدین کو امریکی جرنیل کی تبدیلی سے کوئی فرق نہیں پڑا اور انہوں نے اتحادی فوج کا شکار جاری رکھا ہوا ہے بلکہ پیٹریاس کے آتے ہی مجاہدین، اتحادی افواج پر حملوں میں تیزی لے آئے۔ ۳ جولائی کو قندوز میں ایک امریکی ادارے پر فدائی حملہ کیا گیا۔ اس فدائی حملے میں ۲ مجاہدوں نے حصّہ لیا۔ پہلے فدائی نے بارود سے بھری گاڑی عمارت سے ٹکرا دی جس کے تھوڑی دیر بعد دوسرے فدائی نے عمارت میں داخل ہو کر صلیبیوں کو نشانہ بنایا۔ اس حملے میں 55 غیر ملکی ہلاک ہوئے۔ اللہ ان مجاہدین کی شہادت کو قبول فرمائے۔ آمین

۱۹ جولائی کو مجاہدین نے فراح جیل پر حملہ کر کے ۱۵ مجاہدین کو قید سے چھڑا لیا۔ تفصیلات کے

مطابق مجاہدین کے ایک گروپ نے فائرنگ کر کے محافظوں کو اپنی طرف مصروف رکھا جبکہ دوسرے گروپ نے پیچھے دیوار سے نقب لگائی اور ۱۵ قیدی مجاہدین کو ساتھ لے کر فرار ہو گئے۔ اس کارروائی میں جیل کا ایک محافظ اہل کار ہلاک ہوا جبکہ مجاہدین کا کوئی جانی نقصان نہیں ہوا۔

پیٹریاس کی کابل آمد سے ۲ دن قبل ۳۰ جون کو مجاہدین نے جلال آباد ایئر بیس پر ایک بڑا حملہ کیا۔ تفصیلات کے مطابق حملے میں ۸ مجاہدین نے حصّہ لیا۔ جو جدید اسلحے سے لیس تھے۔ سب سے پہلے ایک فدائی نے بارود سے بھری گاڑی ایئر بیس کے داخلی دروازے سے ٹکرا دی جس سے وہاں موجود ۲ امریکی فوجی موقع پر ہلاک ہو گئے۔ اس کے بعد باقی مجاہدین نے راکٹ اور مارٹر برسائے اور اندر داخل ہو گئے۔ مجاہدین کے اندر داخل ہونے کے بعد ایک گھنٹہ تک امریکی و افغان فوجیوں کے ساتھ جھڑپ ہوتی رہی۔ اس کے بعد فدائی مجاہدین نے باری باری شہادت کے حسین تاج کو اپنے سروں پر سجایا۔ امریکی حکام نے اس حملے کے نقصانات کو بالکل ہی چھپاتے ہوئے کہا کہ طالبان اندر داخل ہی نہیں ہو سکے جبکہ صوبائی پولیس کے ترجمان غفور احمد کے مطابق حملے کے بعد بیس کے اندر سے فائرنگ اور دھماکوں کی آوازیں آئیں اور دھواں اٹھتا دیکھا گیا۔ طالبان ترجمان ذبیح اللہ مجاہد کے مطابق اس کارروائی میں ۳۲ صلیبی و مرتد فوجی ہلاک ہوئے اس کے علاوہ بیس پر موجود طیاروں کو بھی نقصان پہنچا۔ واضح رہے کہ جلال آباد آئیر بیس کی سیکورٹی کے بارے میں امریکیوں کا دعویٰ تھا کہ یہاں امریکہ کی مرضی کے بغیر چڑیا بھی پر نہیں مار سکتی۔

ادھر برطانوی فوج کے لیے ماہ جولائی انتہائی مشکل رہا۔ ماہ جولائی میں برطانوی فوجیوں کی ہلاکتیں امریکی فوجیوں کی نسبت زیادہ رہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ برطانوی فوج کو ایک مرتبہ پھر افغان فوجی کے ہاتھوں اپنے فوجیوں کی ہلاکت دیکھنا پڑی، جب ہلمند کے علاقے نہر سوراج میں ایک افغان فوجی نے راکٹ حملہ کر کے ایک برطانوی کمانڈر کو ہلاک کر دیا۔ راکٹ چلانے کے بعد اس نے مشین گن سے فائرنگ بھی کی جس سے ۲ محافظ فوجی ہلاک ہو گئے اور وہ فرار ہونے میں بھی کامیاب ہو گیا۔ طالب حسین ایک سال پہلے افغان فوج میں بھرتی ہوا تھا۔ طالبان مجاہدین کے مطابق یہ سب ایک منصوبے کے تحت ہوا ہے اور طالب حسین اس وقت مجاہدین کے ساتھ ہے۔ پچھلے سال نومبر میں بھی ایک افغان فوجی نے فائرنگ کر کے ۵ برطانوی فوجیوں کو ہلاک کر دیا تھا اور فرار ہو گیا تھا۔ بعد میں پتا چلا کہ وہ کارروائی بھی مجاہدین نے باقاعدہ منصوبہ کے تحت کی تھی۔

اسی طرح ۲۱ جولائی کو صوبہ بلخ کے دارالحکومت مزار شریف میں ایک ملٹری بیس پر تربیت کے دوران میں ایک افغان فوجی نے فائرنگ کر کے ۲ امریکی ٹرینرز اور ۲ افغان فوجی مار دیے اور فرار ہو گیا۔

اس طرح کے واقعات کے بعد صلیبی فوجی اب افغان فوج پر اعتماد کرتے ہوئے بھی ڈرتے ہیں کہ جانے کب کوئی فوجی طالب بن کر نکل آئے۔ جنگ کی سختی ،موت کا خوف اور اس طرح کے واقعات مل کر امریکی فوجیوں کو ذہنی مریض بنا دیتے ہیں۔ مایوسی، ڈپریشن اور جنگ میں دردناک موت کے خوف کا نتیجہ بالآخر آسان موت کی تلاش میں خودکشی کی صورت میں نکلتا ہے۔ امریکی فوجیوں میں خودکشی کی شرح مسلسل ترقی کی طرف گامزن ہے۔ امریکی حکام اس پر تحقیق اور اس سے بچاؤ کے لیے کروڑوں ڈالر خرچ کر رہے ہیں مگر معاملہ بگڑتا جا رہا ہے۔ ہر دو تین ماہ بعد خودکشیوں کا نیا ریکارڈ سامنے آتے ہے۔ ماہ جون ۲۰۱۰ء میں ۳۲ امریکی فوجیوں نے خودکشی کر کے نیا ریکارڈ قائم کیا۔ اگر ماہ جون کے دوران میں افغان جنگ میں امریکی فوجیوں کی ہلاکتوں کے امریکی اعداد وشمار دیکھے جائیں تو یہ تعداد تقریباً اتنی ہی ہے جتنے فوجیوں نے اس ماہ میں خودکشی کر کے اپنی جان گنوائی۔ گویا جتنے امریکی فوجی مجاہدین نے قتل کیے تقریباً اتنے ہی فوجیوں نے خود اپنی جان لے لی۔ سبحان اللہ۔

کرزئی حکومت بھی جنگ روکنے کے لیے اپنی سی کوششوں میں لگی ہوئی ہے۔ کرزئی حکومت کو آج کل طالبان کے ساتھ مذاکرات کی میز سجانے کا جنون چڑھا ہوا ہے۔ اس مقصد کے لیے کچھ طالبان قیدیوں کو رہا کرنے کے ساتھ ساتھ بعض طالبان کمانڈروں کے نام اقوام متحدہ کی بلیک لسٹ سے نکالنے پر بھی غور کیا جا رہا ہے۔ بعض خبروں کے مطابق اقوام متحدہ کی بلیک لسٹ سے نکلنے کے لیے پیش کیے جانے والے ناموں میں امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد حفظہ اللہ کا نام بھی شامل ہے۔ کابل حکومت کا کہنا ہے کہ طالبان کو معاشرے کا فعال حصّہ بنانے پر غور کر رہے ہیں۔ جو طالبان ہتھیار چھوڑ دیں انہیں نوکریاں دینے کے لیے تیار ہیں (ایسے بیانات اور ’’پرکشش آفر‘‘ پر مسکرایا ہی جا سکتا ہے!!!)۔

میک کرسٹل کی جگہ پیٹریاس کی آمد اور طالبان راہ نماؤں کے نام بلیک لسٹ سے نکالنے کی کوششوں کا جس قدر فائدہ امریکہ کو پہنچے گا وہ مجاہدین کی قیادت نے چند الفاظ میں امریکہ کو بتا دیا ہے۔ طالبان مجاہدین کی شوریٰ نے ایک اجلاس کے بعد اعلامیہ جاری کیا جس میں کہا گیا کہ امریکہ کے لیے بہتری اسی میں ہے کہ وہ فوراً افغانستان سے نکل جائے۔ ’’اقوام متحدہ کی بلیک لسٹ سے نام خارج کرنے کی کوششوں نے مجاہدین قیادت کے دلوں میں امریکہ کے لیے کوئی نرم گوشہ پیدا کیا ہے اور نہ ہی امریکی کمانڈ اینڈ کنٹرول میں جرنیلوں کی تبدیلی سے امید کی کوئی ایسی کرن پیدا ہوئی ہے جو امریکہ کو اس حالت نزع سے نکال سکے۔

پکتیا کی وادیوں میں گونجتی جہاد کی صدائیں

صوبہ پکتیا افغانستان کا جنوب مشرقی صوبہ ہے جس کی سرحدیں صوبہ غزنی، لوگر، پکتیکا اور خوست سے متصل ہیں۔ اس کے مرکزی شہر گردیز، زرموت اور سعید کرم ہیں۔ ان اضلاع کے علاوہ یہ صوبہ ایک پہاڑی علاقہ ہے۔ شاہ بلوط اور صنوبر کے جنگلات نے اس کے بیشتر پہاڑوں کو ڈھانپا ہوا ہے، جس کی وجہ سے قدرتی حسن کے لحاظ سے یہ افغانستان کی بہترین جگہوں میں شمار ہوتا ہے۔ مشہور پہاڑی سلسلہ سلیمان اس صوبے کے مشرق اور مغرب میں پھیلا ہوا ہے اور اس کے زیادہ تر علاقے پر محیط ہے۔

غربت کے لحاظ سے یہاں کے رہائشیوں کا معیارِ زندگی بھی دیگر افغان صوبوں سے کچھ مختلف نہیں۔ ان کے پاس زراعت کے لیے وسیع زمینیں نہیں ہیں لہٰذا یہ لوگ شہتیر، پھلوں اور پہاڑوں سے حاصل ہونے والی دوسری مختلف چیزوں پر گزارہ کرتے ہیں۔ پکتیا ان صوبوں میں سے ہے جس کے رہائشیوں کا روسی قبضے کے دور میں بہت زیادہ نقصان ہوا تھا، جب ان کے گھر اور گاؤں طویل جنگوں میں بھاری بمباری میں تباہ و برباد ہوگئے جو دس سال تک چلتی رہیں۔ اس کے باشندوں کو مجبوراً اپنے گھر بار چھوڑ کر دوسرے علاقوں کی طرف ہجرت کرنا پڑی کیونکہ ان کے اضلاع مثلاً زدران، جاجی اور زرموت مجاہدین کے زیرِ اثر اہم ترین علاقوں میں سے تھے اور وہاں روسیوں نے بہت زیادہ نقصان اُٹھایا۔ جب امریکہ نے افغانستان پر حملہ کیا، ایک بار پھر پکتیا ایک ایسا صوبہ بن گیا جہاں سے دوبدو امریکیوں کے خلاف مزاحمت کی چنگاری اُٹھی۔ امریکی افواج کو اپنے خلاف سخت ترین مدافعت کا سامنا ضلع زرموت میں شاہی کوٹ کے پہاڑوں میں کرنا پڑا۔ امریکہ نے یہاں بہت بھاری نقصان اُٹھایا اور امریکی جرنیلوں نے یہ اعتراف کیا کہ امریکی فوج نے ان چالیس سالوں میں ویتنام میں جنگوں کے بعد اتنی سخت مزاحمت کا سامنا نہیں کیا تھا۔

یہ نہایت اہم جنگ امریکی صلیبی افواج کے خلاف دفاع کے راستے کا پیشہ خیمہ سمجھی جاتی ہے، جس سے لوگوں کے دماغوں سے امریکہ کی پروپیگنڈا جنگ کی دہشت مٹی۔ اس سخت مقابلے کے بعد، جہاد لہر پکتیا کے دوسرے علاقوں میں بھی پھیل گئی اور زیادہ وقت نہیں لگا کہ خفیہ بکھری ہوئی مزاحمت ایک کھلم کھلا اور منظم مزاحمت کی شکل اختیار کرگئی۔ عسکریتی اعتبار سے اس صوبے کے تزویراتی (strategic) مقام کے پیش نظر، دشمن نے یہاں اپنے مضبوط مورچے قائم کیے ہیں اور جہادی مزاحمت کو کمزور کرنے کے لیے کثیر تعداد میں افواج تعینات کی ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت سے وہ یہاں پر اپنے اہداف حاصل کرنے میں کامیاب نہیں ہوئے اور ان کی افواج اپنے مورچوں تک محدود ہوکر رہ گئی ہیں۔ جہاں تک مجاہدین کا تعلّق ہے، وہ اس صوبے کے اسی فیصد علاقے پر قابض ہیں اور دشمن چند مخصوص علاقوں کے علاوہ آزادانہ نقل و حرکت نہیں کرسکتا۔ مثلاً ضلع چوانی، ابراہیم خیل، سدا کولہ

اور صوبے کے مرکزی شہر گردیز سے متصل دیہاتوں پر مجاہدین کا کنٹرول ہے۔ دشمن کے دستے صرف اگر شہر کے مرکزی علاقے سے نکلنا چاہیں تب بھی انہیں مجاہدین کی مزاحمت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

شہر کے مغرب میں واقع ضلع ارما پر چار سال پہلے مجاہدین کا مکمل قبضہ ہو گیا تھا اور وہاں پر دشمن کی موجودگی بالکل بھی نہیں ہے۔ جہاں تک ضلع زرموت کا تعلق ہے، وہاں پر چار reconstruction units ہونے کے باوجود جنہیں P.R.T کہا جاتا ہے، اور صلیبی افواج کے مرکز تک محدود ہے۔ ضلع کا باقی وسیع علاقہ بشمول شاہی کوٹ کی مشہور وادی کے، سب مجاہدین کے قبضے میں ہے اور دشمن کی افواج اور دستے غزنی اور پکتیکا جانے کے لیے گردیز سے نہیں گزر سکتے۔

دوسری جانب گردیز اور خوست کی درمیانی سڑک پر واقع شواک، کردہ چری اور وزہ زدران میں دشمن کا ضلعی مرکز اور عوامی شاہراہ پر چند چیک پوسٹوں کے علاوہ کہیں بھی کنٹرول نہیں۔ باقی تمام علاقہ عمومی طور پر مجاہدین کے زیر اثر ہے۔ جانی خیل اور مونگل کے درمیان واقع علاقہ جات مجاہدین کے زیر اثر شمار کیے جاتے ہیں جہاں وہ کھلم کھلا موجود ہیں اور ان کے مضبوط مورچے ہونے کے علاوہ ان اضلاع میں مقامی معاملات کے لیے ایک علاقائی انتظامیہ بھی موجود ہے۔ شاذ و نادر ہی ایسا ہوتا ہے کہ دشمن گردیز اور خوست کی درمیانی سڑک پر بھاری مالی اور جانی نقصان کے بغیر سفر کر سکے۔

مذکورہ بالا اضلاع کے علاوہ ضلع جانی خیل، گما کانی، دندہ پٹن، جاجی اریوب، سید کرم اور احمد خیل بھی ایسے علاقے ہیں جہاں مجاہدین منظّم ہیں اور کھلم کھلا اپنی سرگرمیاں کرتے ہیں۔ ان میں سے اکثر علاقوں میں دشمن موجود ہی نہیں ہے جسے مجاہدین ہدف بنا سکیں۔ دوسری طرف ان اضلاع کے زیادہ تر علاقے ناہموار اور پہاڑی ہیں اور ایک جگہ سے دوسری جگہ حرکت کرنا دشوار ہے۔ اس وجہ سے مجاہدین کی کارروائیوں کی خبریں اور روداد پہنچنے میں تاخیر ہو جاتی ہے۔ شاید کچھ کارروائیوں کی خبر میڈیا یا ایجنسیوں کی بہت بعد میں اس وقت پہنچتی ہے جب وہ اپنی معلوماتی اور ابلاغی اہمیّت کھو چکی ہوتی ہیں۔

احمد ابا اور لاجہ وہ دو اضلاع ہیں جہاں دشمن کا قبضہ ہے۔ لیکن وہ بھی مجاہدین کی سرگرمیوں سے خالی نہیں جبکہ جہادی قائدین مشرقی پکتیا میں بھی مجاہدین کی سرگرمیوں میں اضافہ کرنے کا منصوبہ رکھتے ہیں تاکہ ان کو صوبے کے جنوبی اور مغربی علاقوں کے برابر لایا جا سکے۔ مجاہدین چمکنی اور جاجی اریوب میں دشمن کے اڈوں تک جانے والے امدادی راستے کو نقصان پہنچانے کی کوششیں بھی کر رہے ہیں تاکہ دشمن کو ایک سے زیادہ جگہ پر ایک ساتھ گھیرا جا سکے۔

وہی صورتحال بھی مجاہدین کی سرگرمیوں پر اثر انداز ہوتی ہے۔ بہار کی آمد کے ساتھ ہم مجاہدین کی کارروائیوں میں تیزی دیکھ رہے ہیں تاکہ پکتیا مجاہدین کی کارروائیوں میں سرفہرست آ جائے۔ اور یہ کوئی دور از کار بات نہیں کہ جلد ہی ہم پکتیا کی سڑکوں اور وادیوں پر جلے ہوئے صلیبی ٹینکروں اور گاڑیوں کی قطاریں دیکھیں گے اسی طرح جیسے ماضی میں روسی ٹینکوں کی دیکھی تھیں۔ (الصمود، شمارہ نمبر ۴۷)

افغانستان: نہ جائے ماندن نہ پائے رفتن

'سر منڈاتے ہی اولے پڑے' کا محاورہ افغانستان میں نئے ایساف کمانڈر پیٹریاس پر صادق آیا۔۔۔۔ جب اُس کی افغانستان میں تعیناتی کے چند ہی دنوں بعد یکم اگست ۲۰۱۰ کو ہالینڈ کی فوج افغانستان سے بھاگ گئی۔ ڈچ فوج ۲۰۰۶ کے اوائل میں افغانستان آئی تھی اور یہ صوبہ ارزگان میں تعینات تھی۔ یاد رہے کہ افغانستان میں فوج رکھنے یا وہاں سے بھاگنے کے بارے میں اختلافات کے بعد فروری ۲۰۱۰ میں ہالینڈ میں حکومت گر گئی تھی۔

ایک جانب صلیبی اتحادی بھاگ رہے ہیں اور دوسری جانب اوباما نے افغانستان کے لیے ۳۷ ارب ڈالر کے فوجی بجٹ کی منظوری دے دی ہے۔ جب اللہ کی مار پڑے تو دنیا کے سامنے دانش و بینش کے ائمہ کے اذہان بھی اس طرف ماؤف ہو جاتے ہیں اور عقل و خرد پر قفل چڑھے صاف دکھائی دیتے ہیں۔ امریکہ اور اُس کے اتحادیوں کے فوجی مجاہدین کی کارروائیوں میں جس طرح افغانستان میں روزانہ موت کی وادیوں میں گم ہو رہے ہیں، وہی کیا کم ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نصرت سے معاشی طور پر امریکہ کا بھرکس نکل گیا ہے لیکن اس کے باوجود اوباما افغان جنگ میں ۳۷ ارب ڈالر جھونک رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے پاک کلام میں کفار کی اس ذہنیت کا تذکرہ فرماتے ہیں اور ساتھ ہی ان کی کاوشوں اور کوششوں کا نتیجہ بھی بیان فرماتے دیتے ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے "بے شک جو لوگ کافر ہیں وہ خرچ کرتے ہیں اپنے مال تاکہ روکیں اللہ کی راہ سے، سو ابھی اور خرچ کریں گے پھر آخر وہ (مال خرچ کرنا) اُن کے لیے حسرت کا باعث ہوگا اور وہ مغلوب ہوں گے"۔ (الانفال:۳۶)

یہود و نصاریٰ افغانستان کو نا صرف عسکری طور پر مغلوب کرنا چاہتے ہیں بلکہ وہ افغان مسلمانوں کو اسلام سے برگشتہ کرنے کے منصوبے پر بھی عمل پیرا ہیں۔ اسی منصوبے کے تحت مختلف این جی اوز اور "فلاحی اداروں" کی شکل میں عیسائی مشنری منظم طور پر سرگرم عمل ہے۔ ۷ اگست ۲۰۱۰ کو طالبان نے بدخشاں میں ۶ امریکیوں سمیت ۸ ڈاکٹروں اور اُن کے ۲ مترجموں کو ہلاک کر دیا، ان ڈاکٹروں میں برطانوی اور جرمن ڈاکٹر بھی شامل تھے۔ ڈاکٹروں کی یہ ٹیم طبی امداد کے نام پر افغان عوام کو ارتداد کا راستہ اختیار کرنے کی طرف مائل کرتی تھی۔ ان کے قبضے سے فارسی میں بائبل کے تراجم اور مسیحی لٹریچر بھی برآمد ہوا۔ طالبان نے یہ تمام ثبوت ایک ویڈیو کے ذریعے دنیا کے سامنے پیش کیے۔ طالبان ترجمان ذبیح اللہ مجاہد نے بتایا کہ "یہ لوگ مسیحی مبلغ تھے، جو اُس علاقے میں خفیہ معلومات جمع کر رہے تھے، ہمیں اُن کے قبضے سے جاسوسی دستاویزات ملی ہیں۔"

گزشتہ ۹ سال سے جاری صلیبی جنگ میں یہود و نصاریٰ مجاہدین کے مقابلے میں آکر جس بُری طرح سے پٹتے ہیں، اُس کے جواب میں وہ ہمیشہ عامۃ المسلمین کو بہیمانہ انداز سے قتل کر کے اپنے سینوں میں لگی بدلے کی آگ کو ٹھنڈا کرتے ہیں۔ ۲۴ جولائی کو جنوب مشرقی صوبہ ہلمند کے ضلع سنگین میں ریگی نامی گاؤں پر امریکی طیاروں نے وحشیانہ بم باری کی، جس کے نتیجے میں معصوم بچوں اور خواتین کی بڑی تعداد سمیت ٦٠ افراد شہید اور ۵۰۰ سے زائد زخمی ہو گئے۔ یہود نصاریٰ کے لشکروں کو جس قدر بھاری جانی نقصان اٹھانا پڑ رہا ہے، اُسی قدر وہ عام آبادی کو تہہ تیغ کر کے ''دہشت گردوں کی ہلاکت'' کی رپورٹس میڈیا کو فراہم کرتے ہیں۔

جولائی ہی کے مہینے میں اللہ تعالیٰ نے اپنے مخلص بندوں سے امریکہ کو ایسی پیہم ضربیں لگائیں کہ موجودہ صلیبی جنگ کی تاریخ میں اب تک امریکی افواج کو ایسے حالات اور ایسے جانی و مالی نقصان کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔ کابل میں موجود باگرام ایئربیس، جو کہ امریکی فوج کا افغانستان میں سب سے بڑا اڈہ ہے، میں ۲۰ فدائی مجاہدین نے داخل ہو کر تاریخی کارروائی کی۔ اس کارروائی کی قیادت ایک جرمنی سے تعلّق رکھنے والے مجاہد ابو طلحہ المانی کر رہے تھے۔ آپ اور آپ کے ساتھیوں نے باگرام ایئربیس کے اندر جا کر صلیبیوں کو جی بھر کر شکار کیا اور پھر اپنے جسموں پر بندھی فدائی جیکٹس کے ذریعے دھماکے کر کے امریکیوں کو جہنم واصل کیا۔ اس کارروائی میں مجاہدین کے محتاط اندازے کے مطابق ۱۰۰۰ امریکی فوجی مارے گئے جبکہ ایئربیس پر موجود ۸۰ ہیلی کاپٹر اور بیسیوں فوجی گاڑیاں تباہ ہو گئیں۔ اسی کارروائی کے بعد میک کرسٹل سے استعفیٰ لیا گیا۔ اگرچہ میڈیا میں میک کرسٹل کے استعفیٰ کی جو کہانیاں سامنے آئیں ہیں، اُنہی کو اُس کی رخصت کا سبب سمجھا جا رہا ہے لیکن یہ ضرب اس قدر شدید تھی کہ صلیبی بلبلا اُٹھے اور میک کرسٹل کو اس کی ناکامی کی بنا پر مستعفی ہونے پر مجبور کر دیا گیا۔ اس کارروائی سے پہلے ابو طلحہ المانی شہیدؒ نے ایک خواب دیکھا کہ وہ باگرام ایئربیس میں میک کرسٹل کے دفتر تک پہنچ جاتے ہیں اور وہاں موجود میک کرسٹل کے سینے میں خنجر پیوست کر دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی غیبی فتح و امداد کی بدولت یہ عظیم الشان کارروائی انجام پذیر ہوئی اور صلیبی لشکر کا سالار سیاہ رو ہو کر ذلت و رسوائی کی تصویر بنے اوراقِ تاریخ کے سپرد ہو گیا۔

اس کارروائی کے چند دن بعد جلال آباد ایئرپورٹ پر مجاہدین نے دھاوا بول دیا۔ پہلے ۸ سے ۱۰ ٹن بارود سے بھرے ہوئے ٹرک کے ذریعے دھماکہ کیا گیا پھر ٦ پیدل فدائیں ایئرپورٹ میں داخل ہو گئے۔ جنہوں نے اپنی کارروائی کو طے شدہ منصوبہ بندی کے تحت انجام دیا اور آخر میں صلیبیوں کے درمیان فدائی حملے کر کے جنتوں کے مکین بن گئے۔ اس کارروائی میں ۷۰ صلیبی فوجی مارے گئے جبکہ ۲۰

ڈرون طیارے بھی تباہ ہوئے۔

امریکی اخبار لاس اینجلس ٹائمز لکھتا ہے کہ ''افغان جنگ کا زیادہ دباؤ اور بوجھ امریکی فوج پر منتقل ہوتا جا رہا ہے۔ امریکی فوجی جو کہ افغانستان میں نیٹو کا دو تہائی حصّہ ہیں، ان کی ہلاکتیں بھی سب سے زیادہ ہو رہی ہیں۔ افغانستان میں ۹ سالہ جنگ کے دوران رواں سال جولائی کا مہینہ امریکی فوج کے لیے خونریز ترین رہا ہے۔

امریکی نائب صدر جو بائیڈن نے کہا ہے کہ ''جولائی ۲۰۱۱ میں افغان سیکورٹی فورسز کو سیکورٹی کی ذمہ داریاں سونپنا شروع کر دیں گے''۔ امریکہ اپنی جان بچانے کے لیے افغانستان سے بھاگنا چاہتا ہے اور افغان فوج کو اس قابل بنانا چاہتا ہے کہ وہ افغانستان کی سیکورٹی کو سنبھال سکے۔ جبکہ افغان پولیس کی حالت زار کو بیان کرنے کے لیے یہ لطیفہ نما خبر کافی ہے کہ ''افغان پولیس کو لکڑی کے کھلونا ہتھیاروں سے تربیت دی جا رہی ہے۔ یہ فیصلہ حال ہی میں افغان پولیس جوانوں کا اپنے ہتھیاروں سے خود کو زخمی کر لینے کے بعد کیا گیا۔ بعض پولیس اہل کاروں کے اپنے ہتھیار بلیک مارکیٹ میں فروخت کرنے کے واقعات بھی سامنے آئے ہیں، جس کے بعد ان سے اصلی ہتھیار واپس لے لیے گئے''۔

صلیبی اتحاد کا تاش کے پتوں سے بنے محل کی مانند بکھرنے کا آغاز ہو چکا ہے۔ باہمی منافرت نے اُنہیں آپس میں بھی دست و گریبان کر رکھا ہے۔ پٹریاس اور رابرٹ گیٹس کے درمیان اختلافات بھی شدت اختیار کر گئے ہیں۔ امریکی وزیر دفاع رابرٹ گیٹس اور افغانستان میں نئے امریکی جنرل ڈیوڈ پیٹریاس کے مابین افغانستان سے امریکی فوجوں کے انخلا کے معاملے پر اختلافات شدید ہو گئے ہیں۔ گیٹس امریکی فوجیوں کے لیے افغانستان سے انخلا کی مقرر کردہ تاریخ (جولائی ۲۰۱۱) سے فوجوں کی واپسی چاہتا ہے جبکہ پٹریاس ''آخری فتح'' تک زور لگانا چاہتا ہے۔ گیٹس، اوباما انتظامیہ پر زور دے رہا ہے کہ امریکی افواج کو افغانستان کی سرزمین میں کلی طور پر دفن کرنے کی پالیسی بنانے سے گریز کیا جائے۔ جبکہ پٹریاس آخری امریکی فوجی کی قیمت پر ''آخری فتح'' کا خواہش مند ہے۔

اس اختلاف کا جو بھی فیصلہ ہو، مجاہدین کے لیے ہر صورت میں نفع کا سودا اور فتح کی خوش خبریاں ہیں۔ اگر گیٹس کی خواہش پر امریکہ اور صلیبی اتحادی افغانستان سے راہ فرار اختیار کرتے ہیں تو یہ تاریخ انسانی سے باطل قوتوں کی عظیم ترین ہزیمتوں میں سے ایک ہزیمت ہوگی اور اگر پٹریاس کی دلی تمنا بر آتی ہے تو افغانستان کے دشت و جبل صلیبیوں کے آخری فوجی تک کی لاش کو اپنے اندر سمونے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ خصوصاً باگرام اور جلال آباد ائیر پورٹ کی کارروائیوں کے بعد تو امریکی افواج بری طرح سہمی ہوئی ہیں اور موت کے خوف سے اُن میں سے اکثریت ذہنی و نفسیاتی طور پر مفلوج ہو چکی

ہے، یہی وجہ ہے کہ ایک امریکی فوجی تو درکنار، عام امریکی شہری بھی اس جنگ سے عاجز آچکا ہے اور شکست وریخت کو سینے سے لگانے پر تیار بیٹھا ہے۔ گیلپ کے کرائے گئے حالیہ سروے کے مطابق ۴۳ فیصد امریکی عوام افغانستان میں امریکی فوج کو بھیجنے کے فیصلے پر پچھتا رہی ہے۔ بہر حال ان دونوں میں سے جو بھی صورت صلیبی اپنے لیے پسند کریں، مجاہدین کے لیے تو دونوں صورتوں میں بھلائی ہی بھلائی اور فتح ونصرت کی خوشخبریاں ہی ہیں، متذکرہ بالا دونوں آپشنز میں سے امریکی جس کا بھی انتخاب کریں مگر عالیشان تو امارتِ اسلامیہ کے قیام کے ذریعے شریعت کی فرمانروائی قائم کریں گے اور طاغوتی لشکروں کے لیے اجل کا پیغام ثابت ہوں گے۔ ان شاء اللہ

افغانستان: مجاہدین کی کارروائیاں، مذاکراتی مکر اور انتخابی تماشہ

افغانستان کے حالات کسی سے ڈھکے چھپے نہیں، طاغوت اکبر امریکہ اپنی تمام قوت اور ٹیکنالوجی صرف کرنے کے باوجود بری طرح شکست سے دوچار ہورہا ہے۔اور ہر آنے والا دن اس کے لیے گزشتہ کل سے بدتر ثابت ہورہا ہے۔گزشتہ چند ماہ میں مجاہدین نے افغانستان میں ایسی بڑی کارروائیاں کیں جن کا ذکر کیے بغیر موجودہ صلیبی جنگ کے عسکری میدانوں کی صورتحال واضح نہیں ہوسکتی۔ان کارروائیوں کے نتیجے میں صلیبی نقصانات کو جس انداز سے چھپایا گیا اور پوری دنیا کے ذرائع ابلاغ نے ان عظیم نقصانات کی کوریج سے نظریں چرائیں، اس کے پیش نظر یہ بہت ضروری ہے کہ ایسی کارروائیوں کا تذکرہ تکرار کیا جائے اور اُن کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کرتے ہوئے یہ بات عام کی جائے کہ کفر کی افواج مجاہدین اسلام کے مقابلے میں کس قدر مہیب نقصانات سے دوچار ہورہی ہیں۔

اسی سلسلے میں پہلی کارروائی ۱۹ مئی ۲۰۱۰ء کو کی گئی۔ ۱۹ فدائی مجاہدین نے بگرام ایئربیس پر حملہ کیا، واضح رہے کہ بگرام ایئربیس پر امریکی بڑی تعداد میں موجود ہیں اور یہ افغانستان میں امریکہ کا سب سے بڑا فوجی اڈہ ہے۔ ۱۹ فدائی مجاہدین نے جو ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے لیس ہونے کے ساتھ ساتھ بارودی جیکٹس بھی پہنے ہوئے تھے۔بگرام ایئربیس پر مختلف اطراف سے حملہ کیا۔راکٹ، مشین گنوں اور گرنیڈز کا بھرپور استعمال کیا گیا، اللہ کے شیروں نے فدائی حملے کرکے جام شہادت نوش کیا۔لڑائی کئی گھنٹے جاری رہی، اس کارروائی میں مجاہدین کے مطابق ایک ہزار سے زائد امریکی فوجی مردار ہوئے۔ دوسری جانب عالمی میڈیا نے صلیبی نقصانات اور ہلاکتوں کی تلخیص کرتے ہوئے ۱۹ امریکی فوجیوں کے زخمی ہونے کی خبر نشر کی، یعنی ان "مصدقہ ذرائع" کی نظر میں ایک امریکی بھی ہلاک نہیں ہوا (فیا للعجب)۔

دوسری کارروائی ۳۰ جون کو جلال آباد ایئربیس پر حملے کی صورت میں ہوئی۔اس کارروائی میں ۸ فدائی مجاہدین نے حصّہ لیا۔سب سے پہلے ایک فدائی مجاہد نے بارود سے بھری گاڑی گیٹ سے ٹکرادی جس کے نتیجے میں گیٹ تباہ اور سیکورٹی پر مامور اہل کار ہلاک ہوگئے اور باقی مجاہدین کو اندر جانے کا موقع مل گیا۔ ۷ فدائی مجاہدین نے اندر داخل ہوکر راکٹ داغے اور خود کار ہتھیاروں سے حملہ کردیا۔ ۳۰ منٹ کی لڑائی کے بعد فدائی مجاہدین نے باری باری اپنی فدائی جیکٹس کے ذریعے دھماکے کیے، ان دھماکوں کی وجہ سے بیسیوں صلیبی اتحادی فوجی ہلاک ہوئے اور فدائی مجاہدین جنت الخلد کو سدھار گئے۔

جلال آباد ایئربیس اتحادی افواج کا افغانستان میں تیسرا بڑا فوجی اڈہ ہے۔اس مرکز میں نیٹو

اور افغان افواج مشترکہ طور پر رہتی ہیں۔ مجاہدین کے ذرائع کے مطابق اس کارروائی میں ۶۰۰ سے زائد صلیبی و افغان فوجی ہلاک ہوئے، اس کے علاوہ ایئربیس پر موجود ۵۰ ہیلی کاپٹر اور ۲۰ ڈرون طیارے بھی تباہ ہوئے۔ عالمی میڈیا میں سے بعض نے ۳۰ اور بعض نے ۲۰ سیکورٹی اہل کاروں کی ہلاکت کا اعتراف کیا جبکہ ایساف کے ترجمان کے مطابق صرف ۲ افغان فوجی معمولی زخمی ہوئے۔

۳۰ اگست کو طالبان مجاہدین نے الفتح آپریشن کے تحت ہلمند میں بیک وقت ۳۰ چیک پوسٹوں پر حملہ کیا، ان حملوں میں ۵۰ افغان فوجی ہلاک اور ۱۵ زخمی ہوئے جبکہ باقی فوجی علاقے سے فرار ہو گئے۔ ۲۰ بلڈوزر اور ۲۵ گاڑیاں بھی تباہ ہوئیں۔ اس کے علاوہ ۵۰ ہلکے اور بھاری ہتھیار، ۷ ریڈیو کمیونیکیشن ڈیوائسز اور بڑی مقدار میں فوجی ساز و سامان غنیمت ہوا۔

ایک اور اہم کارروائی ۲۸ اگست کو ہوئی جب مجاہدین نے خوست میں نیٹو اور سی آئی اے کے اڈوں پر حملہ کیا۔ پہلا حملہ نیٹو کے ''سیلرنو'' نامی مرکز پر کیا گیا۔ جس کے تھوڑی ہی دیر بعد سی آئی اے کے ''چیپ مین'' نامی اڈے پر حملہ کر دیا گیا۔ یہ چیپ مین وہی اڈہ ہے جہاں دسمبر ۲۰۰۹ء میں ابودجانہ الخراسانی نے فدائی حملہ کر کے سی آئی اے افسران کو ہلاک کیا تھا۔ ان دونوں کارروائیوں میں کل ۲۸ مجاہدین نے حصّہ لیا، جنہوں نے بارودی جیکٹس پہن رکھی تھیں اور امریکی فوجی وردیوں میں ملبوس تھے۔ دونوں مراکز پر حملوں میں مجاہدین نے فدائی حملوں کے ساتھ ساتھ راکٹوں اور مشین گنوں کا استعمال کیا۔ ۷ گھنٹے کی شدید لڑائی کے بعد ۲۸ میں سے ۲۲ مجاہدین نے شہادت پائی اور باقی ۶ مجاہدین بخیریت اپنے مراکز کو لوٹے۔ ان حملوں کے نتیجے میں ۵۰۰ کے لگ بھگ صلیبی فوجی مردار ہوئے اور کئی ہیلی کاپٹرز تباہ ہوئے جن میں سے ۲ کو مجاہدین نے لڑائی کے دوران راکٹوں کا نشانہ بنا کر گرایا۔ ذرائع ابلاغ نے ان حملوں میں ۸ صلیبی فوجیوں کی ہلاکت کی رپورٹ کی جب کہ نیٹو حکام نے کہا کہ ان حملوں میں ہمارا کوئی جانی نقصان نہیں ہوا اور حملہ مکمل طور پسپا کر دیا گیا۔

ایک اور اہم کارروائی ۲۴ ستمبر کو انجام پائی جب ۱۰ فدائی مجاہدین نے گردیز میں قائم اتحادی و افغان افواج کے مشترکہ مراکز ایف او جی بیس پر حملہ کر دیا۔ کارروائی کا آغاز ایک مجاہد سمیع اللہ نے سائلنسر لگی گن کے سات گیٹ پر موجود ۳ گارڈز کو نشانہ بنا کر کیا۔ پھر سمیع اللہ نے بیس کے اندر جا کر اپنی بارود سے بھری گاڑی اڑا دی۔ اس کے بعد مجاہدین نے اندر گھس کر راکٹوں اور مشینوں سے حملہ کر دیا۔ یہ لڑائی ڈیڑھ گھنٹہ جاری رہی، جس میں ۵ فدائی مجاہدین نے جان کا نذرانہ پیش کیا۔ ۳ مجاہد اور ایک کیمرہ مین بخیریت واپس پہنچ گئے۔ اس حملے میں کم از کم ۳۰ صلیبی فوجی ہلاک ہوئے اور ۸ ٹینک اور ہیلی کاپٹر تباہ ہوا۔

مجاہدین کے مذکور بالا کامیاب حملوں میں ہونے والے کفار کے نقصانات کو نشر کرنے میں

میڈیا نے جس انداز میں اپنی آنکھیں موندیں، اس سے میڈیا کا اس صلیبی جنگ میں کردار صحیح معنوں میں واضح ہو جاتا ہے۔ میڈیا پر مجاہدین کے نقصانات تو بڑھا چڑھا کر بیان کیے ہی جاتے ہیں، اس کے ساتھ ساتھ اکثر اوقات مجاہدین کے بارے میں ایسی خبریں بھی پورے زور و شور سے پھیلائی اور نشر کی جاتی ہیں جن کا سرے سے کوئی وجود نہیں ہوتا۔ مجاہدین کی عرب قیادت کی شہادت کی جھوٹی خبریں متعدد بار شائع کی جا چکی ہیں جن کی مجاہدین کی جانب سے تردید بھی کی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ میڈیا عامۃ المسلمین کی مجاہدین اور اور جہاد کے خلاف ذہن سازی میں بھی بنیادی کردار ادا کر رہا ہے۔ موجودہ صلیبی جنگ میں میڈیا کے اس بنیادی کردار کے سبب امریکہ نے امریکی اور یورپی ریڈیو چینلز کی نشریات کا آغاز کر دیا ہے۔ صلیبی پروپیگنڈے پر مبنی مشہور امریکی چینل وائس آف امریکہ کے علاوہ یورپی چینلز ڈیوا ریڈیو، مثال ریڈیو اور فری یورپ ریڈیو نے پشتو میں نشریات کا عید کے روز سے با قاعدہ آغاز کر دیا ہے۔ ان چینلز کی نشریات فی الحال مشرقی صوبوں کنڑ، خوست، نورستان اور وسطی صوبہ گردیز میں نشر کی جا رہی ہیں۔ ان چینلز میں کام کرنے کے لیے پاکستان کے صوبہ سرحد، بلوچستان اور افغانستان کے مختلف صوبوں سے اینکر پرسن، ڈی جیز اور نیوز کاسٹروں کو بھاری تنخواہوں پر رکھا جا رہا ہے۔

ایسے حالات میں جب امریکی اپنی پناہ گاہوں میں بھی محفوظ نہیں رہے، امریکہ کی کوشش ہے کہ کسی طرح طالبان کے حملوں میں کمی لائی جائے۔ اس مقصد کے لیے امریکی وقتاً فوقتاً مذاکرات کا شوشا چھوڑتے رہتے ہیں۔ حال ہی میں بالبروک نے بیان دیا کہ اگر طالبان القاعدہ سے تعلّق توڑ لیں اور دیگر شرائط مان لیں تو ان سے مذاکرات کیے جا سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ بعض ایسی خبریں بھی پھیلائی جا رہی ہیں کہ طالبان سے مذاکرات کا دستِ سوال دراز کرتا نظر آتا ہے تو اس کا صاف مطلب یہی ہے کہ امریکہ اور صلیبی اتحادی یہ جنگ ہار چکے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ بھلا کوئی فاتح بھی مفتوح کی شرائط پر مذاکرات کرتا ہے مذاکرات کی افواہوں کی مجاہدین نے تردید بھی کی اور کسی بھی قسم کے مذاکراتی عمل میں شرکت کو اس موقع پر ناممکن قرار دیا۔ تحریک طالبان کی طرف سے اعلامیہ جاری کیا گیا جس میں کہا گیا کہ "امریکہ شکست کے دھانے پر کھڑا ہے، مذاکرات کسی صورت نہیں ہوں گے۔ عوام عالمی میڈیا کی افواہوں پر کان نہ دھریں۔ حکومت بنانے یا پشتون علاقے کے کنٹرول کے لیے کسی سے مذاکرات نہیں ہوئے۔ تحریک طالبان کی طرف سے اعلامیہ جاری کیا گیا جس میں کہا گیا کہ "امریکہ شکست کے دھانے پر کھڑا ہے، مذاکرات کسی صورت نہیں ہوں گے۔ عوامی عالمی میڈیا کی افواہوں پر کان نہ دھریں۔ حکومت بنانے پر پشتون علاقے کے کنٹرول کے لیے کسی سے مذاکرات نہیں ہوئے۔ تحریک طالبان میں ملا حافظ احمد نامی کوئی شخص موجود نہیں"۔ عالمی میڈیا نے خبر شائع کی تھی کہ ملا حافظ احمد کی

قیادت میں طالبان نے سپین بولدک میں امریکہ کی جانب سے بنائی گئی کمیٹی سے مذاکرات کیے ہیں۔ مجاہدین نے اعلامیہ میں مزید کہا کہ طالبان میں کوئی اختلاف نہیں، سب ایک ہیں۔ امریکہ اور نیٹو شکست کے آخری مراحل میں ہیں اور طالبان اللہ کی نصرت سے اپنی منزل کے قریب ہیں۔

کفریہ افواج افغانستان میں کس طرح محصور ہو کر رہ گئی ہیں اور چاروں طرف سے موت ان کی طرف لپکتی چلی آ رہی ہے اس کا اندازہ اُس دلچسپ واقعہ سے لگایا جا سکتا ہے جو صوبہ بادغیس میں پیش آیا۔ جہاں زیر تربیت افغان پولیس اہل کار نے فائرنگ کر کے ۳ ہسپانوی فوجیوں کو ہلاک کر دیا۔ جوابی کارروائی میں پولیس اہل کار بھی جاں بحق ہو گیا، یہ تو معلوم نہیں ہو سکا کہ متذکرہ بالا پولیس اہل کار کا تعلّق مجاہدین سے تھا یا نہیں تاہم اس قسم کے واقعات میں اضافہ صلیبی افواج کے لیے شدید پریشانی کا باعث بن رہا ہے۔ واضح رہے کہ اس سے قبل بھی ایسے کئی واقعات پیش آ چکے ہیں جب افغان فوج یا پولیس میں سے کسی اہل کار نے فائرنگ کر کے صلیبی فوجیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ ایسے واقعات میں اکثر اوقات مجاہدین کی باقاعدہ منصوبہ بندی شامل ہوتی ہے اور صلیبیوں پر حملہ کرنے والا فرد انہیں ہلاک کر کے مجاہدین کے پاس پہنچنے میں کامیاب بھی ہو جاتا ہے۔ اس طرح کے واقعات سے صلیبیوں کے افغان فوج اور پولیس پر اعتماد میں کمی آ رہی ہے اور اب آہستہ آہستہ صلیبی، افغان فوجیوں کی زیادہ قربت سے خوف کھانے لگے ہیں۔

ان حالات میں جبکہ افغان کٹھ پتلی حکومت کے صلیبی آقا اپنے فوجی اڈوں میں بھی دہشت زدہ رہنے لگے ہیں، افغان حکومت کی طرف سے پارلیمانی انتخابات کے انعقاد کو ڈرامہ ہی کہا جا سکتا ہے۔ انتخابات کی اصل تاریخ ۲۲ مئی تھی لیکن سیکورٹی حالات کے پیش نظر ۱۸ ستمبر کو دی گئی، افغانستان پر امریکی حملے کے بعد یہ دوسرے پارلیمانی انتخابات تھے۔ طالبان مجاہدین نے افغان عوام کو انتخابات کے عمل سے لاتعلّق رہنے کی ہدایت کی تھی۔ خود امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد حفظہ اللہ نے عید الفطر کے پیغام میں افغان عوام کو انتخابات میں حصّہ نہ لینے کا کہا تھا۔ اس کے علاوہ مجاہدین نے اعلان کیا کہ وہ انتخابات کو روکنے کے لیے ہر ممکن اقدامات کریں گے اور امیدواروں کو نشانہ بنائیں گے، پھر مجاہدین نے یہ کر کے بھی دکھایا۔ انتخابی عمل کے دوران حفاظتی اقدامات کے طور پر اڑھائی لاکھ افغان فوج تعینات کی گئی تھی، اس کے باوجود انتخابات کو محفوظ نہ بنا سکے۔ مجاہدین نے اپنی کارروائیوں میں ۳ پارلیمانی امیدواروں کو اغوا بھی کیا گیا جن میں سے ایک کو بعد میں قتل کر دیا گیا، گورنر قندھار حملے میں بال بال بچا۔ انتخابات والے دن مجاہدین کے حملوں میں بیسیوں نیٹو و افغان فوجی ہلاک ہوئے۔ اس انتخابی عمل سے عوام کی لاتعلقی ڈھکی چھپی بات نہیں رہی، ۳۶۰ اضلاع میں سے ۱۶۲ اضلع میں کوئی پولنگ اسٹیشن ہی نہیں تھا۔

۱۰۰۰ پولنگ اسٹیشن تو سیکورٹی کی وجہ سے پہلے ہی بند کر دیے گئے تھے جبکہ ۱۲۶۰ پولنگ اسٹیشن دن گیارہ بجے کے بعد بند کر دیے گئے۔ جو پولنگ اسٹیشن کھلے رہے وہاں بھی ٹرن آؤٹ نہ ہونے کے برابر تھا۔

مذکراتی افواہیں ہوں یا انتخابی ڈرامہ۔۔۔اس سب کے باوجود یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ صلیبی اتحادی اپنے سردار امریکہ سمیت افغانستان میں اسلام کے بیٹوں کے ہاتھوں عاجز آ چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی نصرت کی بدولت مجاہدین اسلام نے کفار کے جوڑ جوڑ پر کچھ ایسے کاری وار کیے ہیں کہ وہ بلبلا بھی رہے ہیں اور راہ فرار تلاش کرنے میں سرگرداں بھی ہیں۔ یہی وہ نصرت ہے جس کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے اپنی راہ میں نکلنے والوں سے کیا ہے اور اسی نصرت اور تائید غیبی نے خطہ خراسان میں مجاہدین کو فتح و نصرت سے ہم کنار کیا ہے۔

اسلامی امارتِ افغانستان

صوبہ لغمان کے جہادی کمانڈر مولوی نجیب اللہ حقانی کا انٹرویو

لغمان کے مجاہد عوام ہمیشہ سے جہادی تحریکوں کے معاون رہے ہیں۔صوبہ لغمان ملک کے مشرق میں واقع ہے اس صوبے کے شمال میں پنج شیر اور نورستان، مشرق میں کنٹر، جنوب میں ننگرہار اور مغرب میں کابل اور کاپیسا کے صوبے ہیں۔

صوبہ لغمان میں دارالحکومت مہترلام سمیت مندرجہ ذیل چار اضلاع ہیں (1) قرغئی (2) دولت شا (3) علیشنگ (4) الینگار۔صوبہ لغمان انتہائی حساس اسٹراٹیجک اہمیت کا حامل صوبہ ہے اور اس کا شمار ملک کے چند انتہائی خوبصورت اور پُرفضا صوبوں میں ہوتا ہے اور اس صوبے کا زیادہ تر علاقہ پہاڑوں پر مشتمل ہے اور ان پہاڑوں پر جنگلات کی چادر بچھی ہوئی ہے۔

ذیل میں آپکی خدمت میں صوبہ لغمان کے جہادی کمانڈر مولوی نجیب اللہ حقانی کا انٹرویو پیش ہے لیکن اس سے قبل ان کا مختصر تعارف حسب ذیل ہے:

مولوی نجیب اللہ صوبہ کنٹر کے ضلع شیگل کے گاؤں مونی کے ایک دین دار اور جہاد دوست گھرانے میں پیدا ہوئے۔آپ نے ابتدائی تعلیم گاؤں کی مسجد میں حاصل کی اور پھر افغانستان پر روسی قبضے کے بعد آپ نے اپنے خاندان سمیت پاکستان ہجرت کرنے پر مجبور ہوگئے۔اس دوران آپ نے آٹھویں تک اسکول کی تعلیم حاصل کی اور پھر آپ نے دینی علوم کے حصول کی خاطر مدارس اسلامیہ کا رخ کیا،اور بالآخر ۱۹۹۶ کو آپ پاکستان کی مشہور و معروف دینی درسگاہ جامعہ حقانیہ اکوزہ خٹک سے علوم نبویہ کی سند حاصل کرنے میں کامیاب ہوئے۔آپ ابتداء سے تحریک طالبان سے وابستہ ہیں،آپ نے گریشک، دلارام،اور صوبہ فراہ کی فتوحات میں اہم کردار ادا کیا ہے۔اس کے بعد آپ نے کابل میں مختلف وزارتوں میں کلیدی عہدوں پر کام کیا ہے۔افغانستان پر امریکی حملے کے بعد آپ نے میدان کارزار کو گرم رکھا اور صوبہ کنٹر میں جہادی امور کو تسلسل بخشا۔آپ صوبہ کنٹر میں امارت اسلامیہ کی جانب سے عمومی کمانڈر کی حیثیت سے کافی عرصے تک ذمہ داریاں نبھاتے رہے اور ساتھ ساتھ آپ صوبہ نورستان میں بھی خدمات سرانجام دیتے رہے اور اب آپ کی تقرری صوبہ لغمان کے عمومی کمانڈر کی حیثیت سے ہوئی ہے اور اب آپ اس صوبے میں اپنی ذمہ داریاں نبھا رہے ہیں۔

سوال: مولانا صاحب سب سے پہلے آپ کو الامارہ ویب سائٹ کے انٹرویو سیکشن کی جانب سے خوش آمدید کہتے ہیں، آپ سے درخواست ہے کہ آپ ہمارے قارئین کو صوبہ لغمان کے عمومی حالات کے بارے میں بتائیں۔

جواب: **الحمدللہ رب العالمین والصلاۃ السلام علی قائد المجاھدین محمد و علی اللہ واصحابہ اجمعین:** سب سے پہلے الامارہ ویب سائٹ چلانے اور پڑھنے والوں کو سلام پیش کرتا ہوں، مجھے اس بات کی بے حد خوشی ہو رہی ہے کہ آج میں الامارہ ویب سائٹ کے توسط سے اپنے بھائیوں کو صوبہ لغمان کے جہادی کارروائیوں کی تفصیلات بیان کرنے کا موقع پا رہا ہوں۔ آپ کے سوال کے جواب میں کہوں گا کہ اللہ کے فضل اور کرم سے صوبہ لغمان میں صوبائی دارالحکومت مہترلام سمیت علی شنگ، دولت شاہ اور قرغئی کے اضلاع کے بیشتر حصوں میں ہمارا اثر رسوخ پایا جاتا ہے۔

ضلعی قرغئی جس سے کابل اور جلال آباد کی اہم شاہراہیں ملتی ہیں اب وہاں مجاہدین ماضی کے مقابلے میں زیادہ کامیاب ہیں، صوبائی دارالحکومت مہترلام کا علاقہ بادپیش بھی مجاہدین کے کنٹرول میں ہے اور اسی طرح شہر کے وسط میں بھی دشمن پر حملے کیے جاتے ہیں۔ علی شنگ اور دولت شاہ میں کٹھ پتلی انتظامیہ کی صرف ضلعی مراکز تک عملداری ہے جب کہ آس پاس کے تمام علاقے مجاہدین کے کنٹرول میں ہیں۔ صوبہ لغمان میں صرف ضلع النیکار میں جہادی سرگرمیاں کچھ حد تک کمزور ہیں جہاں ابھی تک مجاہدین چھاپہ مار کارروائیوں پر اکتفا کر رہے ہیں، باقی اس صوبے کے دیگر حصوں میں کارروائیاں بدستور جاری ہیں۔ مراکز اور اضلاع کے لیے ذمہ داروں کا تعین ہو چکا ہے، مختلف کمیٹیاں تشکیل دی جا چکی ہیں۔ فی الحال جہادی امور کی انجام دہی کے حوالے کسی خاص پریشانی کا سامنا نہیں ہے۔

سوال: لغمان میں قابض افواج کی پوزیشن کے بارے میں آگاہ کیجیے؟

جواب: اس صوبے میں بھی دیگر مشرقی صوبوں کی طرح امریکی فورسز ہیں۔ مختلف علاقوں میں ان کے فوجی مراکز ہیں۔ ان کا مرکزی فوجی اڈہ مہترلام ہے، اسی طرح علی شنگ میں بھی اڈہ ہے، لغمان اور نورستان کے مابین کلہ گوش نامی علاقے میں بھی ایک پی آر ٹی ہے اور اب انہوں نے قرغئی میں بھی ایک فوجی اڈہ بنانے کا کام شروع کیا ہے۔

سوال: لغمان میں آپ کے مجاہدین کی تعداد کتنی ہے؟

جواب: مجاہدین کی تعداد اور ان کی تشکیل کے بارے میں آپ کو پوری تفصیلات سے آگاہ نہیں کر سکتا

کیونکہ یہ ایک جنگی راز ہے لیکن میں آپ کو اتنا بتانا چاہتا ہوں کہ اللہ کے فضل اور کرم سے ہم کافی تعداد میں موجود ہیں۔ ہماری تشکیل اس حد پہنچ چکی ہے کہ اگر دشمن چاروں اضلاع میں نکل باہر آئے اور گشت کرے، تو ہم ہر علاقے میں اتنی تعداد میں ہیں کہ ان کا مقابلہ کریں اور ان کا راستہ روکیں، رسد کے حوالے سے بھی مجاہدین کسی خاص قسم کی پریشانی کا سامنا نہیں کر رہے ہیں تمام اشیاء دستیاب ہیں۔

سوال: کچھ عرصہ قبل مجاہدین نے لغمان کے مرکزی علاقے بادپیش میں کٹھ پتلی فوج کے خلاف زبردست کارروائی کی تھی اور اس کارروائی کو چھپانے کی بہت کوشش کی گئی آخر وقت تک کٹھ پتلی انتظامیہ نے اس کے بارے میں کچھ نہیں کہا۔اس واقعے کو میڈیا میں کافی کوریج ملی۔امریکی اخبار نیویارک ٹائمز نے خصوصی مضامین لکھے اور اس کو مجاہدین کی ایک تاریخی کامیابی قرار دیا، آپ ہمیں اس کارروائی کا تفصیلی احوال بتائیں اور یہ بھی بتائیں کہ کس طرح مجاہدین نے دشمن کو تباہ کن نقصانات پہنچائیں۔

جواب: جیسا کہ آپ نے فرمایا کہ مجاہدین نے اللہ تعالیٰ کی مدد سے بادپیش کے علاقے میں تاریخی کامیابی حاصل کی، اس واقعے کی تفصیل کچھ یوں ہے کہ کابل اور جلال آباد کی بڑی شاہراہ جو لغمان سے گزرتی ہے، گزشتہ کچھ عرصے سے یہ راستہ ہماری توجہ کا مرکز بن چکا ہے، ساتھ ساتھ ہمارے دشمن نے بھی اس راستے کی حفاظت کی خاطر اپنی تمام توجہ مبذول کی ہوئی ہے لیکن اس کے باوجود بھی مجاہدین نے مسلسل اس راستے پر جانے والے قافلوں اور فوج کے ہر کانوائے کو نشانہ بنایا ہے اور ہمارے ان حملوں کے سبب دشمن کو سخت پریشانی ہوئی، تو اس نے ایک منظّم منصوبے کے تحت لغمان کے مرکزی علاقے بادپیش میں جہاں مجاہدین کافی تعداد میں موجود ہوتے ہیں آپریشن کا منصوبہ بنایا۔اس آپریشن میں ایک اہم نکتہ یہ بھی تھا کہ یہ آپریشن کٹھ پتلی آرمی کے تدریبی عمل بھی ہوگا، کیونکہ گزشتہ کچھ عرصے سے کابل کی کٹھ پتلی انتظامیہ اپنے فوجیوں کے طاقت ور اور مکمل تربیت یافتہ ہونے کی دعوے دار ہے اور امریکی بھی یہ چاہتے ہیں کہ کٹھ پتلی آرمی کا اس طریقے سے جائزہ لیا جائے۔ وہ اس بات کا اندازہ لگانا چاہتے تھے کہ کٹھ پتلی آرمی کا اس طریقے سے جائزہ لیا جائے۔ وہ اس بات کا اندازہ لگانا چاہتے تھے کہ کس حد تک ان میں مقابلے کی طاقت ہے، دشمن اپنی تمام تر طاقت کے ساتھ اس سال ۱۳ اگست کو حملہ آور ہوا۔ ۱۴۱ فوجی اور بکتر بند گاڑیوں سمیت ۳۵۰ فوجیوں نے اس کارروائی میں حصّہ لیا۔ دشمن نے جس صبح حملہ کرنا چاہا اس روز مجاہدین نے مجھ سے رابطہ کیا، اور کہا کہ ان کے پاس کافی مقدار میں اسلحہ نہیں، لیکن اس کے باوجود مجاہدین نے اللہ کی ذات پر بھروسہ کرتے ہوئے ان کے ساتھ مقابلہ شروع کیا، یہ معرکہ شام تک چلتا

رہااور بالآخر دشمن کو ناکامی ہوئی اور ۴۱ گاڑیوں میں سے اکثر تباہ ہوئیں۔ ۱۸ گاڑیاں مجاہدین کے ہاتھ لگیں۔ ۵۷ فوجیوں کی لاشیں میدان میں پڑی رہیں، جب کہ ۲۵ فوجی گرفتار ہوئے۔ اس پوری جنگ میں ہمارے صرف ۲ مجاہد شہید ہوئے، اس حملے میں شرکت کرنے والے مجاہدین کا کہنا ہے کہ اس روز انہوں نے اپنی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کی مدد کو دیکھا کیونکہ دشمن کے مقابلے میں مجاہدین کے وسائل بہت کم تھے مگر پھر بھی اللہ تعالیٰ نے بادلوں کو حکم دیا، جس سے طیاروں کو ہدف تک رسائی میں مشکلات پیش آئیں۔ اس حملے میں کافی مقدار میں اسلحہ اور گولہ بارود مجاہدین کے ہاتھ لگا، وہ مجاہدین جو صبح اسلحہ کی کمی کی شکایت کررہے تھے شام کو مجھ سے کہنے لگے کہ اتنا سارا اسلحہ جمع ہوگیا ہے، اس کا کیا کریں اور کن کو تقسیم کریں، یہ اللہ تعالیٰ کی مدد کا واضح ثبوت ہے۔

سوال: اس کارروائی کے علاوہ دیگر مقامات پر عسکری کارروائیوں کی کیا کیفیت ہے؟

جواب: دیگر علاقوں میں بھی الحمداللہ عسکری کارروائیاں بہت تیزی سے جاری ہیں۔ کابل جلال آباد شاہراہ ہمارے نشانے پر ہوتی ہے، اس علاقے میں دشمن کو سخت نقصانات پہنچائے گئے ہیں۔ ان کے مورچوں پر حملے ہوئے ہیں۔۔۔۔ میں ان کے اڈوں پر میزائل حملے بھی ہوئے ہیں اور ان کے فوجی کارواں بھی بارودی سرنگوں کا نشانہ بنے ہیں۔ لغمان کے مرکز میں بھی دشمن کے فوجی اڈوں اور مورچوں پر حملے کیے گئے ہیں جن کی تفصیل آپ تک بھی پہنچی ہوگی۔

سوال: لغمان میں مجاہدین کو حاصل عوامی تائید کی نوعیت کیا ہے؟

جواب: لغمان کے مجاہد عوام روزِ اول سے جہادی اقدامات کے معاون رہے ہیں، اب بھی پورے لغمان میں مجاہدین عوام کے آغوش میں رہتے ہیں۔ مجاہدین کی کامیابی کا اہم سبب بھی یہی ہے کہ ان کو عوام کی مکمل تائید حاصل ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ کا شکرادا کرتے ہیں اور عوام کی اس تائید پر فخر کرتے ہیں۔

سوال: آخر میں صوبہ نغمان کے جہادی امور کے ذمہ دار کی حیثیت سے آپ مجاہدین اور اسی طرح مخالفین کو کوئی پیغام دینا چاہتے ہیں؟

جواب: مجاہدین کو میرا پیغام یہ ہے کہ سب سے پہلے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کریں اس کی رضامندی سب سے زیادہ اہم ہے۔ اپنے امرا کی اطاعت از حد ضروری ہے، عام لوگوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا جائے، عوام الناس کے معاملے میں حتیٰ الامکان درگذر سے کام لیا جائے، کیونکہ جہاد میں کامیابی کے لیے عوام کی تائید ضروری ہے کیونکہ ایک اسلامی تحریک اس وقت کامیاب ہوتی ہے جب اس

کوعوام کی تائید حاصل ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے (**وھو الذی ایدک بنصرہ وبالمؤمنین**) افغان عوام کو یہ پیغام ہے کہ وہ جمہوریت اور تعمیر نو کے نام پر کسی کے دھوکہ میں نہ آئے، جس طرح انہوں نے اپنے آغوش میں مجاہدین کو جگہ دی ہے اسی طرح ان سے مالی اور جانی تعاون جاری رکھا جائے۔

نام نہاد قومی فوج میں شامل افراد کو میرا یہ پیغام ہے کہ کفار کی صف میں کھڑے ہو کر نہ لڑا جائے جوان کو بطور ایندھن کے استعمال کررہے ہیں اور ان کو اس سے زیادہ اہمیت نہیں دی جاتی۔ ہم نے لغمان میں ۲۵ فوجیوں کو گرفتار کیا اور پھر ہم نے اس کا دشمن سے تبادلہ کرانا چاہا تو دشمن اس کے تیار نہیں ہوا، ان ۲۵ افراد کے مقابلے میں ایک قیدی کی رہائی کے لیے بھی وہ تیار نہیں ہوئے اور انہوں نے ہمیں پیغام دیا کہ ان کو مار دو ہم تبادلہ نہیں کرنا چاہتے، مگر مجاہدین نے ان کا احسان اً رہا کر دیا۔ نام نہاد افغان آرمی کو اس سے سمجھ لینا چاہیے کہ ان کی کوئی خاص اہمیت نہیں تو اب ان فوجیوں کو بھی چاہیے کہ ان کے تعاون سے ہاتھ کھینچ لے۔

صلیبی افواج کو میرا یہ پیغام ہے ہے کہ وہ حالات کا جائزہ لیں اور افغانستان کی تاریخ کا ازسرنو مطالعہ کریں، ان کو یہ سمجھ لینا چاہیے کہ وہ تمام تر طاقت اور کوششوں کے باوجود یہ نہیں کر سکتے کہ وہ اپنے ناجائز قبضے کو مستحکم کریں۔ وہ بھی روسیوں کی طرح جھوٹے بہانے سے بھاگنے پر مجبور ہو جائیں گے۔ لہٰذا ان ممالک اور ان کے ارباب حکومت کو ہمارا یہ پیغام ہے کہ وہ اپنے وسائل کو یہاں پانی کی طرح نہ بہائیں کیونکہ انہیں یہاں ذلت اور رسوائی کے سوا کچھ حاصل ہونے والا نہیں ہے۔

دشمن اپنی افواج تک سامان رسد پہنچانے سے بھی عاجز ہے

(قندھار میں طالبان مجاہدین کے کماندان حاجی احمد سعید کے ساتھ تفصیلی انٹرویو)

اللہ رب العزت کے نام سے، جو نہایت مہربان، نہایت رحیم ہے۔

مغربی ذرائع ابلاغ کی جانب سے قندھار میں ہونے والے تازہ ترین آپریشن کو مجاہدین کے خلاف ایساف کی آخری عسکری مہم جوئی کے بطور پیش کیا گیا۔ اس آپریشن کے بارے میں اکثریتی رائے ہے کہ امریکہ اس مہم میں بری طرح ذلت کا شکار ہوا اور امریکہ کے پاس اب افغانستان چھوڑ دینے کے سوا کوئی چارہ کار نہیں رہا۔

دشمن یہ اعتراف کرتا ہے کہ اس آپریشن کا بنیادی مقصد مجاہدین کے ہاتھوں سے قندھار (جو کہ افغانستان کا دوسرا بڑا صوبہ ہے) کا قبضہ ختم کرانا تھا، اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے دشمن نے نہ صرف قندھار کے اردگرد کے علاقوں میں عسکری قوت آزمائی کی بلکہ ساتھ ہی ساتھ قندھار کے مرکزی حصوں میں بھی قوت آزمائی کی۔ یہ جاننے کے لیے کہ اس آپریشن سے مجاہدین پر کیا اثرات مرتب ہوئے الامارہ ویب سائٹ نے قندھار میں مجاہدین کے آپریشن کمانڈر حاجی احمد سعید سے گفتگو کی ہے جس کی تفصیل اس انٹرویو کی صورت پیش کی جارہی ہے۔

الامارہ: سب سے پہلے تو آپ ہمیں قابض صلیبی افواج کے قندھار آپریشن کے بارے میں عمومی معلومات فراہم کریں کہ صلیبی افواج نے اب تک کون کون سی کارروائیاں سرانجام دی ہیں؟

حاجی احمد: تمام تعاریفیں اللہ کے لیے، قندھار شہر ماضی میں بھی مجاہدین کی کارروائیوں کا مرکز رہا ہے اس شہر نے مجاہدین اسلام کی عظمت، بہادری اور انتھک محنتوں سے بھرپور عسکری کارروائیوں کا مشاہدہ کیا ہے۔ ان کارروائیوں کے نتیجے میں دشمنوں پر مجاہدین کی ہیبت طاری ہوگئی ہے اور کفار یہ اعتراف کرتے ہیں کہ افغانستان مجاہدین اسلام کے جھنڈے تلے فتح یاب ہوجائے گا۔ اس حقیقت کو دیکھتے ہوئے صلیبیوں نے اپنی حکمت عملی تبدیل کرلی ہے اور اپنی تمام تر توجہ قندھار اور اس کے اطراف کے علاقوں کی جانب مرکوز کردی ہے۔ اس حکمت عملی کے ساتھ ہی صلیبی اپنے لاؤلشکر کے ساتھ علاقے میں آدھمکے، یہ تعداد پہلے کی نسبت کافی زیادہ تھی۔ اس کثیر تعداد میں صلیبیوں کی موجودگی کو علاقے میں بھی محسوس کیا گیا، جہاں دشمن کی پیدل فوج کے ساتھ ساتھ ''موٹرائزڈ بٹالیں'' شامل ہے۔ صلیبیوں نے آس پاس کی آبادیوں مین بڑے پیمانے میں چھاپوں اور گھر گھر تلاشی کا سلسلہ بھی شروع کیا تاکہ مجاہدین یا کسی بھی قسم کی اسلحہ کی موجودگی کا پتہ چلایا جاسکے۔ کافر افواج نے مجاہدین کے زیراثر علاقوں میں بھی مہم جوئی کا

آغاز کیا۔ شہر کے مرکز کو عام پولیس اسٹیشنز کے علاوہ بے ہنگم غیر ملکی وصلیبی افواج کی چیک پوسٹوں سے بھر دیا گیا۔ شاہراؤں پر مزید چیک پوائنٹس بنادی گئیں اور سراغ رسانی کے لیے مخبروں اور جاسوسوں کو مجتمع کرلیا گیا ہے۔ یہ تمام مناظر قندھار کو ایک ایسے شہر کے طور پر پیش کرتے ہیں جس کا محاصرہ کرلیا گیا ہو۔

دشمنوں نے یہ ساری افراتفری، اضطراب اس لیے پھیلایا ہے تاکہ مجاہدین کی سرگرمیاں معطل ہوسکیں لیکن الحمدللہ شہر کے مرکز میں ہونے والی ہماری تازہ عسکری کارروائیوں نے ثابت کیا ہے کہ دشمن اپنے مقاصد میں مکمل طور پر ناکام ہوچکا ہے۔ حتیٰ کہ مغربی سرکاری اور غیر سرکاری اداروں نے بھی مجاہدین کی قندھار میں ہونے والی کارروائیوں کی تصدیق کرتے ہوئے یہ وضاحت کی ہے کہ مجاہدین کی کارروائیوں میں بجائے کمی آنے کے ۲۴ فیصد زیادہ شدت آچکی ہے۔

الامارہ: صلیبی افواج کا دعوی ہے کہ انہوں نے جگہ جگہ چیک پوائنٹس بنا کر ایسی پٹی تشکیل دی ہے جس نے مجاہدین کی نقل وحرکت کو بالکل محدود کردیا ہے، اس بارے میں آپ کی کیا اطلاعات ہیں؟

حاجی احمد: یہ درست ہے کہ صلیبیوں نے کافی تعداد میں چیک پوائنٹس بنائے ہیں جو شہر کے تمام راستوں کو جاتے ہیں جن میں شاہراہیں بھی شامل ہیں۔ اس کے علاوہ انہوں نے آرمی کے بڑے بڑے کیمپ قائم کیے ہیں۔ ان میں سے ایک ایسا ہی کیمپ شاہراہ پنجوائی نزد کوبوائی میں، دوسرا براستہ خنجکہ سے ٹوپ، تیسرا شہر کے قلب میں سیلو کے نزدیک، اور ایک شاہراہ اغراب میں میر احمد خان کلاچی کے نزدیک، ایک کوتل کے قریب، ایک شاہ ولی کوٹ کی سڑک پر، ایک شاہراہ کابل میں اینومنی کے قریب، ایک بلدک روڈ پر سہراندا سے شہر جانے والے راستے پر بنایا گیا ہے۔ اس کے علاوہ انہوں نے دونئے آرمی پوسٹ قائم کی ہیں جو کہ مہالاجات کی طرف جاتی ہیں۔ ان تمام چیک پوسٹوں میں مغربی ممالک میں استعمال ہونے والے جدید ترین سراغ رسانی کے آلات نصب کیے گئے ہیں۔ اس کے باوجود صلیبی آج تک کسی ایک مجاہد کو بھی گرفتار کرسکے اور نہ ہی چہار جانب موجود مجاہدین کے قبضے سے کسی قسم کا بارودی مواد یا بارود بھری گاڑی برآمد کرسکے۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ روزانہ دسیوں مجاہدین بارود سے بھری گاڑیوں سمیت ان چیک پوسٹوں اور فوجی کمین گاہوں کے سامنے سے گزرتے ہیں۔ ہمارا ایمان ہے کہ یہ سب اللہ تعالیٰ کی خاص رحمتوں کے سبب ہے جو ہماری مدد ونصرت کرتا ہے اور اپنے غیبی لشکروں کے ذریعے ہمیں دشمن پر کاری ضربیں لگانے کی توفیق عطا فرماتا ہے۔ صلیبیوں کی بنائی گئی ''حفاظتی پٹی،، سے مجاہدین کا تو کچھ نہیں بگڑا البتہ یہ مقامی آبادی اور عوام الناس میں سراسیمگی پھیلانے کا باعث بنی ہے۔ جبکہ مجاہدین کے حملوں میں تیزی آئی ہے جسے ہر کھلی آنکھ والا دیکھ سکتا ہے۔ لہٰذا یہ ''حفاظتی پٹی'' سے مجاہدین کی کارروائیوں پر ذرہ برابر اثر انداز نہیں ہوسکی اور اس کا مقصد فوت ہوچکا ہے۔

الامارہ: قندھار شہر میں مجاہدین کی طرف سے کی گئی کارروائیوں کے متعلق کچھ بتائیے؟

حاجی احمد: قندھار میں صلیبی لشکر اور اُن کے معاون مرتد افغان اداروں کی جانب سے ڈھایا جانے والا ظلم جس قدر بڑھے گا، اُتنی ہی تیزی سے اس صلیبی کٹھ پتلی حکومت کا بوریا بستر گول ہوگا۔ مجاہدین کی کارروائیوں میں مزید شدت آئی جائے گی اور صوبہ بھر میں مجاہدین تمام بڑی شاہ راہوں اور مرکزی راستوں پر گھات لگا کر بیٹھتے ہیں، صلیبیوں کا شکار کرتے ہین اور دشمن اپنی چیک پوسٹوں اور فوجی قلعوں میں مقید ہو کر رہ جاتا ہے۔ مجاہدین کی انہیں کارروائیوں اور گھات لگا کر کفار پر حملوں کی وجہ سے دشمن بھی یہ اعتراف کرنے پر مجبور ہے کہ وہ اپنی افواج تک معمول کا سامان رسد پہنچانے سے بھی قاصر اور عاجز آچکا ہے اور وہ اس حقیقت کا بھی اعتراف کرتے ہیں ہیں کہ کسی بھی فوجی چیک پوسٹ پر مجاہدین کے حملے کی صورت میں اپنے فوجیوں تک کسی بھی قسم کی مدد پہنچانا اُن کے لیے ناممکن ہوتا ہے۔

اسی طرح دن کے اوقات میں مجاہدین کفار اور اُس کے اتحادیوں کی تمام تر سرگرمیوں پر نظر رکھے ہوتے ہیں۔ ہر روز دشمن کے جاسوس اور فوجی ہمارے مجاہد بھائیوں کی سنائپر گنوں کا نشانہ بنتے ہیں۔ کچھ دن پہلے قندھار بائی پاس پر مجاہدین شہر میں داخل ہونے والے ٹرکوں اور گاڑیوں کی تلاشی لے رہے تھے کہ دشمن تک رسد پہنچانے والی گاڑیوں اور ٹرکوں کو روکا جاسکے اور انہیں نذرِ آتش کیا جاسکے۔ اس ایک مثال سے یہ حقیقت پوری طرح ثابت ہوتی ہے کہ مجاہدین اپنی کارروائیوں اور سرگرمیوں کی تکمیل کے لیے کسی قسم کی پابندیوں کو خاطر میں نہیں لاتے اور اپنی مرضی اور منشا کے مطابق جہاں چاہیں اور جیسے چاہیں کارروائیاں کرتے ہیں۔ دوسری جانب دشمن جنگ کرنے کا حوصلہ ہار چکا ہے اور شکست خوردگی کا شکار ہے۔

الامارہ: یہ بات زبان زد عام ہے کہ جب سے قندھار آپریشن شروع ہوا ہے اُس وقت سے عام شہریوں کے لاپتہ ہونے کے واقعات بڑھ گئے ہیں اور آئے روز ایسے واقعات میں اضافہ ہو رہا ہے۔ ایسے ہی بہت سے افراد کے متعلق پتہ چلا کہ اُنہیں امریکیوں اور اُن کے کٹھ پتلی افغان اداروں نے اغوا کیا ہے، اس بارے میں آپکے پاس کیا معلومات ہیں؟

حاجی احمد: جی یہ بات بالکل درست ہے کہ امریکیوں اور کٹھ پتلی افغان حکومت نے بے شمار معصوم لوگوں کو گرفتار کیا ہے اور اُن کی اکثریت ابھی تک قید خانوں میں تعذیب وتشدد برداشت کر رہی ہے۔ ان تمام افراد کو سرکاری خفیہ اداروں اور مقامی غداروں نے گرفتار کیا ہے۔ ان میں سے بیشتر افراد کو ذاتی رنجشوں اور قبائلی رقابتوں کی وجہ سے گرفتار کر کے امریکیوں کے حوالے کیا گیا۔ ایسے واقعات کی باریک بینی سے تفتیش کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ بہت سے افراد کو بہیمانہ تشدد کر کے موت کے منہ میں دھکیل دیا گیا ہے۔ یہ تمام افراد معصوم افغان شہری ہیں جن کی اموات کی تفتیش تمام انصاف پسند لوگوں کا مطالبہ ہے۔

الامارہ: صلیبیوں کی طرف سے آئے روز یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ مجاہدین کا اسلحہ بارود کا ذخیرہ، بڑی مقدار اور تعداد میں بارودی سرنگیں برآمد کی گئی ہیں۔ اس حوالے سے آپ کیا کہیں گے؟

حاجی احمد: صلیبیوں کے یہ بے بنیاد دعوے ہیں جن کا کوئی سر پیر نہیں۔ الحمدللہ ہمیں ابھی تک ایسی کسی صورت حال کا سامنا کرنا نہیں پڑا ہے کہ جس میں مجاہدین کے اسلحہ اور بارود کو امریکیوں اور اُن کے حواریوں کی سراغ رسانی کے سبب پکڑا گیا ہو۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ کبھی کبھار ایسا ہوا ہے کہ مجاہدین کی طرف سے بچھائی گئی کچھ بارودی سرنگیں، تکنیکی وجوہات کی بنا پر پھٹنے میں ناکام رہتی ہیں جو اس میں دشمنوں کے ہاتھ لگتی ہیں اور وہ ''بھاری مقدار میں اسلحہ و بارود کی برآمدگی'' کا دعویٰ کر کے جھوٹ کو پروان چڑھاتے ہیں۔

الامارہ: قندھار میں عامتہ المسلمین کی اموات سلگتا ہوا مسئلہ ہے۔ دشمن میڈیا کے ذریعے یہ پروپیگنڈا کرتا ہے کہ عام شہری زیادہ تر مجاہدین کی کارروائیوں میں مرتے ہیں، آپ اس بارے میں کیا کہنا چاہیں گے؟

حاجی احمد: میں قندھار میں مجاہدین کا ذمہ دار ہوں اور مجھے اس ذمہ داری کی حساسیت کا اندازہ اور شعور ہے۔ میں اس ذمہ داری کی وجہ سے اللہ رب العزت کے ہاں بھی جواب دہ ہوں اور افغان مسلمانوں کے سامنے بھی۔۔۔ اللہ گواہ ہے کہ اگر ہمیں عامتہ المسلمین کے خون کی حرمت کا احساس نہ ہو اور ہم اُن کی حفاظت کے حریص نہ ہوں تو آپ دیکھیں گے کہ ہماری موجودہ کارروائیوں میں دس گنا زیادہ شدت پیدا ہو سکتی ہے لیکن ہم عامتہ المسلمین کے جان و مال میں نقصان کے اندیشہ سے اپنی کارروائیوں کو محدود رکھتے ہیں۔ ہماری ہر ممکن کوشش ہوتی ہے کہ کسی بھی طرح عام مسلمانوں کی جانوں کا نقصان نہ ہو۔ متعدد مرتبہ ایسا ہوا ہے کہ ہمیں اپنی کارروائیوں کو عام مسلمانوں کے اموات کے خوف کی وجہ سے ملتوی کرنا پڑا ہے جبکہ دوسری جانب کفار ہمیشہ اس کوشش میں ہوتے ہیں کہ اُس کی نقل و حرکت اور اُس کا قیام عام آبادی کے مرکز میں ہوتا کہ مجاہدین کے حملے کی صورت میں جو کچھ بھی شہری آبادی کا نقصان ہو، اُس کا قصوروار مجاہدین کو ٹھہرایا جائے۔ یہی وجہ ہے کہ ایسے علاقوں میں مجاہدین، دشمن پر وار کرنے سے اجتناب کرتے ہیں کیونکہ دشمن عام مسلمانوں کو بطور ڈھال استعمال کرنے سے ذرا بھی نہیں چوکتا۔

الامارہ: صلیبیوں کی طرف سے قندھار آپریشن شروع ہونے کے بعد جب مجاہدین نے کٹھ پتلی اداروں سے وابستہ افراد کو 'ٹارگٹ کلنگ' کے ذریعے قتل کرنا شروع کیا تو بعض ذہنوں میں یہ شعبہ پیدا ہوا کہ مجاہدین عام افراد کو ٹارگٹ کر رہے ہیں۔ اسی وجہ سے موجودہ صورت حال سے لوگ خوف و ہراس کی کیفیت کا شکار ہے۔ آپ کا ایسے افراد کے لیے کیا پیغام ہے؟

حاجی احمد: میں ایسے لوگوں سے کہنا چاہتا ہوں کہ اگر وہ سرکاری ملازم نہیں ہیں تو انہیں مکمل طور پر پرسکون رہنا چاہیے۔ کیونکہ ہماری کارروائیاں جلد بازی میں اور بلا سوچے سمجھے نہیں ہوتی۔ بلکہ ہماری ہر ہر

کارروائی سے متعلق تمام امور نہایت باریک بینی سے طے ہوتے ہیں اور ہر کام باقاعدہ منصوبہ بندی کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ لہٰذا اُنہیں خوف زدہ ہونے کی قطعی ضرورت نہیں۔ میں یہ بات واضح طور پر کہنا چاہتا ہوں کہ مجاہدین جب کسی فرد کو اپنے ہدف پر رکھتے ہیں تو اُس کے متعلق تمام معلومات اکٹھی کی جاتی ہیں کہ اس فرد کا کس کٹھ پتلی ادارے سے تعلق ہے یا وہ اپنے مغربی آقاؤں کی خدمت کے لیے کس ڈیوٹی پر مامور ہے۔ یہ تمام معلومات حاصل کرنے کے بعد ہی کسی شخص کو کفار سے تعاون کرنے کے جرم کا سزاوار ٹھہرایا جاتا ہے اور اُس کو ٹارگٹ کیا جاتا ہے۔

جب سے میں یہ ذمہ داری نبھا رہا ہوں اُس وقت سے صرف ایک ایسا واقعہ ہوا کہ ہمارے ایک مجاہد ساتھی سے غلطی سے ایک ایسے فرد کو قتل کر دیا جو کہ بے گناہ تھا۔ جب اس واقعہ کی تفصیل معلوم کی گئی تو پتہ چلا کہ مقتول کی شکل و شباہت اصل مجرم سے بہت مشابہ تھی اور وہ اُس وقت بالکل اُسی جگہ موجود تھا جہاں اُس مجرم کی موجودگی کی اطلاع تھی، اس وجہ سے وہ شخص نشانہ بن گیا۔ اس واقعہ کے بعد ہم نے شریعتِ اسلامیہ کے احکامات کے مطابق مقتول کے ورثا سے رابطہ کیا اور انہیں دیت ادا کی۔ اس ایک واقعہ کے علاوہ میں پوری ذمہ داری سے کہتا ہوں کہ کبھی کسی معصوم اور بے گناہ کو مجاہدین نے نقصان نہیں پہنچایا۔ میں اپنے مسلمان بھائیوں کی تسلی کے لیے زور دے کر کہتا ہوں کہ مجاہدین اپنے ہی مسلمان بھائیوں کی تسلی کے لیے زور دے کر کہتا ہوں کہ مجاہدین اپنے ہی مسلمان بھائیوں کے خلاف کوئی ایسی کارروائی نہیں کر سکتے۔

یہ بھی ممکن ہے کہ کٹھ پتلی حکومت اور اُن کے مغربی آقاؤں نے مجاہدین کو بدنام کرنے کے لیے کچھ ایسے افراد کو بھرتی کیا ہو جو مجاہدین کی سی شکل و شباہت اختیار کر کے ایسی ظالمانہ کارروائیاں کرتے ہوں تاکہ عام مسلمانوں کے دلوں میں مجاہدین کے لیے نفرت پیدا کی جا سکے۔ ہم نے قندھار کے عوام کو ایک رابطہ نمبر فراہم کیا ہے کہ اگر وہ کوئی ایسا واقعہ ہوتا دیکھیں تو اُس نمبر پر مجاہدین کے ذمہ داران سے فوری رابطہ کریں تاکہ دشمن کی اس چال کو ناکام بنایا جا سکے۔

الامارہ: قندھار کی حکومت کو آپ کس نظر سے دیکھتے ہیں؟

حاجی احمد: قندھار حکومت تو مجاہدین کے حملوں سے بمشکل تمام خود کو محفوظ رکھنے کی کوشش میں ہے۔ حکومت کے پاس نہ تو کوئی قابل ذکر سرکاری عملہ ہے نہ ہی انتظامی امور سنبھالنے کیلئے کوئی خاص افسر شاہی۔ یہ حکومت ہی سہارا دیئے ہوئے ہیں جبکہ مجاہدین کے پاس باضابطہ نظام حکومت موجود ہے اور قندھار کے عوام مجاہدین پر اعتماد کرتے ہوئے اپنے روزمرہ تنازعات کے حل اور فیصلوں کیلئے ہم سے رجوع کرتے ہیں۔

الامارہ: آخر میں آپ کوئی بات کرنا چاہیں یا کوئی پیغام دینا چاہیں تو دے سکتے ہیں۔

حاجی احمد: میں بطور ایک مجاہد کے تین اہم اور بنیادی امور پر اپنی بات رکھنا چاہوں گا۔ سب سے پہلی بات تو کٹھ پتلی حکومت کے ملازمین کو مخاطب کرتے ہوئے کہوں گا کہ اپنے ایمان کے تقاضوں کو سمجھیں اور اس حکومت سے کنارہ کشی اختیار کریں۔ کیونکہ جس حکومت کے وہ کارندے ہیں نہ تو وہ قانونی ہے اور نہ ہی شرعی بلکہ وہ صلیبی غلام کی حیثیت سے امریکی مفادات کی تکمیل کیلئے کفار کی خدمت کر رہی ہے۔ کسی بھی مسلمان کو یہ ہرگز زیب نہیں دیتا کہ وہ کفر کی خدمت کرنے والے ایسے اداروں میں شمولیت اختیار کرے یا کسی بھی طرح اُن کا حصہ ہو۔ ان کو بلا جھجک ایسے تمام سرکاری اداروں اور کٹھ پتلی انتظامیہ سے علیحدگی اختیار کر لینا چاہیے۔

میرا دوسرا پیغام اُن ٹھیکے داروں کیلئے ہے جو محض چند کوڑیوں کیلئے امریکی چاکری میں مصروف ہیں۔ یہ تو ممکن ہے کہ اس صلیبی چاکری کے نتیجے میں تمہیں دولت دنیا میسر آئے لیکن اس کے بدلے تم صلیبی افواج کیلئے افغانستان میں رہنے اور مستحکم انداز سے امت پر انہیں مسلط کرنے کے جرم کا ارتکاب کر رہے ہو۔ لہٰذا لازم ہے کہ تم اس غیر شرعی کمائی اور دولت کو سمیٹنے کے اپنے رویے سے توبہ کرو اور صلیبیوں سے ہر قسم کا تعاون ختم کرو۔

میرا تیسرا پیغام امریکی چھتری تلے قبائلی لشکر بنانے والوں کیلئے ہے۔ اس لشکروں میں شامل تمام کمانڈر اور سپاہی وہی ڈاکو، لٹیرے اور قزاق ہیں جو امارت اسلامیہ کے دور سے قبل عام مسلمانوں کے اموال کو لوٹنے اور انہیں ہر طرح کی تکالیف پہنچانے میں مصروف تھے اور معاشرے میں افراتفری کا باعث تھے۔ امارت اسلامیہ کے قیام کے بعد ان رہزنوں سے خوب اچھی طرح نمٹا گیا تھا اور انہیں غیر مسلح کر کے ان کی دُرگت بنائی گئی تھی۔ لیکن امریکیوں نے اپنے مفادات کیلئے انہیں دوبارہ اسلحہ سے لیس کیا۔ میں ان لوگوں کو کہتا ہوں کہ کچھ تو اپنی عقل استعمال کریں کہ امریکی کفار کس طرح انہیں امارت اسلامیہ کے خلاف استعمال کرتے رہے اور بعد میں تمہیں منشیات فروش، جرائم پیشہ، ڈاکو اور چور قرار دے کر راندۂ درگاہ بنا دیا۔ اب جبکہ صلیبی اپنی گردنوں تک افغانستان کی دلدل میں پھنس چکے ہیں تو وہ دوبارہ اپنے مذموم مقاصد کیلئے تمہاری آؤ بھگت کر رہے ہیں۔ کیا تم نے ماضی کی غلطیوں سے کوئی سبق سیکھا؟ خبردار رہو کہ اب تم اس خطرناک جنگ میں صلیبی ایندھن کے طور پر کام آ جاؤ گے!!!

الامارہ: ہم آپ کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ آپ نے میدان قتال کی اصل صورت حال ہمارے سامنے رکھی۔ اللہ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

حاجی احمد: آپ کا شکریہ اور اللہ تعالیٰ آپ کو بھی بھرپور اجر سے نوازے۔

سید آباد فدائی، فوجی مرکز منہدم

ہفتہ 10 , ستمبر 2011 ذبیح اللہ مجاہد

صوبہ میدان وردک ضلع سید آباد کے مرکز اور ساتھ ہی جارح فوجوں کے مرکز پر امارت اسلامیہ کے فدائی مجاہد نے استشہادی حملہ انجام دیا، جس میں پچاس فوجی ہلاک ہوئیں۔

تفصیل کے مطابق سنیچر کیروز 10-09-2011 مقامی وقت کیمطابق شام سوا پانچ بجے امارت اسلامیہ کیا ستشہادی مجاہد شہید سیف اللہ تقبلہ اللہ باشندہ صوبہ پکتیکا ضلع برمل نے سید آباد ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر کے قریب امریکی فوجی مرکز سے 9 ٹن بارود بھری ٹرک ٹکرادی، جس سے فوجی مرکز مہندم ہوکر رہ گیا اور ساتھ ہی ضلعی مرکز کے عمارت کو بھی شدید نقصان پہنچا اور وہاں تعینات پچاس امریکی وکٹھ پتلی فوجی ہلاک جبکہ متعدد زخمی ہوئیں۔

رپورٹ میں مزید کہا گیا ہے کہ مرکز میں نصب طیارہ جو تصویریں بنوا رہا تھا، بھی مکمل طور پر تباہ ہوا، اس کے علاوہ وہاں کھڑی متعدد گاڑیاں اور فوجی ٹینک بھی تباہ نیز فوجی مرکز بھی ملبہ کا ڈھیر بن کر رہ گیا۔ عینی شاہدین کا کہنا ہے کہ کئی مرتبہ سولہ 16 ہیلی کاپٹروں میں لاشوں اور زخمیوں کو منتقل کیے گئے۔

مقامی لوگوں کا کہنا ہے کہ فدائی حملہ اتنا شدید اور خوفناک تھا، جس سیمرکز منہدم ہوکر رہ گیا اور کوئی تصور بھی نہیں کر سکتا کہ کبھی یہاں کوئی فوجی چھاؤنی یا مرکز تھا یا نہیں؟

واضح رہے کہ مرکز کی سکیورٹی نہایت سخت تھی اور فدائی نوجوان نے قریب ہی گزرنیوالی سڑک سیمرکز کو نشانہ بنایا۔

شہید سیف اللہ کا کارنامہ

صوبہ وردگ کے ضلع سید آباد کی وادی تنگی میں امریکی چنیوک ہیلی کاپٹر کے حادثے کے غم سے ابھی امریکی فوجی باہر نہیں آئے جس میں امریکی اسپیشل فورس کے 33 فوجی مارے گئے تھے،

جس نے امریکا سمیت پوری دنیا کو ہلا کر رکھ دیا تھا، کہ ایک بار پھر امارت اسلامیہ کے ایک عظیم سپوت شہید سیف اللہ تقبلہ اللہ نے اسی سید آباد میں امریکی فوجی مرکز پر ٹرک کے ذریعے جس میں 9 ٹن بارودی موود تھا، فدائی حملہ کر کے بڑی تعداد میں امریکی فوجیوں کو ہلاک وزخمی کیا۔

اطلاعات کے مطابق امارت اسلامیہ کے مجاہد کی جانب سے کی جانے والی اس کاروائی میں امریکی فوجی مرکز مکمل طور پر تباہ ہو گیا بلکہ اگر یہ کہا جائے کہ یہ فوجی مرکز صفحہ ہستی سے مٹ گیا تو یہ مبالغہ

نہیں ہوگا۔اوراب امریکی فوج کے ترجمان نے میجر ڈیوڈ ایسٹبرن نیواقعے میں ان کے صرف 89 فوجیوں کے زخمی ہونے کوتسلیم کیا ہے۔

ان کے مطابق اس حملے میں صرف دوفوجی مارے گئے ہیں،امریکی فوجی ترجمان کی جانب سے 89فوجیوں کے زخمی ہونے کو ماننا بھی بڑی بات ہے،حالانکہ حقیقت اس کے برعکس ہے انہتائی مصدقہ اطلاعات میں یہ بتایا گیا کہ مرنے والےفوجیوں کی تعداد بہت زیادہ ہے جبکہ زخمی ہونے والوں کی حالت بھی تشویشناک ہیں،امارت اسلامیہ کےمجاہدکی جانب سے یہ حملہ منظّم پلان کے تحت کیا گیااور اس حملے میں بہت سارے امریکی مارے گئے،امریکی فوجیوں اوروائٹ ہاوس کے ترجمان نے یہ مانا ہے ،کہ آج کا حملہ ایک بہت بڑاحملہ ہے۔

امریکی فوجیوں کا اعتراف اگرچہ یہ ہے کہ اس حملے میں 100 کےقریب ان کےفوجی زخمی ہوئے لیکن اس دعوی اوراس اعتراف سے عسکری ماہرین اورعینی شاہدین متفق نہیں،کیونکہ امارت اسلامیہ بہادرسپاہی سیف اللہ جس کےٹرک میں نوٹن مواد تھااوراس نے انتہائی دانشمندی اور بہادری کے ساتھ امریکی مرکز پرحملہ کیا،انہیں امریکی فوجیوں کی موقیعت کا پتہ تھااوران کی گاڑی بھی مواد سے بھری ہوئی تھی جس سے پورافوجی مرکز تباہ بلکہ اوراس فوجی مرکز سے متصل ضلع ہیڈکواٹرکی عمارت اور دیگرعمارتوں کوبھی شدیدنقصان پہنچا،

عسکری اورسیاسی مبصرین کا کہنا ہے کہ نوٹن مواد سے بھرے ٹرک کی تباہی اس سے بھی زیادہ ہوتی ہے،اورامریکیوں کا یہ کہنا کہ صرف ان کےفوجی زخمی ہوئے ہیں،اس کوکوئی ماننے کو تیارنہیں، مبصرین کے مطابق امارت اسلامیہ کےایک مجاہد نے امریکیوں کی تمامتر حفاظتی اقدامات کا جنازہ نکال دیا،اس حملے نے واضح طور پرامریکیوں کو یہ پیغام دیا کہ فوجی اڈےاورمراکز تمہیں موت سے نہیں بچا سکتے،اس قوم میں ایسے ہزاروں سیف اللہ ہیں،جووطن پر مرمٹنے کواپنی ابدی کامیابی سمجھتے ہیں،امریکیوں کو یہ سمجھ لیناچاہیے کہ ایک شہید کےبعدبیسیوں دیگرنوجوان شہادت کے لئےآگےآتے ہیں،تمہارے فوجی جب تک افغان سرزمین پر ہونگے،تمہارے چنیوک ہیلی کاپٹربھی گرائے جائینگےاورتمارےفوجی مراکزبھی تباہ ہوتے رہیں گے،تمہاری بھلائی اسی میں ہے کہ اس ملک کوچھوڑدو،یہاں کاہربچہ سیف اللہ ہے۔۔۔سیف اللہ سیف اللہ سیف اللہ۔

آخری تازہ کاری)پیر 12 , ستمبر(12:40 2011

سید آباد، فدائی حملہ، نا قابل تلافی دھچکا، امریکی اعتراف

اتوار 11 , ستمبر 2011 11:59 رپورٹ

سنیچر کے روز 10-09-2011 شام کیوقت امارت اسلامیہ کے فدائی جانثار مجاہد شہید سیف اللہ تقبلہ اللہ نے صوبہ میدان وردک ضلع سید آباد میں امریکی فوجی مرکز سے بارودی بھری گاڑی ٹکرادی۔

ابتدائی رپورٹ میں کہا گیا تھا کہ فدائی حملہ نے اندازہ سے زیادہ نقصانات برپا کیے، جس میں امریکی فوجی مرکز منہدم ہو کر رہ گیا اور وہاں تعینات تمام جارح فوجیوں کو جانی نقصان کا سامنا ہوا۔ الامارہ ویب سائٹ نے نمائندے نے ابتدائی رپورٹ میں کہا تھا کہ تابڑتوڑ فدائی حملے میں غاصب فوجوں کی جانی نقصان سو100 سے تجاوز کر چکی ہے، لیکن تازہ ترین رپورٹ کے مطابق قابضوں کی ہلاکتوں اندازہ کئی گنا زیادہ ہے۔

عینی شاہدین کا کہنا ہے کہ حملہ اتنا شدید اور خوفناک تھا، جس سے فوجی مرکز کی عمارت اور وہاں کھڑی گاڑیاں اور دیگر فوجی ساز وسامان مکمل طور پر تباہ ہوئے اور عمارت ملبہ کا ڈھیر بن چکا ہے، حملہ کے بعد درجنوں ہیلی کاپٹروں نے مرکز کے آس پاس لینڈنگ کی اور دشمن نہایت گھبراہٹ اور مایوسی کی حالت میں ہے۔

اس کے علاوہ جارح فوجیں اپنی نقصانات چھپانیکی کوشش کر رہا ہے، جس طرح سید آباد کے سنیچر کے روز فدائی آپریشن میں غاصبوں کو بھاری جانی و مالی نقصان کا سامنا ہوا، آخرکار جارح فوجوں نیاعتراف کیا کہ بھاری جانی و مالی نقصان سیدوچار ہوئے، ملک کے جنوب میں امریکی انفارمیشن دفتر کے مطابق 89 فوجی زخمی ہوئیں، جن میں 50 امریکی فوجی شامل ہیں۔

جبکہ امریکی فوجی ترجمان ہلاکتوں کی تردید کرتی ہے، لیکن عقل مند افراد شدید حملے سے پتہ چلا سکتے ہیں، کہ 89 فوجیوں کی زخمی ہونے کے علاوہ ضرور درجنوں فوجی ہلاک بھی ہونگے، جن میں اکثریت امریکیوں کی ہیں۔

واضح رہے کہ سید آباد کو کابل کا دروازہ کہا جاتا ہیا و افغانستان کیاہم جہادی علاقوں میں شمار ہوتا ہے، اس سے قبل اگست کے مہینے میں مجاہدین نے امریکی چینوک ہیلی کاپٹر کو مار گرایا تھا اور اس میں سوار 31 کمانڈو ہلاک ہوئے تھے۔

الامارہ جہادی اسٹوڈیو، میدان وردک کابل کا دروازہ نامی فلم ریلیز

امارت اسلامیہ افغانستان کے کلچر وثقافت کمیشن سے مربوط الامارہ جہادی اسٹوڈیو نے بدر آپریشن کے سلسلے میں میدان وردک کابل کا دروازہ نامی جہادی فلم ریلیز کردی۔

فلم میں امارت اسلامیہ کے بہادر مجاہدین کی کابل، قندھار قومی شاہراہ پر جارح امریکی فوجوں کی سپلائی اورفوجی گاڑیوں پرحملوں کی عکاسی کی گئی۔

فلم کے آغاز میں ملک میں اہم فدائی حملے مثلاوزارت دفاع پر کی جانیوالے حملے کی جانب اشارہ کی گئی، جس میں دشمن کیرد عمل کوظاہر کیا گیا، کہ اس کامیاب حملے نے دشمن کوکس قدر گھبراہٹ میں مبتلا کررکھا ہے۔

نیز صوبہ میدان وردک ضلع سید آباد میں امارت اسلامیہ کے مجاہدین امریکی مفتوحہ بیس میں داخل ہورہے ہیں اوراپنی خوشی کااظہارکرنے کے علاوہ عالم اسلام کے مسلمانوں کومبارکبادی کے پیغامات دے رہے ہیں۔

اڑتیس 38 منٹ پر مشتمل فلم الامارہ جہادی اسٹوڈیو کا 22 واں نمبر ہے، امید ہے مجاہدین کی جہادی کارناموں سے لطف اندوز ہوجاوگے۔

http://www.archive.org/details/maidan-wardak

سید آباد کے واقعے نے افغان عوام کے خون کا بدلہ لے لیا

ستمبر کی 10 تاریخ کوایک بہادر مجاہد نے دس ویلر ٹرک جس میں تقریبا 10 ٹن بارود تھا، کو صوبہ وردگ کے ضلع سید آباد میں امریکی فوجی مرکز کونشانہ بنایا، اس مہیب دھماکے نے امریکا کولرزہ براندام کردیا،

سینکڑوں قابض فوجیوں کی ہلاکت اور بے پناہ مالی نقصانات کے ساتھ ساتھ طاغوت کا یہ مستحکم قلعہ اور مضبوط اڈاہ تہہ وبالا ہوگیا، سید آباد کا یہ فوجی اڈہ جس کی نگرانی اور حفاظت انتہائی سخت تھی، جاسوسی طیارے اور ہیلی کاپٹر 24 گھنٹے اس مرکز کے اوپراور اِردگرد پر مامور تھےاوراس کے ساتھ 20 ملین لاگت کی نصب بیلون تھا جو 15 کلومیٹر کے اِیریا تک علاقے کی عکس بندی کرتا تھا، لیکن جب اللہ تعالی کی مدد کا وقت آن پہنچا، ان کے یہ سب شیطانی ، ہوائی زمینی حفاظتی جال زمین بوس ہوگئے، گونگے ، بہرے اوراندھے ہوگئے، اورایک بہادر مجاہد اس بات میں کامیاب ہوا کہ اس نے ایک

تیز وتندوار کے ذریعے دشمن کے قلب میں اس کے 250 فوجیوں کو ہلاک وزخمی کر دیا۔

بعض ان آزاد صحافیوں اور عینی شاہدین کے اطلاع کے مطابق جو انہوں نے امارت اسلامیہ کے ترجمانوں کے ساتھ رابطہ کر کے اپنا نام اور اپنے ادارے کا نام نشر نہ کرنے کی شرط پر اس دھماکے کو مفصل انداز اس طرح بیان کیا:

جب بارود سے بھرا ٹرک امریکی فوجی مرکز کے قریب پہنچا، تو اس نے انتہائی کامیابی کے ساتھ اپنے ہدف کو پایا، یہ بڑا مرکز جو سید آباد کے ضلعی مرکز اور فوجی چھاونی سے 5 میٹر کے فاصلے پر واقع ہے، اس دھماکے نے ضلعی ہیڈ کواٹر اور فوجی مرکز کو اپنے ساتھ ہوا میں اچھال دیا، ایک خطرناک اور دہشت ناک دھماکہ حملہ بن کر سامنے آیا، جب دھواں چھپٹ گیا تو قابض افواج کے مرکز کے ساتھ حفاظتی چھاونی اور ضلعی ہیڈ کواٹر کی عمارت کا ایک حصہ غائب تھا گویا یہاں پر کچھ بھی نہیں تھا، وہ بڑے بڑے حفاظتی برج اور مضبوط دیوارایں جو حفاظت کے لئے بنائے گئے تھے، اس دھماکے کے بعد نظر نہیں آرہے تھے، یہاں تک کہ سو میٹر فضا میں نصب بیلون جو عکس بندی کرتا تھا، اور حملہ آوروں کی نگرانی پر مامور تھا، اب نظر نہیں آیا، وہ بھی زمین بوس ہو گیا تھا، اس حملے کے ساتھ ہی ایمبولینسز اور ہیلی کاپٹروں کی ریل پیل شروع ہوگئی اور شام تک چودہ بار انہوں نے رفت آمد کی، عینی شاہدین کے مطابق اس مرکز میں زندہ بچنے والے صرف 4 افراد تھے، اور اس رات کو مرکز کی حفاظت کے لئے دوسری جگہوں سے فوجی لائے گئے، ایک صحافی نے نام ظاہر نہ کرنے کی شرط پر بتایا کہ وہ گزشتہ رات اس علاقے میں آئے اور آج شام تک یہاں ہوں اور میں اپنے لئے معلومات جمع کر رہا ہوں، اس نے کہا کہ اب) آج پانچ بجے تک یعنی واقعے کے 24 گھنٹے کے بعد تک (تک ہماری معلومات کے مطابق اس مرکز میں دو سو سے زائد فوجی ہلاک وزخمی ہوئے، انہوں نے بتایا ہماری معلومات کے مطابق مرنے والوں کی تعداد زخمیوں سے کئی گناہ زیادہ ہے، کیونکہ حادثے کی جگہ کا اگر دور سے بھی مشاہدہ کیا جائے تو یہ کہنا مشکل ہوگا کہ یہاں سے کوئی بچ کر نکلا ہوگا، کیونکہ یہاں سب کچھ الٹ پلٹ چکا ہے انسان کس طرح زندہ بچ سکتے ہے۔ امارت اسلامیہ افغانستان کے مطابق یہ حملہ ایک ایسے وقت میں پیش آیا جب وہاں امریکا میں گیارہ ستمبر کی اس واقعے کی یاد میں تقریب ہو رئی تھی جس میں افغان عوام کسی بھی طور پر ملوث نہیں تھے مگر اس واقعے کو بہانہ بنا کر امریکی سامراج نے کئی ہزار نہتے افغانوں کا خون بہایا۔

افغانوں نے سید آباد کے اس واقعے کے ذریعے امریکی حکام کا یہ پیغام دیا اور ان کو یاد دلایا کہ افغان عوام کا یہ حق ہے کہ وہ اپنے پاک خون کا انتقام تم سے ایسے وقت میں لے جو تمہارے لئے انتہائی تاریخی اور اہمیت کے حامل ہو، کیونکہ امریکا نائن الیون کا بہانہ افغانستان پر قبضے کا ذریعہ قرار دیتا ہے اور

اس پر فخر بھی کرتا ہے۔

ہمیں یقین ہے کہ امریکی حکام نے سید آباد کے حادثے اور ہلاکتوں سے عبرت حاصل کی ہوگی، اور امید کرتے ہیں کہ وہ مزید ہٹ دھرمی اور وحشت کی سیاست کو ختم کردیگا، اور جس قیمت پر ہو وہ اپنی فوجیں افغانستان سے نکال دے، اور ان کے اس اقدام سے ہوسکتا ہے کہ دونوں ممالک کے عوام کے لئے جاری مصائب، نقصانات اور مشکلات کے خاتمے کا اچھا چانس اور مسائل کے حل کی بہترین راہ ہوگی۔

کابل فدائی آپریشن اختتام پذیر، درجنوں ہلاکتیں

وفاقی دارالحکومت کابل شہر میں منگل کے روز 13-09-2011 مقامی وقت کیمطابق سہ پہر سوا ایک بجے امارت اسلامیہ کے فدائین کا آپریشن اختتام کو پہنچا، جس میں درجنوں صلیبی و کٹھ پتلی فوجی ہلاک ہوئیں۔

تفصیل کے مطابق نصرت الہی سیامارت اسلامیہ کے پندرہ فدائین نے وفاقی دارالحکومت کابل شہرکیوسط میں حملہ کیا اور بھاری ہتھیاروں جن میں کلاشنکوفیں، ہیوی مشین گنیں، راکٹ لانچر، 82 ایم ایم توپ، دستی بم اور ریموٹ کنٹرول بارود بھری گاڑیاں شامل تھیں اور ساتھ ہی بارودی جیکٹیں بھی تن زیب کیے ہوئے تھے، شہر کے مختلف مقامات میں کرزئی کے فوجی مراکز، قافلے اور غاصب فوجیوں کے قیامگاہوں پر وسیع آپریشن شروع کیا۔

ابتدا میں صوبہ قندھار کے باشندے شہید ملا عبدالرحمٰن تقبلہ اللہ کے قیادت میں چھ 6 فدائین نے جن میں شہید حافظ زین اللہ زعیم تقبلہ اللہ باشندہ صوبہ خوست، شہید ملا عبدالقادر تقبلہ اللہ صوبہ پکتیا، شہید ملا حضرت محمد تقبلہ اللہ صوبہ لوگر، شہید ملا عثمان تقبلہ اللہ صوبہ زابل، شہید ملا حمزہ تقبلہ اللہ صوبہ قندھار کے رہائشی شامل ہیں، حصہ نے لیا، ان فدائین نے صحت عامہ چوک کے قریب بلند و بالا عمارت پر قبضہ جما کر امریکی سفارت، ایساف) صلیبی فوجی (کا کنٹرول اینڈ کمانڈ ہیڈکوارٹر، انٹیلی جنس سروس کے 90 واں، 11 واں ڈرائریکٹوریٹ، ٹیکنیکل ڈائریکٹوریٹ، کابل سینٹرل آرمی ہیڈکوارٹر اور آرمی کلب نامی فوجی مراکز کو 82 ایم ایم توپوں، راکٹوں لانچروں، ہیوی مشین گنوں اور کلاشنکوفوں کا نشانہ بنا کر شدید حملوں کا آغاز کیا۔ امریکی سفارت، ایساف فوجی کنٹرول اینڈ کمانڈر ہیڈکوارٹر پر پ 82 ایم ایم توپ کے گولے داغے گئے، جبکہ انٹیلی جنس ڈائریکٹوریٹ دیگر سرکاری املاک کو دن بھر ہیوی مشین گنوں کا نشانہ بنایا گیا۔

فدائین نے شام کے وقت ایک ٹینک کو بھی نشانہ بنا کر تباہ کر دیا، نیز حملے کے ابتدا میں بلند و بالا سرکاری عمارتوں اور انٹیلی جنس سروس کے مین گیٹ میں واقع چیک پوسٹ کو نشانہ بنا کر تباہ کر دیا۔

لڑائی کے دوران ایئرپورٹ اور شہر کو ملانیوالی سڑک کے درمیان میں ان فوجی کاروان پر جو کمک کیلئے جا رہا تھا فدائی مجاہد شہید حافظ عصمت اللہ تقبلہ اللہ باشندہ صوبہ قندھار نے بارودی جیکٹ سے استشہادی حملہ انجام دی، جس میں دو فوجی گاڑیاں تباہ ہونے کے علاوہ پندرہ 15 فوجی ہلاک ہوئیں اور دشمن کی حرکت کو بند کر دیا، اس کے علاوہ شہید طالب علم خیال محمد تقبلہ اللہ نیمقامی وقت کے مطابق سہ پہر تین بجکر پندرہ منٹ پر 101 بریگیڈ نظم عامہ کیا ہلکار پر بھاری ہتھیاروں اور ساتھ ہی فدائی حملہ کیا، تقریبا بیس منٹ کے شہید فدائی مجاہد طالب علم عبدالشافی تقبلہ اللہ نے شمشاد زون 303 پولیس جو میدان جنگ کیلیے تیاری میں مصروف تھے، کے ہیڈ کوارٹر کے مین گیٹ میں استشہادی حملہ انجام دی۔

دونوں حملوں میں کئی رینجر گاڑیاں اور امریکی ٹینک تباہ ہونے کے علاوہ چالیس تک جارح وکٹھ پتلی فوجوں ہلاک وزخمی ہوئیں۔

نیز بدھ کے روز 2011-09-14 مقامی وقت کے مطابق صبح سات بجے کٹھ پتلی ادارے کی ان فوجوں پر ریموٹ کنٹرول گاڑی کا دھماکہ ہوا، جو مجاہدین کی مورچوں کی جانب بڑھنے کی کوشش کر رہا تھا، جس سے دشمن کو بھاری جانی ومالی نقصان کا سامنا ہوا۔

اطلاعات کے مطابق فدائین نیرات بھر جارح فوجوں کے مرکز) ایساف کنٹرول اینڈ کمانڈ ہیڈ کوارٹر (امریکی سفارتخانیاور آرمی کلب کو بھاری ہتھیاروں کا نشانہ بنایا اور ان فوجوں کو بھی اللہ تعالی کی نصرت اور مجاہدین کی شدید مزاحمت کے بدلے پسپائی نصیب ہوئی، جو مجاہدین کے مورچوں کی طرف پیش قدمی کر رہا تھا۔

مثق ترین رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ کامیاب استشہادی آپریشن کیدوران 69 جارح صلیبی وکٹھ پتلی فوجی، انٹیلی جنس اہلکار اور مشیر ہلاک جبکہ درجنوں زخمی ہوئیں۔ نیز بدھ کے روز مقامی وقت کے مطابق صبح سات بجے مجاہدین نے دو امریکی فوجوں کو اس وقت نشانہ بنا کر قتل کر دیے، جب وہ ایک عمارت کی جانب پیدل جا رہے تھے۔

کامیاب آپریشن بدھ کے روز مقامی وقت کے مطابق صبح نو بجے ایسے وقت میں اختتام کو پہنچا، کہ پندرہ 5 1 فدائین جن میں سے 6 استشہادی مجاہدین کی رہنمائی اور تعاون کر رہا تھا، بحفاظت نکلنے میں کامیاب ہوئے، اور باقی نو 9 میں سے 3 نے مختلف علاقوں میں دشمن کے

فوجی قافلوں پر استشہادی حملے انجام دیے، جبکہ 6 سرفروش بیس گھنٹے تک دشمن سے نبرد آزما ہونے کے بعد جام شہادت نوش فرما کر خالق حقیقی سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

کابل کے حملے نے قابضین کے پست مورال کو اجاگر کردیا

مجاہدین کی حالیہ پے درپے اور کاری حملوں نے افغانستان میں موجود قابضین اور ان کے کٹھ پتلیوں کو ایک ایسے حواس باختگی اور ناتواں حالت سے سامنا کرانے پر مجبور کیا ہوا ہے

کہ ان کی ہر فوجی حکمت عملی اور کوئی بھی منصوبہ نتیجہ خیز ثابت نہیں ہو رہا، بلکہ وہ مزید ناکامی اور شرمندگی کیساتھ دست وگریبان ہیں، اور عالمی سطح پر ان کی حیثیت اور مقام خاک میں مل رہا ہے، ابھی 4 دن سید آباد کے حملے اور دھماکے کو نہیں ہوئے تھے جس میں قابض امریکیوں کا فوجی اڈہ الٹ پلٹ گیا تھا اور 250 فوجیوں کی ہلاکت اور زخمی ہونے کے ساتھ ساتھ جنگی ساز وسامان، ٹینکوں اور اسلحوں کی تباہی کی کے ساتھ ایک اندازے کے مطابق 200 میلن ڈالر کے بمقدار مالی نقصان کا سامنا بھی کیا ہے، سید آباد میں مرنے والے فوجیوں کو بھی تابوتوں نہیں ڈالا گیا تھا کہ مجاہدین نے ستمبر کی 13 تاریخ کو کابل پر تاریخی حملے کی تیاری کی اور شہر کے چند اہم حصوں پر قبضے کے بعد قابضین کے اہم شیطانی جالیں) امریکی سفارت خانہ، نیٹو ہیڈ کواٹر اور کٹھ پتلی انتظامیہ کے انٹیلی جنس مرکز (کونشانہ بنا کر 20 گھنٹوں تک کفر اور گمراہی کے ان مراکز کو حملوں کی زد میں رکھا۔

کابل شہر کا حالیہ 20 گھنٹوں پر محیط معرکہ اسلام کی راہ کے 5 بہادر سپاہیوں کی جانب سے انتہائی فاتحانہ انداز میں اللہ تعالی کی مدد کے ساتھ عمل میں آیا اور مجاہدین نے اس حملے کو اس وقت تک طول دیا جب تک ان کے پاس اسلحہ اور مواد موجود رہا، دنیا کی سب سے بڑی طاقت اور کٹھ پتلی فوجی فضائی اور زمینی طاقت کے باوجود اس بات میں کامیاب نہ ہوسکے کہ وہ ان سرفروش مجاہدین کے مورچوں پر چڑھائی کریں۔

ان حملوں نے دشمن کو سخت جانی اور مالی نقصانات کے ساتھ ساتھ وسیع پیمانے پر سیاسی اور ابلاغی شکست سے بھی دوچار کیا، اور نائن الیون کی دسویں برسی کے موقع پر عصر حاضر کے فرعونوں کے ان تمام جھوٹے دعوں جن میں وہ اس بات کا اظہار کیا کرتے تھے کہ طالبان دس سال کے جنگ کے بعد کمزور ہوگئے ہیں اور ہم فاتح ہیں، پر بطلان کی لکھیر کھینچ دی، اس لیے اب قابضین اور کٹھ پتلی انتظامیہ آہ بکا کی حالت میں ہیں، سخت پریشان ہیں اور انتہائی شرمناک حالات کا سامنا کر رہے ہیں، اور اب وہ چاہتے ہیں کہ ایک بڑے پروپیگنڈہ مہم کے ذریعے ان حملوں کے اثر کو کم اور اپنے شکست خوردہ

فوجیوں کے مورال کو اس انداز میں بلند کریں کہ ان حملوں کی منصوبہ بندی ملک سے باہر ہوئی ہے

دوسری جانب امارت اسلامیہ کے ترجمان نے بروقت قابض افواج کے اس بے بنیاد دعوی کو سختی کے ساتھ رد کیا ہے، اور اس کو حواس باختہ دشمن کی ایک چال قرار دیا، جس سے وہ اپنے فوجیوں کے مورال کو بلند اور عالمی برادری کی توجہ دوسری جانب مبذول کرانا چاہتے ہیں۔

ماہرین کے مطابق ستمبر کی 13 تاریخ کو کابل کے حساس مقامات پر مجاہدین کے کنٹرول اور حملوں نے کابل کی کٹھ پتلی انتظامیہ کی کم و بیش دو لاکھ فوج اور امریکا اور نیٹو کی ڈیڑھ لاکھ فوجیوں اور جنگی ٹیکنالوجی کا عملی امتحان لیا، کہ وہ اپنی دس سالہ موجودگی اور یلغار کے باوجود کابل شہر میں 5 مجاہدین کا مقابلہ بھی نہیں کر سکے، بلکہ 20 گھنٹوں تک امریکی سفارت خانہ، نیٹو ہیڈ کواٹر کو اس انداز میں زیر حملہ اور زیر محاصرہ رکھا کہ ان مراکز میں کوئی بھی شخص کسی بھی قسم کی حرکت کرنے کی پوزیشن میں نہیں تھا۔

اب اگر امریکی اور کابل انتظامیہ جتنا بھی ہاتھ پیر مارے اور یہ کہے کہ اس حملے میں بڑا نقصان نہیں ہوا، اور یا وہ جھوٹ بولیں کہ چند مشکوک لوگوں کو اس واقعے کے الزام میں گرفتار کیا ہے اور یا پھر اس حملے کی منصوبہ بندی ملک سے باہر ہوئی ہے، اس طرح کی باتیں کبھی بھی ان کی اس حالیہ تاریخی شکست پر پردہ نہیں ڈال سکتی اور نہ ہی عام اذہان کو اس سوز دل کے ساتھ کیے جانے والے پروپیگنڈے کے ذریعے کچھ وقت لے لے خاموش کیا جا سکتا ہے!!

مریکا کے حالیہ الزامات پر امارت اسلامیہ کا اعلامیہ

امارت اسلامیہ کے مجاہدین کی سخت ترین حملوں کی تیزی کے ساتھ ہی امریکی اہلکاروں نے ایک بار پھر انتہائی حواس باختگی اور بوکھلاہٹ کی حالت میں چھل پہل شروع کر دی ہیں،

تا کہ عام لوگوں کے اذہان کو مصروف رکھا جائے اور اپنی رسوا کن شکست کو یا تو چھپائے یا اس کی کوئی توجیہی کر سکیں اور اسی بابت وہ یہ چاہتے ہیں کہ اسلامی امارت کی جانب سے کیے جانے والی حیران کن حملوں کو پاکستان کی طرف منسوب کر دے اور ساتھ ہی امارت اسلامیہ کے متحد مجاہدین کو الگ الگ ظاہر کیا مریکا اس کام سے مذکورا ہداف حاصل کرنا چاہتا ہے۔

1۔ امریکا چاہتا ہے کہ امارت اسلامیہ کی طاقت کو کم ظاہر کرے اور اس کے حملوں کو دسروں کی طرف منسوب کر دے

2۔ جیسا کہ امریکی اہلکاروں خاص طور پر جنرل ڈیوڈ پیٹریاس نے بارہا افغانستان میں جاری جنگ کے بابت امریکی عوام کو اپنی کامیابی کے حوالے سے جھوٹے اور غلط معلومات دی ہیں، اب جب

بات رسوائی تک آ پہنچی ہے تو مجبورا انہوں نے پاکستان کی مداخلت کی بات کی ہے تاکہ وہ کہہ سکیں کہ افغانی مزاحمت کو تو انہوں نے کمزور کردیا تھا لیکن حالیہ حملے جو ہو رہے ہیں یہ پاکستان کی مداخلت ہے!۔

3۔ بدر کے نام سے امارت اسلامیہ کے مجاہدین کی کارروائیاں اتنی کامیاب اور دشمن کش ہیں کہ قابض اتحاد کے بہت سارے اہلکار اس نتیجے پر پہنچ چکے ہیں کہ یہ جنگ نہیں جیتی جا سکتی۔ یہ اتحاد اب اس بات پر غور کر رہا ہے کہ جتنی جلد ہو سکے افغانستان سے اپنی فوجیں نکال باہر کرے اور اس حوالے سے وہ اپنے عوام کی جانب سے بھی دباو کا شکار ہے، تو امریکا اب ان کو یہ دیکھانا چاہتا ہے کہ افغانستان کے موجودہ حالات کنٹرول میں ہیں اور یہ حالیہ مزاحمت پاکستان کی جانب سے ہو رہی ہے، لہذا ہم پاکستان پر دباو ڈالیں گے اور اس مداخلت کو بند کردیں گے، باقی کوئی مشکل نہیں، تاکہ وہ اس طریقے سے اتحاد میں شامل قوتوں کو مزید کچھ وقت کے دھوکے میں رکھ سکیں۔

4۔ امریکا چاہتا ہے کہ وہ جھوٹے پروپیگنڈوں کے ذریعے عام لوگوں کے اذہان میں عظیم جہادی شخصیت اور امارت اسلامیہ کی سپریم کونسل کے رکن الحاج مولانا جلال الدین حقانی کو الگ قوت اور دوسروں کی طرف منسوب کر کے ظاہر کردیں تاکہ ایک طرف وہ مجاہدین کے مابین اختلاف کو ظاہر کریں اور دوسری جانب ہمارے معتبر اشخاص کو بیرونی جاسوس اداروں سے منسوب کر کے بدنام کریں۔

5۔ امریکا مختلف حیلوں اور بہانوں سے یہ چاہتا ہے کہ وہ پاکستان میں افراتفری پھیلائے، اس کی حکومت کو کمزور اور اپنا محتاج بنائے، امریکا کی کوشش ہے کہ پاکستانی حکومت اور عوام کا تصادم ہوجائے اور اسی بہانے حکومت کو عوام سے لڑا دے، ان کے بقول یہاں دہشت گردوں کے مراکز ہیں۔

امارت اسلامیہ افغانستان ایک بار پھر یہ بات پوری دنیا سے کہنا چاہتی ہے کہ امارت اسلامیہ ماضی سے زیادہ طاقت ور، متحد اور اپنے عوام کی وسیع تائید کی حامل ہے، اور افغانستان کے آدھے سے زیادہ علاقے اس کے کنٹرول میں ہیں، نہ تو ہمارے مراکز پاکستان میں ہیں اور نہ ہی ہم ملک سے باہر کے غیر اطمینان بخش حالات میں زندگی گذار رہے ہیں، ملک میں تمام عسکری اور سیاسی اقدامات ہمارے اپنے ایجاد کردہ اور ہمارے دماغ کی مرہون منت ہے، محترم مولانا جلال الدین حقانی امارت اسلامیہ کے بااعتماد اور قابل قدر شخصیت ہیں اور وہ تمام کارروائیوں میں امارت اسلامیہ کی قیادت سے ہدایات حاصل کرتے ہیں۔

ہمارے خیال میں بے جا الزامات اور دیگر بے جا نقصانات اور مسلسل ناکامیوں اور نقصانات کو چھپانے سے امریکا اور ان کے اتحادیوں کے لیے بہتر یہ ہے کہ جتنی جلد ہو سکے افغانستان کے قبضے کو ختم کردے، اور جو کام آئندہ ہر حال میں اسے کرنا ہے اس کو ابھی ہی کرلے۔

ملک میں جاری حالات کے بارے میں افغانستان کے مومن اور مجاہد عوام سے کہنا چاہتے ہیں کہ دشمن کی جانب سے کیے جانے والے بے بنیاد پر پیگنڈوں اور الزامات کو دل پر نہ لیں، جیسا کہ عوام اس بات کو جانتے ہیں کہ امریکی استعمار کے خلاف کامیابی سے قریب تر جہاد، آزادی کے لیے ہمارے تمام مزاحمتوں کی طرح صاف، اسلامی اور عوامی جہاد ہے، جسے دوسروں کی جانب منسوب کرنے سے بد اعتمادی کی فضا پیدا ہوتی ہے، ہمارے عوام اس جاری مزاحمت میں الٰہی نصرت کے علاوہ کسی اور کی مدد کے احسان مند نہیں ہیں، تو چاہیے کہ عوام اپنے خودمختار قائدین اور اولوالعزم مجاہدین پر فخر کریں اور ان کے ساتھ مزید جانی اور مالی تعاون کے ذریعے ساتھ دیں۔

پاکستان کی حکومت اور عوام کو ہمارا مشورہ یہ کہ امریکا کی دوغلی اور نہ راضی ہونی والی سیاست کی طرف متوجہ ہو جائیں، ہر چیز میں اسلامی اور قومی مفادات کو ترجیح دیں اور اس بات کا یقین کرلیں کہ امریکا اس وقت تک ان سے راضی نہیں ہوگا جب تک وہ ان کے مادی اور معنوی سرمائے کو لوٹ نہ لے۔

☆☆☆☆

اختتامیہ

پوری کتاب کے مطالعے سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ خراسان کی سرزمین صلیبیوں کا قبرستان ثابت ہوئی اور عنقریب مجاہدین فتح کے قریب پہنچ چکے ہیں۔ پوری دنیا میں اسلام کا بول بالا ہوگا اور عالم صلیب ودجال کی شکست اور پسپائی کو پوری دنیا اپنی آنکھوں سے دیکھے گی اور سرزمین خراسان (افغانستان) میں ہر طرف سفید اور کالے پرچم لہراتے ہوں گے۔ انشاءاللہ